معارف الحدیث

جلد پنجم

یعنی

احادیث نبویؐ کا ایک جدید انتخاب
اردو ترجمہ اور تشریح کے ساتھ

تالیف

محمد منظور نعمانی

کتب خانہ الفرقان کچہری روڈ، لکھنؤ

ما اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا

معارف الحدیث

یعنی

احادیثِ نبویؐ کا ایک جدید اور جامع انتخاب

اُردو ترجمہ اور تشریحات کیساتھ

جلد پنجم ۵

کتاب الاذکار والدعوات

تالیف

مولانا محمد منظور نعمانی

ناشر۔ کتب خانہ الفرقان، کچہری روڈ۔ لکھنؤ۔

اڈیشن
صفر ۱۳۹۸ھ، فروری ۱۹۷۸ء

مطبوعہ تنویر پریس لکھنؤ

قیمت مجلد پندرہ ۱۵ روپے
" غیر " ۱۲/۵۰

فہرست مضامین "معارف الحدیث جلد پنجم" بقید صفحہ

عنوان یا مضمون کا اشاریہ	صفحہ
مقدمہ :— مولانا سید ابوالحسن علی ندوی	۱
دیباچہ :— از مؤلف	۱۱
کتاب الاذکار والدعوات	
شریعت کے نظام میں اذکار و دعوات کا امتیاز اور غرض و غایت	۱۷، ۱۸
ذکر اللہ کی عظمت اور اس کی برکات	۱۹
ذکر اللہ کی عظمت و اہمیت پر قرآن کریم کی روشنی میں شیخ ابن القیمؒ کا روح پرور کلام	۱۹
ذکر اللہ کی عظمت اور برکات کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات	۲۸
دوسرے تمام اعمالِ خیر کے مقابلہ میں ذکر اللہ کی افضلیت	۳۵
عذاب سے نجات دلانے میں ذکر اللہ سے زیادہ کوئی چیز بھی مؤثر نہیں	۳۷
ذکرِ لسانی کی فضیلت کی احادیث	۳۸
ذکر اللہ سے غفلت کا انجام، حسرت و محرومی اور دل کی قساوت	۴۰
ذکر کے خاص کلمات اور اُن کے فضائل و برکات	۴۱
کلمۂ تمجید "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَر" کی افضلیت کا راز	۴۳
"سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" کی جامعیت اور فضیلت	۴۶
زبان پر نہایت ہلکے اور آخرت کی میزان میں نہایت بھاری دو کلمے	۴۸
غیر مادّی چیزوں کے وزن کا مسئلہ عقل اور تجربے کی روشنی میں	۴۸
بہت مختصر ذکر و تسبیح کا وہ طریقہ جس کے ذریعہ لمبے لمبے وظیفوں سے زیادہ ثواب حاصل کیا جا سکتا ہے	۴۹، ۵۰
"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰه" کی خاص فضیلت اور کلماتِ ذکر میں اس کا امتیاز	۵۲
کلمۂ توحید "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ" کی خاص عظمت و برکت	۵۵
"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰه" کی خاص فضیلت اور اُس کی امتیازی تاثیر	۵۷

نکتہ سنجاں را صلائے عام دہ۔
از نبیِّ اُمّیے پیغام دہ

پیشکش

اُن سب اخوانِ دینی کی خدمت میں ـــــ جو
"نبیِ اُمّی" سیدنا حضرت محمّد عربی (فداہ اُمّی وابی ورُوحی وقلبی) پر
ایمان رکھتے ہیں
اور آپ کی ہدایت اور اسوۂ حسنہ کی پیروی ہی میں اپنی اور تمام اولادِ آدمؑ کی
نجات کا یقین کرتے ہیں
اور اس لئے آپ کی تعلیم اور طرزِ زندگی سے صحیح واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں
آیئے
علم وتصور ہی کے راستہ سے مجلسِ نبویؐ میں حاضر ہوکر
آپ کے ارشادات سُنیں!
اور
اس چشمۂ انوار سے
اپنے تاریک دلوں کیلئے روشنی حاصل کریں!

عاجز داعی
محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

عنوان یا مضمون کا اشاریہ		صفحہ
دُعا سے متعلق ہدایات		۱۲۲
دُعا میں عجلت طلبی اور جلد بازی کی ممانعت		۱۲۵
حرام کھانے اور حرام پہننے والوں کی دُعا قبول نہیں		۱۲۶
وہ دُعائیں جن کی ممانعت ہے		۱۲۷
موت کی دُعا کرنے سے ممانعت کا مطلب اور اس کا محل		۱۲۹
خاصانِ خدا کبھی کبھی لقاءِ الٰہی کے غلبۂ شوق سے موت کی تمنا کرتے ہیں		۱۲۹
دُعا کے چند آداب		۱۳۰
دوسرے کے لئے دُعا کرنے سے پہلے اپنے لئے دُعا		۱۳۰
ہاتھ اٹھا کے دعا کرنا صفحہ ۱۳۰	دُعا سے پہلے حمد و صلوٰۃ صفحہ ۱۳۲ — دُعا کے آخر میں "آمین"	۱۳۳
اپنے چھوٹوں سے بھی دُعا کی درخواست کرنی چاہئے		۱۳۴
وہ دعائیں جو خصوصیت سے قبول ہوتی ہیں		۱۳۵
دعا کی قبولیت کے خاص احوال و اوقات		۱۳۷
دعا قبول ہونے کا مطلب اور اس کی مختلف صورتیں		۱۴۱
رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعائیں		۱۴۴
حضورؐ کی دُعاؤں کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے		۱۴۴
نماز میں، اور نماز کے بعد کی جانے والی دُعائیں		۱۴۵
تکبیر تحریمہ کے بعد کی افتتاحی دعائیں صفحہ ۱۴۵	رکوع و سجود کی دعائیں	۱۴۹
قعدۂ اخیرہ کی بعض دُعائیں صفحہ ۱۵۱	نماز کے بعد کی دعائیں	۱۵۶
ختمِ تہجد پر حضورؐ کی ایک نہایت جامع دعا		۱۶۱
مختلف اوقات و احوال کی دُعائیں		۱۶۷
صبح اور شام کی دُعائیں صفحہ ۱۶۷	سونے کے وقت کی دعائیں	۱۷۷
نیند نہ آنے کی [illegible] کی دُعا صفحہ ۱۸۶	نیند میں ڈر جانے کی دعا	۱۸۷
سو کر اٹھنے کے [illegible] دعائیں صفحہ ۱۸۸	استنجے کے وقت کی دعائیں	۱۹۱
گھر سے نکلنے [illegible] آنے کے وقت کی دُعائیں		۱۹۳

عنوان یا مضمون کا اشاریہ		صفحہ
"اسماءِ حُسنیٰ" اور اُن کے بارے میں ایک تحقیقی بحث		۵۹
۹۹ اسماءِ حُسنیٰ جو سب کے سب قرآن مجید میں موجود ہیں		۶۷
"اسمِ اعظم" اور اس کے بارے میں حضرت شاہ ولی اللہؒ کی خاص تحقیق		۶۹، ۷۲
قرآن مجید کی تلاوت (جو ذکر اللہ ہی کی ایک اعلیٰ شکل ہے)		۷۳
قرآن مجید کی عظمت		۷۴
اس کائنات کی ہر چیز مخلوق اور غیر اللہ ہے، صرف قرآن ہے جو مخلوق نہیں بلکہ اللہ کی صفتِ قائمہ ہے		۷۴
جس بندے کو قرآن مجید میں مشغول رہنے کی وجہ سے ذکر و دُعا کی فرصت نہ ملے، اللہ تعالیٰ اس کو ذاکرین اور سائلین سے بھی زیادہ عطا فرمائے گا		۷۵
اللہ کی نگاہ میں سب سے اچھے اور مبارک بندے قرآن کے معلمین اور متعلمین ہیں		۷۸
قرآن اور قوموں کا عروج و زوال		۸۱
تلاوتِ قرآن کا اجر و ثواب۔ صفحہ ۸۲	قرآن مجید کی تلاوت قلب کا صیقل	۸۴
تلاوتِ قرآن کا وہ طریقہ جس سے قلب کو نورانیت اور نسبت مع اللہ نصیب ہو (از شاہ ولی اللہؒ)		۸۵
ماہرِ قرآن کا مقام۔ صفحہ ۸۵	قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا انعام	۸۶
قیامت میں قرآنِ پاک کی شفاعت و وکالت		۸۷
خاص خاص سورتوں اور آیتوں کی برکات		۹۰
سُورۂ فاتحہ۔ صفحہ ۹۱	سُورۂ بقرہ۔ صفحہ ۹۲	سُورۂ کہف ۹۴
سُورۂ یٰس۔ صفحہ ۹۵	سُورۂ واقعہ۔ صفحہ ۹۶	سُورہ ملک ۹۶
سُورۂ الم تنزیل۔ صفحہ ۹۷	سُورۂ الاعلیٰ۔ صفحہ ۹۷	سُورۂ التکاثر ۹۸
سُورۂ زلزال، سورۂ الکافرون،	سُورۂ اخلاص۔ صفحہ ۹۹	معوذتین ۱۰۳
آیۃ الکرسی۔ صفحہ ۱۰۶	بقرہ کی آخری آیات۔ صفحہ ۱۰۸	آل عمران کی آخری آیات ۱۱۰
دُعاء		۱۱۴
بندوں کے مقامات میں سب سے بلند عبدیت کا مقام ہے		۱۱۵
دُعا، عبدیت کا جوہر اور اس کا خاص مظہر ہے		۱۱۵
دُعا کا مقام اور اس کی عظمت۔ صفحہ ۱۱۶	دُعا کی مقبولیت اور نافعیت	۱۲۰

عنوان یا مضمون کا اشاریہ	صفحہ
جس سے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی پناہ نہ مانگی ہو، اور اُمت کو اس کی تلقین نہ فرمائی ہو ——— اِس سلسلہ کی ۱۵ حدیثیں۔	۲۹۲ / ۳۰۷
"عذابِ قبر" اور "فتنۂ قبر" "عذابِ نار" اور "فتنۂ نار" کا فرق	۲۹۷
دولت مندی و خوش حالی اور اسی طرح فقر و تنگدستی نعمت بھی ہے اور فتنہ و آزمائش بھی	۲۹۸
غیر طبعی اور ناگہانی موت کی جن صورتوں کو "شہادت" بتایا گیا ہے ان سے پناہ مانگنے کی وجہ	۳۰۴
بیماری اور بُرے اثرات سے تحفظ کے لئے استعاذہ کی دعائیں	۳۰۶
استغفار و توبہ	
توبہ و استغفار کی حقیقت اور ان کا باہمی تلازم	۳۰۸
توبہ و استغفار بلند ترین مقام (ص ۳۰۹)۔ توبہ و استغفار کے باب میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ	۳۱۱
گناہوں کی سیاہی اور توبہ و استغفار سے اس کا ازالہ اور کامل صفائی	۳۱۴
غفاریت کے ظہور کے لئے گناہوں کی ضرورت	۳۱۷
بار بار گناہ اور بار بار استغفار کرنے والے صفحہ ۳۲۰ — کس وقت تک کی توبہ قبول ہوتی ہے	۳۲۱
مرنے والوں کیلئے سب سے بہتر تحفہ استغفار (ص ۳۲۳) — زندوں کی دعاؤں سے مُردوں کے درجات میں ترقی	۳۲۴
عام مومنین کیلئے استغفار (ص ۳۲۵) — عام مومنین کیلئے استغفار کی غیر معمولی برکت و مقبولیت	۳۲۷
توبہ و انابت سے بڑے سے بڑے گناہوں کی معافی	۳۲۸
"ننانوے آدمیوں کا قاتل سچی توبہ سے بخشدیا گیا" اس حدیث کے بارے میں ایک اصولی اشکال اور اس کا جواب	۳۳۱
توبہ کرنے والے کافروں اور مشرکوں کے لئے بھی مژدۂ رحمت	۳۳۱
توبہ و استغفار کے خاص کلمات	۳۳۳
سید الاستغفار صفحہ ۳۳۵ — حضرت خضرؑ کا استغفار	۳۳۹
استغفار کی برکات	۳۴۲
استغفار پوری اُمت کیلئے امان صفحہ ۳۴۳ — توبہ و استغفار سے اللہ کتنا خوش ہوتا ہے	۳۴۵
رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان فرمائی ہوئی ایک مسافر بدّو کی عجیب و غریب مثال توبہ کرنے والے گنہگار بندے سے اللہ تعالیٰ کے خوش ہونے کے موضوع پر	۳۴۶
شیخ ابن القیمؒ کا رُوح پرور عارفانہ کلام۔	۳۴۸

عنوان یا مضمون کا اشاریہ		صفحہ
مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کے وقت کی دُعا		۱۹۶
کسی مجلس سے اُٹھنے کے وقت کی دعائیں		۱۹۷
بازار جانے کی دعا صفحہ ۲۰۱	بازار کی ظلمانی فضاؤں میں اللہ کا ذکر	۲۰۲
کسی مبتلائے مصیبت کو دیکھنے کے وقت کی دُعا		۲۰۵
کھانے پینے کے وقت کی دُعائیں (صـ۲۰۶)	کسی کے یہاں کھانا کھا کر کھلانے والے کے لئے دعا	۲۰۸
نیا لباس پہننے کے وقت کی دعا صفحہ ۲۱۱	آئینہ دیکھنے کے وقت کی دعا	۲۱۲
نکاح اور شادی سے متعلق دعائیں صفحہ ۲۱۳	مباشرت کے وقت کی دعا	۲۱۴
سفر پر جانے اور واپس آنے کے وقت کی دُعائیں صفحہ ۲۱۵	سفر میں کسی منزل پر اُترنے کے وقت کی دُعا	۲۱۹
کسی بستی میں داخلہ کے وقت کی دعا صفحہ ۲۲۰	سفر پر جانیوالے کیلئے وصیت اور اس کے لئے دعا	۲۲۱
سخت خطرے کے وقت کی دُعائیں صفحہ ۲۲۳	فکر اور پریشانی کے وقت کی دُعائیں	۲۲۵
مصائب اور مشکلات کے وقت کی دُعائیں صفحہ ۲۲۸	حاکم وقت کے ظلم سے حفاظت کی دعا	۲۳۱
قرض اور تنگ حالی سے نجات کی دعائیں صفحہ ۲۳۲	خوشی اور غم کے وقت کی دعائیں	۲۳۵
غصہ کے وقت کی دعا صفحہ ۲۳۶	عیادت کے وقت کی دُعائیں	۲۳۷
چھینک آنے کے وقت کی دعائیں صفحہ ۲۳۹	بادل گرجنے اور بجلی چمکنے کے وقت کی دعا	۲۴۲
آندھی اور تیز و تند ہوا کے وقت کی دعائیں		۲۴۳
بادل اُٹھنے اور پانی برسنے کے وقت کی دعائیں		۲۴۵
بارش کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا صفحہ ۲۴۶	مہینہ کا نیا چاند دیکھنے کے وقت کی دعائیں	۲۴۷
لیلۃ القدر کی دعا صفحہ ۲۴۹	حج میں عرفات کی خاص الخاص دعا	۲۵۰
جامع اور ہمہ گیر دُعائیں		۲۵۴
اس عنوان کے تحت قریباً ۴۰ صفحات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ۴۵ جامع دعائیں درج کی گئی ہیں جن میں سے ہر دُعا دنیا کے لئے ایک عرفانی معجزہ اور اُمت کیلئے بیش بہا تحفہ ہے، ہر دعا کیف و سوز سے بھری ہوئی ہے۔		۲۵۴ / ۲۹۱
استعاذہ کی دُعائیں		۲۹۲
دنیا اور آخرت کا کوئی شر، کوئی فساد، کوئی فتنہ اور کوئی بلا اور آفت ایسی نہیں ہے		

مُقدّمہ

معارفُ الحدیث

جلد پنجم

از - ابُوالحسن علی ندوی

۷ رجمادی الآخرہ ۱۳۹۱ھ - ۳۱ رجولائی ۱۹۷۱ء

پھاٹک عبداللہ خاں رائے بریلی - برمکان داروغہ اسرارالحق صاحب

عنوان یا مضمون کا اشاریہ	صفحہ
صلوٰۃ وسلام	
قرآن مجید میں غیر معمولی انداز میں صلوٰۃ وسلام کا حکم	۳۵۳
صلوٰۃ علی النبیؐ کا مطلب اور ایک اشکال کا حل	۳۵۴
صلوٰۃ وسلام کی عظمت واہمیت۔ صفحہ ۳۵۵ — صلوٰۃ وسلام کے بارے میں فقہاء کے مسالک	۳۵۵
درود وسلام کا مقصد۔ صفحہ ۳۵۷ — درود وسلام کی خاص حکمت	۳۵۸
حدیثوں میں درود وسلام کی ترغیبات اور فضائل وبرکات	۳۵۹
آپؐ کے ذکر کے وقت درود سے غفلت کرنے والوں کی محرومی اور ہلاکت	۳۶۵
مسلمانوں کی کوئی نشست ذکر اللہ اور صلوٰۃ علی النبیؐ سے خالی نہ ہونی چاہئے	۳۶۹
درود شریف کی کثرت قیامت میں حضورؐ کے خصوصی قرب کا وسیلہ	۳۷۰
اگر کوئی بندہ اپنے مقاصد کیلئے دعاؤں کی جگہ بھی درود ہی پڑھے تو اسکے سارے مسائل غیب سے حل ہوں گے	۳۷۱
"درود شریف" دعا کی قبولیت کا وسیلہ	۳۷۴
دنیا میں کہیں بھی درود بھیجا جائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچتا ہے	۳۷۵
قبر مبارک پر جو درود وسلام عرض کیا جائے اس کو آپ خود سنتے ہیں اور دور والوں کا پہونچایا جاتا ہے	۳۷۹
درود شریف کے خاص کلمات	۳۸۱
ایک عظیم تحفہ، درود ابراہیمی بروایت کعب بن عجرہ (صفحہ ۳۸۲)۔ استدعاء صلوٰۃ کے بعد "برکت" مانگنے کی حکمت	۳۸۴
لفظ "آل" کی تحقیق (صفحہ ۳۸۵) — درود شریف میں تشبیہ کی حقیقت اور نوعیت	۳۸۷
درود شریف کا اول وآخر "اَللّٰھُمَّ"۔ "اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ"	۳۸۹
اس درود کے الفاظ کی اولیتی حیثیت (صفحہ ۳۹۰) — شیخ ابن القیمؒ اور شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ کا ایک سہو	۳۹۱
"النبی الامی" کے لقب کی خاص اہمیت اور محبوبیت	۳۹۸
درود شریف کے الفاظ کی بنیاد وحی پر ہے	۴۰۴
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا پسندیدہ اور تعلیم فرمودہ ایک بابرکت درود	۴۰۴
حضرت علی مرتضیٰؓ کا تعلیم فرمودہ ایک خاص درود جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ میں پڑھا گیا	۴۰۶

تمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

از۔ مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوّت کے اعجاز اور "کارنامے" کو دو شعبوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔

(۱) عبد و معبود کے رشتہ کی تصحیح و تنظیم

(۲) عبد و معبود کے رشتہ کا استحکام و دوام

عبد و معبود کے رشتہ کی تصحیح و تنظیم کا مفہوم یہ ہے کہ بندہ اور خدا، خالق و مخلوق اور عبد و معبود کا رشتہ غلط ہو چکا تھا، مسخ و تحریف، جہالت و نادانی، جاہلیت اور اور وثنیت، اوہام و خرافات اور دجل و تلبیس کا شکار تھا، اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے مکمل ناواقفیت اور بے خبری کا دَور دَورہ تھا، یا نہایت ناقص معرفت کا بعض اقوام و ملل میں وجود، ــــ خدا کی ذات و صفات میں اس کی مخلوقات کو شریک

اِس کتاب کا پہلا اڈیشن، جو
سنہ ۱۳۸۹ھ (سنہ ۱۹۶۹ء) میں شائع ہوا تھا، اُس میں
مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی کا یہ مقدمہ شامل نہیں تھا
اب دوسرے اڈیشن میں شامل کیا جا رہا ہے۔
——— "ناشر"

نبوتِ محمدیؐ کے دوسرے شعبہ یعنی عبد و معبود کے رشتہ کے استحکام و دوام کا مفہوم یہ ہے کہ یہ رشتہ نہایت کمزور، بے رُوح، افسردہ و پژمردہ بلکہ بے جان اور مردہ، اور ایک سایہ سا بن کر رہ گیا تھا، جس میں نہ یقین کی طاقت تھی، نہ محبت کی حرارت، نہ عبد و معبود کا راز و نیاز تھا، اور نہ سازِ دل کا سوز و ساز، نہ اپنے فقر و احتیاج، عجز و درماندگی، بیچارگی و بے بسی، بے مائیگی و بے بضاعتی کا احساس تھا، نہ خدا کی صفتِ جود، قدرتِ کاملہ اور خزانۂ غیب کی وسعت کا علم، پوری پوری طلتوں اور وسیع و سیع رقبوں میں، خدا کو بس تہواروں اور تقریبوں، اور سخت مصیبتوں و پریشانیوں میں یاد کرنے، اور اُس سے دُعا و سوال کرنے کا رواج رہ گیا تھا، مذہبی قوموں میں بھی وہ افراد گنے چنے رہ گئے تھے جو ہر وقت خدا کو یاد کرتے ہوں، اُس کو حاضر و ناظر سمجھتے ہوں، اور اُس سے ان کا تعلق ایک ایسا زندہ، محسوس اور جذباتی ہو، کہ وہ اس کو اپنا حقیقی کارساز اور مشکل کشا، دست گیر اور فریاد رس سمجھتے ہوں، اور اُن کو اُس کی قدرتِ کاملہ پر ایسا بھروسہ، اور اُس کی محبت و شفقت پر ایسا ناز ہو جیسا کم از کم ایک بچہ کو اپنی چاہنے والی ماں، یا کسی غلام کو اپنے کریم آقا، اور طاقتور بادشاہ پر ہوتا ہے۔ نبوتِ محمدیؐ کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ اُس نے اس تعلق کے خیال کو واقعہ، سایہ کو اصل، رسم کو حقیقت، زندگی میں دو چار مرتبہ یا برسوں میں کبھی کبھی ہونے والے عمل کو صبح و شام کا مشغلہ اور روزمرہ کا معمول بنا دیا، بلکہ اس کو ایک مومن کے لئے ہوا اور پانی کی طرح ضروری کر دیا، جس کے بغیر زندگی محال ہے، اور جن کی شان یہ تھی کہ "وَلَا يَذْكُرُونَ اللّٰهَ إِلَّا قَلِيلًا" (وہ اللہ کو بہت ہی کم بس کبھی کبھار یاد کر لیتے ہیں) اُن کی شان یہ ہو گئی کہ:۔ اَلَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى

بنایا گیا تھا، ایک طرف مخلوقات کی بہت سی خصوصیات اور نقائص کے ساتھ اس کو متصف کیا گیا تھا، دوسری طرف اس کی بہت سی صفاتِ خاصہ اور اور کمالاتِ الوہیت کو مخلوقات کو عطا کر دیا گیا تھا، جاہلیت کی بیشتر گمراہیوں بیماریوں، محرومیوں اور خدانا شناسیوں کا سرچشمہ یہی کمزوری تھی، اور اسی کا نتیجہ کھلی بُت پرستی اور شرکِ جلی کی صورت میں ظاہر ہوا، پھر جہاں نبوّت کی بچی کھچی تعلیمات کے فیض سے، اور اس کی ٹمٹماتی ہوئی روشنی کے طفیل کسی درجہ میں معرفتِ صحیحہ اور توحید کا نور پایا جاتا تھا، اور عبد و معبود کے درمیان تعلق کی بنیاد موجود تھی، وہاں اس تعلق کی کوئی صحیح تشکیل، اور اس کے نظم و انضباط کا کوئی سامان نہ تھا، نبوتِ محمدیؐ کا پہلا اعجاز و کارنامہ یہ ہے کہ اس نے معرفتِ صحیح اور عقیدۂ توحید کے ذریعہ اس تعلق کو صحیح کیا، اُس کو تمام آمیزشوں اور آلائشوں سے پاک کیا، اُس پر جو حجابات اور پردے پڑ گئے تھے اُن کو چاک کیا، جاہلیت کے مشرکانہ خیالات و توہمات کا استیصال کیا، تنزیہ و تقدیس کو اس طرح پیش کیا کہ اس کے بعد اس کا کوئی درجہ نہیں، اس سب کا نتیجہ یہ ہوا کہ عقیدۂ توحید ایسا نکھر کر سامنے آیا اور "اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ" کے آوازہ سے دشت و جبل ایسے گونج کہ شقاوتِ ابدی اور انکار و استکبار کے سوا کسی غلط فہمی و غلط روی کا امکان باقی نہ رہا "لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ" یہ تھی عبد و معبود کے اس رشتہ کی تصحیح، پھر ایمانِ مفصّل، عقائد، عبادات، فرائض، اوامر و نواہی، اور اخلاق و معاملات کے ذریعہ جن کے مجموعہ کا نام "شریعت" ہے، اس رشتہ کو منظم و منضبط کیا، یہ تھی عبد و معبود کے اِس رشتہ کی تنظیم۔

ایک فریضہ اور ضابطہ نہیں رہ جاتا، بلکہ وہ زندگی کی ایک بنیادی ضرورت، فطرتِ انسانی کا ایک خاصہ، رُوح کی غذا، اور دل کی دَوا بن جاتا ہے، پھر اس کے لئے الہام خداوندی سے جو اوقات و مواقع، جو اسباب و محرکات تجویز فرمائے، اور ان کے لئے جو صیغے اور الفاظ تعلیم فرمائے، وہ توحید کی تکمیل کرنے والے، عبدیت کے قالب میں رُوح ڈالنے والے، قلب کو نور سے، زندگی کو سکینت و سُرور سے، اور فضا کو برکت و نورانیت سے بھرپور کرنے والے ہیں[۱]، پھر وہ اسی قدر عمومی، پوری زندگی کی وسعت و تنوعات اور شب و روز کے اوقات پر محیط ہیں، کہ اگر ان کا ذرا بھی اہتمام کیا جائے تو پوری زندگی ایک مسلسل و مکمل ذکر میں تبدیل ہو جاتی ہے، اور مشکل سے کوئی وقت، کوئی کام، کوئی نقل و حرکت، اور کوئی پیش آنیوالی حالت و تبدیلی اس کی رفاقت و شمولیت سے محروم رہتی ہے[۲]۔

اِس ذکر میں اگرچہ ہر وہ چیز شامل ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کا استحضار ہو، اور ہر وہ کام داخل ہے جو غفلت سے آزاد ہو کر کیا جائے، اور اس کا سب سے بڑا مظہر، اور اعلیٰ نمونہ دُعا ہے، لیکن نبوتِ محمدیؐ نے دُعا کو دین کا ایک مستقل شعبہ بنا دیا، اور مذاہب و ملل اور نبوت و روحانیت کی وسیع تاریخ کو سامنے رکھ کر بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ نبوتِ محمدیؐ نے دُعا کے شعبہ کا جس طرح احیاء و تجدید، اور اسکی ترقی و تکمیل فرمائی، اور اس کو جو زندگی، قوت، وسعت، عمومیت، دل آویزی و دلکشی، تازگی و رعنائی، اور توانائی و برنائی عطا فرمائی، وہ نہ اس سے پہلے دیکھنے میں آئی نہ اس کے بعد، درحقیقت نبوتِ محمدیؐ جہاں کئی اور چیزوں کی مکمل اور خاتم ہے، وہاں شعبۂ دُعا کی بھی، اور یہ شعبہ بھی آپ کے ختمِ نبوت کی ایک دلیل، اور آپ کے خاتم النّبیین ہونے کا ایک ثبوت ہے۔

---

[۱] ملاحظہ ہو از ص۴۱ تا ص۶۵ ۔ [۲] ملاحظہ ہو از ص۱۷۷ تا ص۲۴۵ ۔ ۱۲

جُنُوْبِهِمْ" (وہ یاد کرتے ہیں اللہ کو کھڑے بیٹھے اور کروٹ پر لیٹنے کی حالت میں بھی) اور جو صرف سخت مصیبت اور جان کے خطرے ہی میں خدا کو یاد کرنے سے آشنا تھے۔ "وَاِذَا غَشِيَهُمْ مَوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ" (اور جب اُن پر چھا جاتی ہیں سمندر کی موجیں سائبانوں کی طرح تو وہ پکارتے ہیں اللہ کو اور دُہائی دیتے ہیں اس کی، اور اخلاص سے عبادت کرنے لگتے ہیں اسی کی) ان کا حال ہوگیا "تتجافى جنوبهم عن المضاجع يدعون ربهم خوفًا وطمعًا" (وہ خوابگاہوں کو چھوڑ کر عبادت میں مصروف رہتے ہیں اپنے پروردگار کی، عذاب کے خوف سے اور رحمت کی اُمید میں)۔ جن کے لئے خدا کا یاد کرنا ایک مجاہدہ اور خلافِ طبیعت عمل تھا اور اس وقت ان کی کیفیت وہ ہوتی تھی جس کو قرآن مجید میں :۔ "كَأَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ" (جیسے کہ ان کو آسمان میں چڑھنا پڑ رہا ہے) کے بلیغ الفاظ میں بیان کیا گیا ہے، اُن کے لئے خدا کو بھلانا، اس کی یاد سے غافل رہنا شدید ترین مجاہدہ، اور نہایت تکلیف دہ سزا بن گئی۔ جو ذکر و عبادت کی فضا میں اس طرح بے چین رہتے تھے جیسے پرندہ قفس میں، اُن کا حال یہ ہوگیا کہ اُن کو اگر ذکر و دُعا سے باز رکھا جائے، اور اس پر پابندی عائد کیجائے، تو ماہیِ بے آب کی طرح تڑپنے لگیں۔

عبد و معبود کے رشتہ کے اس استحکام و دوام کے لئے نبوتِ محمدیؐ اور تعلیماتِ نبویؐ نے جو ذرائع اختیار کئے اُن کے دو عنوان ہیں :۔ ایک ذِکر، دوسرے دُعا۔ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذِکر کی جو تاکید فرمائی، اس کے جو فضائل و منافع بیان فرمائے، اس کے جن اسرار و حکم کی نقاب کشائی فرمائی[1]، اس کے بعد ذِکر محض

[1] تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو اسی کتاب کے صفحات از ص ۱۷ تا ص ۴۰ ۔ ۱۲

دعاؤں میں اپنے دل کی ترجمانی، اپنے حالات کی نمائندگی، اور اپنے اطمینان کا سامان پائے گا اور بہت سی وہ ضرورتیں ملیں گی، جن کی طرف آسانی سے ہر انسان کے ذہن کا جانا مشکل ہے"[1]

یہی وہ حقیقتیں ہیں جن کو "معارف الحدیث" کی اس جلد پنجم میں جس کے تعارف و تقدیم کی سعادت حاصل ہو رہی ہے، دلنشین و دل پذیر اور عام فہم و سہل انداز میں پیش کیا گیا ہے اور ان کی بنیاد حدیث کے صحیح و مستند ذخیرے، حتی الامکان صحاح اور حدیث کے معتبر شروح: علمائے متقدمین کی تحقیقات، اور اپنے طویل مطالعہ و تجربہ پر رکھی گئی ہے، یہ محض احادیث صحیحہ کا ایک انتخاب، ضروری ترجمہ اور تشریح کا نام نہیں ہے، بلکہ یہ ایسے عالم کے فہم حدیث، فکر و نظر اور ذوق سلیم کا نتیجہ ہے، جس نے کامل اتقن اساتذہ سے (جن میں سرآمد علمائے متأخرین حضرت مولانا سید انور شاہ کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ کا نام نامی سب سے نمایاں ہے) پوری محنت و توجہ کیساتھ علم حدیث حاصل کیا، پھر سالہا سال مدارس میں اس کا درس دیا، شراح حدیث کی محنتوں اور تحقیقات سے استفادہ کیا، فراغت کے بعد سے اسوقت تک دعوت و اصلاح، اور تحریر و تصنیف کے کام میں مصروف رہا، اور اس طرح مسلمانوں کے مختلف طبقوں کے ذہن و دماغ، فہم و استعداد اور ان کی ضرورتوں اور الجھنوں سے اس کو وسیع اور گہری واقفیت کا موقع ملا، اور "کلموا الناس علی قدر عقولھم" کی وصیت و ہدایت پر عمل کرنے کی توفیق ہوئی، پھر ذوقی طور پر اس جلد کے موضوع ذکر و دعا سے اللہ تعالیٰ نے مصنف محترم کو خاص مناسبت، اور اس سے بہرۂ وافر عطا فرمایا، اور اس طرح یہ موضوع اُن کے لئے محض علمی ذہانت کا نتیجہ نہیں رہا، بلکہ ذوقی و طبعی بن گیا، ان تمام وجوہ سے جو اللہ تعالیٰ کا خاص انعام ہیں اُن کو اس موضوع پر لکھنے کا استحقاق حاصل تھا، اور بلا کسی مدح و تملق کے عرض کیا جاتا ہے کہ وہ اس کا حق ادا کرنے میں بہت کامیاب ہوئے، اور

---

[1] واوین کے درمیان کی عبارتیں مقدمہ نگار کے رسالہ "سیرت محمدی دعاؤں کے آئینے میں" سے ماخوذ ہیں ۱۲

"محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (ارواحنا و نفوسنا فداہ) نے محروم و محجوب انسانیت کو دوبارہ دُعا کی دولت عطا فرمائی، اور بندوں کو خدا سے ہمکلام کر دیا، اور دعا کی کیا دولت عطا فرمائی، بندگی کی بلکہ زندگی کی لذت اور عزت عطا فرمائی، اس مطرود انسانیت کو پھر اذنِ باریابی ملا، اور آدم کا بھاگا ہوا فرزند پھر اپنے خالق و مالک کے آستانہ کی طرف یہ کہتا ہوا واپس ہوا" ؎

بندہ آمد بر درت بگریختہ ٭ آبروئے خود بہ عصیاں ریختہ[1]

"نبوتِ محمدیؐ کی تجدید اور اس کا عمل تکمیل اسی پر ختم نہیں ہوتا، آپ نے ہمیں دُعا کرنا بھی سکھایا، آپ نے انسانیت کے خزانے کو اور دُنیا کے ادب کو دُعاؤں کے ان جواہرات سے مالا مال کیا، جن کی نظیر اپنی آبداری و درخشانی میں صحفِ سماوی کے بعد مل نہیں سکتی، آپ نے اپنے مالک سے ان الفاظ میں دُعا کی، جن سے زیادہ مؤثر اور بلیغ الفاظ، جن سے زیادہ موزوں و مناسب الفاظ انسان لا نہیں سکتا، یہ دُعائیں مستقل معجزات اور دلائلِ نبوت ہیں ان کے الفاظ شہادت دیتے ہیں، کہ وہ ایک پیغمبر ہی کی زبان سے نکلے ہیں، ان میں نبوت کا نور ہے، پیغمبر کا یقین ہے "عبدِ کامل" کا نیاز ہے، محبوبِ رب العالمین کا اعتماد و ناز ہے، فطرتِ نبوت کی معصومیت و سادگی ہے، دلِ دردمند و قلبِ مضطر کی بے تکلفی و بے ساختگی ہے صاحبِ غرض و حاجت مند کا اصرار و اضطرار بھی ہے، اور بارگاہِ الوہیت کے ادب شناس کی احتیاط بھی، دل کی جراحت اور درد کی کسک بھی ہے، اور چارہ ساز کی چارہ سازی اور دلنوازی کا یقین و سُرور بھی، درد کا اظہار بھی ہے، اور اس حقیقت کا اعلان بھی کہ ؎

دردہا دادی و درمانی ہنوز

"پھر پیغمبرِ انسانیت نے دُعا میں انسانوں کی طرف سے انسانی ضروریات کی بھی ایسی مکمل نیابت کی ہے، کہ قیامت تک آنے والے انسانوں کو ہر زمان و مکان میں اِن

---

[1] مندرجہ بالا عبارت مقدمہ نگار کے رسالہ "سیرتِ محمدیؐ دُعاؤں کے آئینے میں" ص ۱۲ سے ماخوذ ہے۔ ۱۲

دیباچہ

از مؤلف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمداً و سلاماً

یوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ طیبہ کا ہر گوشہ اور آپ کی ہدایت و تعلیم کا ہر باب اور ہر شعبہ اہلِ نظر کے لئے آپ کی نبوت و رسالت کی روشن دلیل ہے، لیکن ایک خاص شعبہ کو اس لحاظ سے امتیاز حاصل ہے۔ اور وہ ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت، اس کی محبت و خشیت، انابت و انابت، اور اس کی رحمت اور جلال و جبروت کا دائمی استحضار اور ذکر یا دعا کی شکل میں اس کے ساتھ ہمہ وقتی تعلق و وابستگی۔ جس کا اندازہ مختلف احوال و اوقات کی آپ کی دعاؤں اور اُن اذکار سے ہوتا ہے جو آپ کی زبانِ مبارک پر جاری رہتے تھے اور جن کی آپ دوسروں کو تعلیم و تلقین فرماتے تھے ـــــ صحابۂ کرامؓ اور بعد کے راویانِ حدیث نے آپ کی میراث کے اس عزیز ترین ذخیرے کو لفظ بہ لفظ محفوظ کرنے کا ـــــ قریب قریب قرآن مجید کی طرح ـــــ خصوصی اہتمام کیا تھا، اس لئے الحمدللہ وہ پورا سرمایہ محفوظ ہے، اور یہ آپ کا وہ زندۂ جاوید معجزہ ہے جو آج بھی پوری تابانی کے ساتھ روشن ہے، اور جس کو دیکھ کے اور جس میں غور و فکر کر کے ہر معمولی عقل و فہم والا انسان اگر چاہے تو آج بھی آپ کی نبوت و رسالت کے بارے میں وہ یقین و اطمینان حاصل کر سکتا ہے جو آپ کی حیاتِ طیبہ میں آپ کے اسوۂ حسنہ کے اس پہلو کو دیکھ کے حاصل کیا جا سکتا تھا۔

راقم سطور کو جب کبھی غیر مسلموں میں سے کسی ایسے شخص سے گفتگو کرنے کا موقع ملا جس کے متعلق

اِس موضوع پر اُردو میں ایک ایسی جامع و مفید، اور مؤثر و دلپذیر کتاب تیار ہوگئی جس میں ہزاروں صفحات کا عطر اور ضخیم کتابوں کا خلاصہ آگیا ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے مولانا کو فیصلہ کن اور چبھتی تلی بات کہنے کا جو ملکہ عطا فرمایا ہے وہ اس میں بخوبی نمایاں ہے، اسماءِ حسنیٰ اور ان کے اسرار و حکم، اور صلوٰۃ و سلام پر جو کچھ لکھا گیا ہے، وہ اِس کتاب کے محاسن میں ہے، درود و سلام کی حکمت پر جو کچھ اس کتاب میں آگیا ہے، وہ بڑا قیمتی ہے، اور بیسیوں صفحات پر بھاری ہے[1] اس سلسلہ میں "آل" پر بڑی منصفانہ اور متوازن گفتگو کی گئی ہے، اور اس میں نقطۂ اعتدال ملحوظ رہا ہے[2]۔

اِس کتاب کی ایک بڑی خوبی یہ ہے کہ اِس میں حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہؒ کی تحقیقات کو قولِ فیصل کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے، اور اکثر مقامات پر اُن سے استفادہ کیا گیا ہے حضرت شاہ ولی اللہؒ کو اللہ تعالیٰ نے جو مقامِ تجدید و اجتہاد عطا فرمایا تھا، اور حکمتِ دین و فہمِ حدیث کا جو ملکۂ راسخہ ان کو قدرت کی طرف سے عطا ہوا تھا، اور اُنکی تحقیقات میں اس زمانہ کے ذہنوں کی تشفی کا جو سامان ہے، وہ کسی انصاف پسند اور عقلِ سلیم رکھنے والے سے مخفی نہیں اِس بنا پر اس کتاب کی افادیت، اور علمی قدر و قیمت اور بڑھ گئی۔ شاہ صاحبؒ کے ماموا انھوں نے حافظ ابنِ قیمؒ، شیخ الاسلام ابنِ تیمیہؒ، اور حافظ ابنِ حجرؒ، بالخصوص اُنکی بے نظیر کتاب "فتح الباری" سے پورا استفادہ کیا، اس طرح سے یہ کتاب اُن لوگوں کو جن کا مطالعہ اُردو تک محدود ہے، ائمۂ سلف، اور محققینِ اُمت کے نتائجِ تحقیق سے متعارف کراتی ہے، اور اس نسلی اور علمائے متقدمین کے درمیان علمی رابطہ کا کام دیتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ مسلمانوں کو اس مفید سلسلہ سے فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور بالخصوص اِس جلد سے جو خالص عملی اور ذوقی ہے، ذکر اور دعا کی دولت حاصل کرنے اور ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حقیقی زندہ اور تابندہ اور دائم و قائم تعلق کے پیدا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

"ابوالحسن علی ندوی"

---

[1] ملاحظہ ہو ص ۳۵۵ - [2] ملاحظہ ہو ص ۳۸۵ - ۱۲

اُس نے کم از کم اپنے انتہائی تحیّر کا اظہار اور آپ کی غیر معمولی روحانی عظمت کا اعتراف ضرور کیا ـــــ ان میں سے بعض خوش نصیبوں کو ایمان کی بھی توفیق ملی اور انھوں نے آپ کو اللہ کا نبی و رسُول مان کر آپ کی حلقہ بگوشی اختیار کر لی۔

یہ تجربہ تو غیر مسلموں کے بارے میں ہوا اور بار بار ہوا۔ خود اپنا حال یہ ہے کہ اگر شیطان کبھی کوئی تشکیکی وسوسہ دل میں ڈالتا ہے تو اپنے ایمان و یقین کی تجدید اور "لِیَطْمَئِنَّ قَلْبِیْ" والی اطمینانی کیفیت اپنے باطن میں پیدا کرنے کے لئے یہی نسخہ استعمال کرتا ہوں، یعنی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول شدہ اذکار و دعوات میں تفکر کرتا ہوں۔ الحمد للہ اس سے ہر وسوسہ کافور ہو کر اڑ جاتا ہے اور ذہن و قلب یقین و اطمینان سے معمور ہو جاتے ہیں۔

علاوہ ازیں کتاب اللہ اور احادیث نبویؐ کی رو سے میں یہ ایک معلوم حقیقت ہے کہ اُمّت کو رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے دین و شریعت کی جو نعمتِ عظمیٰ حاصل ہوئی ہے اُس کے تمام شعبوں میں ذکر و دُعا کی حیثیت اصل مقصود اور مغز کی ہے۔ حتّٰی کہ نماز اور حج جیسی اعلیٰ عبادات کے بارے میں بھی بتایا گیا ہے کہ اُن کا خاص مقصد اور ان کی رُوح ذکر و دُعا ہے۔ نیز بتایا گیا ہے کہ بندہ کا کوئی عمل اور اس کی کوئی قربانی خواہ دنیا میں اس کو کتنا ہی بڑا سمجھا جاتا ہو، اللہ کی نگاہ میں ذکر و دُعا کے برابر نہیں ـــــ بلکہ جس طرح کوئی غذا معدہ کے لئے اُس وقت تک قابلِ قبول نہیں ہوتی جب تک اس میں نمک یا شیرینی یا ترشی کی آمیزش نہ ہو، اسی طرح اللہ کے یہاں کوئی عمل قابلِ قبول نہیں ہو سکتا جب تک اُس میں ذکر و دُعا کا عنصر شامل نہ ہو۔[1]

پھر یہ بھی ایک معلوم و مسلّم حقیقت ہے کہ ذکر و دُعا اللہ تعالیٰ کے قُرب خصوصی اور حُصولِ مقامِ ولایت کا خاص الخاص وسیلہ ہے، اور اُمّت میں جن لاکھوں کروڑوں بندگانِ خدا کو

---

[1] عنقریب اصل کتاب کے ابتدائی صفحات ہی میں وہ آیات و احادیث ناظرین کے سامنے آجائیں گی جن سے ذکر و دُعا کے بارے میں یہ سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ ۱۲

اندازہ ہوا کہ اللہ کے اس بندے کی فطرت سلیم ہے اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کے موضوع پر سنجیدگی سے غور کرنے کے لئے آمادہ ہے، تو اس کے سامنے سب سے پہلے آپ کی زندگی اور آپ کی تعلیم کا سہی پہلو رکھا ——— اولاً اس مسلمہ تاریخی واقعہ کا ذکر کیا کہ اب سے قریباً چودہ سو سال پہلے آپ ایک ایسے علاقہ اور ایسے ماحول میں پیدا ہوئے اور پلے بڑھے جو معرفتِ الٰہی اور خدا آشنائی کے نور سے بالکل خالی تھا اور جہاں کفر و شرک اور خدا فراموشی کی تاریکی چھائی ہوئی تھی، پھر آپ نے لکھنا پڑھنا بھی بالکل نہیں سیکھا، بلکہ "امی" رہے یعنی ماں کے پیٹ سے جیسے بے پڑھے لکھے پیدا ہوئے تھے ویسے ہی رہے، اس لئے کسی کتاب اور تحریری سرمایہ سے استفادہ کا بھی آپ کے لئے امکان نہیں تھا۔ ایسی حالت میں انسانی فطرت کے عام تجربہ کے لحاظ سے آپ کا جو حال اور جو رنگ ڈھنگ ہونا چاہئے تھا اُس کا اندازہ کرنا کسی کے لئے بھی مشکل نہیں ہے۔

اِس کے بعد میں نے اُن کو مختلف احوال و اوقات کی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کچھ دعائیں اور اللہ کی حمد و تسبیح، توکل و تفویض اور استغاثہ و استغفار کے بعض کلمات جو آپ کی زبانِ مبارک پر جاری رہتے تھے اور جن کی آپ دوسروں کو تلقین فرماتے تھے ترجمہ کے ساتھ سنائے اور اللہ کی توفیق کے مطابق ان کے مطالب کی کچھ وضاحت کی اور اُن سے کہا کہ اب آپ عقیدت و احترام اور مخالفت و عناد کے تمام جذبات و خیالات سے اپنے دل و دماغ کو خالی کر کے سوچئے اور بتائیے کہ اللہ تعالیٰ کی یہ معرفت، اُس کے جلال و جبروت اور اس کی رحمت کے دائمی استحضار کی یہ کیفیت اور یہ ہمہ وقتی تعلق و وابستگی جو ذکر و دعا کے ان کلمات میں آپ نے محسوس کی، یہ آپؐ کو کہاں سے حاصل ہو گئی تھی؟ ——— میں نے اُن سے کہا کہ جو شخص ہٹ دھرمی سے کام نہ لے وہ یہ کہنے اور ماننے پر مجبور ہوگا کہ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی خاص بخشش و عنایت سے وحی اور الہام کے راستہ سے آپ کو حاصل ہوا تھا، اس کے سوا اس کی کوئی توجیہہ نہ کر سکے گا۔

اِس عاجز کا سو فی صدی تجربہ ہے کہ جس کے سامنے بھی یہ بات اس طرح رکھنے کا موقع ملا،

گیا ہے، کیونکہ کسی حدیث کا ان دونوں سے کسی ایک میں ہونا بھی اُس کی صحت کی کافی ضمانت ہے اس پر علماءِ فن کا قریب قریب اتفاق ہے۔

(۳) اصل مقصد چونکہ تذکیر و تفہیم ہے اس لئے حدیثوں کے ترجمہ میں نحوی ترکیب اور لفظی ترجمہ کی پابندی نہیں کی گئی ہے بلکہ صحیح مطلب کی وضاحت کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔

اپنے باتوفیق ناظرین سے آخری گزارش یا وصیت

پہلی چاروں جلدوں کے دیباچہ میں بھی یہی کی گئی تھی، اور اب بھی یہی ہے ـــــ کہ حدیثِ نبوی کا مطالعہ صرف اضافۂ معلومات کے لئے اور علمی سیر کے طور پر ہرگز نہ کیا جائے بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اپنے ایمانی تعلق کو تازہ کرنے کے لئے اور رُشد و ہدایت حاصل کرنے اور عمل کرنے کی نیت سے کیا جائے۔ نیز درس و مطالعہ کے وقت رسُول اللہ صلی اللہ کی عظمت و محبت کو دل میں بیدار کیا جائے، اور اس طرح ادب اور توجہ سے پڑھا یا سنا جائے کہ گویا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلسِ مبارک میں ہم حاضر ہیں اور آپ فرما رہے ہیں اور ہم سُن رہے ہیں ـــــ۔ اگر ایسا کیا گیا تو قلب و رُوح کو اُن انوار و برکات اور ایمانی کیفیات کا کچھ نہ کچھ حصہ انشاء اللہ ضرور نصیب ہوگا جو عہدِ نبوی کے اُن خوش نصیبوں کو حاصل ہوتی تھیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے براہِ راست روحانی استفادہ کی دولت عطا فرمائی تھی ـــــ آخری کلمہ اللہ کی حمد ہے، اور اِس خدمت کے اتمام کیلئے حُسنِ توفیق کی استدعا، اور غلطیوں اور گناہوں کی معافی کی التجا!۔

اللہ کی رحمت اور اُس کے بندوں کی دُعاؤں کا محتاج و طلبگار

عاجز و گنہگار بندہ

محمد منظور نعمانی عفا اللہ عنہ

۱۰ محرم الحرام ۱۳۸۹ھ ـ ۲۹ مارچ ۱۹۶۹ء

یہ دولت نصیب ہوئی ہے اُن کی زندگیوں میں ذکر و دُعا کا عنصر غالب اور نمایاں رہا ہے۔

ذکر و دعا کے شعبہ کی اس خصوصی اہمیت اور عظمت کی وجہ سے بڑی آرزو تھی ـــــ کہ "معارف الحدیث" کی تالیف کے سلسلہ میں اذکار و دعوات والی احادیث کے ترجمہ و تشریح کی خدمت بھی اللہ تعالیٰ اس بندہ سے لے لے، اور میرے اعمالنامہ میں یہ بھی درج ہو جائے۔ الحمد للہ یہ آرزو پوری ہو گئی، اور چار سو صفحات کی یہ مستقل جلد "کتاب الاذکار والدعوات" تیار ہو گئی ـــــ میں اپنے اس حال کا اظہار بھی بہتر سمجھتا ہوں کہ حق تعالیٰ کی اس عنایت و توفیق پر مجھے بے حد خوشی اور شادمانی ہے ـــــ کاش! میں اس عظیم نعمت کا کچھ شکر ادا کر سکتا۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے: "قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا" (یونس) مجھ گنہگار کو اپنے ربّ کریم کی رحمت سے اس کی بھی پوری اُمید ہے کہ انشاء اللہ یہ کتاب میرے لئے اور اُن بے شمار پڑھنے والوں کے لئے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اُس میراث کی قدر اور اُس سے استفادہ کریں گے جو اس میں پیش کی گئی ہے، اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت و مغفرت کا وسیلہ بنے گی۔ اِنَّ رَبِّیْ غَفُوْرٌ شَكُوْرٌ۔

اِس جلد کے متعلق کچھ ضروری باتیں!

(۱) اس جلد میں اذکار و دعوات سے متعلق ۳۲۰ حدیثوں کی تشریح کی گئی ہے۔ پہلی جلدوں کی طرح اس جلد کی حدیثیں بھی زیادہ تر "مشکوٰۃ المصابیح" اور "جمع الفوائد" سے لی گئی ہیں۔ کچھ حدیثیں "کنز العمال" سے بھی لی گئی ہیں۔ اور تخریج میں انہی کتابوں پر اعتماد کیا گیا ہے۔ بعض حدیثیں براہ راست کتب صحاح صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد وغیرہ سے بھی لی گئی ہیں۔

(۲) جو حدیث صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی لی گئی ہے اُس کی روایت اگرچہ حدیث کی دوسری کتابوں میں بھی کی گئی ہو، لیکن مشکوٰۃ المصابیح کے طریقہ کی پیروی میں حوالہ صرف صحیحین ہی کا دیا

لے اللہ کے فضل و انعام اور اُس کی رحمت پر بندوں کو خوش ہونا چاہئے۔ ۱۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسی سلسلہ معارف الحدیث میں "کتاب الطہارۃ" کے بالکل شروع میں "حجۃ اللہ البالغہ" کے حوالہ سے حضرت شاہ ولی اللہؒ کا یہ ارشاد نقل کیا جا چکا ہے کہ: ——

"اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے مجھے یہ حقیقت سمجھا دی ہے کہ فلاح و سعادت کی جس شاہراہ کی طرف دعوت دینے کے لئے انبیاء علیہم السلام کی بعثت ہوئی (جس کا نام شریعت ہے) اگرچہ اس کے بہت سے ابواب ہیں، اور ہر باب کے تحت سیکڑوں ہزاروں احکام ہیں، لیکن اپنی اس بے پناہ کثرت کے باوجود وہ سب بس ان چار اصولی عنوانوں کے تحت آجاتے ہیں: ۔ طہارت[۱]، انجبات[۲]، سماحت[۳]، عدالت[۴]"

یہ لکھنے کے بعد شاہ صاحبؒ نے ان چاروں میں سے ہر ایک کی حقیقت بیان کی ہے جس کے مطالعہ سے یہ بات بالکل واضح ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ بلاشبہ ساری شریعت ان ہی چار شعبوں میں منقسم ہے۔

جلد سوم میں (کتاب الطہارۃ) کے شروع میں حضرت شاہ صاحبؒ کے اس سلسلۂ کلام کا صرف وہ حصہ تلخیص کے ساتھ نقل کیا گیا تھا جس میں انھوں نے طہارت کی حقیقت بیان فرمائی تھی۔

انجبات کی حقیقت کے بارے میں جو کچھ انھوں نے فرمایا ہے اس کو مختصر

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ۙ وَّ سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا ۔

الاحزاب ۴۱-۴۲

اے ایمان والو (دل و زبان سے) اللہ کو خوب یاد کیا کرو ۔ اور (خاصکر) صبح و شام اس کی پاکی بیان کرو ۔

وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّ طَمَعًا ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ

الاعراف ۵۶

اور (اپنی خطاؤں پر اللہ کی پکڑ اور اس کے عذاب سے) ڈرتے ہوئے اور (اس کے رحم و کرم سے) اُمیدیں رکھتے ہوئے اللہ سے دُعائیں کیا کرو ۔ خدا کی رحمت اُن بندوں سے قریب ہے جو نیک کردار ہیں ۔

ذکر اللہ کی عظمت
اور
اس کی برکات

جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے "ذکر اللہ" اپنے وسیع معنی کے لحاظ سے نماز، تلاوتِ قرآن اور دعا و استغفار وغیرہ سب ہی کو شامل ہے، اور یہ سب اس کی خاص خاص شکلیں ہیں۔ لیکن مخصوص عرف و اصطلاح میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس، توحید و تمجید، اس کی عظمت و کبریائی اور اس کی صفاتِ کمال کے بیان اور دھیان کو "ذکر اللہ" کہا جاتا ہے۔ اور جیسا کہ آگے درج ہونے والی بعض احادیث سے صراحۃً معلوم ہوگا یہ اللہ تعالیٰ کے قرب و رضا اور انسان کی روحانی ترقی اور ملاءِ اعلیٰ سے اس کے ربط کا خاص الخاص وسیلہ ہے۔

شیخ ابن القیمؒ نے "مدارج السالکین" میں ذکر اللہ کی عظمت و اہمیت اور اس کی برکات پر ایک بڑا بصیرت افروز اور روح پرور مضمون لکھا ہے، اس کے ایک حصہ کا خلاصہ ہم یہاں بھی درج کرتے ہیں ——— آگے درج ہونیوالی احادیث میں ذکر اللہ کی جو عظمت بیان ہوگی اس مضمون کے مطالعہ کے بعد اس کا سمجھنا انشاء اللہ آسان ہوگا۔ فرماتے ہیں: ———

قرآن مجید میں ذکر اللہ کی تاکید و ترغیب کے ہم کو مندرجۂ ذیل دس عنوانات ملتے ہیں: ———

(۱) بعض آیات میں اہلِ ایمان کو تاکید کے ساتھ اس کا حکم دیا گیا ہے ——— مثلاً ارشاد فرمایا گیا ہے: ———

الفاظ میں اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ وہ

"تحیر اور خوف و محبت کی کیفیات اور رضا جوئی و عنایت طلبی کے جذبہ کے ساتھ اللہ ذو الجلال والجبروت کے حضور میں ظاہر و باطن سے اپنی بندگی و نیازمندی اور محتاجی و رحمت طلبی کا اظہار ہے"

اسی کا دوسرا معروف عام عنوان عبادت ہے، اور وہی انسانوں کی تخلیق کا خاص مقصد ہے۔ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔

حضرت شاہ صاحبؒ نے سعادت کے ان چاروں شعبوں پر حجۃ اللہ البالغہ مقصد دوم میں ابواب الاحسان کے ذیل میں بھی کلام فرمایا ہے، وہاں فرماتے ہیں کہ: "ان میں سے پہلی چیز یعنی طہارت کی تحصیل کے لئے وضو اور غسل وغیرہ کا حکم دیا گیا ہے، اور دوسری بنیاد یعنی انجبات کی تحصیل کا خاص وسیلہ نماز اور اذکار اور قرآن مجید کی تلاوت ہے[1]"

بلکہ کہا جا سکتا ہے کہ فی الحقیقت ذکر اللہ ہی انجبات کا مخصوص وسیلہ ہے اور اور نماز اور تلاوت اور اسی طرح دعا بھی اس کی خاص خاص شکلیں ہیں۔

بہرحال نماز اور ذکر اللہ اور تلاوت کلام مجید، ان سب کی غرض و غایت اس مبارک صفت کی تحصیل و تکمیل ہے جس کو حضرت شاہ ولی اللہؒ نے انجبات کے عنوان سے ادا کیا ہے، اس لئے یہ سب ایک ہی قبیل کی چیزیں ہیں۔

نماز کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث، اور آپ کے ارشادات و معمولات اللہ کی توفیق سے اس سلسلہ کی تیسری جلد میں پیش کئے جا چکے۔ اذکار و دعوات اور تلاوت قرآن مجید سے متعلق حدیثیں اب اس پانچویں جلد میں پیش کی جا رہی ہیں ——— اللہ تعالیٰ لکھنے والے اپنے اس گنہگار بندے کو، اور پڑھنے والے حضرات کو ان احادیث پاک پر عمل کرنے اور پورا نفع اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

---

[1] ابواب الاحسان حجۃ اللہ البالغہ (جلد دوم ص ۱۰۰)۔

(۴) بعض آیات میں حق تعالیٰ کی طرف سے اہلِ ذکر کی تعریف کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ ذکر کے صلہ میں ان کے ساتھ رحمت و مغفرت کا خاص معاملہ کیا جائے گا، اور اُن کو اجرِ عظیم سے نوازا جائے گا ـــــ چنانچہ سورۂ احزاب میں ایمان والے بندوں اور بندیوں کے چند دوسرے ایمانی اوصاف بیان کرنے کے بعد ارشاد فرمایا گیا ہے :ـــــ

..... وَالذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّالذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا۔ (الاحزاب، ع ۵)	..... اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرنے والے اس کے بندے اور اس کی بندیاں اللہ تعالیٰ نے اپنے ان بندوں اور بندیوں کے لئے تیار کر رکھی ہے خاص بخشش اور عظیم ثواب۔

(۵) اسی طرح بعض آیات میں آگاہی دی گئی ہے کہ جو لوگ دنیا کی بہاروں اور لذتوں میں منہمک اور مست ہو کر اللہ کی یاد سے غافل ہو جائیں گے وہ ناکام اور نامراد رہیں گے ـــــ مثلاً سورۂ منافقون میں ارشاد فرمایا گیا ہے :ـــــ

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (المنافقون، ع ۲)	اے ایمان والو! تمہاری دولت اور تمہاری اولاد تم کو اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دے، اور جو لوگ اِس غفلت میں مبتلا ہوں گے وہ بڑے گھاٹے اور نقصان میں رہیں گے۔

یہ تینوں عنوان بھی ذکر اللہ کی تاکید اور ترغیب کے لئے بلاشبہ بڑے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا ۝ (احزاب ع ۵)

اے ایمان والو! اللہ کو بہت یاد کیا کرو، اور صبح و شام اس کی پاکی بیان کرو۔

دوسری جگہ ارشاد فرمایا گیا ہے:

وَاذْكُرْ رَبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً۔ (اعراف۔ ع ۲۴)

اور اپنے رب کا ذکر کرو اپنے جی میں (یعنی دل سے) گڑگڑا کر اور خوف کی کیفیت کے ساتھ۔

(۲) بعض آیات میں اللہ کو بھولنے اور اس کی یاد سے غافل ہونے سے شدت کے ساتھ منع فرمایا گیا ہے۔ یہ بھی ذکر اللہ کی تاکید ہی کا ایک عنوان ہے ——— مثلاً ارشاد ہے: ———

وَلَا تَكُنْ مِنَ الْغَافِلِينَ ۝ (اعراف۔ ع ۲۴)

اور نہ ہونا تم غفلت والوں میں سے۔

دوسری جگہ ارشاد ہے: ———

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ نَسُوا اللَّهَ فَأَنْسَاهُمْ أَنْفُسَهُمْ۔ (الحشر۔ ع ۳)

اور تم ان میں سے نہ ہو جاؤ جنھوں نے اللہ کو بھلا دیا پھر (اس کی پاداش میں) اللہ نے ان کو اُنکے نفس بھلا دیئے (اور خدا فراموشی کے نتیجہ میں وہ خود فراموش ہو گئے)۔

(۳) بعض آیات میں فرمایا گیا ہے کہ فلاح اور کامیابی اللہ کے ذکر کی کثرت کے ساتھ وابستہ ہے ——— ارشاد ہے: ———

وَاذْكُرُوا اللَّهَ كَثِيرًا لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ۝ (سورۃ الجمعہ ع ۲)

اور کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرو، پھر تم فلاح و کامیابی کی اُمید کر سکتے ہو۔

L10581

فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ۔ (النساء، ع ۵)

کرو (ہر حال میں) کھڑے بیٹھے اور اپنے پہلوؤں کے بل لیٹے۔

اور خاص جمعہ کی نماز کے بارے میں ارشاد ہے:

فَاِذَا قُضِيَتِ الصَّلٰوةُ فَانْتَشِرُوْا فِي الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيْرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝۔ (الجمعہ، ع ۲)

جب جمعہ کی نماز ختم ہو جائے تو (اجازت ہے) کہ تم (مسجد سے نکل کر اپنے کام کاج کے سلسلہ میں) زمین میں چلو پھرو، اور اللہ کا فضل تلاش کرو، اور اس حالت میں بھی اللہ کا خوب ذکر کرو، پھر تم فلاح کی اُمید کر سکتے ہو۔

اور حج کے بارے میں ارشاد ہے:

فَاِذَا قَضَيْتُمْ مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَذِكْرِكُمْ اٰبَآءَكُمْ اَوْ اَشَدَّ ذِكْرًا۔ (بقرہ، ع ۲۵)

پھر جب تم اپنے مناسک ادا کر کے فارغ ہو جاؤ تو اللہ کا ذکر کرو جیسے کہ تم (تفاخر کے طور پر) اپنے باپ دادوں کا ذکر کیا کرتے تھے بلکہ اس سے بھی بہت زیادہ اللہ کا ذکر کرو۔

ان آیات سے معلوم ہوا کہ نماز اور حج جیسی اعلیٰ درجہ کی عبادات سے فارغ ہونے کے بعد بھی بندہ کے لئے اللہ کے ذکر سے غافل ہونے کی گنجائش نہیں ہے، بلکہ ان سے فراغت کے بعد بھی اس کے دل میں اور اس کی زبان پر اللہ کا ذکر ہونا چاہئے، اور اسی کو ان اعمال کا خاتمہ بننا چاہئے۔

(۹) بعض آیات میں ذکر اللہ کی ترغیب اس عنوان سے دی گئی ہے کہ

مؤثر ہیں۔

(۶) بعض آیات میں فرمایا گیا ہے کہ جو بندے ہمیں یاد کریں گے ہم ان کو یاد کریں گے اور یاد رکھیں گے۔

فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ ۔ (بقرہ۔ ع ۱۸)

میرے بندو! تم مجھے یاد کرو، میں تم کو یاد رکھوں گا، اور میرا احسان مانو اور ناشکری نہ کرو۔

سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِهٖ۔ بندے کی اس سے بڑی سعادت و کامیابی اور کیا ہو سکتی ہے کہ پوری کائنات کا خالق و مالک اس کو یاد کرے اور یاد رکھے۔

(۷) بعض آیات میں فرمایا گیا ہے کہ اللہ کے ذکر کو ہر چیز کے مقابلہ میں عظمت و فوقیت حاصل ہے، اور اس کائنات میں وہ ہر چیز سے بالاتر اور بزرگ تر ہے۔

وَلَذِكْرُ اللهِ أَكْبَرُ (عنکبوت، ع ۵)

اور یقین کرو کہ اللہ کا ذکر ہر چیز سے بزرگ تر ہے۔

بیشک اگر بندے کو عرفان نصیب ہو تو اللہ کا ذکر اس کے لئے اس ساری کائنات سے عظیم تر ہے۔

(۸) بعض آیات میں بڑے اونچے درجہ کے اعمال کے بارے میں ہدایت فرمائی گئی ہے کہ ان کے اختتام پر اللہ کا ذکر ہونا چاہئے، گویا ذکر اللہ ہی کو ان اعمال کا "خاتمہ" بنانا چاہئے ——— مثلاً نماز کے بارے میں ارشاد فرمایا گیا ہے: ———

فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلٰوةَ

جب تم نماز ادا کر لو تو اللہ کا ذکر

اور جہاد کے بارے میں ارشادِ خداوندی ہے :——

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا	اے ایمان والو! جب تمہاری مڈبھیڑ
لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا	ہو جائے کسی دشمن فوج سے، تو
وَاذْكُرُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ	ثابت قدم رہو (اور قدم جما کے جنگ کرو)
تُفْلِحُونَ ۝	اور اللہ کا ذکر کرو، اُمید ہے کہ تم
(انفال، ع ۶)	فلاح یاب ہوگے۔

اور ایک حدیثِ قدسی میں ہے :——

إِنَّ عَبْدِيَ كُلَّ عَبْدِيَ	میرا بندہ مکمل بندہ وہ ہے جو اپنے
الَّذِي يَذْكُرُنِي وَهُوَ	حریف مقابل سے جنگ کے وقت
مُلَاقٍ قِرْنَهُ۔	بھی مجھے یاد کرتا ہے۔

قرآن وحدیث کے ان نصوص سے ظاہر ہے کہ نماز سے لیکر جہاد تک تمام اعمالِ صالحہ کی رُوح اور جان ذکر اللہ ہے —— اور یہی ذکر اور دل وزبان سے اللہ کی یاد وہ پروانۂ ولایت ہے کہ جس کو عطا ہو گیا وہ واصل ہو گیا، اور جس کو عطا نہیں ہوا وہ دُور اور مہجور رہا۔ یہ ذکر اللہ والوں کے قلوب کی غذا اور ذریعۂ حیات ہے، اگر وہ ان کو نہ ملے تو جسم ان قلوب کے لئے قبور بن جائیں۔ اور ذکر ہی سے دلوں کی دنیا کی آبادی ہے، اگر دلوں کی دنیا اس سے خالی ہو جائے تو بالکل ویرانہ ہو کر رہ جائے۔ اور ذکر ہی اُن کا وہ ہتھیار ہے جس سے وہ روحانیت کے دہزنوں سے جنگ کرتے ہیں، اور وہی اُن کے لئے وہ ٹھنڈا پانی ہے جس سے وہ اپنے باطن کی آگ بجھاتے ہیں، اور وہی اُن کی بیماریوں کی وہ دوا ہے کہ اگر ان کو نہ ملے تو ان کے دل گرنے لگیں، اور وہی وسیلۂ ربط ہے اُن کے اور اُن کے

دانش مند اور صاحب بصیرت بندے وہی ہیں جو ذکر اللہ سے غافل نہیں ہوتے جس کا لازمی مفہوم یہ ہے کہ جو ذکر اللہ سے غافل ہوں وہ عقل و بصیرت سے محروم ہیں ——— مثلاً سورۂ آل عمران کے آخری رکوع میں ارشاد فرمایا گیا ہے: ———

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمٰوٰتِ	یقیناً زمین و آسمان کی تخلیق میں
وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ	اور رات اور دن کی تبدیلیوں میں
اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ	کھلی نشانیاں ہیں، اُن اربابِ دانش
لِّأُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِينَ	کے لئے جو کھڑے بیٹھے اور لیٹنے
يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَّ	کی حالت میں بھی اللہ کو یاد کرتے ہیں
قُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ	(اور اس سے غافل نہیں ہوتے)۔

(آل عمران، ع ۲۰) ———

(۱۰) بعض آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ اونچے سے اونچے اعمالِ صالحہ کا مقصد اور ان کی رُوح ذکر اللہ ہے ——— مثلاً نماز کے بارے میں ارشاد ہے: ———

أَقِمِ الصَّلٰوةَ لِذِكْرِي (طٰہٰ، ع ۱)	میری یاد کے لئے نماز قائم کرو۔

اور مناسکِ حج کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ———

إِنَّمَا جُعِلَ الطَّوَافُ بِالْبَيْتِ	بیت اللہ کا طواف اور صفا و مروہ
وَالسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ	کے درمیان سعی، اور جمرات کی رمی،
وَرَمْيُ الْجِمَارِ لِإِقَامَةِ	یہ سب چیزیں ذکر اللہ ہی کے لئے
ذِكْرِ اللَّهِ۔	مقرر ہوئی ہیں۔

جن دس عنوانات کا ذکر کیا گیا ہے، قرآن مجید میں ان کے علاوہ بھی بعض عنوانات سے ذکر اللہ کی ترغیب دی گئی ہے۔ مثلاً فرمایا گیا ہے کہ:——

"قلوب کو (یعنی اللہ سے رابطہ رکھنے والوں کے دلوں اور ان کی روحوں کو) اللہ کے ذکر ہی سے چین و اطمینان حاصل ہوتا ہے"—— اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ (جان لو کہ اللہ کے ذکر ہی سے دلوں کو چین اور سکون ملتا ہے)۔

ذکر اللہ کی تاثیر اور برکت کے بارے میں ایک دوسرے ربانی محقق اور صوفی صاحب "توضیح الجواہر المکیہ" کے چند فقروں کا ترجمہ بھی پڑھ لیا جائے۔ آگے درج ہونیوالی اس باب کی احادیث کے سمجھنے میں انشاء اللہ اس سے بھی خاص مدد ملے گی—— فرماتے ہیں:——

"قلوب کو نورانی بنانے اور اوصافِ رذیہ کو اوصافِ حمیدہ میں تبدیل کر دینے میں سب طاعات و عبادات سے زیادہ زود اثر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے"

خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:——

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔	بلاشبہ نماز گندی اور ناشائستہ باتوں سے روکتی ہے اور یہ یقینی حقیقت ہے کہ اللہ کا ذکر بہت ہی بڑی چیز ہے۔

اور اکابر نے فرمایا ہے کہ:——

"ذکر کا عمل قلب کو صاف کرنے میں بالکل ویسا ہی کام کرتا ہے جیسا کہ تانبے کو صاف کرنے اور مانجھنے میں بالو۔ اور باقی دوسری عبادات کا عمل قلوب کی صفائی کے بارے میں ویسا ہے جیسا کہ تانبے کے

علّام الغیوب رب کے درمیان ـــــ کیا خوب کہا گیا ہے۔ ؎

إِذَا مَرِضْنَا تَدَاوَيْنَا بِذِكْرِكُمْ ؛ فَنَتْرُكُ الذِّكْرَ أَحْيَانًا فَنَنْتَكِسُ

جب ہم بیمار پڑ جاتے ہیں تو تمہاری یاد سے اپنا علاج کرتے ہیں اور جب کسی وقت یاد سے غافل ہو جائیں تو مرنے لگتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے جس طرح بینا آنکھوں کو روشنی اور بینائی سے منوّر کیا ہے اسی طرح ذکر کرنے والی زبانوں کو ذکر سے مزیّن فرمایا ہے، اسی لئے اللہ کی یاد سے غافل زبان اُس آنکھ کی طرح ہے جو بینائی سے محروم ہے اور اُس کان کی طرح ہے جو شنوائی کی صلاحیت کھو چکا ہے، اور اُس ہاتھ کی طرح ہے جو مفلوج ہو کر بیکار ہو گیا ہے۔

ذکر اللہ ہی وہ راستہ اور دروازہ ہے جو حق جل جلالہٗ اور اس کے بندے کے درمیان کھُلا ہوا ہے اور اس سے بندہ اس کی بارگاہِ عالی تک پہونچ سکتا ہے۔ اور جب بندہ اللہ کے ذکر سے غافل ہوتا ہے تو یہ دروازہ بند ہو جاتا ہے ـــــ کیا خوب کہا ہے کہنے والے نے۔ ؎

فَنِسْيَانُ ذِكْرِ اللهِ مَوْتُ قُلُوبِهِمْ وَأَجْسَامُهُمْ قَبْلَ الْقُبُورِ قُبُورُ

وَأَرْوَاحُهُمْ فِي وَحْشَةٍ مِنْ جُسُومِهِمْ وَلَيْسَ لَهُمْ حَتَّى النُّشُورِ نُشُورُ

[اللہ کی یاد سے غافل ہو جانا اور فراموش کر دینا ان کے قلوب کی موت ہے، اور اُن کے جسم زمین والی قبروں سے پہلے اُن کے مُردہ دلوں کی قبریں ہیں

اور اُن کی روحیں سخت وحشت میں ہیں اُن کے جسموں سے، اور اُن کے لئے قیامت اور حشر سے پہلے زندگی نہیں۔]

(ملخصاً من کلام الشیخ ابن القیمؒ فی مدارج السالکین)

ناچیز راقم سطور عرض کرتا ہے کہ مندرجۂ بالا اقتباس میں ذکر اللہ کی تاکید و ترغیب کے

کیا گیا ہے :- ایک یہ کہ ہر طرف سے اللہ کے فرشتے ان کو گھیر لیتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ رحمتِ الٰہی ان کو اپنے آغوش اور سایہ میں لے لیتی ہے، اور ان دونوں نعمتوں کے لازمی نتیجہ کے طور پر تیسری نعمت اُن کو یہ حاصل ہوتی ہے کہ اُن کے قلب پر "سکینت" نازل ہوتی ہے، جو عظیم ترین روحانی نعمتوں میں سے ہے ——— یہاں سکینت سے مُراد خاص درجہ کا قلبی اطمینان اور روحانی سکون ہے جو اللہ کے خاص بندوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے خصوصی عطیہ کے طور پر نصیب ہوتا ہے، اسی کو اہلِ سلوک "جمعیتِ قلبی" بھی کہتے ہیں۔ اس دولت اور نعمت کا صاحب سکینہ کو احساس اور شعور بھی ہوتا ہے ——— اور ذاکر بندوں کو ملنے والی چوتھی نعمت جس کا اس حدیث میں سب سے آخر میں ذکر کیا گیا ہے یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ملائکہ مقربین کے حلقہ میں ان ذاکر بندوں کا ذکر فرماتے ہیں۔ مثلاً فرماتے ہیں کہ :——— دیکھو آدمؑ ہی کی اولاد میں سے میرے یہ بھی بندے ہیں جنھوں نے مجھے دیکھا نہیں غائبانہ ہی ایمان لائے ہیں، اس کے باوجود محبت و خشیت کی کیسی کیفیت اور کیسے ذوق و شوق اور کیسے سوز و گداز کے ساتھ میرا ذکر کر رہے ہیں ——— بلاشبہ مالک الملک کا اپنے مقرب فرشتوں کے سامنے اپنے بندوں کا اس طرح ذکر فرمانا وہ سب سے بڑی نعمت ہے جس سے آگے کسی نعمت کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ——— اللہ تعالیٰ اس سے محروم نہ رکھے۔

(فائدہ) اس حدیث سے یہ بھی اشارہ ملا کہ اگر اللہ کا کوئی ذاکر بندہ اپنے قلب و باطن میں "سکینت" کی کیفیت محسوس نہ کرے (جو ایک محسوس کی جانے والی چیز ہے) تو اس کو سمجھنا چاہئے کہ ابھی وہ ذکر کے اُس مقام تک نہیں پہونچ سکا ہے جس پر یہ نعمتیں موعود ہیں، یا اس کی زندگی میں کچھ ایسی خرابیاں ہیں جو آثارِ ذکر کے حصول میں رکاوٹ بنی ہوئی ہیں۔ بہرحال اسے اپنی اصلاح کی فکر کرنا چاہئے۔ ربِّ کریم کے وعدے برحق ہیں۔

صاف کرنے میں صابون کا عمل" ——— (ترصیع الجواہر المکیہ)

اِس تمہید کے بعد ذکر اللہ کی عظمت اور برکات کے بارے میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات پڑھئے! :———

(۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ وَ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَقْعُدُ قَوْمٌ یَذْکُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا حَفَّتْهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ وَغَشِیَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَنَزَلَتْ عَلَیْهِمُ السَّکِیْنَةُ وَذَکَرَهُمُ اللّٰهُ فِیْمَنْ عِنْدَهٗ۔

——— رواہ مسلم

حضرت ابوہریرہ اور ابوسعید خدری رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بھی اور جہاں بھی بیٹھ کے کچھ بندگانِ خدا اللہ کا ذکر کرتے ہیں تو لازمی طور پر فرشتے ہر طرف سے ان کے گرد جمع ہو جاتے ہیں اور ان کو گھیر لیتے ہیں اور رحمتِ الٰہی ان پر چھا جاتی ہے اور ان کو اپنے سایہ میں لے لیتی ہے اور ان پر سکینہ کی کیفیت نازل ہوتی ہے اور اللہ اپنے ملائکہ مقربین میں ان کا ذکر فرماتا ہے ——— (صحیح مسلم)

(تشریح) اِس حدیث سے صراحۃً معلوم ہوا کہ اللہ کے کچھ بندوں کے ایک جگہ جمع ہو کر ذکر کرنے کی خاص برکات ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اسی حدیث کی شرح میں فرمایا ہے :———

"اس میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ مسلمانوں کا جمع ہو کر ذکر وغیرہ کرنا رحمت وسکینت اور قرب ملائکہ کا خاص وسیلہ ہے"

(حجۃ اللہ البالغہ، ص جلد ۲)

اِس حدیث میں اللہ کا ذکر کرنے والے بندوں کے لئے چار خاص نعمتوں کا ذکر

زیادہ احتیاط کرتا ہوں اس لئے اپنے جیسے دوسرے لوگوں کی بہ نسبت بہت کم حدیثیں بیان کرتا ہوں مگر اس وقت ایک حدیث ذکر کرتا ہوں اور میں نے اسی کی پیروی میں آپ لوگوں سے قسم لی ہے۔ وہ حدیث یہ ہے کہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن اپنے اصحاب کے ایک حلقہ کے پاس پہونچے، آپؐ نے اُن سے پوچھا: ۔ آپ لوگ یہاں کیوں جڑے بیٹھے ہیں؟۔ انھوں نے عرض کیا: ۔ ہم اللہ کو یاد کر رہے ہیں اور اُس نے جو ہم کو ہدایت سے نوازا اور ایمان و اسلام کی توفیق دے کر احسانِ عظیم فرمایا اس پر اس کی حمد و ثنا کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ۔ کیا قسم اللہ کی! تم اسی لئے بیٹھے ہو؟۔ انھوں نے عرض کیا: ۔ قسم اللہ تعالیٰ کی! ہم صرف اسی لئے بیٹھے ہیں اور یہی کر رہے ہیں۔ آپؐ نے فرمایا: ۔ تمھیں معلوم ہو کہ میں نے تمھارے ساتھ کسی بدگمانی کی بنا پر تم سے قسم نہیں لی، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ابھی جبرئیل امینؑ میرے پاس آئے اور انھوں نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ فخر و مباہات کے ساتھ فرشتوں سے تم لوگوں کا ذکر فرما رہا ہے ——— (صحیح مسلم)

(تشریح) معلوم ہوا کہ اللہ کے کچھ بندوں کا ایک جگہ بیٹھ کے اخلاص کے ساتھ اللہ کو یاد کرنا اُس کی باتیں کرنا، اُس کی حمد و تسبیح کرنا اللہ تعالیٰ کو بیحد پسند ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنے خاص فرشتوں کے سامنے ایسے بندوں کے لئے اپنی رضا کا اظہار فرماتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنْھُمْ۔

(۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ اَنَا مَعَ عَبْدِیْ اِذَا ذَکَرَنِیْ وَ تَحَرَّکَتْ بِیْ شَفَتَاہُ ——— رواہ البخاری

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس وقت بندہ میرا ذکر کرتا ہے اور میری یاد میں

(۲) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ خَرَجَ مُعَاوِیَةُ عَلٰی حَلْقَةٍ فِی الْمَسْجِدِ فَقَالَ مَا اَجْلَسَکُمْ قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْکُرُ اللّٰهَ قَالَ آللّٰهِ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذَالِكَ ؟ قَالُوْا آللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا غَیْرُهٗ قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُهْمَةً لَّکُمْ وَمَا کَانَ اَحَدٌ بِمَنْزِلَتِیْ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَقَلَّ عَنْهُ حَدِیْثًا مِّنِّیْ وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰی حَلْقَةٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ مَا اَجْلَسَکُمْ هٰهُنَا قَالُوْا جَلَسْنَا نَذْکُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهٗ عَلٰی مَا هَدَانَا لِلْاِسْلَامِ وَمَنَّ بِهٖ عَلَیْنَا قَالَ آللّٰهِ مَا اَجْلَسَکُمْ اِلَّا ذَالِكَ ؟ قَالُوْا آللّٰهِ مَا اَجْلَسَنَا اِلَّا ذَالِكَ قَالَ اَمَا اِنِّیْ لَمْ اَسْتَحْلِفْکُمْ تُهْمَةً لَّکُمْ وَلٰکِنَّهٗ اَتَانِیْ جِبْرَئِیْلُ فَاَخْبَرَنِیْ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یُبَاهِیْ بِکُمُ الْمَلٰئِکَةَ ——— رواہ مسلم

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ مسجد میں قائم ایک حلقہ پر پہونچے تو آپ نے اُن اہلِ حلقہ سے پوچھا: تم یہاں کس لئے بیٹھے ہو؟ انھوں نے کہا: ہم بیٹھ کر اللہ کو یاد کر رہے ہیں۔ حضرت معاویہؓ نے کہا: کیا اللہ کی قسم! تم صرف ذکر اللہ ہی کے لئے بیٹھے ہو؟ انھوں نے کہا: قسم خدا! ہمارے بیٹھنے کا کوئی اور مقصد اللہ کے ذکر کے سوا نہیں ہے۔ حضرت معاویہؓ نے کہا: آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ میں نے کسی بدگمانی کی بنا پر آپ لوگوں سے قسم نہیں لی ہے، اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جس درجہ کا تعلق اور قرب مجھے حاصل تھا اُس درجہ کے تعلق والا کوئی آدمی آپ کی حدیثیں مجھ سے کم بیان کرنے والا نہیں ہے (یعنی میں روایتِ حدیث میں بہت

یاد کرے تو میں ان سے بہتر بندوں کی جماعت میں اس کا ذکر کروں گا (یعنی ملائکہ کی جماعت میں اور ان کے سامنے) ــــــــــــــ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) حدیث کے پہلے جملے (اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ) کا مطلب یہ ہے کہ بندہ میرے بارے میں جیسا یقین قائم کرے گا تو میرا معاملہ اس کے ساتھ بالکل اُسی کے مطابق ہوگا۔ مثلاً وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں رحم اور کرم کا یقین کرے تو اللہ تعالیٰ کو رحیم و کریم ہی پائے گا۔ اِس لئے بندہ کو چاہئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ اچھا یقین کرے اور اسی کے مطابق عمل کرے ــــــ حدیث کے آخری حصہ میں جو فرمایا گیا ہے اُس کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ مجھے خلوت میں اس طرح یاد کرتا ہے کہ اُس کے اور میرے سوا کسی کو اس کی خبر نہیں ہوتی تو میری عنایت بھی اُس کے ساتھ اسی طرح مخفی ہوتی ہے۔ ؎

میانِ عاشق و معشوق رمزیست کراماً کاتبیں را ہم خبر نیست

اور جب بندہ جلوت میں اور دوسروں کے سامنے میرا ذکر کرتا ہے (جس میں دعوت و ارشاد اور وعظ و نصیحت بھی داخل ہے) تو اس بندہ کے ساتھ اپنے تعلق اور اس کی قبولیت کا ذکر میں فرشتوں کے سامنے بھی کرتا ہوں جس کے بعد وہ بندہ فرشتوں میں مقبول و محبوب ہو جاتا ہے، اور اس کے بعد اس دنیا میں بھی اس کو قبولِ عام اور محبوبیتِ عامہ حاصل ہو جاتی ہے۔

اسی سنت اللہ کا یہ ظہور ہے کہ بہت سے عرفاء کاملین جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے خاص تعلق کا اِخفا کرتے ہیں اگرچہ اللہ کے ہاں اُن کو مقبولیت کا خاص الخاص مقام حاصل ہوتا ہے، لیکن دنیا میں ان کو پہچانا بھی نہیں جاتا، اور جن کا تعلق باللہ اور دعوتِ الی اللہ ظاہر اور جلی قسم کی ہوتی ہے اُن کو دنیا میں بھی مقبولیتِ عامہ حاصل ہو جاتی ہے۔

(۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسِيْرُ فِيْ طَرِيْقِ مَكَّةَ فَمَرَّ عَلٰى جَبَلٍ يُقَالُ لَهٗ جُمْدَانُ فَقَالَ سِيْرُوْا هٰذَا جُمْدَانُ سَبَقَ الْمُفَرِّدُوْنَ

اس کے ہونٹ حرکت کرتے ہیں تو اُس وقت میں اپنے اُس بندہ کے ساتھ ہوتا ہوں"۔

(صحیح بخاری)

(تشریح) اللہ تعالیٰ کی ایک معیت وہ ہے جو اس کائنات کی ہر اچھی بُری چیز کو اور ہر مومن و کافر کو ہر وقت حاصل ہے۔ کوئی چیز بھی کسی وقت اللہ سے دُور نہیں، اللہ ہر چیز کو محیط ہے، ہر جگہ اور ہمہ وقت حاضر و ناظر ہے۔ اور ایک معیت رضا اور قبول والی معیت ہے۔ اس حدیثِ قدسی میں جس معیت کا ذکر ہے وہ یہی رضا اور قبول والی معیت ہے۔ اس حدیث کا مدعا یہ ہے کہ جب میرا بندہ میرا قرب اور میری رضا حاصل کرنے کے لئے میرا ذکر کرتا ہے تو اس کو میرے قرب و رضا کی دولت فوراً حاصل ہو جاتی ہے، وہ میری چاہت میں میرا ذکر کرتا ہے اور میں اُس وقت اس کے بالکل ساتھ ہوتا ہوں۔ اس طرح اسے وہ دولت فقد مل جاتی ہے جو وہ ذکر کے ذریعہ حاصل کرنا چاہتا ہے — اللہ تعالیٰ اس دولت کی طلب، اس کا ذوق و شوق اور پھر وہ دولت نصیب فرمائے۔

(۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ وَاَنَا مَعَهٗ اِذَا ذَكَرَنِیْ فَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ نَفْسِهٖ ذَكَرْتُهٗ فِیْ نَفْسِیْ وَاِنْ ذَكَرَنِیْ فِیْ مَلَاٍ ذَكَرْتُهٗ فِیْ مَلَاٍ خَيْرٍ مِّنْهُمْ۔

رواہ البخاری و مسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرا معاملہ بندے کے ساتھ اس کے یقین کے مطابق ہے۔ اور میں اس کے بالکل ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے۔ اگر وہ مجھے اپنے جی میں اس طرح یاد کرے کہ کسی اور کو خبر بھی نہ ہو تو میں بھی اس کو اسی طرح یاد کروں گا۔ اور اگر وہ دوسرے لوگوں کے سامنے مجھے

مصداق وہی بندے ہیں جن کا یہ حال ہو اور جنھوں نے ہر طرف سے کٹ کر اللہ جل جلالہٗ کو اپنا قبلۂ مقصود بنالیا ہو۔

دوسرے تمام اعمال کے مقابلہ میں ذکر اللہ کی افضلیت :۔

(۶) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اُنَبِّئُکُمْ بِخَیْرِ اَعْمَالِکُمْ وَ اَزْکَاھَا عِنْدَ مَلِیْکِکُمْ وَاَرْفَعِھَا فِیْ دَرَجَاتِکُمْ وَخَیْرٍ لَّکُمْ مِنْ اِنْفَاقِ الذَّھَبِ وَالْوَرِقِ وَخَیْرٍ لَّکُمْ مِنْ اَنْ تَلْقَوْا عَدُوَّکُمْ فَتَضْرِبُوْا اَعْنَاقَھُمْ وَیَضْرِبُوْا اَعْنَاقَکُمْ؟ قَالُوْا بَلٰی قَالَ ذِکْرُ اللّٰہِ ——— رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ کیا میں تم کو وہ عمل بتاؤں جو تمھارے سارے اعمال میں بہتر اور تمھارے مالک کی نگاہ میں پاکیزہ تر ہے اور تمھارے درجوں کو دوسرے تمام اعمال سے زیادہ بلند کرنے والا ہے، اور راہِ خدا میں سونا اور چاندی خرچ کرنے سے بھی زیادہ اس میں خیر ہے، اور اُس جہاد سے بھی زیادہ تمھارے لئے اس میں خیر ہے جس میں تم اپنے دشمنوں اور خدا کے دشمنوں کو موت کے گھاٹ اُتارو اور وہ تمھیں ذبح کریں اور شہید کریں؟۔ صحابہؓ نے عرض کیا:۔ ہاں یا رسول اللہ! ایسا قیمتی عمل ضرور بتایئے!۔ آپؐ نے فرمایا:۔ وہ اللہ کا ذکر ہے ——— (مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

(تشریح) یہ حدیث دراصل قرآن مجید کی آیت "وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ" کی تشریح و تفسیر ہے۔ بیشک "ذکر اللہ" اس لحاظ سے کہ وہ اصلاً و بالذات مقصدِ اعلیٰ ہے اور اللہ کی رضا اور اس کے تقرب کا سب سے قریبی ذریعہ ہے۔ وہ دوسرے تمام اعمال سے بہتر اور بالاتر ہے اور یہ اُس کے منافی نہیں ہے کہ

قَالُوْا وَمَا الْمُفَرِّدُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ الذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتُ ——— رواہ مسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر میں مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لئے جا رہے تھے، راستے میں جُمدان نامی پہاڑ پر سے گزر ہوا تو آپؐ نے فرمایا:۔ یہ پہاڑ جمدان ہے، مُفَرِّدُوْن سبقت لے گئے۔ عرض کیا گیا:۔ مُفَرِّدُوْن کون لوگ ہیں؟۔ آپ نے فرمایا:۔ اللہ کا زیادہ ذکر کرنے والے بندے اور زیادہ ذکر کرنے والی بندیاں ——— (صحیح مسلم)

(تشریح) جمدان ایک پہاڑی کا نام ہے جو مدینۂ طیبہ کے قریب ہی ایک دن کی مسافت پر ہے ——— متعدد حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ زمین کے جس حصہ پر اللہ کا نام لیا جاتا ہے اس کا شعور و احساس اُس حصۂ زمین کو ہوتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ:۔ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ سے پوچھتا ہے کہ کیا آج اللہ کا نام لینے والا کوئی بندہ تجھ پر سے گزرا؟۔ جب وہ بتاتا ہے کہ ہاں گزرا، تو وہ کہتا ہے کہ تجھے بشارت ہو، مبارک ہو! ——— معلوم ہوتا ہے کہ جمدان پہاڑ پر سے گزرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ بات منکشف ہوئی کہ جو زیادہ ذکر کرنے والے بندے اور بندیاں ہیں انھوں نے قبول و رضا کے بڑے مقامات حاصل کر لئے اور وہ بہت آگے بڑھ گئے، تو آپ نے یہ بات فرمائی کہ مُفَرِّدُوْن یعنی بہت زیادہ ذکر کرنے والے سبقت لے گئے۔

مُفَرِّدُوْن کے لغوی معنی ہیں اپنے کو سب سے الگ اور اکیلا اور ہلکا پھلکا کر لینے والے۔ اس سے مُراد وہ لوگ ہیں جو اللہ کے قرب و رضا کی طلب میں اپنے کو اِس دُنیا کی اُلجھنوں سے ہلکا کر لیں، اور سب طرف سے کٹ کے اکیلے اللہ کے ہو جائیں، یہی مقامِ تفرید ہے، اور یہی قرآن مجید کی خاص اصطلاح میں تبتّل ہے (وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا) پس "اَلذَّاكِرُوْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَالذَّاكِرَاتُ" کے

یہاں تک کہ اس کی تلوار ٹوٹ گئی اور وہ دشمنوں کے ہاتھوں سے زخمی ہو کر خون میں شرابور ہو گیا، جب بھی اللہ کا ذکر کرنے والا بندہ درجہ میں اُس سے افضل ہے۔

(مسند احمد، جامع ترمذی)

(۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ لِكُلِّ شَيْءٍ صِقَالَةٌ وَصِقَالَةُ الْقُلُوْبِ ذِكْرُ اللّٰهِ وَمَا مِنْ شَيْءٍ اَنْجٰى مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ ذِكْرِ اللّٰهِ، قَالُوْا وَلَا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ قَالَ وَلَا اَنْ يَّضْرِبَ بِسَيْفِهٖ حَتّٰى يَنْقَطِعَ ——— رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ:۔ ہر چیز کی صفائی کے لئے کوئی صیقل ہے، اور قلوب کی صیقل (یعنی ان کی صفائی کا خاص مسالہ) ذکر اللہ ہے، اور اللہ کے عذاب سے بچانے اور نجات دلانے میں اللہ کا ذکر جس قدر مؤثر ہے اتنی کوئی دوسری چیز مؤثر نہیں ——— لوگوں نے عرض کیا:۔ یا رسول اللہ! کیا جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں؟ ——— آپ نے ارشاد فرمایا:۔ ہاں! وہ جہاد بھی عذاب خداوندی سے نجات دلانے میں ذکر کے برابر مؤثر نہیں جس کا کرنے والا ایسی جانبازی سے جہاد کرے کہ تلوار چلاتے چلاتے اس کی تلوار بھی ٹوٹ جائے۔

——— (دعوات کبیر للبیہقی)

(تشریح) اصل حقیقت یہی ہے کہ سارے اعمالِ صالحہ کے مقابلہ میں "ذکر اللہ" افضل اور عند اللہ محبوب تر ہے (وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ) بندے کو اللہ تعالیٰ کا جو قرب اور اس کی وجہ سے جو سعادت اور شرف ذکر کے وقت حاصل ہوتا ہے وہ کسی دوسرے عمل کے وقت نہیں ہوتا، بشرطیکہ یہ ذکر عظمت اور محبت و خشیت اور دل کی توجہ کے ساتھ ہو ——— اللہ تعالیٰ کا ارشاد:۔ "فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ" (تم مجھے یاد کرو میں تم کو یاد کروں گا)۔ اور حدیثِ قدسی:۔ ———

کسی خاص حالت میں اور کسی ہنگامی موقع پر صدقہ اور انفاق لوجہ اللہ یا جہاد و قتال فی سبیل اللہ کو زیادہ اہمیت حاصل ہو جائے ـــــــ اسی طرح یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک عمل ایک اعتبار سے افضل و اہم ہو اور دوسرے اعتبار سے کوئی دوسرا عمل زیادہ اہمیت رکھتا ہو ـــــــ آگے درج ہونے والی حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی حدیثوں کا مطلب و مدعا بھی قریب قریب یہی ہے اور ان میں سے ہر حدیث سے دوسری حدیث کی شرح اور تائید ہوتی ہے۔

(۷) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سُئِلَ اَیُّ الْعِبَادِ اَفْضَلُ؟ وَاَرْفَعُ دَرَجَۃً عِنْدَ اللّٰہِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ؟ قَالَ الذَّاکِرُوْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّالذَّاکِرَاتُ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَمِنَ الْغَازِیْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ؟ قَالَ لَوْ ضَرَبَ بِسَیْفِہٖ فِی الْکُفَّارِ وَالْمُشْرِکِیْنَ حَتّٰی یَنْکَسِرَ وَیَخْتَضِبَ دَمًا فَاِنَّ الذَّاکِرَ لِلّٰہِ اَفْضَلُ مِنْہُ دَرَجَۃً ـــــــ

ـــــــ رواہ احمد والترمذی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ یا رسول اللہ! بندوں میں کون (یعنی کس عمل کا کرنے والا) سب سے افضل ہے، اور قیامت میں کس کو اللہ کے ہاں زیادہ بلند درجہ ملنے والا ہے؟ ـــــــ آپؐ نے فرمایا: ـــ اللہ کو زیادہ یاد کرنے والے بندے اور زیادہ یاد کرنے والی بندیاں۔ (یعنی فضیلت اور قیامت میں درجہ کی بلندی انھیں کے لئے ہے) ـــــــ عرض کیا گیا: ـــ یا رسول اللہؐ! کیا ان لوگوں کا درجہ اس بندے سے بھی اونچا ہے، جو (سر بکف ہو کر) راہِ خدا میں جہاد کرے؟ ـ آپؐ نے فرمایا: ـــ اگر کسی بندہ نے (اس طرح جہاد میں جانبازی کی کہ) دشمنانِ حق (کفار و مشرکین) کی صفوں میں گھس کر تلوار چلائی

نے فرمایا:- جو شخص کہیں بیٹھا اور اس نشست میں اس نے اللہ کو یاد نہیں کیا تو یہ نشست اُس کیلئے بڑی حسرت اور خسران کا باعث ہوگی، اور اسی طرح جو شخص کہیں لیٹا اور اس میں اس نے اللہ کو یاد نہیں کیا تو یہ لیٹنا اس کے لئے بڑی حسرت اور خسران کا باعث ہوگا۔

(سنن ابی داؤد)

(۱۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُكْثِرُوا الْكَلَامَ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَإِنَّ كَثْرَةَ الْكَلَامِ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ قَسْوَةٌ لِلْقَلْبِ وَإِنَّ أَبْعَدَ النَّاسِ مِنَ اللّٰهِ الْقَلْبُ الْقَاسِيْ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:- اللہ کے ذکر کے بغیر زیادہ کلام نہ کیا کرو کیونکہ اس سے دل میں قساوت (سختی اور بے حسی) پیدا ہوتی ہے اور لوگوں میں وہ آدمی اللہ سے زیادہ دُور ہے جس کے قلب میں قساوت ہو

(جامع ترمذی)

(تشریح) حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو آدمی اللہ کے ذکر کے بغیر زبان زیادہ چلانے کا عادی ہوگا، اس کے دل میں قساوت یعنی بے حسی اور بے نوری پیدا ہوگی اور وہ اللہ کے قرب اور اس کی خاص رحمت سے محروم رہے گا۔ اعاذنا اللہ منہ۔

کلماتِ ذکر اور ان کی فضیلت و برکت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس طرح اللہ کے ذکر کی ترغیب دی اور تاکید فرمائی اسی طرح اس کے خاص کلمات بھی تلقین فرمائے، اگر یہ نہ ہوتا تو اس کا امکان تھا کہ علم و معرفت کی کمی کی وجہ سے بہت سے لوگ اللہ کا ذکر اس طرح کرتے جو اس کے شایانِ شان نہ ہوتا، یا جس سے بجائے حمد و ثنا کے معاذ اللہ اس کی تنقیص ہوتی۔ عارف رومی نے اپنی مثنوی میں

عادت ڈالو کہ) تمہاری زبان اللہ کے ذکر سے تر رہے ——— (جامع ترمذی)

(تشریح) مطلب یہ ہے کہ تمہاری فلاح و کامیابی کے لئے بس یہی کافی ہے کہ اللہ کے ذکر سے رطب اللسان رہو۔

(۱۱) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْثِرُوْا ذِکْرَ اللّٰہِ حَتّٰی یَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ۔

——— رواہ احمد و ابو یعلی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔ اللہ کا ذکر اتنا اور اس طرح کرو کہ لوگ کہیں کہ یہ دیوانہ ہے۔

(مسند احمد، مسند ابو یعلی)

(تشریح) اہل دنیا جو تعلق باللہ کی دولت سے محروم ہیں جب کسی ایسے اللہ والے کو دیکھتے ہیں جس کو یہ دولت نصیب ہے، اور اس کی وجہ سے وہ دنیا کی طرف سے کسی قدر بے فکر اور اللہ کی یاد اور اس کی رضا طلبی میں منہمک ہے، اور اسی کے نام کی رٹ لگا رہا ہے، تو اپنے خیال کے مطابق وہ اس کو دیوانہ کہتے ہیں، حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ وہ خود ہی دیوانے ہیں۔ ؎

اوست دیوانہ کہ دیوانہ نہ شد اوست فرزانہ کہ فرزانہ نہ شد

ذکر اللہ سے غفلت کا انجام حسرت و محرومی اور دل کی قساوت:۔

(۱۲) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ قَعَدَ مَقْعَدًا لَمْ یَذْکُرِ اللّٰہَ فِیْہِ کَانَتْ عَلَیْہِ مِنَ اللّٰہِ تِرَۃٌ وَمَنِ اضْطَجَعَ مَضْجَعًا لَا یَذْکُرُ اللّٰہَ فِیْہِ کَانَتْ عَلَیْہِ مِنَ اللّٰہِ تِرَۃٌ ——— رواہ ابو داؤد

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اِس مختصر تمہید کے بعد اس سلسلہ کے رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چند ارشادات ذیل میں پڑھئے!:۔

(۱۴) عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الْكَلَامِ اَرْبَعٌ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

رواہ مسلم

حضرت سمرہ بن جُندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ تمام کلموں میں افضل یہ چار کلمے ہیں:۔ "سُبْحَانَ اللّٰهِ" اور "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" اور "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" اور "اَللّٰهُ اَكْبَرُ"۔

(صحیح مسلم)

(تشریح) اسی حدیث کی ایک دوسری روایت میں "اَفْضَلُ الْكَلَامِ اَرْبَعٌ" کے بجائے "اَحَبُّ الْكَلَامِ اِلَى اللّٰهِ اَرْبَعٌ" کے الفاظ بھی نقل کئے گئے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہوگا کہ سب کلموں میں اللہ تعالیٰ کو زیادہ پیارے یہ چار کلمے ہیں۔

(۱۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ اَقُوْلَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا طَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ۔

رواہ مسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اِس دنیا کی وہ تمام چیزیں جن پر سورج کی روشنی اور اُس کی شعاعیں پڑتی ہیں ان سب چیزوں کے مقابلے میں مجھے یہ زیادہ محبوب ہے کہ میں ایک دفعہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" کہوں۔

حضرت موسیٰؑ اور ایک چرواہے کی جو حکایت بیان کی ہے وہ اسی کی ایک مثال ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کلماتِ ذکر تلقین فرمائے ہیں وہ معنوی لحاظ سے مندرجۂ ذیل چند قسموں میں سے کسی ایک قسم کے ہیں:۔ یا تو ان میں اللہ تعالیٰ کی تنزیہ اور تقدیس ہے (یعنی ان کا مفہوم اور مدعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر اُس بات سے منزہ اور پاک ہے جس میں عیب و نقص کا شائبہ بھی ہو) "سُبْحَانَ اللّٰہ" کا یہی مفہوم اور مدعا ہے ——— یا ان میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا ہے (یعنی ان کا مفہوم اور مدعا یہ ہے کہ ساری خوبیاں اور تمام کمالی صفات اللہ تعالیٰ میں ہیں اور اسلئے حمد و ثنا اُسی کو سزاوار ہے) ——— "اَلْحَمْدُ لِلّٰہ" کی یہی خصوصیت ہے ——— یا ان میں اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی شانِ یکتائی کا بیان ہے۔ چنانچہ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" کی شان یہی ہے ——— یا ان میں اللہ تعالیٰ کی اس شانِ عالی کا اظہار ہے کہ ہم نے اس کے بارے میں منفی اور مثبت طور پر جو کچھ جانا اور سمجھا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بھی بلند و بالا اور وراء الوراء ہے، "اَللّٰہُ اَکْبَر" کا یہی مفہوم و مدعا ہے ——— یا ان کلمات میں اس حقیقت کا اظہار ہے کہ سب کچھ کرنے والا اللہ ہی ہے اس کے سوا کسی کے بس میں کچھ نہیں، لہٰذا وہی اس کا حقدار ہے کہ اس سے مدد مانگی جائے اور اس پر بھروسہ کیا جائے۔ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ" کی یہی نوعیت اور خصوصیت ہے۔

اس طرح کے کلماتِ ذکر کے علاوہ مختلف اوقات اور مختلف حاجتوں کے لئے جو دعائیں آپ نے تعلیم فرمائیں اُن کے بارے میں انشاء اللہ آگے تفصیلاً لکھا جائے گا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے درج ہونے والی حدیثوں میں جن کلماتِ ذکر کی تلقین فرمائی ہے وہ اختصار کے باوجود اللہ تعالیٰ کی تنزیہ و تقدیس اور تحمید و توحید اور اس کی شانِ کبریائی و صمدیت کے بیان میں بلاشبہ معجزانہ شان رکھتے ہیں اور اس کی معرفت کے گویا دروازے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ایمان کی یہ دولت نصیب فرمائے۔

(۱۶) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلٰى شَجَرَةٍ يَابِسَةِ الْوَرَقِ فَضَرَبَهَا بِعَصَاهُ فَتَنَاثَرَ الْوَرَقُ فَقَالَ اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ تُسَاقِطُ ذُنُوْبَ الْعَبْدِ كَمَا يَتَسَاقَطُ وَرَقُ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ ——— رواه الترمذی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک ایسے درخت کے پاس سے گزرے جس کے پتے سوکھ چکے تھے، آپ نے اس پر اپنا عصائے مبارک مارا تو اس کے سوکھے پتے جھڑ پڑے (اور ساتھ والوں نے وہ منظر دیکھا) پھر آپ نے فرمایا کہ یہ کلمے: "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" بندے کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتے ہیں جس طرح تم نے اس درخت کے پتے جھڑتے دیکھے ——— (جامع ترمذی)

(تشریح) نیک اعمال کی اس خاصیت کا ذکر قرآن مجید میں بھی فرمایا گیا ہے کہ ان کی برکت اور تاثیر سے گناہ مٹ جاتے ہیں ——— ارشاد ہے: ——— اِنَّ الْحَسَنٰتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّاٰتِ (یقینی بات ہے کہ نیکیاں گناہوں کا صفایا کر دیتی ہیں) ———

احادیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز اور صدقہ وغیرہ بہت سے اعمال صالحہ کی اس تاثیر کا خصوصیت سے بیان فرمایا ہے۔ اس حدیث میں آپ نے ان چار کلموں کی یہ تاثیر بیان فرمائی اور درخت کے سوکھے پتے عصا کی ایک ضرب سے جھاڑ کے صحابۂ کرامؓ کو اس کا ایک نمونہ بھی دکھایا۔ اللہ تعالیٰ ان حقیقتوں کا یقین نصیب فرمائے، اور ان کلموں کی عظمت و تاثیر سے استفادہ کی توفیق دے۔

(۱۷) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

(تشریح) ان چاروں کلموں کا اجمالی مفہوم اوپر کی تمہیدی سطروں میں ذکر کیا جا چکا ہے۔ اس سے یہ اندازہ بھی ہو گیا ہو گا کہ یہ نہایت مختصر اور ہلکے پھلکے چار کلمے اللہ تعالیٰ کی تمام مثبت و منفی صفاتِ کمال پر کس قدر حاوی ہیں بعض عرفاء کاملین نے لکھا ہے کہ: ——— اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء حسنیٰ جو اس کی تمام صفاتِ کمال کی ترجمانی کرتے ہیں ان میں سے کسی کا مفہوم بھی ان چار کلموں سے باہر نہیں ہے ——— مثلاً اَلْقُدُّوْسُ، اَلسَّلَامُ، اَلطَّاهِرُ جیسے اسماءِ حسنیٰ جو اللہ تعالیٰ کی ذاتِ پاک سے ہر عیب و نقص کی نفی کرتے ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ کا مفہوم ان سب پر حاوی ہے۔ اسی طرح اَلرَّحْمٰنُ، اَلرَّحِيْمُ، اَلْكَرِيْمُ، اَلْعَلِيْمُ، اَلْقَدِيْرُ، اَلسَّمِيْعُ، اَلْبَصِيْرُ، اَلْعَزِيْزُ، اَلْحَكِيْمُ جیسے وہ تمام اسماء حسنیٰ جو اللہ تعالیٰ کی ایجابی صفاتِ کمال پر دلالت کرتے ہیں، وہ سب اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کے احاطے میں آجاتے ہیں۔ اسی طرح جو اسماء حسنیٰ اس کی وحدانیت و یکتائی اور اس کی شانِ لاشریکی و بے مثالی پر دلالت کرتے ہیں، جیسے الواحد، الاحد وغیرہ، ان کی پوری ترجمانی کلمۂ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" کرتا ہے عَلٰى هٰذَا اَلْعَلِيُّ، اَلْاَعْلٰى، اَلْكَبِيْرُ، اَلْمُتَعَالِ جیسے اسماءِ حسنیٰ جن کا مفہوم و مدعا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو جو کچھ کسی نے جانا اور سمجھا ہے اللہ تعالیٰ اس سے بھی بلند و بالا اور وراء الوراء ہے۔ بلاشبہ کلمۂ "اَللّٰهُ اَكْبَرُ" اس حقیقت کی بہترین تعبیر ہے۔

پس جس نے دل کے شعور و یقین کے ساتھ کہا: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ" اُس نے اللہ کی ساری ثناء و صفت بیان کر دی، اور تمام اسماء حسنیٰ میں اللہ تعالیٰ کی جن ایجابی یا سلبی صفاتِ کمال کا بیان ہے دل سے اُن سب کی شہادت دے دی، اِسلئے یہ چار کلمے اپنی قدر و قیمت اور عظمت و برکت کے لحاظ سے بلاشبہ اِس ساری کائنات کے مقابلے میں فائق ہیں جس پر سورج کی روشنی یا اس کی شعاعیں پڑتی ہیں ——— جن قلوب کو ایمان کی دولت نصیب ہے اُن کے لئے یہ حقیقت بالکل وجدانی ہے۔

اور تاثیر سے صرف وہ خطائیں معاف ہوتی ہیں جو "کبیرہ" درجہ کی نہ ہوں، اسلئے بڑے درجہ کے گناہ جن کو خاص اصطلاح میں "گناہِ کبیرہ" کہا جاتا ہے اُن کی معافی کے لئے توبہ و استغفار ضروری ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۸) عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیُّ الْکَلَامِ اَفْضَلُ؟ قَالَ مَا اصْطَفَی اللّٰہُ لِمَلٰئِکَتِہٖ "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ" ——— رواہ مسلم

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا کہ:۔ کلاموں میں کون سا کلام افضل ہے؟۔ آپ نے فرمایا:۔ وہ کلام جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ملائکہ کے لئے منتخب فرمایا ہے۔ یعنی "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ" ——— (صحیح مسلم)

(تشریح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کا خاص ذکر یہی "سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ" ہے ——— اس حدیث میں اس کلمہ کو سب سے افضل کہا گیا ہے۔ اور حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جو دو ہی ورق پہلے درج ہو چکی ہے فرمایا گیا ہے، کہ سب سے افضل یہ چار کلمے ہیں:۔ "سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ" اور ایک دوسری حدیث میں "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ" کو افضل الذکر فرمایا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ان تینوں باتوں میں کوئی منافات نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ سب کلمے دوسرے سب کلاموں کے مقابلے میں افضل اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہیں۔

(۱۹) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَلِمَتَانِ خَفِیْفَتَانِ عَلَی اللِّسَانِ ثَقِیْلَتَانِ فِی الْمِیْزَانِ حَبِیْبَتَانِ اِلَی الرَّحْمٰنِ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ——— رواہ البخاری ومسلم

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ حُطَّتْ خَطَايَاهُ وَاِنْ كَانَتْ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ۔

رواہ البخاری ومسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے روزانہ سو دفعہ کہا (سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ) اس کے قصور معاف کر دیئے جائیں گے اگرچہ کثرت میں سمندر کے جھاگوں کے برابر ہوں۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

(تشریح) "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" کا مطلب وہی ہے جو "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ" کا ہے، یعنی ہر اُس بات سے اللہ تعالیٰ کی تنزیہہ و تقدیس جو اس کے شایانِ شان نہیں ہے اور جس میں ذرا بھی قصور یا عیب کا کوئی شائبہ ہے، اور اسی کے ساتھ تمام صفاتِ کمال کا اس کی ذاتِ عالی کے لئے اثبات اور اس کی بنا پر اس کی حمد و ثنا۔ اس طرح یہ مختصر کلمہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" اُس سب پر حاوی ہے جو سلبی یا ایجابی طور پر اللہ تعالیٰ کی ثنا و صفت میں کہا جا سکتا ہے ——— حدیثِ سابق کی طرح اس حدیث میں اس مختصر دو حرفی کلمہ کی یہ تاثیر بیان کی گئی ہے کہ جو بندہ روزانہ یہ کلمہ سو دفعہ پڑھے تو اس کے سارے گناہ دُور ہو جائیں گے اور وہ گناہوں کی گندگی سے پاک صاف ہو جائے گا، اگرچہ اس کے گناہ سمندر کے جھاگوں کے برابر حد و حساب سے باہر ہوں۔ گویا جس طرح تیز روشنی اندھیرے کو ایک دم ختم کر دیتی ہے، اور جس طرح سخت تپش بالخاصہ نمی اور رطوبت کو فنا کر دیتی ہے اُسی طرح اللہ کا ذکر اور دوسری نیکیاں گناہوں کے گندے اثرات کو فنا کر دیتی ہیں ——— لیکن جیسا کہ اسی سلسلۂ (معارف الحدیث) میں کئی بار پہلے ذکر کیا جا چکا ہے قرآن مجید کی بعض آیات، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض ارشادات سے معلوم ہوتا ہے کہ نیکیوں کی برکت

خَرَجَ مِنْ عِنْدِهَا بُكْرَةً حِيْنَ صَلَّى الصُّبْحَ وَهِيَ فِيْ مَسْجِدِهَا ثُمَّ رَجَعَ بَعْدَ اَنْ اَضْحٰى وَهِيَ جَالِسَةٌ قَالَ مَازِلْتِ عَلَى الْحَالِ الَّذِيْ فَارَقْتُكِ عَلَيْهَا؟ قَالَتْ نَعَمْ، قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدْ قُلْتُ بَعْدَكِ اَرْبَعَ كَلِمَاتٍ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ لَوْ وُزِنَتْ بِمَا قُلْتِ مُنْذُ الْيَوْمَ لَوَزَنَتْهُنَّ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَرِضٰى نَفْسِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ ——— رواہ مسلم

اُم المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن کا نمازِ فجر پڑھنے کے بعد ان کے پاس سے باہر نکلے، وہ اُس وقت اپنی نماز پڑھنے کی جگہ بیٹھی کچھ پڑھ رہی تھیں۔ پھر آپ دیر کے بعد جب چاشت کا وقت آچکا تھا واپس تشریف لائے، حضرت جویریہؓ اسی طرح بیٹھی اپنے وظیفہ میں مشغول تھیں۔ آپ نے ان سے فرمایا:۔ میں جب سے تمہارے پاس سے گیا ہوں کیا تم اس وقت سے برابر اسی حال میں اور اسی طرح پڑھ رہی ہو؟۔ انھوں نے عرض کیا:۔ جی ہاں!۔ آپ نے فرمایا:۔ تمہارے پاس سے جانے کے بعد میں نے چار کلمے تین دفعہ کہے، اگر وہ تمہارے اس پورے وظیفے کے ساتھ تولے جائیں جو تم نے آج صبح سے پڑھا ہے تو ان کا وزن بڑھ جائے گا، وہ کلمے یہ ہیں:۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَرِضٰى نَفْسِهٖ وَمِدَادَ كَلِمَاتِهٖ (اللہ کی تسبیح اور اُس کی حمد اُس کی ساری مخلوقات کی تعداد کے برابر اور اس کے عرشِ عظیم کے وزن کے برابر اور اُس کی ذاتِ پاک کی رضا کے مطابق اور اس کے کلموں کی مقدار کے مطابق۔

——— صحیح مسلم

(۲۱) عَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ اَنَّهٗ دَخَلَ مَعَ النَّبِيِّ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ دو کلمے ہیں زبان پر ہلکے پھلکے، میزانِ اعمال میں بڑے بھاری اور خداوند مہربان کو بہت پیارے "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ"

(صحیح بخاری و مسلم)

(تشریح) ان دو کلموں کا زبان پر ہلکا ہونا تو ظاہر ہے، اور اللہ تعالیٰ کو محبوب ہونا بھی آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے، لیکن میزانِ اعمال میں بھاری ہونے والی بات کا سمجھنا شاید بعض لوگوں کے لئے آسان نہ ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ جس طرح مادی چیزیں ہلکی اور بھاری ہوتی ہیں اور ان کا وزن معلوم کرنے کے لئے آلات ہوتے ہیں جن کو میزان (ترازو یا کانٹا) کہا جاتا ہے اسی طرح بہت سی غیر مادی چیزیں بھی ہلکی اور بھاری ہوتی ہیں اور ان کا ہلکا اور بھاری پن بتانے والا آلہ ہوتا ہے وہی اس کی میزان ہوتی ہے مثلاً حرارت اور برودت یعنی گرمی اور ٹھنڈک ظاہر ہے کہ مادی چیزیں نہیں ہیں بلکہ کیفیات ہیں، لیکن ان کا ہلکا اور بھاری پن تھرمامیٹر کے ذریعہ معلوم کیا جاتا ہے ——— اسی طرح قیامت میں اللہ کے نام کا وزن ہوگا، کلماتِ ذکر کا وزن ہوگا، تلاوتِ قرآن کا وزن ہوگا، نماز کا وزن ہوگا، ایمان کا اور اللہ تعالیٰ کے خوف اور اس کی محبت کا وزن ہوگا۔ اُس وقت یہ بات کھل کر سامنے آئے گی کہ بعض بہت چھوٹے اور ہلکے پھلکے کلمے بے حد وزنی ہوں گے ——

ایک دوسری حدیث میں ہے حضورؐ نے فرمایا کہ:۔ اللہ کے نام کے مقابلے میں کوئی چیز بھی بھاری اور وزنی نہ ہوگی۔ لَا يَزِنُ مَعَ اسْمِ اللّٰهِ شَيْءٌ۔

اِس کلمہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ، سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ" کا مطلب یہ ہے کہ میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں اس کی حمد و ستائش کے ساتھ، میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں جو بڑی عظمت والا ہے۔

(۴) عَنْ جُوَيْرِيَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(تشریح) ان دونوں حدیثوں سے معلوم ہوا کہ زیادہ ثواب حاصل کرنے کا ایک طریقہ جس طرح کثرتِ ذکر ہے اسی طرح ایک آسان تر طریقہ یہ بھی ہے کہ اس کے ساتھ ایسے الفاظ شامل کر دیئے جائیں جو کثرتِ تعداد پر دلالت کرنے والے ہوں۔ جیسا کہ مندرجۂ بالا دونوں حدیثوں میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے بتلایا ہے۔

یہاں یہ بات ملحوظ رکھنے کی ہے کہ خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بعض حدیثوں کثرتِ ذکر کی ترغیب دی ہے۔ اور قریب ہی وہ حدیث گزر چکی ہے جس میں آپؐ نے روزانہ سو دفعہ "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ" کہنے والے کو گناہوں کے معاف کئے جانے کی خوشخبری سنائی ہے، اسلئے حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ اس حدیث، اور اس سے پہلے والی حضرت جویریہؓ کی حدیث سے کثرتِ ذکر کی نفی یا ناپسندیدگی سمجھنا ہرگز صحیح نہ ہوگا۔ ان دونوں حدیثوں کا منشاء اور مدعا صرف یہ ہے کہ زیادہ ثواب حاصل کرنے کا ایک زیادہ آسان طریقہ یہ بھی ہے اور خاص کر وہ لوگ جو اپنے مخصوص حالات کی وجہ سے ذکر اللہ کے لئے زیادہ وقت فارغ نہ کر سکیں، وہ اس طرح سے بھی بڑا ثواب حاصل کر سکتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اس سلسلہ میں فرمایا ہے کہ:۔ جس شخص کا مقصد اپنے باطن اور اپنی زندگی کو ذکر کے رنگ میں رنگنا ہو اس کو کثرتِ ذکر کا طریقہ اختیار کرنا ناگزیر ہے، اور جس کا مقصد ذکر سے صرف ثوابِ اُخروی حاصل کرنا ہو اُس کو ایسے کلماتِ ذکر کا انتخاب کرنا چاہئے جو معنوی لحاظ سے زیادہ فائق اور وسیع تر ہوں جیسے کہ ان دونوں حدیثوں میں مذکور ہیں۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عہدِ نبوی میں تسبیح کا رواج تو نہیں تھا لیکن بعض حضرات اس مقصد کے لئے گٹھلیاں یا سنگریزے استعمال کرتے تھے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن کو اس سے منع نہیں فرمایا۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى امْرَأَةٍ وَبَيْنَ يَدَيْهَا نَوًى أَوْ حَصًى تُسَبِّحُ بِهِ فَقَالَ أَلَا أُخْبِرُكِ بِمَا هُوَ أَيْسَرُ عَلَيْكِ مِنْ هٰذَا أَوْ أَفْضَلُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذَالِكَ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ مِثْلَ ذَالِكَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ مِثْلَ ذَالِكَ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مِثْلَ ذَالِكَ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ مِثْلَ ذَالِكَ۔

رواہ الترمذی وابوداؤد

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو لئے ایک بیوی کے پاس پہنچے اور انکے آگے کھجور کی کچھ گٹھلیاں تھیں، (یا سنگریزے تھے) وہ ان گٹھلیوں (یا سنگریزوں) پر تسبیح پڑھ رہی تھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔ میں تم کو وہ نہ بتادوں جو تمھارے لئے اس سے زیادہ آسان ہے (یا فرمایا کہ اس سے افضل ہے) وہ یہ ہے کہ تم اس طرح کہو:۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي السَّمَاءِ۔ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا خَلَقَ فِي الْأَرْضِ ـــ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا بَيْنَ ذَالِكَ ـــ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ عَدَدَ مَا هُوَ خَالِقٌ ـــ	سُبحان اللہ ساری آسمانی مخلوق کی تعداد کے مطابق ـــ سُبحان اللہ ساری زمینی مخلوقات کی تعداد کے مطابق ـــ سُبحان اللہ زمین و آسمان کے درمیان کی ساری مخلوقات کی تعداد کے مطابق ـــ سُبحان اللہ ساری مخلوقات کی تعداد کے مطابق جس کو وہ ابدالآباد تک

اور (اللہ اکبر) اسی طرح، اور (الحمد للہ) اسی طرح، اور (لا الٰہ الا اللہ) اسی طرح، اور (لا حول ولا قوۃ الا باللہ) اسی طرح ـــ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور اَللّٰہُ اَکْبَر کے ذریعہ کہا جاتا ہے۔ علاوہ ازیں "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" کلمۂ ایمان ہے اور اسی لئے سب پیغمبروں کی تعلیم کا پہلا سبق ہے۔ نیز اپنے اپنے تجربہ کی بنا پر عرفا اور صوفیا کا اس پر گویا اتفاق ہے کہ باطن کی تطہیر اور قلب کو ہر طرف سے موڑ کے اللہ تعالیٰ سے وابستہ کرنے میں سب سے زیادہ مؤثر اسی کلمۂ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ذکر ہوتا ہے ——— اسی لئے ایک حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایمانی کیفیت کو قلب میں تازہ کرنے اور ترقی دینے کے لئے اس کلمۂ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی کثرت کا حکم دیا ہے[1]۔

(۲۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ عَبْدٌ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصًا مِنْ قَلْبِهٖ اِلَّا فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ السَّمَاءِ حَتّٰى تُفْضِيَ اِلَى الْعَرْشِ مَا اجْتَنَبَ الْكَبَائِرَ ——— رواه الترمذی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جو بندہ دل کے اخلاص سے کہے "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ" اس کے لئے لازماً آسمانوں کے دروازے کھل جائیں گے، یہاں تک کہ وہ کلمہ عرشِ الٰہی تک پہونچے گا بشرطیکہ وہ آدمی کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے ——— (جامع ترمذی)

(تشریح) اس حدیث میں کلمۂ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی ایک خاص فضیلت و خصوصیت یہ بیان کی گئی ہے کہ اگر اخلاص سے یہ کلمہ کہا جائے اور اللہ سے دُور کرنے والے بڑے گناہوں سے بچنے کا اہتمام کیا جائے تو یہ کلمہ براہِ راست عرشِ الٰہی تک پہونچتا ہے، اور خاص مقبولیت سے نوازا جاتا ہے۔ اور ترمذی ہی کی ایک دوسری حدیث میں ہے:——

---

[1] عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم جددوا ایمانکم قیل یا رسول الله کیف نجدد ایماننا؟ قال اکثروا من قول لا اله الا الله ——— رواه احمد

ظاہر ہے کہ اس میں اور تسبیح کے دانوں کے ذریعہ شمار میں کوئی فرق نہیں، بلکہ تسبیح دراصل اسی کی ترقی یافتہ اور سہل شکل ہے۔ جن حضرات نے تسبیح کو بدعت قرار دیا ہے بلاشبہ انھوں نے شدت اور غلو سے کام لیا ہے۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی خاص فضیلت :۔

(۲۲) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الذِّکْرِ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ"

رواہ الترمذی وابن ماجۃ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :۔ سب سے افضل ذکر "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ" ہے۔

(جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

(تشریح) حضرت سمرہ بن جندب رضؓ والی وہ حدیث پہلے گزر چکی ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ سب کلموں میں افضل یہ چار کلمے ہیں :۔ سُبْحَانَ اللہ، اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ، اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ، اور اَللہُ اَکْبَر۔ اور حضرت جابرؓ والی اس حدیث میں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کو افضل ترین کلمہ فرمایا گیا ہے۔ واقعہ یہی ہے کہ دنیا بھر کے دوسرے سب کلموں اور کلاموں کے مقابلے میں تو یہ چاروں کلمے افضل ہیں، لیکن ان سب میں نسبتاً "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ" افضل ہے، کیونکہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ باقی تینوں کلموں کے مدعا کو بھی ضمنی طور پر اپنے اندر لئے ہوئے ہے۔ جب بندہ یہ کہتا ہے کہ معبود برحق صرف اللہ ہے اس کے سوا کوئی نہیں، تو اس کے ضمن میں یہ بات خود بخود آجاتی ہے کہ وہ ہر نقص و عیب سے پاک اور منزہ ہے، اور تمام صفاتِ کمال کا وہ جامع ہے اور عظمت و کبریائی میں وہ برتر ہے، کیونکہ جو لاشریک معبود ہو اس میں یہ سب باتیں ہونا لازمی ہیں۔ اس لئے جس نے صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہ کہا، اس نے گویا وہ سب کچھ بھی کہہ دیا جو سُبْحَانَ اللہ

انھوں نے عرض کیا کہ :۔ اے میرے رب! یہ کلمہ تو تیرے سارے ہی بندے کہتے ہیں، میں تو وہ کلمہ چاہتا ہوں جو آپ خصوصیت سے مجھے ہی بتائیں ؟۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ! اگر ساتوں آسمان اور میرے سوا وہ سب کائنات جس سے آسمانوں کی آبادی ہے اور ساتوں زمینیں ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور لا الہ الا اللہ دوسرے پلڑے میں تو لا الہ الا اللہ کا وزن اُن سب سے زیادہ ہوگا۔

(شرح السنہ للبغوی)

(تشریح) موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ بندگی اور محبت کا جو خاص تعلق تھا اور اس کی بنا پر قرب خصوصی کی جو قدرتی خواہش تھی اسی کی وجہ سے انھوں نے اللہ تعالیٰ سے استدعا کی کہ مجھے ذکر کا کوئی خاص کلمہ تعلیم فرمایا جائے، اللہ تعالیٰ نے ان کو لا الہ الا اللہ بتایا جو افضل الذکر ہے۔ انھوں نے عرض کیا کہ میری استدعا کسی خاص کلمہ کے لئے ہے جس سے مجھے ہی نوازا جائے۔ الغرض کلمۂ لا الہ الا اللہ کا عموم اس کی قدر و قیمت اور عظمت کے بارے میں ان کے لئے حجاب بن گیا، اسلئے ان کو بتایا گیا کہ لا الہ الا اللہ کی حقیقت زمین و آسمان کی ساری کائنات کے مقابلے میں زیادہ قیمتی اور بھاری ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت عامہ ہے کہ اُس نے اپنے پیغمبروں کے ذریعہ یہ نعمت عظمیٰ ہر عامی کو بھی پہونچادی ہے۔ بہرکیف انبیاء و مرسلینؑ کے لئے بھی کوئی کلمہ "لا الہ الا اللہ" سے زیادہ قیمتی اور بابرکت نہیں ہے۔

اس بے بہا نعمتِ خداوندی کا شکر یہی ہے کہ اس کلمۂ پاک کو اپنا ورد بنایا جائے، اور اس کی کثرت کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے خاص رابطہ قائم کیا جائے۔

کلمۂ توحید کی خاص عظمت و برکت :۔

(۲۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَيْسَ لَهَا حِجَابٌ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ حَتّٰى تَخْلُصَ اِلَيْهِ۔

کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں، یہ کلمہ سیدھا اللہ کے پاس پہونچتا ہے۔

معلوم ہوا کہ ذکر اللہ کے دوسرے کلموں کے مقابلے میں اس کلمہ کی یہ ایک مخصوص فضیلت اور خصوصیت ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ "حجۃ اللہ البالغہ" میں فرماتے ہیں کہ: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ" میں بہت سے خواص ہیں۔ پہلی خاصیت یہ ہے کہ وہ شرکِ جلی کو ختم کر دیتا ہے۔ دوسری خاصیت یہ ہے کہ وہ شرکِ خفی کو بھی ختم کرتا ہے، اور تیسری خاصیت یہ ہے کہ وہ بندے کے اور معرفتِ الٰہی کے درمیان حجابات کو سوخت کر کے حصولِ معرفت و قرب کا ذریعہ بن جاتا ہے۔

(۲۴) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیْ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا رَبِّ عَلِّمْنِیْ شَيْئًا اَذْكُرُكَ بِهٖ اَوْ اَدْعُوْكَ بِهٖ فَقَالَ يَا مُوْسٰى قُلْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فَقَالَ يَا رَبِّ كُلُّ عِبَادِكَ يَقُوْلُ هٰذَا اِنَّمَا اُرِيْدُ شَيْئًا تَخُصُّنِیْ بِهٖ قَالَ يَا مُوْسٰى لَوْ اَنَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعَ وَعَامِرَهُنَّ غَيْرِیْ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعَ وُضِعْنَ فِیْ كِفَّةٍ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فِیْ كِفَّةٍ لَمَالَتْ بِهِنَّ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ـــــ

ـــــــــــ رواہ البغوی فی شرح السنۃ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ:۔ اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا کہ اے میرے رب مجھ کو کوئی کلمہ تعلیم فرما جس کے ذریعہ میں تیرا ذکر کروں (یا کہا کہ جس کے ذریعہ میں تجھے پکاروں) تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:۔ اے موسیٰ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا کرو۔

شکوک وشبہات ہوتے ہیں جن میں کسی کلمہ کا اتنا بڑا ثواب بتایا جائے۔ حالانکہ خود انھیں اپنی زندگی میں بارہا اس کا تجربہ ہوا ہوگا کہ بُرائی اور فساد کا ایک کلمہ آگ لگا دیتا ہے، اور اس کے منحوس اثرات برسہا برس تک کے لئے خاندانوں اور گروہوں کی زندگیوں کو جہنم بنا دیتے ہیں۔ اسی طرح کبھی خلوص سے نکلا ہوا ایک اصلاحی کلمۂ خیر فساد کی بھڑکتی آگ کو بجھانے میں ٹھنڈے پانی کا کام کرتا ہے، اور بیچینیوں اور تلخیوں کو دُور کر کے زندگیوں کو باغ و بہار بنا دیتا ہے۔ انسان کی زبان سے نکلے ہوئے ایک ایک کلمہ کے جو اثرات ہماری اس دُنیا ہی میں ہوتے ہیں اُن میں غور و فکر کر کے آخرت کے ان سے بڑے اور دُور رس نتائج و ثمرات کا سمجھنا زیادہ مشکل نہیں رہتا۔

"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہ" کی خاص فضیلت :——

(۲۶) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلَا اَدُلُّکَ عَلٰی کَلِمَۃٍ مِنْ کُنُوْزِ الْجَنَّۃِ ؟ فَقُلْتُ بَلٰی فَقَالَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ۔

——— رواہ مسلم والبخاری

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ایک دن فرمایا :۔ میں تمھیں وہ کلمہ بتاؤں جو جنت کے خزانوں میں سے ہے؟ میں نے عرض کیا کہ :۔ ہاں حضرت! ضرور بتائیں! ۔ آپؐ نے فرمایا :— وہ ہے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہ" ——— (صحیح مسلم و صحیح بخاری)

(تشریح) اس کلمہ کے "خزائن جنت" میں سے ہونے کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو شخص یہ کلمہ اخلاص کے ساتھ پڑھے گا اُس کے لئے اِس کلمہ کے بے بہا اجر و ثواب کا خزانہ اور ذخیرہ جنت میں محفوظ کیا جائے گا جس سے وہ آخرت میں ویسا ہی فائدہ اُٹھا سکے گا جیسا کہ ضرورت کے موقعوں پر محفوظ خزانوں سے اُٹھایا جاتا ہے۔ اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ حضورؐ کا منشا اِس لفظ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ فِيْ يَوْمٍ مِائَةَ مَرَّةٍ كَانَتْ لَهُ عِدْلَ عَشْرِ رِقَابٍ وَكُتِبَتْ لَهُ مِائَةُ حَسَنَةٍ وَمُحِيَتْ عَنْهُ مِائَةُ سَيِّئَةٍ وَكَانَتْ لَهُ حِرْزًا مِنَ الشَّيْطَانِ يَوْمَهُ ذٰلِكَ حَتّٰى يُمْسِيَ وَلَمْ يَاْتِ اَحَدٌ بِاَفْضَلَ مِمَّا جَاءَ بِهِ إِلَّا رَجُلٌ عَمِلَ اَكْثَرَ مِنْهُ۔

رواہ البخاری ومسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جس نے سو دفعہ کہا۔ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (نہیں ہے کوئی معبود سوا اللہ کے، وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک ساجھی نہیں، فرمانروائی اُسی کی ہے اور اُسی کے لئے ہر قسم کی ستائش ہے اور ہر چیز پر اس کی قدرت ہے)۔ تو وہ دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب کا مستحق ہوگا اور اُس کے لئے سو نیکیاں لکھی جائیں گی اور اُس کی سو غلط کاریاں محو کر دی جائیں گی، اور یہ عمل اُس کے لئے اُس دن شام تک شیطان کے حملہ سے حفاظت کا ذریعہ ہوگا، اور کسی آدمی کا عمل اُس کے عمل سے افضل نہ ہوگا سوائے اُس آدمی کے جس نے اس سے بھی زیادہ عمل کیا ہو۔

(صحیح بخاری وصحیح مسلم)

(تشریح) بیشک یہ کلمۂ توحید جس میں کلمۂ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ پر کچھ اور اضافہ ہے جس سے اس کے منفی و مثبت مضمون کی مزید تشریح اور وضاحت ہوتی ہے اتنا ہی عظیم القدر اور بابرکت ہے جتنا کہ اس حدیث شریف میں بتایا گیا ہے۔ مرنے کے بعد انشاء اللہ یہ چیز ہم سب کے مشاہدے میں آجائے گی ـــــ بعض لوگوں کو ایسی حدیثوں کے بارے میں

(ستبردار ہو کر) میرا تابعدار اور بالکل فرمانبردار ہو گیا۔ (دعوات کبیر للبیہقی)

(تشریح) اس حدیث میں کلمہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" کو "مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ" کے علاوہ "مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ" بھی فرمایا گیا ہے۔ یہ بھی دراصل اس کلمہ کی عظمت کے اظہار کا ایک عنوان ہے، اور مطلب یہ ہے کہ مجھ پر اس کا نزول عرشِ الٰہی سے ہوا ہے۔ واللہ اعلم

(فائدہ) بعض مشائخ طریقت کا ارشاد ہے کہ:۔ جس طرح شرکِ جلی وخفی اور قلب ونفس کی دوسری کدورتیں دُور کرنے اور ایمان ومعرفت کا نور حاصل کرنے میں کلمۂ "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ" خاص اثر کرتا ہے اسی طرح عملی زندگی درست کرنے یعنی معصیات اور منکرات سے بچنے اور نیکی کی راہ پر چلنے میں یہ کلمہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" خاص اثر رکھتا ہے۔

اسمائے حُسنیٰ:

حقیقی معنی میں اللہ پاک کا نام یعنی اسم ذات صرف ایک ہی ہے، اور وہ ہے "اللہ"۔ البتہ اس کے صفاتی نام سیکڑوں ہیں جو قرآن مجید اور احادیث میں وارد ہوئے ہیں انہی کو اسمائے حُسنیٰ کہا جاتا ہے ـــــ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں امام جعفر بن محمد صادق اور سفیان بن عیینہ اور بعض دوسرے اکابر اُمت سے نقل کیا ہے کہ:۔ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام تو صرف قرآن مجید ہی میں مذکور ہیں، اور پھر انہی حضرات سے ان کی تفصیل اور تعیین بھی نقل کی ہے۔ اس کے بعد حافظ ممدوحؒ نے ان میں سے بعض اسماء کے متعلق یہ تبصرہ کر کے کہ یہ اپنی خاص شکل میں قرآن مجید میں مذکور نہیں ہیں بلکہ استخراج اور اشتقاق کے طور پر وضع کئے گئے ہیں، ان کے بجائے دوسرے اسماء قرآن مجید ہی سے نکال کے بتایا ہے کہ یہ ننانوے اسماء الحسنیٰ قرآن مجید میں اپنی اصل شکل میں مذکور ہیں اور ان کی پوری فہرست دی ہے، جو انشاء اللہ عنقریب نقل ہوگی۔

سے اِس کلمہ کی صرف عظمت اور قدر و قیمت بتانا ہے یعنی یہ کہ جنّت کے خزانوں کے جواہرات میں سے یہ ایک جوہر ہے کسی چیز کو بہت قیمتی بتانے کیلئے یہ بہترین تعبیر ہو سکتی ہے۔ واللہ اعلم

"لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" کا مطلب یہ ہے کہ کسی کام کیلئے سعی و حرکت اور اس کے کرنے کی قوت و طاقت بس اللہ ہی سے مل سکتی ہے کوئی بندہ خود کچھ بھی نہیں کر سکتا۔ دوسرا ایک مطلب جو اس کے قریب ہی قریب ہے یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ: "گناہ سے باز آنا اور طاعت کا بجالانا اللہ کی مدد و توفیق کے بغیر بندے سے ممکن نہیں"۔

(۲۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَكْثِرْ مِنْ قَوْلِ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" فَاِنَّهَا مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ ——— رواہ الترمذی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ: "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" زیادہ پڑھا کرو، کیونکہ یہ خزائن جنّت میں سے ہے ——— (جامع ترمذی)

(۲۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَسْلَمَ عَبْدِیْ وَاسْتَسْلَمَ۔

——— رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: — میں تم کو وہ کلمہ بتاؤں جو عرش کے نیچے سے اُترا ہے اور خزانہ جنّت میں سے ہے، وہ ہے "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" (جب بندہ دل سے یہ کلمہ پڑھتا ہے تو) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ: — یہ بندہ (اپنی انانیت سے

حدیث پاک کے جملہ "مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ" کی تشریح میں علماء اور شارحین نے مختلف باتیں لکھی ہیں ـــــ ایک مطلب اس کا یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو بندہ ان اسماء الٰہیہ کے مطالب سمجھ کر اور ان کی معرفت حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کی ان صفات پر یقین کرے گا جن کے یہ اسماء عنوانات ہیں وہ جنت میں جائے گا ـــــ دوسرا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو بندہ ان اسماء حسنیٰ کے تقاضوں پر عمل پیرا ہوگا وہ جنت میں جائے گا ـــــ تیسرا ایک مطلب یہ بیان کیا گیا ہے کہ جو بندہ ننانوے ۹۹ ناموں سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرے گا اور ان کے ذریعہ اس سے دعا کرے گا وہ جنت میں جائے گا ـــــ امام بخاریؒ نے "مَنْ اَحْصَاهَا" کی تشریح "مَنْ حَفِظَهَا" سے کی ہے، بلکہ اس حدیث کی بعض روایات میں "مَنْ اَحْصَاهَا" کی جگہ "مَنْ حَفِظَهَا" کے الفاظ بھی وارد ہوئے ہیں اسلئے اس تشریح کو ترجیح دی گئی ہے اور اسی لئے ترجمہ میں اس عاجز نے بھی اسی کو اختیار کیا ہے ـــــ اس بنا پر حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ جو بندہ ایمان اور عقیدت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا قرب اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس کے ننانوے ۹۹ نام محفوظ کرلے اور ان کے ذریعہ اس کو یاد کرے وہ جنت میں جائے گا ـــــ واللہ اعلم۔

(۳۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ تَعَالٰى تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا مِائَةً اِلَّا وَاحِدَةً مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ ـ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ الْفَتَّاحُ الْعَلِيْمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ الْمُذِلُّ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيْفُ الْخَبِيْرُ

ہمارے ہی زمانہ کے بعض علماء نے اللہ تعالیٰ کے صفاتی اسماء کا تتبع احادیث سے کیا تو دو سو سے زائد ان کو ملے ـــــ یہ سارے صفاتی اسماءِ حسنیٰ اللہ تعالیٰ کے صفاتِ کمال کے عنوانات اور اس کی معرفت کے دروازے ہیں ـــــ پس اللہ تعالیٰ کے ذکر کی ایک بڑی جامع اور تفصیلی شکل یہ بھی ہے کہ بندہ عظمت اور محبت کے ساتھ ان اسماء کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرے اور ان کو اپنا وظیفہ بنائے ـــــ اس تمہید کے بعد اس سلسلہ کی چند احادیث ذیل میں پڑھیئے: ـــــ

(۲۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَّتِسْعِيْنَ اِسْمًا مِائَةً اِلَّا وَاحِدًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ ـــــ رواہ البخاری ومسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: ۔ اللہ تعالیٰ کے ننانوے ۹۹ یعنی ایک کم سو نام ہیں، جس نے ان کو محفوظ کیا اور ان کی نگہداشت کی وہ جنت میں جائے گا ـــــ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) صحیحین کی روایت میں صرف اتنا ہی ہے، ان ننانوے ۹۹ ناموں کی تفصیل اور تعیین اس روایت میں نہیں کی گئی ہے۔ عنقریب ہی انشاء اللہ جامع ترمذی وغیرہ کی اس روایت کا ذکر آئے گا جس میں تفصیل کے ساتھ یہ ننانوے ۹۹ نام بیان کئے گئے ہیں ـــــ شارحینِ حدیث اور علماء کا اس پر قریب قریب اتفاق ہے کہ اسماءِ الٰہیہ صرف ننانوے ۹۹ میں منحصر نہیں ہیں اور یہ ان کی پوری تعداد نہیں ہے، کیونکہ تتبع اور تلاش کے بعد احادیث میں اس سے بہت زیادہ تعداد مل جاتی ہے۔ اسلئے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے بارے میں کہا گیا ہے کہ اس کا مطلب اور مدعا صرف یہ ہے کہ جو بندہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے ۹۹ ناموں کو یاد کرے گا اور ان کی نگہداشت کرے گا وہ جنت میں جائے گا ـــــ یعنی صرف ننانوے ناموں کا احصاء کر لینے پر بندہ اس بشارت کا مستحق ہو جائے گا۔

اَلْجَبَّارُ (صاحبِ جبروت ہے، ساری مخلوق اس کے زیرِ تصرف ہے) اَلْمُتَكَبِّرُ (کبریائی اور بڑائی اس کا حق ہے) اَلْخَالِقُ (پیدا فرمانے والا) اَلْبَارِئُ (ٹھیک بنانے والا) اَلْمُصَوِّرُ (صورت گری کرنے والا) اَلْغَفَّارُ (گناہوں کا بہت زیادہ بخشنے والا) اَلْقَهَّارُ (سب پر پوری طرح غالب اور قابو یافتہ جس کے سامنے سب عاجز اور مغلوب ہیں) اَلْوَهَّابُ (بغیر کسی عوض اور منفعت کے خوب عطا فرمانے والا) اَلرَّزَّاقُ (سب کو روزی دینے والا) اَلْفَتَّاحُ (سب کے لئے رحمت اور رزق کے دروازے کھولنے والا) اَلْعَلِيْمُ (سب کچھ جاننے والا) اَلْقَابِضُ، اَلْبَاسِطُ (تنگی کرنے والا فراخی کرنے والا ـــــ یعنی اس کی شان یہ ہے کہ اپنی حکمت اور مشیت کے مطابق کبھی کسی کے حالات میں تنگی پیدا کرتا ہے اور کبھی فراخی کر دیتا ہے) اَلْخَافِضُ، اَلرَّافِعُ (پست کرنے والا، بلند کرنے والا) اَلْمُعِزُّ، اَلْمُذِلُّ (عزت دینے والا، ذلت دینے والا) (یعنی کسی کو نیچا اور کسی کو اونچا کرنا، کسی کو عزت دے کر سرفراز کرنا اور کسی کو قعرِ مذلت میں گرا دینا اس کے قبضہ و اختیار میں ہے، اور یہ سب کچھ اسی کی طرف سے ہوتا ہے) اَلسَّمِيْعُ، اَلْبَصِيْرُ (سب کچھ سننے والا، سب کچھ دیکھنے والا) اَلْحَكَمُ، اَلْعَدْلُ (حاکمِ حقیقی، سراپا عدل و انصاف) اَللَّطِيْفُ (لطافت اور لطف و کرم جس کی ذاتی صفت ہے) اَلْخَبِيْرُ (ہر بات سے باخبر) اَلْحَلِيْمُ (نہایت بردبار) اَلْعَظِيْمُ (بڑی عظمت والا، سب سے بزرگ و برتر) اَلْغَفُوْرُ (بہت بخشنے والا) اَلشَّكُوْرُ (حسنِ عمل کی قدر کرنے والا اور بہتر سے بہتر جزا دینے والا) اَلْعَلِيُّ، اَلْكَبِيْرُ (سب سے بالا، سب سے بڑا) اَلْحَفِيْظُ (سب کا نگہبان) اَلْمُقِيْتُ (سب کو سامانِ حیات فراہم کرنے والا)

الْحَلِيْمُ الْعَظِيْمُ الْغَفُوْرُ الشَّكُوْرُ الْعَلِيُّ الْكَبِيْرُ
الْحَفِيْظُ الْمُقِيْتُ الْحَسِيْبُ الْجَلِيْلُ الْكَرِيْمُ الرَّقِيْبُ
الْمُجِيْبُ الْوَاسِعُ الْحَكِيْمُ الْوَدُوْدُ الْمَجِيْدُ الْبَاعِثُ
الشَّهِيْدُ الْحَقُّ الْوَكِيْلُ الْقَوِيُّ الْمَتِيْنُ الْوَلِيُّ
الْحَمِيْدُ الْمُحْصِيُ الْمُبْدِئُ الْمُعِيْدُ الْمُحْيِي الْمُمِيْتُ
الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ الْوَاجِدُ الْمَاجِدُ الْوَاحِدُ الْاَحَدُ
الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ الْاَوَّلُ
الْاٰخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِي الْمُتَعَالِي الْبَرُّ
التَّوَّابُ الْمُنْتَقِمُ الْعَفُوُّ الرَّؤُفُ مَالِكُ الْمُلْكِ
ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ الْمُقْسِطُ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمُغْنِيُ
الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ النُّوْرُ الْهَادِيُ الْبَدِيْعُ
الْبَاقِيُ الْوَارِثُ الرَّشِيْدُ الصَّبُوْرُ

رواه الترمذی والبیهقی فی الدعوات الکبیر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:- اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں (ایک کم سو) جس نے ان کو محفوظ کیا، اور ان کی نگہداشت کی، وہ جنت میں جائے گا ——— (ان ناموں کی تفصیل یہ ہے)

وہ اللہ ہے جس کے سوا کوئی مالک و معبود نہیں، وہ ہے اَلرَّحْمٰنُ (بڑی رحمت والا) اَلرَّحِيْمُ (نہایت مہربان)۔ اَلْمَلِكُ (حقیقی بادشاہ اور فرمانروا) اَلْقُدُّوْسُ (نہایت مقدس اور پاک) اَلسَّلَامُ (جس کی ذاتی صفت سلامتی ہے) اَلْمُؤْمِنُ (امن و امان عطا فرمانیوالا) اَلْمُهَيْمِنُ (پوری نگہبانی فرمانے والا) اَلْعَزِيْزُ (غلبہ اور عزت جس کی ذاتی صفت ہے، اور جو سب پر غالب ہے)

اور بالکل مخفی) اَلْوَالِیْ (مالک و کارساز) اَلْمُتَعَالِیْ (بہت بلند و بالا)
اَلْبَرُّ (بڑا محسن) اَلتَّوَّابُ (توبہ کی توفیق دینے والا اور توبہ قبول کرنے والا)
اَلْمُنْتَقِمُ (مجرمین کو کیفر کردار کو پہونچانے والا) اَلْعَفُوُّ (بہت معافی دینے والا)
اَلرَّؤُفُ (بہت مہربان) مَالِكُ الْمُلْكِ (سارے جہان کا مالک)
ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (صاحب جلال اور بہت کرم فرمانیوالا۔ جس کے جلال سے بندہ ہمیشہ خائف رہے اور جس کے کرم سے ہمیشہ اُمید رکھے) اَلْمُقْسِطُ (حقدار کا حق ادا کرنے والا عادل و منصف) اَلْجَامِعُ (ساری مخلوق کو قیامت کے دن یکجا کرنے والا) اَلْغَنِیُّ، اَلْمُغْنِیْ (خود بے نیاز جس کو کسی سے کوئی حاجت نہیں اور اپنی عطا کے ذریعہ بندوں کو بے نیاز کر دینے والا) اَلْمَانِعُ (روک دینے والا ہر اُس چیز کو جس کو روکنا چاہے) اَلضَّارُّ، اَلنَّافِعُ (اپنی حکمت اور مشیت کے تحت ضرر پہونچانے والا اور نفع پہونچانے والا) اَلنُّوْرُ (سراپا نور) اَلْهَادِیْ (ہدایت دینے والا) اَلْبَدِیْعُ (بغیر مثال سابق کے مخلوق کا پیدا فرمانے والا)
اَلْبَاقِیْ (ہمیشہ رہنے والا جس کو کبھی فنا نہیں) اَلْوَارِثُ (سب کے فنا ہوجانے کے بعد باقی رہنے والا) اَلرَّشِیْدُ (صاحب رُشد و حکمت جس کا ہر فعل اور فیصلہ درست ہے) اَلصَّبُوْرُ (بڑا صابر کہ بندوں کی بڑی سے بڑی نافرمانیاں دیکھتا ہے اور فوراً عذاب بھیج کر اُن کو تہس نہس نہیں کر دیتا)۔

(جامع ترمذی، دعوات کبیر للبیہقی)

(تشریح) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کا ابتدائی حصہ بالکل وہی ہے جو صحیحین کے حوالے سے ابھی اوپر نقل ہو چکا ہے۔ البتہ اس میں ننانوے ناموں کی تفصیل بھی ہے جو صحیحین کی روایت میں نہیں ہے۔ اس بنا پر بعض محدثین اور شارحین حدیث کی یہ رائے ہے کہ حدیث مرفوع یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل ارشاد بس اسی قدر ہے جتنا صحیحین

اَلْحَسِیْبُ (سب کے لئے کفایت کرنے والا) اَلْجَلِیْلُ (عظیم القدر) اَلْکَرِیْمُ (صاحب کرم) اَلرَّقِیْبُ (نگہدار اور محافظ) اَلْمُجِیْبُ (قبول فرمانے والا) اَلْوَاسِعُ (وسعت رکھنے والا) اَلْحَکِیْمُ (سب کام حکمت سے کرنے والا) اَلْوَدُوْدُ (اپنے بندوں کو چاہنے والا) اَلْمَجِیْدُ (بزرگی والا) اَلْبَاعِثُ (اُٹھانے والا، موت کے بعد مُردوں کو جلانے والا) اَلشَّهِیْدُ (حاضر جو سب کچھ دیکھتا ہے اور جانتا ہے) اَلْحَقُّ (جس کی ذات اور جس کا وجود اصلاً حق ہے) اَلْوَکِیْلُ (کارساز حقیقی) اَلْقَوِیُّ (صاحب قوت) اَلْمَتِیْنُ (صاحب قوت، اور بہت مضبوط) اَلْوَلِیُّ (سرپرست و مددگار) اَلْحَمِیْدُ (مستحق حمد و ستائش) اَلْمُحْصِیْ (سب مخلوقات کے بارے میں پوری معلومات رکھنے والا) اَلْمُبْدِیْ، اَلْمُعِیْدُ (پہلا وجود بخشنے والا دوبارہ زندگی دینے والا) اَلْمُحْیِیْ، اَلْمُمِیْتُ (زندگی بخشنے والا، موت دینے والا) اَلْحَیُّ (زندہ جاوید، زندگی جس کی ذاتی صفت ہے) اَلْقَیُّوْمُ (خود قائم رہنے والا اور سب مخلوق کو اپنی مشیت کے مطابق قائم رکھنے والا) اَلْوَاجِدُ (سب کچھ اپنے پاس رکھنے والا) اَلْمَاجِدُ (بزرگی اور عظمت والا) اَلْوَاحِدُ، اَلْاَحَدُ (ایک اپنی ذات میں، اور یکتا اپنی صفات میں) اَلصَّمَدُ (سب سے بے نیاز اور سب اس کے محتاج) اَلْقَادِرُ، اَلْمُقْتَدِرُ (قدرت والا، سب پر کامل اقتدار رکھنے والا) اَلْمُقَدِّمُ، اَلْمُؤَخِّرُ (جسے چاہے آگے کر دینے والا، اور جسے چاہے پیچھے کر دینے والا) اَلْاَوَّلُ، اَلْاٰخِرُ (سب سے پہلے اور سب سے پیچھے (یعنی جب کوئی نہ تھا کچھ نہ تھا، جب بھی وہ موجود تھا اور جب کوئی نہ رہے گا کچھ نہ رہے گا وہ اس وقت اور اس کے بعد بھی موجود رہے گا) اَلظَّاهِرُ، اَلْبَاطِنُ (بالکل آشکار

یہ اسماءِ الٰہیہ ثبت ہوں تو یہ اس کے حق میں رحمت الٰہی کے فیصلہ کے موجب ہوں گے۔
واللہ اعلم۔

ترمذی کی مندرجۂ بالا روایت میں جو ننانوے اسماءِ حسنیٰ ذکر کئے گئے ہیں ان میں سے دو تہائی تو قرآن مجید میں مذکور ہیں باقی احادیث میں وارد ہوئے ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق وغیرہ جن حضرات نے دعویٰ کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام قرآن مجید میں موجود ہیں اُن کا ذکر ابھی اوپر کیا جا چکا ہے اور اس سلسلہ میں حافظ ابن حجرؒ کی آخری کاوش کا بھی حوالہ دیا جا چکا ہے کہ انھوں نے صرف قرآن مجید سے وہ ننانوے اسماءِ الٰہیہ نکالے ہیں جو اپنی اصل شکل میں قرآنِ پاک میں موجود ہیں۔

اگر ان محدثین اور شارحین کی بات مان لی جائے جن کی رائے ہے کہ ترمذی کی مندرجۂ بالا روایت میں جو اسماءِ حسنیٰ ذکر کئے گئے ہیں یہ حدیث مرفوع کا جزو نہیں ہیں بلکہ کسی راوی کی طرف سے مُدرَج ہیں[1] یعنی حدیث کے اجمال کی تفصیل کے طور پر انھوں نے قرآن و حدیث میں وارد شدہ ان ناموں کا اضافہ کر دیا ہے تو پھر حافظ ابن حجرؒ کی پیش کردہ وہ فہرست قابلِ ترجیح ہونی چاہئے جس کے سب اسماء بغیر کسی خاص تصرف کے قرآن مجید ہی سے لئے گئے ہیں۔ ہم ذیل میں ان کی وہ فہرست فتح الباریؒ سے نقل کرتے ہیں، انھوں نے بسم ذات اللہ کو بھی ان ننانوے ناموں میں شمار کیا ہے، بلکہ اُسی سے اپنی فہرست کا آغاز کیا ہے۔

ننانوے اسماءِ حسنیٰ جو سب کے سب قرآن مجید میں ہیں: ——

اَللّٰہُ اَلرَّحْمٰنُ اَلرَّحِیْمُ اَلْمَلِکُ اَلْقُدُّوْسُ اَلسَّلَامُ

---

[1] حافظ ابن حجرؒ نے "فتح الباری" میں اسی کو راجح بتایا ہے۔ ۱۲

کی روایت میں ہے یعنی: "اِنَّ لِلّٰهِ تِسْعَةً وَتِسْعِيْنَ اِسْمًا مِائَةٌ اِلَّا وَاحِدًا مَنْ اَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ" (اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جس نے ان کا احصا کیا وہ جنت میں جائے گا)۔ اور ترمذی کی اس روایت میں اور اسی طرح ابن ماجہ اور حاکم وغیرہ کی روایتوں میں جو ننانوے نام تفصیل ذکر کئے گئے ہیں وہ ارشادِ نبوی کا جز نہیں ہیں، بلکہ حضرت ابوہریرہؓ کے بلاواسطہ یا بالواسطہ کسی شاگرد نے حدیث کے اجمال کی تفصیل اور ابہام کی تفسیر کے طور پر قرآن و حدیث میں وارد شدہ یہ اسماءِ الٰہیہ ذکر کر دیئے ہیں، گویا محدثین کی اصطلاح میں یہ اسماءِ حسنیٰ مُدْرَج ہیں ——— اس کا ایک قرینہ یہ بھی ہے کہ ترمذی اور ابن ماجہ اور حاکم کی روایات میں ننانوے ناموں کی جو تفصیل ذکر کی گئی ہے اس میں بہت بڑا فرق اور اختلاف ہے۔ اگر یہ ننانوے اسماءِ حسنیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلیم فرمائے ہوئے ہوتے تو ان میں اتنا اختلاف اور فرق ناممکن تھا۔

بہرحال یہ تو فنِ حدیث و روایت کی ایک بحث ہے، مگر اتنی بات سب کے نزدیک مُسَلَّم ہے کہ ترمذی کی مندرجہ بالا روایت میں اور اسی طرح ابن ماجہ وغیرہ کی روایات میں جو ننانوے اسماءِ حسنیٰ ذکر کئے گئے ہیں وہ سب قرآن مجید اور احادیث میں وارد ہوئے ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ننانوے اسماءِ الٰہیہ کے احصاء پر (محفوظ کرنے پر) جو بشارت سنائی ہے اس کے وہ بندے یقیناً مستحق ہیں جو اخلاص اور عظمت کے ساتھ ان اسماءِ حسنیٰ کو محفوظ کریں اور ان کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو یاد کریں ——— حضرت شاہ ولی اللہؒ نے اس کی لِمّ اور اس کے سبب پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا ہے کہ ۔ جو صفاتِ کمال حق تعالیٰ کے لئے ثابت کی جاتی ہیں اور جن چیزوں کی اس کی ذاتِ پاک سے نفی کی جانی چاہئے ان ننانوے اسماءِ حسنیٰ میں وہ سب کچھ آجاتا ہے، اس بنا پر یہ اسماءِ حسنیٰ اللہ تعالیٰ کی معرفت کا مکمل اور صالح نصاب ہیں" اور اسی وجہ سے ان کے مجموعہ میں غیر معمولی برکت ہے، اور عالمِ قدس میں ان کو خاص قبولیت حاصل ہے۔ اور جب کسی بندے کے اعمالِ نامہ میں

ان کے ذریعہ دعا کرنا بہت سے اہل اللہ کے خاص معمولات میں سے ہے اور اس کی قبولیت مجرب ہے۔

اسم اعظم:

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے بعض وہ ہیں جن کو اس لحاظ سے خاص عظمت و امتیاز حاصل ہے کہ جب ان کے ذریعہ دعا کیجائے تو قبولیت کی زیادہ اُمید کی جاسکتی ہے۔

ان اسماء کو حدیث میں "اِسمِ اَعظم" کہا گیا ہے، لیکن صفائی اور صراحت کے ساتھ ان کو متعین نہیں کیا گیا ہے، بلکہ کسی درجہ میں ان کو مبہم رکھا گیا ہے، اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ لیلۃ القدر کو اور جمعہ کے دن قبولیتِ دعا کے خاص وقت کو مُبہم رکھا گیا ہے۔ احادیث سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی ایک ہی اسم پاک "اسم اعظم" نہیں ہے جیسا کہ بہت سے لوگ سمجھتے ہیں، بلکہ متعدد اسماءِ حسنیٰ کو "اسم اعظم" کہا گیا ہے۔ نیز انہی احادیث سے یہ بات بھی صاف ہو جاتی ہے کہ عوام میں اسم اعظم کا جو تصور ہے اور اس کے بارے میں جو باتیں مشہور ہیں وہ بالکل بے اصل ہیں، اصل حقیقت وہی ہے جو اوپر عرض کی گئی ہے ——

اس کے بعد اس سلسلہ کی احادیث ذیل میں پڑھی جائیں: ——

(۳۱) عَنْ بُرَيْدَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّكَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْاَحَدُ الصَّمَدُ الَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ، فَقَالَ دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْاَعْظَمِ الَّذِيْ اِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰى وَاِذَا دُعِيَ بِهٖ اَجَابَ۔

رواہ الترمذی وابوداؤد

اَلْمُؤْمِنُ ۵ اَلْمُهَيْمِنُ ۶ اَلْعَزِيْزُ ۷ اَلْجَبَّارُ ۸ اَلْمُتَكَبِّرُ ۹ اَلْخَالِقُ ۱۰
اَلْبَارِئُ ۱۱ اَلْمُصَوِّرُ ۱۲ اَلْغَفَّارُ ۱۳ اَلْقَهَّارُ ۱۴ اَلتَّوَّابُ ۱۵ اَلْوَهَّابُ ۱۶
اَلْخَلَّاقُ ۱۷ اَلرَّزَّاقُ ۱۸ اَلْفَتَّاحُ ۱۹ اَلْعَلِيْمُ ۲۰ اَلْحَلِيْمُ ۲۱ اَلْعَظِيْمُ ۲۲
اَلْوَاسِعُ ۲۳ اَلْحَكِيْمُ ۲۴ اَلْحَيُّ ۲۵ اَلْقَيُّوْمُ ۲۶ اَلسَّمِيْعُ ۲۷ اَلْبَصِيْرُ ۲۸
اَللَّطِيْفُ ۲۹ اَلْخَبِيْرُ ۳۰ اَلْعَلِيُّ ۳۱ اَلْكَبِيْرُ ۳۲ اَلْمُحِيْطُ ۳۳ اَلْقَدِيْرُ ۳۴
اَلْمُقْتَدِرُ ۳۵ اَلنَّصِيْرُ ۳۶ اَلْكَرِيْمُ ۳۷ اَلرَّقِيْبُ ۳۸ اَلْقَرِيْبُ ۳۹ اَلْمُجِيْبُ ۴۰
اَلْوَكِيْلُ ۴۱ اَلْحَسِيْبُ ۴۲ اَلْحَفِيْظُ ۴۳ اَلْمُقِيْتُ ۴۴ اَلْوَدُوْدُ ۴۵ اَلْمَجِيْدُ ۴۶
اَلْوَارِثُ ۴۷ اَلشَّهِيْدُ ۴۸ اَلْوَلِيُّ ۴۹ اَلْحَمِيْدُ ۵۰ اَلْحَقُّ ۵۱ اَلْمُبِيْنُ ۵۲
اَلْقَوِيُّ ۵۳ اَلْمَتِيْنُ ۵۴ اَلْغَنِيُّ ۵۵ اَلْمَالِكُ ۵۶ اَلشَّدِيْدُ ۵۷ اَلْقَادِرُ ۵۸
اَلْمُقْتَدِرُ ۵۹ اَلْقَاهِرُ ۶۰ اَلْكَافِيْ ۶۱ اَلشَّاكِرُ ۶۲ اَلْمُسْتَعَانُ ۶۳ اَلْفَاطِرُ ۶۴
اَلْبَدِيْعُ ۶۵ اَلْغَافِرُ ۶۶ اَلْاَوَّلُ ۶۷ اَلْاٰخِرُ ۶۸ اَلظَّاهِرُ ۶۹ اَلْبَاطِنُ ۷۰
اَلْكَفِيْلُ ۷۱ اَلْغَالِبُ ۷۲ اَلْحَكَمُ ۷۳ اَلْعَالِمُ ۷۴ اَلرَّفِيْعُ ۷۵ اَلْحَافِظُ ۷۶
اَلْمُنْتَقِمُ ۷۷ اَلْقَائِمُ ۷۸ اَلْمُحْيِيْ ۷۹ اَلْجَامِعُ ۸۰ اَلْمَلِيْكُ ۸۱ اَلْمُتَعَالُ ۸۲
اَلْبَرُّ ۸۳ اَلْهَادِيْ ۸۴ اَلْغَفُوْرُ ۸۵ اَلشَّكُوْرُ ۸۶ اَلْعَفُوُّ ۸۷ اَلرَّؤُفُ ۸۸
اَلْاَكْرَمُ ۸۹ اَلْاَعْلٰى ۹۰ اَلْبَرُّ ۹۱ اَلْمُنْتَقِمُ ۹۲ اَلتَّوَّابُ ۹۳ اَلْاٰلُ ۹۴
اَلْوَاحِدُ ۹۵ اَلْاَحَدُ ۹۶ اَلصَّمَدُ ۹۷ اَلَّذِيْ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ
وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

(فتح الباری ص ۲۱۶ ج ۱۱)

ننانوے اسماءِ حسنیٰ جو ترمذی کی روایت میں مذکور ہیں اور اسی طرح یہ جو حافظ ابن حجرؒ نے قرآن مجید سے نکالے ہیں، بلاشبہ ان میں سے ہر ایک معرفتِ الٰہی کا دروازہ ہے ——— علمائے اُمت نے مختلف زمانوں میں ان کی شرح میں مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ مہمات میں

اے ذوالجلال والاکرام! اے حی وقیوم!" ——— تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ——— "اس بندے نے اللہ کے اس اسم اعظم کے وسیلہ سے دعا کی ہے کہ اس کے وسیلہ سے جب خدا سے دعا کی جائے تو وہ قبول فرماتا ہے، اور جب اس کے وسیلہ سے مانگا جائے تو عطا فرماتا ہے"۔

——— (جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ)

(۳۳) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ يَزِيْدَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْمُ اللّٰهِ الْاَعْظَمُ فِيْ هَاتَيْنِ الْاٰيَتَيْنِ وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ وَفَاتِحَةِ اٰلِ عِمْرَانَ الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ۔

——— رواہ الترمذی وابوداؤد وابن ماجہ والدارمی

اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ——— "اسم اللہ الاعظم ان دو آیتوں میں موجود ہے۔ ایک "واِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ" اور دوسری آل عمران کی ابتدائی آیت "الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ"۔

——— (جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی)

(تشریح) ان احادیث میں غور کرنے سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کسی ایک مخصوص نام پاک کو اسم اعظم نہیں فرمایا گیا ہے، بلکہ یہ بات زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے کہ آخری حدیث میں جن دو آیتوں کا حوالہ دیا گیا، اور اس سے پہلی دونوں حدیثوں میں دو شخصوں کی جو دو دعائیں نقل کی گئی ہیں ان میں سے ہر ایک میں متعدد اسماء الٰہیہ کی خاص ترکیب سے اللہ تعالیٰ کا جو مرکب اور جامع وصف مفہوم ہوتا ہے اس کو "اسم اعظم"

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو اس طرح دُعا کرتے ہوئے سُنا، وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کر رہا تھا:۔ "اے اللہ! میں اپنی حاجت تجھ سے مانگتا ہوں بوسیلہ اس کے کہ بس تو اللہ ہے، تیرے سوا کوئی مالک و معبود نہیں، ایک اور یکتا ہے، بالکل بے نیاز ہے، اور سب تیرے محتاج ہیں، نہ کوئی تیری اولاد، نہ تو کسی کی اولاد اور نہ تیرا کوئی ہمسر" ——— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (جب اُس بندے کو یہ دُعا کرتے سُنا تو) فرمایا کہ:۔ اس بندے نے اللہ سے اس کے اُس اسم اعظم کے وسیلہ سے دُعا کی ہے کہ جب اس کے وسیلہ سے اُس سے مانگا جائے تو وہ دیتا ہے، اور جب اس کے وسیلہ سے دُعا کی جائے تو وہ قبول کرتا ہے ——— (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

(۳۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ كُنْتُ جَالِسًا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَسْجِدِ وَرَجُلٌ يُصَلِّي فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ بِاَنَّ لَكَ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ بَدِيْعُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اَسْئَلُكَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعَا اللّٰهَ بِاسْمِهِ الْاَعْظَمِ الَّذِيْ اِذَا دُعِيَ بِهٖ اَجَابَ وَاِذَا سُئِلَ بِهٖ اَعْطٰى۔

——— رواہ الترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجۃ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دن مسجد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور ایک بندہ وہاں نماز پڑھ رہا تھا، اُس نے اپنی دُعا میں عرض کیا:۔ "اے اللہ! میں تجھ سے اپنی حاجت مانگتا ہوں بوسیلہ اس کے کہ ساری حمد و ستائش تیرے ہی لئے سزاوار ہے، کوئی معبود نہیں تیرے سوا، تو نہایت مہربان اور بڑا محسن ہے، زمین و آسمان کا پیدا فرمانے والا ہے، میں تجھ ہی سے مانگتا ہوں

قرآن مجید کی تلاوت

ذکر کیا جا چکا ہے کہ قرآن مجید کی تلاوت بھی "ذکر اللہ" کی ایک قسم ہے، اور بعض حیثیتوں سے سب سے افضل اور اعلیٰ قسم ہے۔ اس میں بندے کی مشغولیت اللہ تعالیٰ کو بیحد محبوب ہے۔

بلاشبہ اللہ تعالیٰ تشبیہ اور مثال سے وراء الوریٰ ہے، لیکن ناچیز راقم سطور نے اس حقیقت کو اپنے اس ذاتی تجربہ سے خوب سمجھا ہے کہ جب کبھی کسی کو اس حال میں دیکھا کہ وہ میری لکھی ہوئی کوئی کتاب قدر اور توجہ سے پڑھ رہا ہے تو دل سرور سے بھر گیا اور اس شخص سے ایک خاص تعلق اور لگاؤ پیدا ہو گیا، ایسا تعلق اور لگاؤ جو بہت سے قریبی عزیزوں دوستوں سے بھی نہیں ہوتا۔ بہرحال میں نے تو اپنے اسی تجربہ سے یہ سمجھا کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو اپنے پاک کلام قرآن مجید کی تلاوت کرتے سنتا اور دیکھتا ہوگا، تو اس بندہ پر اس کو کیسا پیار آتا ہوگا (الا یہ کہ اپنے کسی شدید جرم کی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کے پیار اور نظر کرم کا مستحق ہی نہ ہو)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو قرآن مجید کی عظمت سے آشنا کرنے اور اس کی تلاوت وغیرہ کی ترغیب دینے کے لئے مختلف عنوانات استعمال فرمائے ہیں۔ ہم نے بھی اس سلسلہ کی احادیث کو مختلف عنوانات میں تقسیم کر دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات سے وہ نفع اٹھانے کی توفیق دے، جو ان کا اصل مقصد ہے۔

سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ جن کو اللہ تعالیٰ نے اِس نوع کے علوم و معارف سے خاص طور پر نوازا ہے، انھوں نے ان احادیث سے یہی سمجھا ہے[1]۔ واللہ اعلم۔

---

[1] شاہ صاحبؒ "حجۃ اللہ البالغہ" میں فرماتے ہیں:۔۔۔۔ واعلم ان الاسم الاعظم الذی اذا سئل به اعطی واذا دعی به اجاب هو الاسم الذی یدل علی اجمع تدل من تدلیات الحق والذی تداوله الملاء الاعلی اکثر تداول ونطقت به التراجمة فی کل عصر ۔۔ ۔۔ وهذا معنی یصدق علی "انت الله لا اله الا انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوًا احد" وعلی "لك الحمد لا اله الا انت الحنان المنان بدیع السمٰوات والارض یا ذا الجلال والاکرام یا حی یا قیوم" ویصدق علی اسماء تضاهی ذالك۔

(حجۃ اللہ البالغہ ص۷۷ جلد ۲)

وَسَلَّمَ يَقُوْلُ الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْاٰنُ عَنْ ذِكْرِيْ وَمَسْأَلَتِيْ اَعْطَيْتُهُ اَفْضَلَ مَا اُعْطِي السَّائِلِيْنَ وَفَضْلُ كَلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلٰى سَائِرِ الْكَلَامِ كَفَضْلِ اللّٰهِ عَلٰى خَلْقِهٖ ——— رواه الترمذی والدارمی والبیہقی فی شعب الایمان

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جس شخص کو قرآن نے مشغول رکھا میرے ذکر سے اور مجھ سے سوال اور دعا کرنے سے، میں اس کو اس سے افضل عطا کروں گا جو سائلوں اور دعا کرنے والوں کو عطا کرتا ہوں، اور دوسرے اور کلاموں کے مقابلہ میں اللہ کے کلام کو ویسی ہی عظمت وفضیلت حاصل ہے جیسی اپنی مخلوق کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کو ———

——— (جامع ترمذی، سنن دارمی، شعب الایمان للبیہقی)

(تشریح) اس سلسلہ معارف الحدیث میں پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ جب کسی حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے کوئی بات فرمائیں اور وہ بات قرآن مجید میں نہ ہو تو خاص عرف و اصطلاح میں ایسی حدیثوں کو "حدیثِ قدسی" کہتے ہیں ——— حضرت ابوسعید خدریؓ کی یہ حدیث بھی اسی طرح کی ہے ——— اس میں دو باتیں فرمائی گئی ہیں:۔ ایک یہ کہ اللہ کے جس بندہ کو اللہ تعالیٰ کے کلام پاک سے ایسا شغف ہو کہ وہ دن رات اسی میں لگا لپٹا رہتا ہو، یعنی اس کی تلاوت میں، اس کے یاد کرنے میں، اس کے تدبر اور تفکر میں، یا اس کے سیکھنے سکھانے میں اخلاص کیساتھ مشغول رہتا ہو، اور قرآن پاک میں اس ہمہ وقتی مشغولیت کی وجہ سے اس کے علاوہ اللہ کے ذکر اس کی حمد و تسبیح اور اس سے دعائیں کرنے کا موقع ہی اس کو نہ ملتا ہو، تو وہ یہ نہ سمجھے کہ وہ کچھ خسارے میں رہے گا اور ذکر و دعا کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ جو کچھ عطا فرماتا ہے وہ

قرآن مجید کی عظمت و فضیلت :——

قرآن مجید کی بے انتہا عظمت کے لئے بس اتنا کافی ہے کہ وہ کلام اللہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کی حقیقی صفت ہے —— واقعہ یہ ہے کہ اس دنیا میں جو کچھ بھی ہے، یہاں تک کہ زمینی مخلوقات میں کعبۃ اللہ اور انبیاء علیہم السلام کی مقدس ہستیاں، اور عالم بالا و عالم غیب کی مخلوقات میں عرش، کرسی، لوح و قلم، جنت اور جنت کی نعمتیں اور اللہ کے مقرب ترین فرشتے، یہ سب اپنی معلوم و مسلم عظمت کے باوجود غیر اللہ اور مخلوق ہیں۔ لیکن قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی اور اس سے الگ کی کوئی چیز نہیں ہے، بلکہ اس کی حقیقی صفت ہے جو اس کی ذاتِ عالی کے ساتھ قائم ہے —— یہ اللہ پاک کا بے انتہا کرم اور اس کی عظیم ترین نعمت ہے کہ اس نے اپنے رسولِ امین کے ذریعہ وہ کلام ہم تک پہونچایا اور ہمیں اس لائق بنایا کہ اس کی تلاوت کر سکیں اور اپنی زبان سے اس کو پڑھ سکیں، پھر اس کو سمجھ کر اپنی زندگی کا راہنما بنا سکیں۔

قرآن مجید میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طُویٰ کی مقدس وادی میں ایک مبارک درخت سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنا کلام سنوایا تھا۔ کتنا خوش قسمت تھا وہ بے جان درخت جس کو حق تعالیٰ نے اپنا کلام سنوانے کے لئے بطور آلہ کے استعمال فرمایا تھا۔ جو بندہ اخلاص اور عظمت و احترام کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے اس کو اس وقت شجرۂ موسوی والا یہ شرف نصیب ہوتا ہے، اور گویا وہ اس وقت اللہ تعالیٰ کے کلام مقدس کا ریکارڈ ہوتا ہے۔ حق یہ ہے کہ انسان اس سے آگے کسی شرف کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔

اس مختصر تمہید کے بعد قرآن مجید کی عظمت و فضیلت کے بیان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجۂ ذیل چند حدیثیں پڑھئے! :——

(۳۴) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ

صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپؐ نے ایک دن فرمایا: — آگاہ ہو جاؤ ایک بڑا فتنہ آنے والا ہے! — میں نے عرض کیا: — یا رسول اللہ! اس فتنہ کے شر سے بچنے اور نجات پانے کا ذریعہ کیا ہے؟ — آپؐ نے فرمایا: — کِتَابُ اللّٰہ — اس میں تم سے پہلی اُمتوں کے (سبق آموز) واقعات ہیں، اور تمہارے بعد کی اس میں اطلاعات ہیں، (یعنی اعمال و اخلاق کے جو دُنیوی و اُخروی نتائج و ثمرات مستقبل میں سامنے آنے والے ہیں، قرآن مجید میں اُن سب سے بھی آگاہی دے دی گئی ہے) اور تمہارے درمیان جو مسائل پیدا ہوں قرآن میں اُن کا حکم اور فیصلہ موجود ہے (حق و باطل اور صحیح و غلط کے بارے میں) وہ قولِ فیصل ہے، وہ فضول بات اور یاوہ گوئی نہیں ہے۔ جو کوئی جابر و سرکش اس کو چھوڑے گا (یعنی غرور و سرکشی کی راہ سے قرآن سے مُنہ موڑے گا) اللہ تعالیٰ اُس کو توڑ کے رکھ دے گا، اور جو کوئی ہدایت کو قرآن کے بغیر تلاش کرے گا اُس کے حصہ میں اللہ کی طرف سے صرف گمراہی آئے گی (یعنی وہ ہدایت حق سے محروم رہے گا) قرآن ہی حبل اللہ المتین یعنی اللہ سے تعلق کا مضبوط وسیلہ ہے، اور مُحکم نصیحت نامہ ہے، اور وہی صراطِ مستقیم ہے۔ وہی وہ حق مُبین ہے جس کے اتباع سے خیالات کجی سے محفوظ رہتے ہیں اور زبانیں اس کو گڑبڑ نہیں کر سکتیں (یعنے جس طرح اگلی کتابوں میں زبانوں کی راہ سے تحریف داخل ہو گئی اور محرفین نے کچھ کا کچھ پڑھ کے اس کو محرّف کر دیا اس طرح قرآن میں کوئی تحریف نہیں ہو سکے گی، اللہ تعالیٰ نے تاقیامت اس کے محفوظ رہنے کا انتظام فرما دیا ہے) اور علم والے کبھی اس کے علم سے سیر نہیں ہوں گے (یعنی قرآن میں تدبر کا عمل اور اس کے حقائق و معارف کی تلاش کا سلسلہ ہمیشہ ہمیشہ جاری رہے گا اور کبھی ایسا وقت نہیں آئے گا کہ قرآن کا علم حاصل کرنے والے محسوس کریں کہ ہم نے علم قرآن پر پورا عبور حاصل کر لیا اور اب ہمارے حاصل کرنے کے لئے کچھ باقی نہیں رہا، بلکہ قرآن کے طالبینِ علم کا حال ہمیشہ یہ رہے گا کہ

اس کو نہ پا سکے گا ——— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ: ——— اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ ایسے بندوں کو میں اس سے زیادہ اور اس سے بہتر دوں گا جو ذکر کرنے والے اور دعائیں مانگنے والے اپنے بندوں کو دیتا ہوں ——— دوسری بات اس حدیث میں یہ فرمائی گئی ہے کہ اللہ کے کلام کو دوسرے کلاموں کے مقابلہ میں ویسی ہی عظمت و فضیلت حاصل ہے جیسی کہ خود اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق کے مقابلہ میں، اور اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا کلام اور اس کی صفتِ قائمہ ہے۔

(۳۵) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ اِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّهَا سَتَكُوْنُ فِتْنَةٌ، قُلْتُ مَا الْمَخْرَجُ مِنْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ كِتَابُ اللّٰهِ، فِيْهِ نَبَأُ مَا قَبْلَكُمْ وَخَبَرُ مَا بَعْدَكُمْ وَحُكْمُ مَا بَيْنَكُمْ هُوَ الْفَصْلُ لَيْسَ بِالْهَزْلِ، مَنْ تَرَكَهُ مِنْ جَبَّارٍ قَصَمَهُ اللّٰهُ، وَمَنِ ابْتَغَى الْهُدٰى فِيْ غَيْرِهٖ اَضَلَّهُ اللّٰهُ، وَهُوَ حَبْلُ اللّٰهِ الْمَتِيْنُ، وَهُوَ الذِّكْرُ الْحَكِيْمُ، وَهُوَ الصِّرَاطُ الْمُسْتَقِيْمُ، هُوَ الَّذِيْ لَا تَزِيْغُ بِهِ الْاَهْوَاءُ وَلَا تَلْتَبِسُ بِهِ الْاَلْسِنَةُ وَلَا يَشْبَعُ مِنْهُ الْعُلَمَاءُ وَلَا يَخْلَقُ عَنْ كَثْرَةِ الرَّدِّ وَلَا يَنْقَضِيْ عَجَائِبُهٗ، هُوَ الَّذِيْ لَمْ تَنْتَهِ الْجِنُّ اِذْ سَمِعَتْهُ حَتّٰى قَالُوْا "اِنَّا سَمِعْنَا قُرْاٰنًا عَجَبًا يَّهْدِيْ اِلَى الرُّشْدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ"، مَنْ قَالَ بِهٖ صَدَقَ وَمَنْ عَمِلَ بِهٖ اُجِرَ وَمَنْ حَكَمَ بِهٖ عَدَلَ وَمَنْ دَعَا اِلَيْهِ هُدِيَ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ——— رواه الترمذی والدارمی

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ

خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ ـــــ رواہ البخاری

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ تم میں سب سے بہتر اور افضل بندہ وہ ہے جو قرآن کا علم حاصل کرے اور دوسروں کو اس کی تعلیم دے ـــــــــــ (صحیح بخاری)

(تشریح) قرآن مجید کو کلام اللہ ہونے کی حیثیت سے جب دوسرے کلاموں پر اس طرح کی فوقیت اور فضیلت حاصل ہے جس طرح کی اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق پر حاصل ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا سیکھنا سکھانا دوسرے تمام اچھے کاموں سے افضل و اشرف ہوگا۔ علاوہ ازیں یہ ایک حقیقت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے اہم پیغمبرانہ وظیفہ وحی کے ذریعہ قرآن مجید کو اللہ تعالیٰ سے لینا، اس کی حکمت کو سمجھنا اور دوسروں تک اس کو پہونچانا اور اس کو سکھانا تھا اس لئے اب قیامت تک جو بندہ قرآن مجید کے سیکھنے سکھانے کو اپنا شغل اور وظیفہ بنائے گا وہ گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص شغل کا علمبردار اور خادم ہوگا، اور اس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص الخاص نسبت حاصل ہوگی۔ اس بنا پر قرآن پاک کے متعلم اور معلم کو سب سے افضل و اشرف ہونا ہی چاہئے ـــــــ لیکن یہ اسی صورت میں ہے جبکہ قرآن مجید کا یہ سیکھنا سکھانا اخلاص کے ساتھ اور اللہ کے لئے ہو، اگر بدقسمتی سے کسی دنیوی غرض کے لئے قرآن سیکھنے سکھانے کو کوئی اپنا پیشہ بنائے تو حدیث پاک میں ہے کہ:ـــــ وہ ان بدنصیبوں میں سے ہوگا جو سب سے پہلے جہنم میں جھونکے جائیں گے، اور اس کا اولیں ایندھن بنیں گے۔ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنَا ـــــــ (یہ حدیث صحیح مسلم کے حوالہ سے معارف جلد دوم کے بالکل آخر میں درج ہو چکی ہے)۔

حامل قرآن پر رشک برحق:ـــــــ

(۳۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ لَا حَسَدَ اِلَّا عَلٰى اِثْنَيْنِ رَجُلٌ

وہ علم قرآن میں جتنے آگے بڑھتے رہیں گے اتنی ہی ان کی طلب ترقی کرتی رہے گی اور ان کا احساس یہ ہوگا کہ جو کچھ ہم نے حاصل کیا ہے وہ اس کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ہے جو ابھی ہم کو حاصل نہیں ہوا ہے) اور وہ قرآن کثرت مزاولت سے کبھی پرانا نہیں ہوگا (یعنی جس طرح دنیا کی دوسری کتابوں کا حال ہے کہ بار بار پڑھنے کے بعد ان کے پڑھنے میں آدمی کو لطف نہیں آتا، قرآن مجید کا معاملہ اس کے بالکل برعکس ہے وہ جتنا پڑھا جائے گا اور جتنا اس میں تفکر و تدبر کیا جائے گا اتنا ہی اس کے لطف و لذت میں اضافہ ہوگا) اور اس کے عجائب (یعنی اسکے دقیق و لطیف حقائق و معارف) کبھی ختم نہیں ہوں گے۔ قرآن کی یہ شان ہے کہ جب جنوں نے اس کو سنا تو بے اختیار بول اٹھے۔ ــــــــــ

إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي	ہم نے قرآن سنا جو عجیب ہے، رہنمائی کرتا ہے
إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ۔	بھلائی کی، پس ہم اس پر ایمان لے آئے۔

جس نے قرآن کے موافق بات کہی اس نے سچی بات کہی، اور جس نے قرآن پر عمل کیا وہ مستحق اجر و ثواب ہوا، اور جس نے قرآن کے موافق فیصلہ کیا اس نے عدل و انصاف کیا اور جس نے قرآن کی طرف دعوت دی اس کو صراطِ مستقیم کی ہدایت نصیب ہو گئی۔

ــــــــــ (جامع ترمذی و سنن دارمی)

(تشریح) یہ حدیث قرآن کریم کی عظمت و فضیلت کے بیان میں بلاشبہ نہایت جامع حدیث ہے۔ اس میں جو کلمات اور جو جملے وضاحت طلب تھے ان کی وضاحت ترجمہ ہی میں کر دی گئی ہے۔

قرآن کا معلّم اور متعلّم :ــــــــــ

(۳۶) عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

فَإِنَّ لَهُ ثَوَابًا ——— رواہ البیہقی فی شعب الایمان

حضرت عبیدہ ملیکی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے قرآن والو! قرآن کو اپنا تکیہ اور سہارا نہ بنالو، بلکہ دن اور رات کے اوقات میں اسکی تلاوت کیا کرو جیسا کہ اس کا حق ہے، اور اس کو پھیلاؤ، اور اس کو دلچسپی سے اور مزہ لے لے کر پڑھا کرو، اور اس میں تدبر کرو، اُمید رکھو کہ تم اس سے فلاح پا جاؤ گے، اور اس کا عاجل معاوضہ لینے کی فکر نہ کرو، اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کا عظیم ثواب اور معاوضہ (اپنے وقت پر) ملنے والا ہے" ——— (شعب الایمان للبیہقی)

(تشریح) حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے اپنے جن بندوں کو قرآن کی دولت نصیب فرمائی ہے وہ اسی پر تکیہ کر کے نہ بیٹھ جائیں کہ ہمارے پاس قرآن ہے اور ہم قرآن والے ہیں، بلکہ انھیں چاہئے کہ قرآن مجید کے حقوق ادا کریں، رات اور دن کے اوقات میں اس کے حق کے مطابق اسکی تلاوت کیا کریں، اس کو اور اس کے پیغام ہدایت کو دوسروں تک پہونچائیں ..... اس کو مزہ لے لے کے پڑھیں، اس کے احکام، اس کی ہدایات، اس کے قصص اور نصائح پر غور و فکر کیا کریں۔ اگر انھوں نے ایسا کیا تو ان کی فلاح کی پوری اُمید ہے۔ اور انھیں چاہئے کہ وہ قرآن کے اس پڑھنے اور پڑھانے اور اس کی خدمت کا معاوضہ دُنیا ہی میں نہ چاہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو اپنے وقت پر اس کا بڑا غیر معمولی معاوضہ اور عظیم صلہ ملنے والا ہے۔

قرآن اور قوموں کا عروج و زوال: ———

(۳۹) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللّٰهَ يَرْفَعُ بِهٰذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا وَيَضَعُ بِهٖ آخَرِيْنَ ——— رواہ مسلم

اٰنَاءَ اللّٰهُ الْقُرْاٰنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ وَرَجُلٌ اٰتَاهُ اللّٰهُ مَالًا فَهُوَ يُنْفِقُ مِنْهُ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ ——— رواہ البخاری ومسلم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صرف دو آدمی قابلِ رشک ہیں (اور اُن پر رشک آنا برحق ہے) ایک وہ جس کو اللہ نے قرآن کی نعمت عطا فرمائی پھر وہ دن اور رات کے اوقات میں اس میں لگا رہتا ہے ——— اور دوسرا وہ خوش نصیب آدمی جس کو اللہ نے مال و دولت سے نوازا، اور وہ دن اور رات کے اوقات میں راہِ خدا میں اس کو خرچ کرتا رہتا ہے۔

——— (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) دن اور رات میں قرآنِ پاک میں مشغول ہونے اور لگے رہنے کی مختلف شکلیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ اس کے سیکھنے سکھانے میں لگا رہتا ہے۔ دوسرے یہ کہ نماز میں اور بیرونِ نماز اس کی تلاوت کرتا رہتا ہے تیسرے یہ کہ فکر و اہتمام کے ساتھ اس کے احکام و ہدایات پر عمل کرتا رہتا ہے۔ حدیث کے الفاظ: "فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ اٰنَاءَ اللَّيْلِ وَاٰنَاءَ النَّهَارِ" اس طرح کی سب شکلوں پر حاوی ہیں ——— قرآنِ پاک کی عظیم نعمت کا شکر یہی ہے کہ بندہ اس کو اپنا شغل اور اپنی زندگی کا دستور بنالے۔

قرآن کے خاص حقوق: ———

(۳۸) عَنْ عُبَيْدَةَ الْمُلَيْكِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا اَهْلَ الْقُرْاٰنِ لَا تَتَوَسَّدُوا الْقُرْاٰنَ وَاتْلُوْهُ حَقَّ تِلَاوَتِهٖ مِنْ اٰنَاءِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَافْشُوْهُ وَتَغَنَّوْهُ وَتَدَبَّرُوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ وَلَا تَعْجَلُوْا ثَوَابَهٗ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے قرآن پاک کا ایک حرف پڑھا اُس نے ایک نیکی کمائی اور یہ ایک نیکی اللہ تعالیٰ کے قانونِ کرم کے مطابق دس نیکیوں کے برابر ہے (مزید وضاحت کے لئے آپ نے فرمایا) میں یہ نہیں کہتا (یعنی میرا مطلب یہ نہیں ہے) کہ "الٓمٓ" ایک حرف ہے، بلکہ الف ایک حرف ہے، لام ایک حرف ہے اور میم ایک حرف ہے (اس طرح "الٓمٓ" پڑھنے والا بندہ تیس نیکیوں کے برابر ثواب حاصل کرنے کا مستحق ہوگا) ——— (جامع ترمذی، سنن دارمی)

(تشریح) اللہ تعالیٰ کا یہ کریمانہ قانون کہ ایک نیکی کرنے والے کو دس نیکیوں کے برابر ثواب عطا ہوگا۔ واضح طور پر قرآن مجید میں بھی بیان فرمایا گیا ہے ——— سورۂ انعام میں ارشاد ہے: ———

مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ فَلَهٗ عَشْرُ	جو بندہ ایک نیکی لیکر آئے گا اس کو اُس جیسی
اَمْثَالِهَا ۔ (الانعام۔ ع ۲۰)	دس نیکیوں کا ثواب دیا جائے گا۔

مندرجۂ بالا حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو یہ خوشخبری سنائی ہے کہ جو بندہ اخلاص کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت کرے گا تو حروفِ تہجی کے ہر حرف کی تلاوت ایک نیکی شمار ہوگی جو اجر و ثواب کے لحاظ سے دس نیکیوں کے برابر ہوگی ——— اسی حدیث کی بیہقی کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ: ——— "میں نہیں کہتا کہ بسم اللہ ایک حرف ہے بلکہ ب ایک حرف ہے، س ایک حرف ہے، م ایک حرف ہے۔ اور میں یہ نہیں کہتا کہ الٓمٓ ایک حرف ہے، بلکہ الف لام میم الگ الگ حروف ہیں" ——— اللہ پاک یقین کی دولت نصیب فرمائے۔ اِس حدیث میں کلام پاک کی تلاوت کرنے والوں کے لئے بڑی ہی خوشخبری ہے۔ فطوبیٰ لھم۔

اِس حدیث سے ایک واضح اشارہ یہ بھی ملا کہ قرآن مجید کی تلاوت پر ثواب کے لئے

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:- اللہ تعالیٰ اس کتاب پاک (قرآن مجید) کی وجہ سے بہت سوں کو اونچا کرے گا اور بہت سوں کو نیچے گرائے گا ——— (صحیح مسلم)

(تشریح) قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی صفتِ قائمہ اور بندوں کے لئے اس کا فرمان اور عہد نامہ ہے۔ اس کی وفاداری اور تابعداری اللہ تعالیٰ کی وفاداری اور تابعداری ہے۔ اسی طرح اس سے انحراف اور بغاوت اللہ تعالیٰ سے انحراف اور سرکشی ہے، اور اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ جو قوم اور جو اُمت خواہ وہ کسی نسل سے ہو، اس کا کوئی بھی رنگ اور کوئی بھی زبان ہو، قرآن مجید کو اپنا راہنما بنا کر اپنے کو اس کا تابعدار بنا دے گی اور اس کے ساتھ وہ تعلق رکھے گی جو کلام اللہ ہونے کی حیثیت سے اس کا حق ہے، اللہ تعالیٰ اس کو دُنیا اور آخرت میں سربلند کرے گا۔ اور اس کے برعکس جو قوم اور اُمت اس سے انحراف اور سرکشی کرے گی وہ اگر بلندیوں کے آسمان پر بھی ہوگی تو نیچے گرا دی جائے گی۔

اسلام اور مسلمانوں کی پوری تاریخ اس حدیث کی صداقت کی گواہ اور اللہ تعالیٰ کے اس فیصلہ کی آئینہ دار ہے ——— اس حدیث میں "اَقْوَامًا" کے لفظ سے یہ بھی اشارہ ملتا ہے کہ عروج و زوال کے اس الٰہی قانون کا تعلق افراد سے نہیں بلکہ قوموں اور اُمتوں سے ہے۔ واللہ اعلم

تلاوتِ قرآن کا اجر و ثواب :———

(۴۰) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا لَا اَقُوْلُ "الٓمٓ" حَرْفٌ، اَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ ——— رواہ الترمذی والدارمی

بھر دے گی۔ اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے۔

ماہر قرآن کا مقام:

(۴۲) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْاٰنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ وَالَّذِيْ يَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهٗ اَجْرَانِ ——— رواه البخاری ومسلم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جس نے قرآن میں مہارت حاصل کرلی ہو (اور اس کی وجہ سے وہ اس کو ——— حفظاً یا ناظرہ ——— بہتر طریقے پر اور بے تکلف رواں پڑھتا ہو) وہ

لہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں "احسان" کے بیان میں قرآن مجید کی تلاوت پر کلام کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے: "تلاوتِ قرآن کی روح یہ ہے کہ شوق و محبت اور انتہائی تعظیم و اجلال کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر قرآن پاک کی تلاوت کرے، اور اس کے مواعظ اور نصائح میں غور اور ان سے اثر لینے کی کوشش کرے، اور اس کے احکام و ہدایات کی تعمیل اور پیروی کے عزم کے ساتھ تلاوت کرے اور اس میں بیان ہونے والے قصص اور امثال سے عبرت حاصل کرے، اور جب اللہ کی صفات کا بیان آئے تو کہے "سُبْحَانَ اللّٰهِ!" اور جب ان آیتوں سے گزرے جن میں جنت اور اللہ کی رحمت کا بیان ہے تو اللہ سے فضل و کرم فرمانے کی دعا کرے اور اپنے لئے جنت اور رحمت کا سوال کرے۔ اور جب ان آیتوں سے گزرے جن میں دوزخ کا اور اللہ کے غضب کا بیان ہو، تو اللہ سے پناہ مانگے۔"

بلاشبہ اس طرح کی تلاوت قلب کا خاص الخاص صیقل ہے اور جس بندہ کو کسی درجہ میں بھی ایسی تلاوت نصیب ہو اس پر اللہ تعالیٰ کا خاص الخاص فضل ہے ——— اللہ تعالیٰ اپنے اس فضل سے محروم نہ فرمائے۔ ۱۲

یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ تلاوت معنی مفہوم سمجھ کر ہی ہو۔ کیونکہ "الم" اور سارے حروف مقطعات کی تلاوت معنی مفہوم سمجھے بغیر ہی کی جاتی ہے، اور حدیث نے صراحۃً بتلایا کہ ان حروف کی تلاوت کرنے والوں کو بھی ہر حرف پر دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔ واللہ اعلم

قرآن کی تلاوت قلب کا صیقل :

(۴۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذِهِ الْقُلُوْبَ تَصْدَأُ كَمَا يَصْدَأُ الْحَدِيْدُ اِذَا اَصَابَهُ الْمَاءُ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا جِلَاءُ هَا قَالَ كَثْرَةُ ذِكْرِ الْمَوْتِ وَتِلَاوَةُ الْقُرْاٰنِ۔

رواہ البیہقی فی شعب الایمان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ بنی آدم کے قلوب پر اسی طرح زنگ چڑھ جاتا ہے جس طرح پانی لگ جانے سے لوہے پر زنگ آجاتا ہے۔ عرض کیا گیا کہ، حضورؐ! دلوں کے اس زنگ کے دُور کرنے کا ذریعہ کیا ہے؟۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ:۔ موت کو زیادہ یاد کرنا، اور قرآن مجید کی تلاوت ——— (شعب الایمان للبیہقی)

(تشریح) قلب کا زنگ یہ ہے کہ وہ اللہ سے اور آخرت کے انجام سے غافل اور بے فکر ہو جائے، یہ سارے چھوٹے بڑے گناہوں کی جڑ بنیاد ہے۔ اور بلاشبہ اس بیماری کی اکسیر دوا یہی ہے کہ اپنی موت کو بہت زیادہ یاد کیا جائے، اس کا دھیان اور مراقبہ کیا جائے، اور قرآن مجید کی عظمت اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی خاص الخاص نسبت کو ملحوظ رکھتے ہوئے ادب اور اخلاص کے ساتھ اس کی تلاوت کی جائے اگر یہ تلاوت اللہ تعالیٰ کی توفیق سے شوق اور تدبر کے ساتھ ہوگی تو انشاء اللہ قلب کے زنگ کو دُور کر کے اس کو نور سے

حضرت معاذ جہنی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جس نے قرآن پڑھا اور اس میں جو کچھ ہے اس پر عمل کیا، قیامت کے دن اس کے ماں باپ کو ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بھی زیادہ حسین ہوگی، جبکہ وہ روشنی دنیا کے گھروں میں ہو اور سورج آسمان سے ہمارے پاس اتر آئے ـــــ (اس کے بعد حضورؐ نے فرمایا) پھر تمہارا کیا گمان ہے خود اس آدمی کے بارے میں جس نے خود یہ عمل کیا ہو؟ ـــــ (مسند احمد، سنن ابی داؤد)

(تشریح) مطلب یہ ہے کہ قرآن کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے والے کے والدین کو جب ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے بھی حسین تر ہوگی، تو سمجھ لو کہ خود اس قرآن پڑھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے کیا کیا عطا فرمایا جائے گا۔

قیامت میں قرآنِ پاک کی شفاعت و وکالت:ـــــ

(۴۴) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِقْرَءُوا الْقُرْاٰنَ فَاِنَّهٗ يَاْتِیْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ شَفِيْعًا لِّاَصْحَابِهٖ اِقْرَءُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ وَسُوْرَةَ اٰلِ عِمْرٰنَ فَاِنَّهُمَا تَاْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ غَيَايَتَانِ اَوْ فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ اَصْحَابِهِمَا اِقْرَءُوْا سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ فَاِنَّ اَخْذَهَا بَرَكَةٌ وَتَرْكَهَا حَسْرَةٌ وَلَا يَسْتَطِيْعُهَا الْبَطَلَةُ۔

ـــــ رواہ مسلم

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ

معزز اور وفادار و فرمانبردار فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔ اور جو بندہ قرآن پاک اچھا یاد اور رواں نہ ہونے کی وجہ سے زحمت اور مشقت کے ساتھ) اس طرح پڑھتا ہو کہ اس میں اٹکتا ہو تو اس کو دو اجر ملیں گے (ایک تلاوت کا اور دوسرے زحمت و مشقت کا)۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) اس حدیث میں سَفَرَہ کا جو لفظ ہے اُس سے اکثر شارحین نے حاملِ وحی فرشتے مُراد لئے ہیں، اور بعض حضرات نے اس سے انبیاء و رُسل علیہم السلام مُراد لئے ہیں، اور لفظی معنی میں ان دونوں ہی کی گنجائش ہے۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے جو بندے قرآن کو کلام اللہ یقین کرتے ہوئے اس سے شغف رکھیں اور کثرتِ تلاوت اور اہتمام کی وجہ سے قرآن پاک سے ان کو خاص مناسبت اور مہارت حاصل ہو جائے ان کو انبیاء و رُسل کی یا حاملِ وحی فرشتوں کی معیت اور رفاقت حاصل ہوگی ——— اور جن ایمان والے بندوں کا حال یہ ہو کہ صلاحیت اور مناسبت کی کمی کی وجہ سے وہ قرآن کو رواں نہ پڑھ سکتے ہوں، بلکہ تکلف کے ساتھ اور اٹک اٹک کے پڑھتے ہوں اور اس کے باوجود اجر و ثواب کی اُمید پر تلاوت کرتے ہوں، ان کو تلاوت کے اجر و ثواب کے علاوہ اس زحمت و مشقت کا بھی ثواب ملے گا، اس لئے ان کو اپنی اس حالت کی وجہ سے شکستہ دل نہ ہونا چاہئے۔

قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا انعام: ———

(۴۳) عَنْ مُعَاذٍ الْجُهَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ وَعَمِلَ بِمَا فِيْهِ اُلْبِسَ وَالِدَاهُ تَاجًا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ضَوْءُهٗ اَحْسَنُ مِنْ ضَوْءِ الشَّمْسِ فِيْ بُيُوْتِ الدُّنْيَا لَوْ كَانَتْ فِيْكُمْ فَمَا ظَنُّكُمْ بِالَّذِيْ عَمِلَ بِهٰذَا ——— رواہ احمد و ابوداؤد

پرے کی طرح اپنے اصحاب پر سایہ کئے رہیں گی، اور ان کی طرف سے وکالت اور جوابدہی کریں گی۔
اور آخر میں سورۂ بقرہ کے متعلق مزید فرمایا کہ:۔ اس کے سیکھنے اور پڑھنے میں بڑی برکت ہے، اور اس سے محرومی میں بڑا خسارہ ہے۔ اور اہلِ بطالت اس کی طاقت نہیں رکھتے ــــــ
اس حدیث کے بعض راویوں نے کہا ہے کہ اس سے مراد "ساحرین" ہیں۔ اور مطلب یہ ہے کہ سورۂ بقرہ کی تلاوت کا معمول رکھنے والے پر کبھی کسی جادوگر کا جادو نہیں چلے گا ــــــ
سورۂ بقرہ کی اس خاصیت اور تاثیر کا اشارہ اس حدیث سے بھی ملتا ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ:۔ جس گھر میں سورۂ بقرہ پڑھی جائے شیطان اُس گھر سے بھاگنے پر مجبور ہوتا ہے[1]۔
بعض شارحین نے یہ مطلب بھی بیان کیا ہے کہ اہلِ بطالت یعنی ناحق کوش لوگ سورۂ بقرہ کی برکات حاصل نہ کرسکیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر ان برکات کا دروازہ بند کردیا ہے۔ واللہ اعلم

(۴۵) عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُؤْتَى بِالْقُرْاٰنِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَاَهْلِهِ الَّذِيْنَ كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ بِهٖ تَقْدُمُهٗ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَاٰلُ عِمْرَانَ كَاَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ اَوْ ظُلَّتَانِ سَوْدَاوَانِ بَيْنَهُمَا شَرْقٌ اَوْ كَاَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ تُحَاجَّانِ عَنْ صَاحِبِهِمَا ــــــ رواہ مسلم

حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپ فرماتے تھے کہ:۔ قیامت کے دن قرآن کو اور اُن قرآن والوں کو لایا جائے گا جو اس پر عامل تھے۔ سورۂ بقرہ اور آل عمران (جو قرآن کی سب سے پہلی سورتیں ہیں) وہ پیش پیش ہوں گی (محسوس ہوگا) گویا کہ وہ دل کے

---

[1] ان الشیطان ینفر من البیت الذی یقرء فیہ سورۃ البقرۃ ــــــ رواہ الترمذی عن ابی سعید

علیہ وسلم سے سُنا، آپ ارشاد فرماتے تھے کہ :۔ قرآن پڑھا کرو، وہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کا شفیع بن کر آئے گا ـــــ (خاصکر) "زہراوین" یعنی اس کی دو اہم نورانی سورتیں البقرۃ اور آل عمران پڑھا کرو، وہ قیامت میں اپنے پڑھنے والوں کو اپنے سایہ میں لئے اس طرح آئیں گی جیسے کہ وہ ابر کے ٹکڑے ہیں، یا سائبان ہیں۔ یا صف باندھے پرندوں کے پرے ہیں۔ یہ دونوں سورتیں قیامت میں اپنے پڑھنے والوں کی طرف سے مدافعت کریں گی ـــــ (آپ نے فرمایا) پڑھا کرو سورۂ بقرہ کیونکہ اس کو حاصل کرنا بڑی برکت والی بات ہے، اور اس کو چھوڑنا بڑی حسرت اور ندامت کی بات ہے، اور اہلِ بطالت اس کی طاقت نہیں رکھتے۔

ـــــــــــــــــــــــــــــــ (صحیح مسلم)

(تشریح) اس حدیث میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآنِ پاک پڑھنے کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ :۔ قرآن اپنے "اصحاب" کے لئے بارگاہِ خداوندی میں شفاعت کریگا۔ "اصحابِ قرآن" وہ سب لوگ ہیں جو قرآنِ پاک پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس سے تعلق اور شغف کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت کا وسیلہ یقین کرتے ہوئے اس سے خاص نسبت اور لگاؤ رکھیں جس کی شکلیں مختلف ہو سکتی ہیں مثلاً :۔ کثرت سے اس کی تلاوت کریں، اس میں تدبّر و تفکر اور اس کے احکام پر عمل کرنے کا اہتمام رکھیں، یا اس کی تعلیم و ہدایت کو عام کرنے اور پھیلانے کی جد و جہد کریں، ان سب کے لئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت ہے کہ قرآن ان کے حق میں شفیع ہوگا۔ ہاں اخلاص یعنی اللہ کی رضا اور ثواب کی نیت شرط ہے۔

اس حدیث میں قرآنِ پاک کی قرأت و تلاوت کی عمومی ترغیب کے بعد رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُورۂ بقرہ اور سُورۂ آل عمران کی تلاوت و قرأت کی خصوصیت کے ساتھ بھی ترغیب دی ہے، اور فرمایا ہے کہ :۔ قیامت میں اور حشر میں جب ہر شخص سایہ کا بہت ہی محتاج اور ضرورت مند ہوگا، یہ دونوں سورتیں بادل یا سایہ دار چیز کی طرح یا پرندوں کے

سُورۃ الفاتحہ :——

(۴۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاُبَیِّ ابْنِ کَعْبٍ اَتُحِبُّ اَنْ اُعَلِّمَكَ سُوْرَةً لَمْ یَنْزِلْ فِی التَّوْرَاةِ وَلَا فِی الْاِنْجِیْلِ وَلَا فِی الزَّبُوْرِ وَلَا فِی الْقُرْاٰنِ مِثْلُهَا قَالَ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَیْفَ تَقْرَءُ فِی الصَّلٰوةِ قَالَ فَقَرَاَ اُمَّ الْقُرْاٰنِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا اُنْزِلَتْ فِی التَّوْرَاةِ وَلَا فِی الْاِنْجِیْلِ وَلَا فِی الزَّبُوْرِ وَلَا فِی الْقُرْاٰنِ مِثْلُهَا وَاِنَّهَا سَبْعٌ مِّنَ الْمَثَانِیْ وَالْقُرْاٰنُ الْعَظِیْمُ الَّذِیْ اُعْطِیْتُهٗ۔

——— رواہ الترمذی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُبی بن کعب سے فرمایا کہ :- کیا تمہاری خواہش ہے کہ میں تم کو قرآن کی وہ سورت سکھاؤں جس کے مرتبہ کی کوئی سورت نہ توریت میں نازل ہوئی نہ انجیل میں، نہ زبور میں اور نہ قرآن ہی میں؟ ——— اُبی نے عرض کیا کہ :- ہاں حضورؐ! مجھے وہ سورت بتادیں! - آپؐ نے فرمایا :- تم نماز میں قرأت کس طرح کرتے ہو؟ ——— اُبی نے آپ کو سورۂ فاتحہ پڑھ کر سُنائی (کہ میں نماز میں یہ سورت پڑھتا ہوں، اور اس طرح پڑھتا ہوں) - آپؐ نے فرمایا :- قسم ہے اُس ذاتِ پاک کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے - توریت، انجیل، زبور میں سے کسی میں اور خود قرآن میں بھی اس جیسی کوئی سورت نازل نہیں ہوئی، یہی وہ "سبعٌ من المثانی والقرآنُ العظیمُ" ہے

دو ٹکڑے ہیں، یا سیاہ رنگ کے دو سائبان ہیں جن میں نور کی چمک ہے، یا صف باندھے پرندوں کے دو پرے ہیں، اور وہ مدافعت اور وکالت کریں گی اپنے سے تعلق رکھنے والوں کی ——— (صحیح مسلم)

(تشریح) اس حدیث کا مضمون قریب قریب وہی ہے جو حضرت ابوامامہ کی مندرجۂ بالا حدیث کا ہے۔ ذرا تصور کیا جائے قیامت اور میدانِ حشر کی ہولناکیوں کا۔ کیسے خوش نصیب ہوں گے اللہ کے وہ بندے جو قرآن پاک سے خاص تعلق اور شغف اور اس کے احکام کی فرمانبرداری کی برکت سے حشر کے اُس پر ہول میدان میں اِس شان سے آئیں گے کہ اللہ کا کلام پاک ان کا شفیع و وکیل بن کر ان کے ساتھ ہوگا، اور اس کی سب سے پہلی اور اہم نورانی سورتیں بقرہ اور آل عمران اپنے انوار کے ساتھ ان کے سروں پر سایہ افگن ہونگی ——— ان احادیث پر مطلع ہو جانے کے بعد بھی جو بندے اس سعادت کے حاصل کرنے میں کوتاہی کریں، بلاشبہ وہ بڑے محروم ہیں۔

خاص خاص سورتوں اور آیتوں کی برکات: ———

بعض حدیثوں میں خاص خاص سورتوں اور آیتوں کے فضائل و برکات بھی بیان فرمائے گئے ہیں۔ چنانچہ حضرت ابوامامہ باہلیؓ اور حضرت نواس بن سمعانؓ کی مندرجۂ بالا حدیثوں میں پورے قرآن کی فضیلت کے ساتھ خاص طور سے سورۂ بقرہ اور آل عمران کی فضیلت بھی بیان ہوئی ہے۔

اسی طرح دوسری بعض سورتوں اور خاص خاص آیتوں کے فضائل و برکات بھی مختلف مواقع پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائے ہیں ——— ذیل میں اس سلسلہ کی بھی چند حدیثیں درج کی جا رہی ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:- ہر چیز کی کوئی چوٹی ہوتی ہے (جو سب سے اوپر اور بالاتر ہوتی ہے) اور قرآن کی چوٹی سورۂ بقرہ ہے، اور اس میں ایک آیت (آیت الکرسی) تمام آیاتِ قرآنی کی گویا سردار ہے ——— (جامع ترمذی)

(تشریح) اسلام کے بنیادی اصول وعقائد اور احکام شریعت کا جتنا تفصیلی بیان سورۂ بقرہ میں کیا گیا ہے اتنا اور ایسا قرآن پاک کی کسی دوسری سورت میں نہیں کیا گیا۔ غالباً اسی خصوصیت کی وجہ سے اس کو قرآن مجید میں سب سے مقدم رکھا گیا ہے، اور غالباً اسی امتیاز کی وجہ سے اس کو اس حدیث میں "سنام القرآن" کا لقب دیا گیا ہے۔ واللہ اعلم

(۴۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا تَجْعَلُوْا بُیُوْتَكُمْ مَقَابِرَ وَاِنَّ الْبَیْتَ الَّذِیْ تُقْرَءُ الْبَقَرَةُ فِیْهِ لَا یَدْخُلُهُ الشَّیْطَانُ۔

——— رواه الترمذی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:- اپنے گھروں کو مقبرے نہ بنالو (یعنی جس طرح قبرستانوں میں مُردے ذکر وتلاوت نہیں کرتے اور اس کی وجہ سے قبرستانوں کی فضا ذکر وتلاوت کے انوار وآثار سے خالی رہتی ہے، تم اس طرح اپنے گھروں کو نہ بنالو، بلکہ گھروں کو ذکر وتلاوت سے معمور رکھا کرو) اور جس گھر میں (خاص کر) سورۂ بقرہ پڑھی جائے اُس گھر میں شیطان نہیں آسکتا ——— (جامع ترمذی)

(تشریح) بعض سورتوں کے اور اسی طرح بعض آیات کے کچھ خواص ہیں۔ اِس حدیث میں سورۂ بقرہ کی خاص برکت اور تاثیر یہ بیان فرمائی گئی ہے کہ جس گھر میں اس کی تلاوت کی جائے وہ شیطان کے اثرات اور تسلط سے محفوظ رہے گا۔

جو مجھے اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے ——— (جامع ترمذی)

(تشریح) قرآن مجید میں سورۂ حجر کے آخر میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنے خاص الخاص انعام کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے: "وَلَقَدْ اٰتَيْنٰكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِيْ وَالْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ" (اور ہم نے تم کو سات آیتیں وظیفہ کے طور پر بار بار دہرائی جانے والی عطا کیں اور قرآن عظیم)۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مندرجۂ بالا حدیث میں اس آیت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ یہ "سبعٌ من المثانی والقرآن العظیم" سورۂ فاتحہ ہی ہے۔ اور یہ ایسی عظیم الشان اور عظیم البرکت سورت ہے کہ اس درجہ کی سورت کسی پہلی آسمانی کتاب میں بھی نازل نہیں کی گئی، اور قرآن میں بھی اس کے درجہ کی کوئی دوسری سورت نہیں ہے۔ یہ پورے قرآن کے مضامین پر حاوی ہے۔ اسی لئے اس کو "ام القرآن" بھی کہا جاتا ہے۔ اور اسی لئے اس کو قرآن کا افتتاحیہ قرار دیا گیا ہے، اور ہر نماز کی ہر رکعت میں اس کا پڑھنا ضروری قرار دیا گیا ہے۔ اس حدیث کی بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ جس بندے کو سورۂ فاتحہ یاد ہے اور اخلاص کے ساتھ اس کا پڑھنا اس کو نصیب ہوتا ہے اس کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑی دولت اور نعمت نصیب ہے۔ چاہئے کہ وہ اس کی قدر و عظمت کو محسوس کرے اور اس کا حق ادا کرے۔

سورۂ بقرہ: ———

(۴۷) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لِكُلِّ شَيْءٍ سَنَامٌ وَسَنَامُ الْقُرْاٰنِ سُوْرَةُ الْبَقَرَةِ وَفِيْهَا اٰيَةٌ هِيَ سَيِّدَةُ اٰيِ الْقُرْاٰنِ اٰيَةُ الْكُرْسِيِّ۔

رواه الترمذی

جو واقعہ بیان فرمایا گیا ہے اُس میں ہر دجالی فتنہ کا پورا توڑ موجود ہے۔ اور جس دل کو ان حقائق اور مضامین کا یقین نصیب ہو جائے جو کہف کی ان ابتدائی آیتوں میں بیان کئے گئے ہیں وہ دل کسی دجالی فتنہ سے کبھی متاثر نہ ہوگا۔ اسی طرح اللہ کے جو بندے ان آیتوں کی اس خاصیت اور برکت پر یقین کرتے ہوئے ان کو اپنے دل و دماغ میں محفوظ کرینگے اور ان کی تلاوت کرینگے اللہ تعالیٰ ان کو بھی دجالی فتنوں سے محفوظ رکھے گا۔

سُورۂ یٰسٓ :

(۵۰) عَنْ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ الْمُزَنِيِّ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَءَ يٰسٓ اِبْتِغَاءَ وَجْهِ اللهِ تَعَالٰى غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ فَاقْرَءُوْهَا عِنْدَ مَوْتَاكُمْ۔

رواہ البیہقی فی شعب الایمان

حضرت معقل بن یسار سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اللہ کی رضا کے لئے سورۂ یٰسٓ پڑھی اُس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، لہٰذا یہ مبارک سورۃ مرنے والوں کے پاس پڑھا کرو۔

(شعب الایمان للبیہقی)

(تشریح) اس حدیث میں مرنے والوں کے پاس (عند موتاکم) یٰسٓ شریف پڑھنے کے لئے جو فرمایا گیا ہے اس کا مطلب بظاہر یہی ہے کہ مرنے والے کے پاس اُس کے آخری وقت میں یہ سورۃ پڑھی جائے۔ اور اکثر علماء نے یہی سمجھا ہے اور اس لئے یہی معمول ہے لیکن دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مر جانے والے کی قبر پر یہ سورت پڑھی جائے تاکہ یہ اس کی مغفرت کا وسیلہ بن جائے۔

(۵۱) عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِيْ رَبَاحٍ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ

سورہ بقرہ اور سورۂ آل عمران کی بعض خاص فضیلتوں کا بیان اس سے پہلے بھی بعض حدیثوں میں ضمناً گزر چکا ہے۔

سورۃ الکہف :—

(۴۹) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَۃَ الْکَھْفِ فِیْ یَوْمِ الْجُمُعَۃِ اَضَاءَ لَہُ النُّوْرُ مَا بَیْنَ الْجُمُعَتَیْنِ۔

—— رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ جو شخص جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے اس کے لئے نور روشن ہو جائے گا دو جمعوں کے درمیان —— (دعوات الکبیر للبیہقی)

(تشریح) اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ کہف کو جمعہ کے دن کے ساتھ کوئی خاص مناسبت ہے جس کی وجہ سے اس دن میں اس کی تلاوت کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت کے ساتھ ترغیب دی ہے اور فرمایا ہے کہ جمعہ کے دن سورۂ کہف کے پڑھنے سے قلب میں ایک خاص نور پیدا ہوگا جس کی روشنی اور برکت اگلے جمعہ تک رہے گی —— اس حدیث کو حاکم نے بھی مستدرک میں روایت کیا ہے اور کہا ہے "ھذا حدیث صحیح الاسناد ولم یخرجاہ"

ایک دوسری حدیث میں (جس کو امام مسلم نے بھی روایت کیا ہے) سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتوں کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ:۔ "جو ان کو یاد کرلے گا اور پڑھے گا وہ دجال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا" —— اس کی توجیہ میں شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ سورۂ کہف کے ابتدائی حصہ میں جو تمہیدی مضمون ہے اور اسی کے ساتھ اصحاب کہف کا

لِرَجُلٍ حَتّٰی غُفِرَ لَہٗ وَھِیَ تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْكُ ــــ

ــــــــ رواہ احمد والترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :- قرآن کی ایک سورت نے جو صرف تیس آیتوں کی ہے اس نے ایک بندہ کے حق میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں سفارش کی، یہاں تک کہ وہ بخش دیا گیا - اور وہ سورہ ہے :- تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْكُ۔

ــــــــ (مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ)

الٓمٓ تنزیل :ــــــــ

(۵۴) عَنْ جَابِرٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ كَانَ لَا یَنَامُ حَتّٰی یَقْرَءَ الٓمٓ تَنْزِیْلُ وَتَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْكُ ــــــــ رواہ احمد والترمذی والدارمی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک کہ "الٓمٓ تَنْزِیْلُ" اور "تَبَارَكَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْكُ" نہ پڑھ لیتے ــــــــ (یعنی رات کو سونے سے پہلے یہ دونوں سورتیں پڑھنے کا حضورؐ کا معمول تھا)۔

ــــــــ (مسند احمد، جامع ترمذی، سنن دارمی)

سُوْرَۃُ الْاَعْلٰی :ــــــــ

(۵۵) عَنْ عَلِیٍّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحِبُّ ھٰذِہِ السُّوْرَۃَ "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی" ــــــــ رواہ احمد

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَرَأَ يٰسٓ فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ قُضِيَتْ حَوَائِجُهٗ ـــــــــــ رواه الدارمی مرسلاً

عطا ابن ابی رباح تابعی سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :- جو بندہ دن کے ابتدائی حصے میں یعنی علی الصباح سورۂ یٰسٓ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کی حاجتیں پوری فرمائے گا۔

ـــــــــــ (سنن دارمی)

سورۂ واقعہ :ـــــــــــ

(۵۲) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْوَاقِعَةِ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ اَبَدًا وَكَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ يَأْمُرُ بَنَاتِهٖ يَقْرَأْنَ بِهَا فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ ـــــــــــ رواه البیهقی فی شعب الایمان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :- جو شخص ہر رات سورۂ واقعہ پڑھا کرے اُسے کبھی فقر و فاقہ کی نوبت نہیں آئے گی ـــــــــــ (نیچے کے راوی بیان کرتے ہیں) کہ خود حضرت ابن مسعودؓ کا یہ معمول تھا کہ وہ اپنی صاحبزادیوں کو اس کی تاکید فرماتے تھے، اور وہ ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھتی تھیں ـــــــــــ (شعب الایمان للبیہقی)

سورۃ الملک :ـــــــــــ

(۵۳) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ سُوْرَةً فِي الْقُرْاٰنِ ثَلٰثُوْنَ اٰيَةً شَفَعَتْ

اہمیت کی وجہ سے سیکڑوں یا ہزاروں آیتوں کے برابر ہیں۔ انہی میں سورۂ تکاثر بھی ہے۔ اس میں دنیا پرستی اور آخرت فراموشی پر سخت ضرب لگائی گئی ہے، اور آخرت کے محاسبہ اور دوزخ کے عذاب کا تذکرہ اس طرح کیا گیا ہے کہ اگر دل بالکل مُردہ نہ ہو گیا ہو تو اس میں فکر اور بیداری پیدا ہو جانا لازمی ہے ـــــ اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غالباً اسی لحاظ سے اس کے پڑھنے کو ہزار آیتیں پڑھنے کے قائم مقام بتایا ہے ـــــ آگے درج ہونے والی بعض حدیثوں میں جن دوسری چھوٹی چھوٹی سورتوں کو نصف قرآن یا تہائی قرآن یا چوتھائی قرآن کے برابر بتایا گیا ہے، ان کے بارے میں بھی اسی طرح سمجھ لینا چاہئے، اور ممکن ہے ان کی تلاوت کا ثواب بھی اسی حساب سے زیادہ عطا فرمایا جائے ـــــ اللہ کا خزانہ ہمارے وہم و گمان سے زیادہ وسیع ہے۔

سورۂ زلزال، سورۂ کافرون، سورۂ اخلاص :ـــــ

(۵۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اِذَا زُلْزِلَتْ" تَعْدِلُ نِصْفَ الْقُرْاٰنِ وَ "قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ" تَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ وَ "قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ" تَعْدِلُ رُبُعَ الْقُرْاٰنِ ـــــ رواہ الترمذی

حضرت عبداللہ ابن عباس اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ـــــ سورۂ "اذا زلزلت" نصف قرآن کے برابر ہے، اور "قل ھو اللہ احد" تہائی قرآن کے برابر ہے، اور "قل یا ایھا الکفرون" چوتھائی قرآن کے برابر ہے ـــــ (جامع ترمذی)

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ سورۃ (سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى) خاص طور سے محبوب تھی۔

مسند احمد

(تشریح) کتاب الصلوٰۃ میں وہ حدیثیں گزر چکی ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز میں اور اسی طرح عیدین کی نماز میں اکثر پہلی رکعت میں:- "سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى" پڑھتے تھے۔ آپ کا یہ معمول اسی لئے تھا کہ یہ سورۃ اپنے خاص مضمون اور پیغام کے لحاظ سے آپ کو زیادہ محبوب تھی۔

سورۃ التکاثر:

(۵۶) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا يَسْتَطِيْعُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّشْتَرِيَ أَلْفَ آيَةٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ؟ قَالُوْا وَمَنْ يَّسْتَطِيْعُ أَنْ يَّقْرَأَ أَلْفَ آيَةٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ، قَالَ أَمَا يَسْتَطِيْعُ أَحَدُكُمْ أَنْ يَّقْرَأَ أَلْهَاكُمُ التَّكَاثُرُ ـــــ رواہ البیہقی فی شعب الایمان

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- کیا تم میں سے کوئی یہ نہیں کرسکتا کہ روزانہ ایک ہزار آیتیں قرآن پاک کی پڑھ لیا کرے؟ صحابہؓ نے عرض کیا:- حضورؐ! کس میں یہ طاقت ہے کہ روزانہ ایک ہزار آیتیں پڑھے (یعنی یہ بات ہماری استطاعت سے باہر ہے)۔ آپ نے ارشاد فرمایا:- کیا تم میں کوئی اتنا نہیں کرسکتا کہ سورۂ "الهاكم التكاثر" پڑھ لیا کرے ـــــ (شعب الایمان للبیہقی)

(تشریح) قرآن مجید کی بعض بہت چھوٹی سورتیں ایسی ہیں جو اپنے مضمون اور پیغام کی

شرک سے براءت ہے ـــــــ (جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن نسائی)

(۵۹) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَیَعْجِزُ اَحَدُکُمْ اَنْ یَّقْرَأَ فِیْ لَیْلَۃٍ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ قَالُوْا وَکَیْفَ یَقْرَأُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ قَالَ "قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ" یَعْدِلُ ثُلُثَ الْقُرْاٰنِ ـــــــ رواہ مسلم ورواہ البخاری عن ابی سعید وروی الترمذی عن ابی ایوب الانصاری بمعناہ۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ کیا تم میں سے کوئی اس سے بھی عاجز ہے کہ ایک رات میں تہائی قرآن پڑھ لیا کرے؟۔ صحابہؓ نے عرض کیا کہ ایک رات میں تہائی قرآن کیسے پڑھا جاسکتا ہے۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ:۔ قل ھو اللہ احد" تہائی قرآن کے برابر ہے (تو جس نے رات میں وہی پڑھی اس نے گویا تہائی قرآن پڑھ لیا)۔

ـــــــ (صحیح مسلم)

اور امام بخاریؒ نے یہی حدیث حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے، اور امام ترمذی نے اسی مضمون کی ایک حدیث حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

(۶۰) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اِنِّیْ اُحِبُّ ھٰذِہِ السُّوْرَۃَ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ، قَالَ اِنَّ حُبَّکَ اِیَّاھَا اَدْخَلَکَ الْجَنَّۃَ ـــــــ رواہ الترمذی وروی البخاری معناہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ:۔ حضرتؐ! مجھے یہ سورت "قل ھو اللہ احد" خاص طور سے محبوب ہے؟۔ آپ نے ارشاد فرمایا:۔ اس سورت کے ساتھ تمہاری

(تشریح) سورۂ "اذا زلزلت" میں قیامت کا بیان اور اس کی منظر کشی نہایت ہی مؤثر انداز میں کی گئی ہے، اور اسی طرح اس کی آخری آیت: "فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ وَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا يَرَهُ" میں جزا و سزا کا بیان اختصار کے باوجود ایسے مؤثر پیرایہ میں کیا گیا ہے کہ اگر اس موضوع پر پوری کتاب بھی لکھی جائے تو اس سے زیادہ مؤثر نہ ہوگی۔ غالباً اس سورت کی اسی خصوصیت کی وجہ سے اس حدیث میں اس کو نصف قرآن کے برابر بتایا گیا ہے۔ اسی طرح سورۂ اخلاص (قل ھو اللہ احد) میں انتہائی اختصار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی توحید، اس کی تنزیہہ، اور اس کا صفاتی کمال جس معجزانہ انداز میں بیان کیا گیا ہے وہ بھی اس سورت کی خصوصیت ہے، اور غالباً اسی کی وجہ سے اس کو تہائی قرآن کے برابر فرمایا گیا ہے۔ اور "قل یا ایھا الکفرون" میں واشگاف طریقہ پر شرک اور اہل شرک سے براءت اور بیزاری کا اعلان کر کے جس طرح خالص توحید کی تعلیم دی گئی ہے (جو دین کی جڑ بنیاد ہے) وہ اس سورت کی خصوصیت ہے، اور غالباً اسی کی وجہ سے اس سورت کو اس حدیث میں چوتھائی قرآن کے برابر کہا گیا ہے۔ واللہ اعلم

(۵۸) عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ عَنْ اَبِيْهِ اَنَّهٗ قَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ شَيْئًا اَقُوْلُهٗ اِذَا اَوَيْتُ اِلٰى فِرَاشِيْ فَقَالَ اِقْرَأْ "قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ" فَاِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ ——— رواہ الترمذی وابوداؤد والنسائی

فروہ بن نوفل اپنے والد ماجد نوفل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:۔ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ:۔ مجھے کوئی ایسی چیز پڑھنے کو بتا دیجئے، جس کو میں سوتے وقت بستر پر پڑھ لیا کروں؟ ——— آپؐ نے فرمایا: ——— "قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ" پڑھ لیا کرو، اس میں

مَرَّةٍ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيٰمَةِ يَقُوْلُ لَهُ الرَّبُّ يَا عَبْدِيْ اُدْخُلْ عَلٰى يَمِيْنِكَ الْجَنَّةَ ــــــــ

ــــــــ رواه الترمذی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جو شخص بستر پر سونے کا ارادہ کرے، پھر وہ (سونے سے پہلے) سو دفعہ سورۂ "قل ھو اللہ احد" پڑھے، تو جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ اُس سے فرمائے گا:۔ اے میرے بندے! اپنے داہنے ہاتھ پر جنت میں چلا جا۔

ــــــــ (جامع ترمذی)

(تشریح) "عَلٰى يَمِيْنِكَ" (اپنے داہنے ہاتھ پر) کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ بندہ حساب کے موقف میں جہاں ہوگا وہاں سے جنت اس کے داہنی جانب ہوگی اور اس سے فرمایا جائے گا کہ:۔ "اپنے داہنے رُخ پر چل کر جنت میں چلا جا" ــــــــ دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خود جنت کا جو داہنی جانب کا حصہ ہوگا وہ بائیں جانب کے حصہ سے افضل ہوگا، اور اُس بندے سے فرمایا جائے گا کہ:۔ ــــــــ "تو داہنی جانب والی جنت میں چلا جا" ــــــــ بلاشبہ بڑا سستا ہے یہ سودا کہ سونے سے پہلے صرف سو دفعہ قل ھو اللہ شریف پڑھنے پر یہ دولت نصیب ہو جائے ــــــــ اللہ تعالیٰ توفیق دے کوئی بڑی بات نہیں ہے اللہ کے بعض بندوں کو دیکھا ہے کہ ان کا رات کو سونے سے پہلے کا روزمرہ کا معمول اس سے بہت زیادہ ہے۔

معوذتین:ــــــــ

(۹۳) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَمْ تَرَ اٰيَاتٍ اُنْزِلَتِ اللَّيْلَةَ لَمْ يُرَ مِثْلُهُنَّ

یہ محبت تم کو جنت میں پہونچا دے گی ——— (جامع ترمذی)

(الفاظ و عبارت کے کچھ فرق کے ساتھ اسی مضمون کی ایک حدیث امام بخاریؒ نے بھی روایت کی ہے) ———

(۶۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَمِعَ رَجُلًا یَقْرَأُ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ فَقَالَ وَجَبَتْ قُلْتُ وَمَا وَجَبَتْ قَالَ الْجَنَّةُ ——— رواہ مالک والترمذی والنسائی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو "قل ھو اللہ احد" پڑھتے ہوئے سنا تو آپ نے فرمایا:۔ "اس کے لئے واجب ہوگئی"۔ میں نے عرض کیا:۔ یا رسول اللہ! کیا چیز واجب ہوگئی؟۔ آپ نے فرمایا:۔ جنت ——— (موطا امام مالک، جامع ترمذی، سنن نسائی)

(تشریح) صحابۂ کرامؓ جنھوں نے تعلیم و تربیت براہِ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کی تھی اور جو ہر عمل میں آپ کی تقلید اور پیروی کے حریص تھے، ظاہر ہے کہ جب وہ قرآنِ پاک کی اور خاص کر ان سورتوں اور آیتوں کی تلاوت کرتے ہوں گے جن میں اللہ کی توحید اور صفات کا بیان نہایت مؤثر انداز میں کیا گیا ہے تو دوسروں کو بھی صاف محسوس ہوتا ہوگا کہ یہ ان کے دل کا حال ہے اور ان کی زبان پر اللہ بول رہا ہے۔ اس حدیث میں جن صحابیؓ کے (قل ھو اللہ احد) پڑھنے کا ذکر ہے ان کا حال اس وقت یہی ہوگا اور حضورؐ کو محسوس ہوا ہوگا کہ یہ پوری ایمانی کیفیت اور ایمانی ذوق کے ساتھ "قل ھو اللہ احد" پڑھ رہے ہیں ——— ایسے شخص کے لئے جنت واجب ہونے میں کیا شبہ ہے ——— اللہ تعالیٰ اس نعمت کا کچھ حصہ ہم کم نصیبوں کو بھی نصیب فرمائے۔

(۶۲) عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ اَرَادَ اَنْ یَّنَامَ عَلٰی فِرَاشِهٖ ثُمَّ قَرَأَ مِائَةَ

لینے والے نے ان کے مثل پناہ نہیں لی (یعنی اللہ کی پناہ لینے کے لئے کوئی دُعا ایسی نہیں ہے جو اِن دونوں سورتوں کے مثل ہو، اس خصوصیت میں یہ بے مثل اور بے مثال ہیں) ـــــــــــ (سنن ابی داؤد)

(تشریح) اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب کسی مصیبت اور خطرے کا سامنا ہو تو معوذتین پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی پناہ لینی چاہئے، اس سے بہتر بلکہ اس جیسا بھی کوئی دوسرا تعوّذ نہیں ہے۔

(۶۵) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَوٰی اِلٰی فِرَاشِهٖ كُلَّ لَیْلَةٍ جَمَعَ كَفَّیْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِیْهِمَا فَقَرَأَ فِیْهِمَا قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ یَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهٖ یَبْدَأُ بِهِمَا عَلٰی رَاْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَمَا اَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهٖ یَفْعَلُ ذَالِكَ ثَلٰثَ مَّرَّاتٍ ـــــ

ـــــــــــ رواہ البخاری ومسلم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ ہر رات کو جب آرام فرمانے کے لئے اپنے بستر پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا لیتے (جس طرح دُعا کے وقت دونوں ہاتھ ملائے جاتے ہیں) پھر ہاتھوں پر پھُونکتے اور قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھتے، پھر جہاں تک ہو سکتا اپنے جسم مبارک پر اپنے دونوں ہاتھ پھیرتے، سر مبارک اور چہرۂ مبارک اور جسد اطہر کے سامنے کے حصّے سے شروع فرماتے (اس کے بعد باقی جسم پر جہاں تک آپ کے ہاتھ جا سکتے وہاں تک ہاتھ پھیرتے) یہ آپ تین ۳ دفعہ کرتے ـــــــــــ (صحیح بخاری)

(تشریح) رات کو سونے سے پہلے کا یہ مختصر معمولِ نبویؐ تو بہت آسان ہے، کم از کم اس کا اہتمام

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔

رواہ مسلم

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ کیا تمہیں معلوم نہیں آج رات جو آیتیں مجھ پر نازل ہوئی ہیں (وہ ایسی بے مثال ہیں کہ) اُن کے مثل نہ کبھی دیکھی گئیں نہ سُنی گئیں: "قل اعوذ برب الفلق" اور "قل اعوذ برب الناس"۔ (صحیح مسلم)

(تشریح) یہ دونوں سورتیں اِس لحاظ سے بے مثال ہیں کہ ان میں اوّل سے آخر تک تعوذ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی پناہ لی گئی ہے، ظاہر کے شرور سے بھی اور باطن کے شرور سے بھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان میں شرور سے حفاظت کی بے پناہ تاثیر رکھی ہے، گویا ہر قسم کے شرور سے حفاظت کے لئے یہ حصن حصین ہیں، اور دونوں اختصار کے باوجود نہایت جامع اور کافی وافی ہیں۔

(۶۴) عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ بَيْنَا اَنَا اَسِيْرُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ الْجُحْفَةِ وَالْاَبْوَاءِ اِذْ غَشِيَتْنَا رِيْحٌ وَظُلْمَةٌ شَدِيْدَةٌ فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَعَوَّذُ بِاَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَاَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ وَيَقُوْلُ يَا عُقْبَةُ تَعَوَّذْ بِهِمَا فَمَا تَعَوَّذَ مُتَعَوِّذٌ بِمِثْلِهِمَا ——— رواہ ابوداؤد

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جحفہ اور ابواء کے درمیان (یہ دونوں ذرا مشہور مقام تھے مدینہ اور مکہ کے درمیان) اچانک سخت آندھی آگئی اور سخت اندھیری چھا گئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دونوں سورتیں (معوذتین) پڑھ کر اللہ سے پناہ مانگنے لگے اور مجھ سے ارشاد فرمانے لگے:۔ عقبہ! تم بھی یہ دو سورتیں پڑھ کر اللہ کی پناہ لو کسی پناہ

میرا سینہ ٹھونکا (گویا اس جواب پر شاباش دی) اور فرمایا:۔ اے ابوالمنذر! تجھے یہ علم موافق آئے اور مبارک ہو ——— (صحیح مسلم)

(تشریح) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوال کے جواب میں اُبَیّ بن کعب نے پہلے عرض کیا کہ "اللہ ورسولہ اعلم" (اللہ اور اس کے رسول کو اس کا علم زیادہ ہے کہ کون سی آیت کتاب اللہ میں زیادہ عظمت والی ہے) یہ جواب ادب کے تقاضے کے مطابق تھا، لیکن جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ وہی سوال فرمایا تو اُبَیّ بن کعب نے اپنے علم وفہم کے مطابق جواب دیا کہ میرے خیال میں تو "اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ" یعنی آیۃ الکرسی قرآن مجید کی سب سے زیادہ عظمت والی آیت ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس جواب کی تصویب فرمائی اور شاباش دی، اور اس شاباش میں ان کا سینہ آپ نے غالباً اس لئے ٹھوکا کہ قلب (جو محلِ علم ومعرفت ہے) وہ سینہ ہی میں ہوتا ہے ——

بہرحال اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آیاتِ قرآنی میں آیۃ الکرسی سب سے زیادہ باعظمت آیت ہے، اور یہ اس لئے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی توحید وتنزیہہ اور صفاتِ کمال اور اس کی شانِ عالی کی عظمت ورفعت جس طرح بیان کی گئی ہے وہ اس میں منفرد اور بےمثال ہے۔

سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں: ———

(۶۷) عَنْ اَبِیْ فَرْوَةَ بْنِ عَبْدِ الْكِلَاعِیِّ قَالَ قَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَیُّ سُوْرَةِ الْقُرْاٰنِ اَعْظَمُ؟ قَالَ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ قَالَ فَاَیُّ اٰیَةٍ فِی الْقُرْاٰنِ اَعْظَمُ؟ قَالَ آیَةُ الْكُرْسِیِّ "اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ" قَالَ فَاَیُّ اٰیَةٍ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ تُحِبُّ اَنْ تُصِیْبَكَ وَاُمَّتَكَ؟ قَالَ خَاتِمَةُ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ فَاِنَّهَا مِنْ خَزَائِنِ رَحْمَةِ اللّٰهِ تَعَالٰی

ہم سب کو کرنا چاہئے، اس کی برکات بیان سے باہر ہیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

چند مخصوص آیات کی فضیلت اور امتیاز:

مندرجۂ بالا احادیث میں جس طرح خاص خاص سورتوں کے فضائل بیان ہوئے ہیں، اسی طرح بعض احادیث میں بعض مخصوص آیات کی فضیلت اور ان کا امتیاز بھی بیان فرمایا گیا ہے اس سلسلہ کی چند حدیثیں ذیل میں پڑھی جائیں۔

آیۃ الکرسی:

(۹۶) عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِیْ اَیُّ اٰیَۃٍ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی مَعَکَ اَعْظَمُ؟ قُلْتُ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ قَالَ یَا اَبَا الْمُنْذِرِ اَتَدْرِیْ اَیُّ اٰیَۃٍ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی مَعَکَ اَعْظَمُ؟ قُلْتُ "اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ" قَالَ فَضَرَبَ فِیْ صَدْرِیْ وَقَالَ لِیَھْنِکَ الْعِلْمُ یَا اَبَا الْمُنْذِرِ۔

رواہ مسلم

حضرت اُبَی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کی کنیت ابو المنذر سے مخاطب کرتے ہوئے) ان سے فرمایا:۔ اے ابو المنذر! تم جانتے ہو کہ کتاب اللہ کی کون سی آیت تمہارے پاس سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟۔ میں نے عرض کیا کہ:۔ اللہ اور اس کے رسول کو زیادہ علم ہے۔ آپ نے (مکرر) فرمایا:۔ اے ابو المنذر! تم جانتے ہو کہ کتاب اللہ کی کون سی آیت تمہارے پاس سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟ میں نے عرض کیا: "اَللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ"۔ تو آپ

وَاِلَیْكَ الْمَصِیْرُ" میں ان کوتاہیوں کی معافی اور مغفرت کی استدعا ہے جو ایمان اور عہدِ اطاعت کے بعد بھی ہم بندوں سے سرزد ہوتی ہیں۔ اس کے بعد "لَا یُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا" میں کمزور بندوں کو تسلی دی گئی ہے اور اطمینان دلایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی ایسا بوجھ بندوں پر نہیں ڈالا جاتا اور کسی ایسی چیز کا مطالبہ نہیں کیا جاتا جو اُن کی حدِ استطاعت سے باہر ہو۔ اس کے بعد "رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا" سے آخر سورت تک نہایت جامع دُعا کی تلقین فرمائی گئی ہے ——— بلاشبہ یہ آیتیں بجائے خود رحمتِ الٰہی کا خزانہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قدر شناسی اور ان سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

(۶۸) عَنْ جُبَیْرِ بْنِ نُفَیْرٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ خَتَمَ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ بِاٰیَتَیْنِ اُعْطِیْتُهُمَا مِنْ كَنْزِهِ الَّذِیْ تَحْتَ الْعَرْشِ فَتَعَلَّمُوْهُنَّ وَعَلِّمُوْهُنَّ نِسَاءَكُمْ فَاِنَّهَا صَلٰوةٌ وَقُرْبَانٌ وَدُعَاءٌ۔

——— رواہ الدارمی مرسلاً

جبیر بن نفیر تابعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔ اللہ تعالیٰ نے سورۂ بقرہ کو ایسی دو آیتوں پر ختم فرمایا ہے جو اُس نے اپنے اُس خاص خزانے سے مجھے عطا فرمائی ہیں جو اُس کے عرشِ عظیم کے تحت ہے۔ تم لوگ ان کو سیکھو اور اپنی خواتین کو سکھاؤ، کیونکہ یہ آیتیں سراپا رحمت ہیں، اور اللہ تعالیٰ کے تقرب کا خاص وسیلہ ہیں، اور ان میں بڑی جامع دُعا ہے۔

——— مسند دارمی۔

(فائدہ) واضح رہے کہ جبیر بن نفیر جنھوں نے یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے تابعی ہیں انھوں نے اُن صحابی کا ذکر نہیں کیا جن سے ان کو یہ حدیث پہونچی،

مِنْ تَحْتِ عَرْشِهٖ اَعْطَاهَا هٰذِهِ الْاُمَّةَ لَمْ تَتْرُكْ خَيْرًا مِنْ خَيْرِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اِلَّا اشْتَمَلَتْ عَلَيْهِ۔

رواہ الدارمی

یفع بن عبدالکلاعی سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا:۔ یا رسول اللہ! قرآن کی کون سی سورت سب سے زیادہ عظمت والی ہے؟۔ آپ نے فرمایا: "قل ھو اللہ احد"۔ اس نے عرض کیا:۔ اور آیتوں میں قرآن کی کون سی آیت زیادہ عظمت والی ہے؟۔ آپ نے فرمایا:۔ آیۃ الکرسی "اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ"۔ اس نے عرض کیا:۔ اور قرآن کی کون سی آیت ہے جس کے بارے میں آپ کی خاص طور سے خواہش ہے کہ اس کا فائدہ اور اس کی برکات آپ کو اور آپ کی امت کو پہونچیں؟۔ آپ نے فرمایا:۔ سورۂ بقرہ کی آخری آیتیں ("اٰمَنَ الرَّسُوْلُ" سے ختم سورہ تک)۔ پھر آپ نے فرمایا:۔ یہ آیتیں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے اُن خاص الخاص خزانوں میں سے ہیں جو اس کے عرشِ عظیم کے تحت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیاتِ رحمت اِس امت کو عطا فرمائی ہیں، یہ دنیا اور آخرت کی ہر بھلائی اور ہر خیر کو اپنے اندر لئے ہوئے ہیں۔

(مسند دارمی)

تشریح قل ھو اللہ احد اور آیۃ الکرسی کی عظمت اور امتیاز کے بارے میں اوپر عرض کیا جا چکا ہے۔ سورۂ بقرہ کی آخری آیات کے متعلق جیسا کہ اس حدیث میں فرمایا گیا ہے بلاشبہ یہ آیتیں اللہ تعالیٰ کے خاص الخاص خزائن رحمت میں سے ہیں۔ شروع میں "اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ" سے "لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ" تک ایمان کی تلقین فرمائی گئی ہے، اُس کے بعد "سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا" میں اسلام اور اطاعت و فرمانبرداری کا عہد لیا گیا ہے، اُس کے بعد "غُفْرَانَكَ رَبَّنَا

پڑھتے تھے۔

آل عمران کا یہ آخری رکوع بھی سورۂ بقرہ کے آخری رکوع کی طرح نہایت جامع دعا پر مشتمل ہے، اور غالباً اس رکوع کی خاص فضیلت کا راز ان دعائیہ آیات ہی میں مضمر ہے۔ کائنات کی تخلیق میں تفکر کرنے والے اور ہر حال میں اللہ کو یاد کرنے والے بندوں کی زبان سے یہ جامع دعا اس رکوع میں اس طرح ذکر کی گئی ہے:——

رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا	اے ہمارے پروردگار! تو نے یہ کارخانۂ ہستی
سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ	بے مقصد نہیں پیدا کیا، تو اس بات سے
رَبَّنَا إِنَّكَ مَنْ تُدْخِلِ النَّارَ	پاک اور مقدس ہے کہ کوئی عبث کام کرے
فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ وَمَا	(یقیناً اس دنیوی زندگی کے بعد جزا و سزا
لِلظَّالِمِينَ مِنْ أَنْصَارٍ ۝	برحق ہے) سو تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے
رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا	بچا۔ اے ہمارے رب! جس کو تو نے دوزخ
مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ	میں ڈالا بے شک اس کو تو نے رسوا کر دیا
أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ	اور ایسے ظالموں کا کوئی بھی حمایتی اور مددگار
فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا	نہیں ہوگا۔ اے ہمارے رب! ہم نے
ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا	ایک داعی اور منادی کو سنا کہ وہ ایمان
سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا	کی دعوت دیتا ہے اور کہتا ہے کہ لوگو!
مَعَ الْأَبْرَارِ ۝ رَبَّنَا	اپنے رب پر ایمان لاؤ۔ تو ہم ایمان لے آئے۔
وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا	اے ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو بخش دے
عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا	ہماری برائیوں کو ہم سے دور کر دے، اور
تُخْزِنَا	ہمیں اپنے وفادار اور نیکوکار بندوں کے ساتھ
يَوْمَ الْقِيَامَةِ	دنیا سے اٹھا، اور اے ہمارے رب! ہمیں

اس لئے یہ حدیث مرسل ہے۔ اسی طرح پہلی حدیث بھی مرسل ہے، کیونکہ اس کے راوی ابو نضر بن عبد کلاعی بھی تابعی ہیں، انھوں نے بھی کسی صحابی کا حوالہ دیئے بغیر اس کو روایت کیا ہے۔

(۶۹) عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَلْاٰیَتَانِ مِنْ اٰخِرِ سُوْرَۃِ الْبَقَرَۃِ مَنْ قَرَأَ بِھِمَا فِیْ لَیْلَۃٍ کَفَتَاہُ ——— رواہ البخاری ومسلم

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔ سورۂ بقرہ کے آخر کی دو آیتیں جو کوئی کسی رات میں ان کو پڑھے گا وہ اس کیلئے کافی ہوں گی ——— (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) حدیث کا مطلب بظاہر یہ ہے کہ جو شخص رات کو بقرہ کی یہ آخری آیتیں پڑھ لے گا وہ انشاء اللہ ہر شر سے محفوظ رہے گا۔ دوسرا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی شخص تہجد میں صرف یہی آیتیں پڑھ لے تو اس کے لئے اتنا ہی کافی ہوگا۔ واللہ اعلم۔

آل عمران کی آخری آیات:

(۷۰) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ مَنْ قَرَأَ اٰخِرَ اٰلِ عِمْرَانَ فِیْ لَیْلَۃٍ کُتِبَ لَہٗ قِیَامُ لَیْلَۃٍ ——— رواہ الدارمی

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا کہ:۔ جو شخص کسی رات کو آل عمران کی آخری آیات پڑھے گا اس کے لئے پوری رات کی نماز کا ثواب لکھا جائے گا ——— (مسند دارمی)

(تشریح) "آخر آل عمران" سے مراد "اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ" سے ختم سورت تک کی آیات ہیں۔ صحیح روایات میں وارد ہوا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جب تہجد کے لئے اٹھتے تو سب سے پہلے (وضو کرنے سے بھی پہلے) یہی آیات

میں ہمارا بھی حصہ ہو ـــــ بلاشبہ ہم بڑے محروم ہیں اگر اتنا بھی نہ کر سکیں۔

یہاں تک جو ستر حدیثیں درج ہوئیں وہ "ذکر اللہ" اور "تلاوتِ قرآن مجید" سے متعلق تھیں۔
آگے وہ حدیثیں پیش کی جا رہی ہیں جن کا تعلق بابِ دُعا سے ہے، ان میں وہ بھی ہیں جن میں دُعا کی عظمت و اہمیت بیان فرمائی گئی ہے ـــــ وہ بھی ہیں جن میں دُعا سے متعلق ہدایات دی گئی ہیں ـــــ وہ بھی ہیں جن میں اللہ کے حضور میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعائیں محفوظ کر کے پیش کی گئی ہیں، جو اُمت کے لئے آپؐ کی عظیم ترین میراث ہیں ـــــ آخر میں استغفار اور درود شریف سے متعلق احادیث ہیں۔

اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔ وہ سب عطا فرما جس کا تو نے اپنے رسولوں کی زبانی اہلِ ایمان کے لئے وعدہ فرمایا ہے، اور ہمیں قیامت کے دن کی رسوائی سے بچا۔ بے شک تو اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرے گا۔

سورۂ آل عمران کے آخری رکوع کی یہ دُعا قرآن مجید کی جامع ترین دو تین دُعاؤں میں سے ہے، اور جیسا کہ عرض کیا گیا اس رکوع کی خاص فضیلت اِن دُعائیہ آیات ہی کی وجہ سے ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے جو یہ فرمایا کہ "جو شخص رات کو یہ آیتیں پڑھے اُس کیلئے پوری رات کے نوافل کا ثواب لکھا جائے گا" — ظاہر ہے کہ یہ بات انھوں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی سے سُنی ہوگی۔ حضورؐ سے سُنے بغیر کوئی صحابیؓ اپنی طرف سے ایسی بات نہیں کہہ سکتے، اِس لئے حضرت عثمانؓ کا یہ ارشاد حدیثِ مرفوع ہی کے حکم میں ہے۔

(فائدہ) اُمّتِ مسلمہ مرحومہ پر اللہ تعالیٰ کی جو خاص رحمتیں ہیں اُن میں سے ایک یہ بھی ہے کہ تھوڑے عمل پر بڑے اجر و ثواب کی بہت سی صورتیں اور بہت سے طریقے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ اِس اُمّت کو بتلائے گئے ہیں، تاکہ جو لوگ اپنے خاص حالات کی وجہ سے بڑے بڑے عمل نہ کر سکیں وہ یہ چھوٹے چھوٹے عمل کر کے ہی اللہ تعالیٰ کی خاص عنایات کے مستحق ہو سکیں۔

مندرجۂ بالا حدیثیں جن میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص خاص سورتوں اور مخصوص آیتوں کے فضائل بیان فرمائے ہیں، یہ اسی سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔ ان کا مقصد یہی ہے کہ بہت سے بندے جو اپنے خاص حالات کی وجہ سے قرآن مجید کی بہت زیادہ تلاوت نہیں کر سکتے وہ اِن مخصوص سورتوں اور آیتوں کی تلاوت کے ذریعہ بڑے اجر و ثواب اور اللہ تعالیٰ کی خاص عنایات کے قابل ہو جائیں۔ اِس لئے اِن حدیثوں کا حق ہے کہ ان پر یقین کر کے ان سورتوں اور آیات کی تلاوت کا ہم خاص طور سے اہتمام کریں، تاکہ اللہ تعالیٰ کے خاص الطاف و عنایات

چونکہ کمالِ عبدیت میں سب سے فائق ہیں اس لئے آپ افضلِ مخلوقات اور اشرفِ کائنات ہیں، اور اسی وجہ سے قرآن مجید میں جہاں جہاں آپ کے بلند ترین خصائص و کمالات اور اللہ تعالیٰ کے آپ پر خاص الخاص انعامات کا ذکر کیا گیا ہے وہاں معزز ترین لقب کے طور پر آپ کو عبد ہی کے عنوان سے یاد کیا گیا ہے ـــــ معراج کا ذکر کرتے ہوئے سورۂ اسراء میں فرمایا گیا ہے: "سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ" ـــــ پھر اسی سفرِ معراج کی آخری منزلوں کا ذکر کرتے ہوئے سورۂ النجم میں فرمایا گیا: "فَاَوْحٰٓی اِلٰی عَبْدِہٖ مَآ اَوْحٰی"۔ اور سب سے بڑی نعمت و دولت قرآنِ حکیم کی تنزیل کا ذکر کرتے ہوئے سورۂ فرقان میں ارشاد فرمایا گیا: "تَبٰرَكَ الَّذِیْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰی عَبْدِہٖ" ـــــ اور سورۂ کہف میں فرمایا گیا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْٓ اَنْزَلَ عَلٰی عَبْدِہِ الْكِتٰبَ"۔

حاصلِ کلام یہ ہے کہ بندوں کے مقامات میں سب سے بلند عبدیت کا مقام ہے اور سیدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام کے امام یعنی اس وصفِ خاص میں سب پر فائق ہیں۔ اور دُعا چونکہ عبدیت کا جوہر اور خاص مظہر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے وقت (بشرطیکہ حقیقی دُعا ہو) بندہ کا ظاہر و باطن عبدیت میں ڈوبا ہوتا ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال و اوصاف میں غالب ترین وصف اور حال دُعا کا ہے، اور اُمت کو آپ کے ذریعہ روحانی دولتوں کے جو عظیم خزانے ملے ہیں اُن میں سب سے بیش قیمت خزانہ اُن دُعاؤں کا ہے جو مختلف اوقات میں اللہ تعالیٰ سے خود آپ نے کیں یا اُمت کو ان کی تلقین فرمائی۔

ان میں سے کچھ دُعائیں ہیں جن کا تعلق خاص حالات یا اوقات اور مخصوص مقاصد حاجات سے ہے، اور زیادہ تر وہ ہیں جن کی نوعیت عمومی ہے۔ ان دُعاؤں کی قدر و قیمت اور افادیت کا ایک عام عملی پہلو تو یہ ہے کہ ان سے دُعا کرنے اور اللہ سے اپنی حاجتیں مانگنے کا سلیقہ اور طریقہ معلوم ہوتا ہے، اور اس باب میں وہ رہنمائی ملتی ہے جو کہیں سے نہیں مل سکتی، اور ایک دوسرا خاص علمی اور عرفانی پہلو یہ ہے کہ ان سے پتہ چلتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

دُعا

اللہ تعالیٰ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جن کمالات و امتیازات سے نوازا اُن میں سب سے بڑا امتیاز و کمال **عبدیتِ کاملہ** کا مقام ہے۔

عبدیت کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ کے حضور میں انتہائی تذلّل، بندگی و سر افگندگی عاجزی و لاچاری اور محتاجی و مسکینی کا پورا پورا اظہار، اور یہ یقین کرتے ہوئے کہ سب کچھ اُسی کے قبضہ و اختیار میں ہے، اس کے در کی فقیری و گدائی ——— اس سب کے مجموعہ کا عنوان **مقامِ عبدیت** ہے، جو تمام مقامات میں اعلیٰ و بالا ہے اور بلاشبہ سیّدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس صفت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں کامل ترین اور سب پر فائق ہیں، اور اسی لئے افضلِ مخلوقات اور اشرفِ کائنات ہیں ——— قاعدہ ہے کہ ہر چیز اپنے مقصد کے لحاظ سے کامل یا ناقص سمجھی جاتی ہے۔ مثلاً گھوڑا جس مقصد کے لئے پیدا کیا گیا ہے یعنی سواری اور تیز رفتاری، اس کو بڑھیا یا گھٹیا اسی مقصد کے پیمانے سے سمجھا جائے گا۔ اسی طرح گائے یا بھینس کا جو مقصد ہے یعنی دودھ کا حاصل ہونا اس کی قدر و قیمت دودھ کی کمی یا زیادتی ہی کے حساب سے لگائی جائے گی، وقس علیٰ ہٰذا ———

انسان کی تخلیق کا مقصد اس کے پیدا کرنے والے نے عبدیت اور عبادت بتایا ہے:۔ "وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ" اس لئے سب سے افضل و اشرف انسان وہی ہوگا جو اس مقصد میں سب سے اکمل و فائق ہو۔ پس سیّدنا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ۝

——— رواہ احمد والترمذی وابوداؤد والنسائی وابن ماجہ

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "دعا عین عبادت ہے"۔ اس کے بعد آپ نے سند کے طور پر یہ آیت پڑھی:۔ "وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي الخ" (تمہارے رب کا فرمان ہے کہ مجھ سے دعا کرو اور مانگو، میں قبول کروں گا اور تم کو دوں گا، جو لوگ میری عبادت سے متکبرانہ روگردانی کریں گے اُن کو ذلیل و خوار ہو کر جہنم میں جانا ہوگا)۔

——— (مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ)

(تشریح) اصل حدیث صرف اتنی ہے کہ آپ نے فرمایا: "دعا عین عبادت ہے"۔ غالباً حضورؐ کے اس ارشاد کا منشا یہ ہے کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ بندے جس طرح اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کے لئے دوسری محنتیں اور کوششیں کرتے ہیں اُسی طرح کی ایک کوشش دعا بھی ہے، جو اگر قبول ہوگئی تو بندہ کامیاب ہوگیا اور اس کو کوشش کا پھل مل گیا، اور اگر قبول نہ ہوئی تو وہ کوشش بھی رائیگاں گئی۔ بلکہ دعا کی ایک مخصوص نوعیت ہے اور وہ یہ کہ وہ حصولِ مقصد کا وسیلہ ہونے کے علاوہ بذاتِ خود عبادت ہے، اور عینِ عبادت ہے اور اس پہلو سے وہ بندے کا ایک مقدس عمل ہے جس کا پھل اس کو آخرت میں ضرور ملے گا۔

جو آیت آپ نے سند کے طور پر تلاوت فرمائی اُس سے یہ بات صراحۃً معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک دعا عین عبادت ہے ——— آگے درج ہونے والی دوسری حدیث میں دعا کو عبادت کا مغز اور جوہر فرمایا گیا ہے۔

(۲۷) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ ——— رواہ الترمذی

کی رُوحِ پاک کو اللہ تعالیٰ سے کتنی گہری اور ہمہ وقتی وابستگی تھی اور آپ کے قلب پر اس کا جلال و جمال کس قدر چھایا ہوا تھا، اور اپنی اور ساری کائنات کی بے بسی و لاچاری اور اس مالک الملک کی قدرتِ کاملہ اور ہمہ گیر رحمت و ربوبیت پر آپ کو کس درجہ یقین تھا کہ گویا یہ آپ کے لئے غیب نہیں شہود تھا ــــــ حدیث کے ذخیرے میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو سیکڑوں دُعائیں محفوظ ہیں اُن میں اگر تفکر کیا جائے تو کھلے طور پر محسوس ہوگا کہ ان میں سے ہر دُعا معرفتِ الٰہی کا شاہکار اور آپ کے کمالِ رُوحانی و خدا آشنائی اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ آپ کے صدقِ تعلق کا مستقل برہان ہے، اور اس لحاظ سے ہر ماثور دُعا بجائے خود آپ کا ایک روشن معجزہ ہے۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم۔

اِس عاجز راقم سطور کا دستور ہے کہ جب کبھی پڑھے لکھے اور سمجھ دار غیر مسلموں کے سامنے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعارف کرانے کا موقع ملتا ہے تو آپ کی کچھ دُعائیں ان کو ضرور سُناتا ہوں۔ قریب قریب سَو فی صدی تجربہ ہے کہ وہ ہر چیز سے زیادہ آپ کی دُعاؤں سے متاثر ہوتے ہیں اور آپ کے کمالِ خدارسی و خداشناسی میں ان کو شبہ نہیں رہتا۔

اِس تمہید کے بعد پہلے چند وہ حدیثیں پڑھئے جن میں رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس کی برکتیں بیان فرمائی ہیں، یا دُعا کے آداب بتائے ہیں، یا اس کے بارے میں کچھ ہدایتیں دی ہیں۔ ان کے بعد ایک خاص ترتیب کے ساتھ وہ حدیثیں درج کی جائیں گی جن میں وہ دُعائیں مذکور ہیں جو مختلف موقعوں پر آپ نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں کیں، یا اُمّت کو جن کی تلقین فرمائی۔

دُعا کا مقام اور اس کی عظمت :ــــــ

(۱۷) عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ ثُمَّ قَرَأَ

دروازے کھل گئے ـــــ اور اللہ کو سوالوں اور دعاؤں میں سب سے زیادہ محبوب یہ ہے کہ بندے اُس سے عافیت کی دعا کریں یعنی کوئی دعا اللہ تعالیٰ کو اس سے زیادہ محبوب نہیں۔

ـــــ (جامع ترمذی)

(تشریح) عافیت کا مطلب ہے تمام دنیوی و اُخروی اور ظاہری و باطنی آفات اور بلیات سے سلامتی اور تحفظ۔ تو جو شخص اللہ تعالیٰ سے عافیت کی دعا مانگتا ہے وہ برملا اِس بات کا اعتراف اور اظہار کرتا ہے کہ اللہ کی حفاظت اور کرم کے بغیر وہ زندہ اور سلامت بھی نہیں رہ سکتا اور کسی چھوٹی یا بڑی مصیبت اور تکلیف سے اپنے کو نہیں بچا سکتا۔ پس ایسی دعا اپنی کامل عاجزی و بے بسی اور سراپا محتاجی کا مظاہرہ ہے اور یہی کمالِ عبدیت ہے، اِس لئے عافیت کی دعا اللہ تعالیٰ کو سب دعاؤں سے زیادہ محبوب ہے ـــــ دوسری بات حدیث میں یہ فرمائی گئی ہے کہ جس کے لئے دعا کا دروازہ کھل گیا یعنی جس کو دعا کی حقیقت نصیب ہو گئی اور اللہ سے مانگنا آ گیا اُس کے لئے رحمتِ الٰہی کے دروازے کھل گئے ـــــ دعا دراصل اُن دعائیہ الفاظ کا نام نہیں ہے جو زبان سے ادا ہوتے ہیں، ان الفاظ کو تو زیادہ سے زیادہ دعا کا لباس یا قالب کہا جا سکتا ہے۔ دعا کی حقیقت انسان کے قلب اور اُس کی رُوح کی طلب اور تڑپ ہے، اور حدیثِ پاک میں اس کیفیت کے نصیب ہونے ہی کو بابِ دعا کے کھل جانے سے تعبیر کیا گیا ہے، اور جب بندے کو وہ نصیب ہو جائے تو اس کے لئے رحمت کے دروازے کھل ہی جاتے ہیں ـــــ اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے۔

(۷۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ یَسْأَلِ اللّٰهَ یَغْضَبْ عَلَیْهِ۔

ـــــ رواہ الترمذی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جو اللہ سے نہ مانگے اس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے ـــــ (جامع ترمذی)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ دعا عبادت کا مغز اور جوہر ہے ——— (جامع ترمذی)

(تشریح) عبادت کی حقیقت ہے اللہ کے حضور میں خضوع و تذلل اور اپنی بندگی و محتاجی کا مظاہرہ، اور دعا کا جزو و کل اور اول و آخر اور ظاہر و باطن یہی ہے، اس لئے دعا بلاشبہ عبادت کا مغز اور جوہر ہے۔

(۷۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَیْسَ شَیْءٌ اَكْرَمَ عَلَى اللّٰهِ مِنَ الدُّعَاءِ۔

——— رواہ الترمذی وابن ماجۃ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔ اللہ کے یہاں کوئی چیز اور کوئی عمل دعا سے زیادہ عزیز نہیں۔

——— (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

(تشریح) جب یہ معلوم ہو چکا کہ دعا عبادت کا مغز اور جوہر ہے اور عبادت ہی انسان کی تخلیق کا اصل مقصد ہے تو یہ بات خود بخود متعین ہو گئی کہ انسانوں کے اعمال و احوال میں دعا ہی سب سے زیادہ محترم اور قیمتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت کو کھینچنے کی سب سے زیادہ طاقت اسی میں ہے۔

(۷۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فُتِحَ لَهٗ مِنْكُمْ بَابُ الدُّعَاءِ فُتِحَتْ لَهٗ اَبْوَابُ الرَّحْمَةِ وَمَا سُئِلَ اللّٰهُ شَیْئًا یَعْنِیْ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ اَنْ یُّسْاَلَ الْعَافِیَةَ ——— رواہ الترمذی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ تم میں سے جس کے لئے دعا کا دروازہ کھل گیا اس کے لئے رحمت کے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ دعا کار آمد وہ نفع مند ہوتی ہے ان حوادث میں بھی جو نازل ہو چکے ہیں اور ان میں بھی جو ابھی نازل نہیں ہوئے، پس اے خدا کے بندو دعا کا اہتمام کرو۔ (جامع ترمذی)

(اور امام احمد نے مسند میں اس حدیث کو بجائے عبداللہ بن عمر کے معاذ بن جبل سے روایت کیا ہے)

(تشریح) مطلب یہ ہے کہ جو بلا اور مصیبت ابھی نازل نہیں ہوئی، بلکہ اس کا صرف خطرہ اور اندیشہ ہے، اس سے حفاظت کے لئے بھی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہئے، انشاء اللہ نفع مند ہوگی۔ اور جو بلا یا مصیبت نازل ہو چکی ہے اس کے دفعیہ کے لئے بھی دعا کرنی چاہئے، انشاء اللہ وہ بھی نافع ہوگی، اور اللہ تعالیٰ اس کو دور فرما کر عافیت نصیب فرمائے گا۔

(۷۸) عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ رَبَّكُمْ حَيِيٌّ كَرِيْمٌ يَسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدِهٖ إِذَا رَفَعَ يَدَيْهِ أَنْ يَرُدَّهُمَا صِفْرًا ـــــــــــ رواه الترمذی وابوداؤد

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔ تمہارے پروردگار میں بدرجۂ غایت حیا اور کرم کی صفت ہے، جب بندہ اس کے آگے مانگنے کے لئے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اس کو شرم آتی ہے کہ ان کو خالی واپس کرے (کچھ نہ کچھ عطا فرمانے کا فیصلہ ضرور فرماتا ہے)۔

ـــــــــــ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

(۷۹) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يُنْجِيْكُمْ مِنْ عَدُوِّكُمْ وَيَدُرُّ لَكُمْ أَرْزَاقَكُمْ تَدْعُوْنَ اللّٰهَ فِيْ لَيْلِكُمْ وَنَهَارِكُمْ فَإِنَّ الدُّعَاءَ سِلَاحُ الْمُؤْمِنِ ـــــــــــ رواه ابویعلی فی مسنده

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

(تشریح) دُنیا میں کوئی نہیں ہے جو سوال نہ کرنے سے ناراض ہوتا ہو، ماں باپ تک کا یہ حال ہوتا ہے کہ اگر بچہ ہر وقت مانگے اور سوال کرے تو وہ بھی چڑھ جاتے ہیں لیکن رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ ایسا رحیم و کریم اور بندوں پر اتنا مہربان ہے کہ جو بندہ اس سے نہ مانگے وہ اس سے ناراض ہوتا ہے اور مانگنے پر اُسے پیار آتا ہے ــــ اوپر حدیث گزر چکی ہے کہ اللہ کی نگاہ میں بندہ کا سب سے عزیز اور قیمتی عمل دُعا اور سوال ہے ــــ لك الحمد یا ربّ العالمین وَیَا اَرْحَمَ الرّاحِمِیْن!

(۷۶) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّسْأَلَ وَاَفْضَلُ الْعِبَادَةِ اِنْتِظَارُ الْفَرَجِ ــــــــــــ رواه الترمذی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اللہ سے اس کا فضل مانگو (یعنی دُعا کرو کہ وہ فضل و کرم فرمائے) کیونکہ اللہ کو یہ بات محبوب ہے کہ اس کے بندے اس سے دعا کریں اور مانگیں! ــــ اور فرمایا کہ:۔ (اللہ تعالیٰ کے کرم سے اُمید رکھتے ہوئے) اس بات کا انتظار کرنا کہ وہ بلا اور پریشانی کو اپنے کرم سے دُور فرمائے گا اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے (کیونکہ اس میں عاجزانہ اور سائلانہ طور پر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ ہے) ــــــــــــ (جامع ترمذی)

دُعا کی مقبولیت اور نافعیت:ــــــــــــ

(۷۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الدُّعَاءَ يَنْفَعُ مِمَّا نَزَلَ وَمِمَّا لَمْ يَنْزِلْ فَعَلَيْكُمْ عِبَادَ اللّٰهِ بِالدُّعَاءِ۔

ــــــــــــ رواه الترمذی ورواه احمد عن معاذ بن جبل

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جب اللہ سے مانگو اور دعا کرو تو اس یقین کے ساتھ کرو کہ وہ ضرور قبول کرے گا اور عطا فرمائے گا، اور جان لو اور یاد رکھو کہ اللہ اس کی دعا قبول نہیں کرتا جس کا دل (دعا کے وقت) اللہ سے غافل اور بے پرواہو ——— (جامع ترمذی)

(تشریح) مطلب یہ ہے کہ دعا کے وقت دل کو پوری طرح اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور اس کی کرم پر نگاہ رکھتے ہوئے یقین کے ساتھ قبولیت کی امید رکھنی چاہئے، تذبذب اور بے یقینی کے ساتھ جو دعا ہوگی وہ بے جان اور روح سے خالی ہوگی۔

(۸۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَعَا اَحَدُكُمْ فَلَا یَقُلْ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ اِنْ شِئْتَ اِرْحَمْنِیْ اِنْ شِئْتَ اُرْزُقْنِیْ اِنْ شِئْتَ وَلْیَعْزِمْ مَسْئَلَتَهٗ اِنَّهٗ یَفْعَلُ مَا یَشَاءُ وَلَا مُكْرِهَ لَهٗ۔

——— رواہ البخاری

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جب تم میں سے کوئی دعا کرے تو اس طرح نہ کہے کہ: "اے اللہ! تو اگر چاہے تو مجھے بخشدے، اور تو چاہے تو مجھ پر رحمت فرما، اور تو چاہے تو مجھے روزی دے" بلکہ اپنی طرف سے عزم اور قطعیت کے ساتھ اللہ کے حضور میں اپنی مانگ رکھے۔ بے شک وہ کرے گا وہی جو چاہے گا۔ کوئی ایسا نہیں جو زور ڈال کر اس سے کرا سکے۔

——— (صحیح بخاری)

(تشریح) مطلب یہ ہے کہ عاجزی اور محتاجی اور فقیری اور گدائی کا تقاضا یہی ہے کہ بندہ اپنے رب کریم سے بغیر کسی شک اور تذبذب کے اپنی حاجت مانگے، اس طرح نہ کہے کہ اے اللہ! اگر تو چاہے تو ایسا کردے، اس میں استغنا کا شائبہ ہے اور یہ مقام عبدیت اور

کیا میں تمہیں وہ عمل بتاؤں جو تمہارے دشمنوں سے تمہارا بچاؤ کرے اور تمہیں بھرپور روزی دلائے ــــــ وہ یہ ہے کہ اپنے اللہ سے دُعا کیا کرو رات میں اور دن میں، کیونکہ دُعا مومن کا خاص ہتھیار یعنی اس کی خاص طاقت ہے ــــــ (مسند ابو یعلی موصلی)

(تشریح) دُعا در اصل وہی ہے جو دل کی گہرائی سے اور اس یقین کی بنیاد پر ہو کہ زمین و آسمان کے سارے خزانے صرف اللہ تعالیٰ کے قبضہ و اختیار میں ہیں، اور وہ اپنے در کے سائلوں، مانگنے والوں کو عطا فرماتا ہے، اور مجھے جب ہی ملے گا جب وہ عطا فرمائے گا، اس کے در کے سوا میں کہیں سے نہیں پا سکتا۔ اِس یقین اور اپنی سخت محتاجی اور کامل بے بسی کے احساس سے بندے کے دل میں جو خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے جس کو قرآن مجید میں "اضطرار" سے تعبیر کیا گیا ہے وہ دُعا کی رُوح ہے، اور یہ واقعہ ہے کہ کوئی بندہ جب اس اندرونی کیفیت کے ساتھ کسی دشمن کے حملہ سے یا کسی دوسری بلا اور آفت سے بچاؤ کے لئے یا وسعتِ رزق یا اس قسم کی کسی دوسری عام و خاص حاجت کے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے تو اُس کریم کا عام دستور ہے کہ وہ دُعا قبول فرماتا ہے، اِس لئے بلاشبہ دُعا اُن بندوں کا بہت بڑا ہتھیار اور میگزین ہے جن کو ایمان و یقین کی دولت اور دُعا کی رُوح و حقیقت نصیب ہو۔

دُعا سے متعلق ہدایات :ــــــ

رسُول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے دُعا کے بارے میں کچھ ہدایات بھی دی ہیں، ضروری ہے کہ دُعا کرنے والے بندے اُن کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھیں۔

(۸۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اُدْعُوا اللّٰهَ وَاَنْتُمْ مُوْقِنُوْنَ بِالْاِجَابَةِ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ لَا یَسْتَجِیْبُ دُعَاءً مِنْ قَلْبٍ غَافِلٍ لَاهٍ۔

ــــــ رواہ الترمذی

دُعا میں عجلت طلبی کی ممانعت :—

دُعا بندے کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں معروضہ کی پیشی ہے، اور وہ مالکِ کُل اور قادرِ مطلق ہے، چاہے تو اسی لمحہ دُعا کرنے والے بندے کو وہ عطا فرمادے جو وہ مانگ رہا ہے لیکن اس کی حکمت کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ وہ ظلوم وجہول بندے کی خواہش کی ایسی پابندی کرے۔ بلکہ بسا اوقات خود اُس بندے کی مصلحت اِسی میں ہوتی ہے کہ اس کی مانگ جلد پوری نہ ہو۔ لیکن انسان کے خمیر میں جو جلد بازی ہے اُس کی وجہ سے وہ چاہتا ہے کہ جو میں مانگ رہا ہوں وہ مجھے فوراً مل جائے، اور جب ایسا نہیں ہوتا تو وہ مایوس ہو کر دُعا کرنا بھی چھوڑ دیتا ہے۔ یہ انسان کی وہ غلطی ہے جس کی وجہ سے وہ قبولیتِ دُعا کا مستحق نہیں رہتا، اور گویا اُس کی یہ جلد بازی ہی اُس کی محرومی کا باعث بن جاتی ہے۔

(۸۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسْتَجَابُ لِاَحَدِكُمْ مَالَمْ يُعَجِّلْ فَيَقُوْلُ قَدْ دَعَوْتُ فَلَمْ يُسْتَجَبْ لِیْ ——— رواہ البخاری ومسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔ تمہاری دُعائیں اُس وقت تک قابلِ قبول ہوتی ہیں جب تک کہ جلد بازی سے کام نہ لیا جائے۔ (جلد بازی یہ ہے) کہ بندہ کہنے لگے کہ میں نے دُعا کی تھی مگر وہ قبول ہی نہیں ہوئی ——— (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

(تشریح) مطلب یہ ہے کہ بندہ اس جلد بازی اور مایوسی کی وجہ سے قبولیت کا استحقاق کھو دیتا ہے، اس لئے چاہئے کہ بندہ ہمیشہ اس کے در کا فقیر بنا رہے اور مانگتا رہے، یقین کرے کہ ارحم الراحمین کی رحمت دیر سویر ضرور اس کی طرف متوجہ ہوگی ——— کبھی کبھی بہت سے بندوں کی دُعا جو وہ بڑے اخلاص و اضطرار سے کرتے ہیں اس لئے بھی جلدی قبول نہیں کیجاتی کہ

دُعا کے منافی ہے، نیز ایسی دُعا کبھی جاندار دُعا نہیں ہو سکتی۔ اس لئے بندے کو چاہئے کہ اپنی طرف سے اس طرح عرض کرے کہ: میرے مولا! میری یہ حاجت تو پوری کر ہی دے ——— بے شک اللہ تعالیٰ جو کچھ کرے گا وہ اپنے ارادہ اور مشیت سے کرے گا، کوئی ایسا نہیں ہے جو زور ڈال کر اس کی مشیت کے خلاف اُس سے کچھ کرا لے۔

(۸۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّسْتَجِیْبَ اللّٰهُ لَهٗ عِنْدَ الشَّدَائِدِ فَلْیُكْثِرِ الدُّعَاءَ فِی الرَّخَاءِ۔

——— رواہ الترمذی

جو کوئی یہ چاہے کہ پریشانیوں اور تنگیوں کے وقت اللہ تعالیٰ اس کی دُعا قبول فرمائے، تو اس کو چاہئے کہ عافیت اور خوش حالی کے زمانہ میں دُعا زیادہ کیا کرے۔

——— (جامع ترمذی)

(تشریح) یہ تجربہ اور واقعہ ہے کہ جو لوگ صرف پریشانی اور مصیبت کے وقت ہی خدا کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اُسی وقت اُن کے ہاتھ دُعا کے لئے اُٹھتے ہیں، اُن کا رابطہ اللہ کے ساتھ بہت ضعیف ہوتا ہے، اور خدا کی رحمت پر اُن کو وہ اعتماد نہیں ہوتا جس سے دُعا میں رُوح اور جان پیدا ہوتی ہے۔ اس کے برعکس جو بندے ہر حال میں اللہ سے مانگنے کے عادی ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کا رابطہ قوی ہوتا ہے اور اللہ کے کرم اور اس کی رحمت پر اُن کو بہت زیادہ اعتماد اور بھروسہ ہوتا ہے، اس لئے ان کی دُعا قدرتی طور پر جاندار ہوتی ہے ——— رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں یہی ہدایت دی ہے کہ بندوں کو چاہئے کہ عافیت اور خوش حالی کے دنوں میں بھی وہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ سے زیادہ دُعا کیا کریں اور مانگا کریں، اس سے ان کو وہ مقام حاصل ہوگا کہ پریشانیوں اور تنگیوں کے پیش آنے پر جب وہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کریں گے تو ان کی دُعا خاص طور سے قبول ہوگی۔

———

ایسی حالت میں جاتا ہے کہ اس کے بال پراگندہ ہیں اور جسم اور کپڑوں پر گرد و غبار ہے، اور آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کے دُعا کرتا ہے: "اے میرے رب! اے میرے پروردگار!" اور حالت یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے، اس کا پینا حرام ہے، اس کا لباس بھی حرام ہے، اور حرام غذا سے اس کا نشوونما ہوا ہے، تو اس آدمی کی دُعا کیسے قبول ہوگی۔

(صحیح مسلم) ——————

(تشریح) آج بہت سے دُعا کرنے والوں کے دلوں میں یہ سوال اُٹھتا ہے کہ جب دُعا اور اس کی قبولیت برحق ہے اور دُعا کرنے والوں کے لئے اللہ کا وعدہ ہے: "اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ" (تم دُعا کرو میں قبول کروں گا) تو پھر ہماری دُعائیں کیوں قبول نہیں ہوتیں؟ —————— اِس حدیث میں اس کا پورا جواب ہے۔ آج دعا کرنے والوں میں کتنے ہیں جن کو اطمینان ہو کہ وہ جو کھا رہے ہیں جو پی رہے ہیں جو پہن رہے ہیں وہ سب حلال اور طیّب ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے حال پر رحم فرمائے۔

وہ دُعائیں جن کی ممانعت ہے: ——————

انسان بے صبرا اور جلد گھبرا جانے والا ہے، اور اس کا علم بھی بہت محدود اور ناقص ہے اس لئے بعض اوقات وہ اللہ تعالیٰ سے ایسی دُعائیں بھی کرنے لگتا ہے جو اگر قبول ہو جائیں تو اس میں خود اُسی کا خسارہ ہو —— رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی دُعاؤں سے منع فرمایا ہے۔

(۸۵) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْعُوْا عَلٰى اَنْفُسِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَوْلَادِكُمْ وَلَا تَدْعُوْا عَلٰى اَمْوَالِكُمْ لَا تُوَافِقُوْا مِنَ اللّٰهِ سَاعَةً يُسْاَلُ فِيْهَا عَطَاءٌ فَيَسْتَجِيْبَ لَكُمْ —————— رواہ مسلم

اس دُعا کا تسلسل ان کے لئے ترقی اور تقرب الی اللہ کا خاص ذریعہ ہوتا ہے، اگر ان کی خشاد کے مطابق ان کی دُعا جلدی قبول کرلی جائے تو اس عظیم نعمت سے وہ محروم رہ جائیں۔

حرام کھانے اور پہننے والے کی دُعا قبول نہیں:

(۸۴) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اَیُّهَا النَّاسُ اِنَّ اللّٰهَ طَیِّبٌ لَا یَقْبَلُ اِلَّا طَیِّبًا وَاِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الْمُؤْمِنِیْنَ بِمَا اَمَرَ بِهِ الْمُرْسَلِیْنَ فَقَالَ "یَا اَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبَاتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا اِنِّیْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ" وَقَالَ "یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُلُوْا مِنْ طَیِّبَاتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ" ثُمَّ ذَكَرَ الرَّجُلَ یُطِیْلُ السَّفَرَ اَشْعَثَ اَغْبَرَ یَمُدُّ یَدَیْهِ اِلَى السَّمَاءِ یَا رَبِّ یَا رَبِّ وَمَطْعَمُهٗ حَرَامٌ وَمَشْرَبُهٗ حَرَامٌ وَمَلْبَسُهٗ حَرَامٌ وَغُذِیَ بِالْحَرَامِ فَاَنّٰى یُسْتَجَابُ لِذٰلِكَ۔

رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ لوگو اللہ تعالیٰ پاک ہے وہ صرف پاک ہی کو قبول کرتا ہے، اور اُس نے اِس بارے میں جو حکم اپنے پیغمبروں کو دیا ہے وہی اپنے سب مومن بندوں کو دیا ہے پیغمبروں کے لئے اُس کا ارشاد ہے، "اے رسولو! تم کھاؤ پاک اور حلال غذا، اور عمل کرو صالح، میں خوب جانتا ہوں تمہارے اعمال" اور اہل ایمان کو مخاطب کرکے اس نے فرمایا ہے کہ:۔ "اے ایمان والو! تم ہمارے رزق میں سے حلال اور طیب کھاؤ (اور حرام سے بچو)"۔ اس کے بعد حضورؐ نے ذکر فرمایا ایک ایسے آدمی کا، جو طویل سفر کرکے (کسی مقدس مقام پر)

فرمایا کہ: تم لوگ موت کی دعا اور تمنا نہ کرو، اگر کوئی آدمی ایسی دعا کے لئے مضطر ہی ہو (اور کسی وجہ سے زندگی اس کے لئے دوبھر ہو) تو اللہ کے حضور میں یوں عرض کرے: "اے اللہ! جب تک میرے لئے زندگی بہتر ہے مجھے زندہ رکھ، اور جب میرے لئے موت بہتر ہو تو دنیا سے مجھے اٹھالے!" ——— (سنن نسائی)

(تشریح) ان حدیثوں میں دراصل موت کی اس دعا اور تمنا سے ممانعت فرمائی گئی ہے جو کسی تکلیف اور پریشانی سے تنگ آکر زبان پر آجاتی ہے۔ بعض حدیثوں کے الفاظ میں اس کی صراحت بھی ہے۔ چنانچہ صحیحین میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:- "لَا يَتَمَنَّيَنَّ أَحَدُكُمُ الْمَوْتَ لِضُرٍّ نَزَلَ بِهِ" الحدیث (تم میں سے کوئی کسی پیش آجانے والی تکلیف کی وجہ سے موت کی تمنا نہ کرے)۔

اس صورت میں موت کی تمنا اور دعا سے ممانعت کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ یہ صبر کی صفت کے خلاف ہے، اور دوسری اس سے بھی اہم وجہ یہ ہے کہ آدمی جب تک زندہ ہے اس کے لئے توبہ و استغفار کے ذریعہ اپنے کو پاک صاف کرنے کا اور حسنات و طاعات کے ذریعہ اپنے ذخیرۂ آخرت میں اضافہ اور اللہ تعالیٰ کا مزید تقرب حاصل کرنے کا راستہ کھلا ہوا ہے۔ پس موت کی دعا اس کھلے دروازے کو بند کرنے کی دعا ہے، اور ظاہر ہے کہ اس میں بندہ کے لئے خسارہ ہی خسارہ ہے ——— البتہ اللہ کے خاص مقرب بندے جب ان کا وقتِ موعود قریب آتا ہے تو لقاءِ الٰہی کے غلبۂ شوق کی وجہ سے کبھی کبھی ان سے موت کی تمنا اور دعا کا ظہور بھی ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں حضرت یوسف علیہ السلام کی دعا: "فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ"[1]

---

[1] اے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے تو ہی میرا مولا ہے دنیا اور آخرت میں، مجھے اٹھالے اس حالت میں کہ تیرا فرمانبردار بندہ ہوں، اور مجھے ساتھ کردے اپنے اچھے نیک بندوں کے۔ ۱۲

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ تم کبھی اپنے حق میں یا اپنی اولاد اور مال و جائداد کے حق میں بددعا نہ کرو، مبادا وہ وقت دعا کی قبولیت کا ہو، اور تمہاری وہ دعا اللہ تعالیٰ قبول فرمالے (جس کے نتیجہ میں خود تم پر یا تمہاری اولاد یا مال و جائداد پر کوئی آفت آجائے)۔

(صحیح مسلم)

(۸۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا یَتَمَنّٰی اَحَدُكُمُ الْمَوْتَ وَلَا یَدْعُ بِهٖ مِنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَهٗ اِنَّهٗ اِذَا مَاتَ انْقَطَعَ عَمَلُهٗ وَاِنَّهٗ لَا یَزِیْدُ الْمُؤْمِنَ عُمُرُهٗ اِلَّا خَیْرًا ــــــــــ رواہ مسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ تم میں سے کوئی اپنی موت کی تمنا نہ کرے، نہ جلدی موت آنے کے لئے اللہ سے دعا کرے، کیونکہ جب موت آجائے گی تو عمل کا سلسلہ منقطع ہو جائے گا (اور اللہ کی رضا و رحمت حاصل کرنے والا کوئی عمل بندہ نہیں کر سکے گا، جو عمل بھی کیا جا سکتا ہے جیتے جی ہی کیا جا سکتا ہے) اور بندۂ مومن کی عمر تو اس کے لئے خیر ہی میں اضافہ اور ترقی کا وسیلہ ہے (اس لئے موت کی تمنا اور دعا کرنا بڑی غلطی ہے)۔

(صحیح مسلم)

(۸۷) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَا تَدْعُوْا بِالْمَوْتِ وَلَا تَتَمَنَّوْهُ فَمَنْ كَانَ دَاعِیًا لَا بُدَّ فَلْیَقُلِ اللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مَا كَانَتِ الْحَیٰوةُ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّنِیْ اِذَا كَانَتِ الْوَفَاةُ خَیْرًا لِّیْ ــــــــــ رواہ النسائی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ اللہ سے اس طرح ہاتھ اٹھا کے مانگا کرو کہ ہتھیلیوں کا رُخ سامنے ہو ہاتھ اُلٹے کر کے نہ مانگا کرو، اور جب دُعا کر چکو تو اُٹھے ہوئے ہاتھ چہرے پر پھیر لو۔

(سنن ابی داؤد)

(تشریح) دوسری بعض حدیثوں سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آنے والی اور نازل ہونے والی کسی بلا کو روکنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے تو ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف ہوتی تھی، اور جب دنیا یا آخرت کی کوئی خیر اور بھلائی مانگتے تھے تو سیدھے ہاتھ پھیلا کے مانگتے تھے جس طرح کسی سائل اور منگتا کو ہاتھ پسار کے اور پھیلا کے مانگنا چاہئے۔ اس کی روشنی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کا مطلب یہی ہے کہ جب اللہ سے اپنی کوئی حاجت مانگی جائے تو اس کے سامنے فقیروں کی طرح ہاتھ سیدھے پھیلا کے مانگی جائے، اور آخر میں وہ پھیلے ہوئے ہاتھ مُنہ پر پھیر لئے جائیں اس تصور کے ساتھ کہ یہ پھیلے ہوئے ہاتھ خالی نہیں رہے ہیں، ربِّ کریم کی رحمت و برکت کا کوئی حصہ ان کو ضرور ملا ہے۔

(۹۰) عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ عَنْ أَبِيْهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا دَعَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ مَسَحَ وَجْهَهُ بِيَدَيْهِ۔

رواہ ابوداؤد والبیہقی

سائب بن یزید تابعی اپنے والد یزید بن سعید بن ثمامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب آپ ہاتھ اٹھا کے دُعا مانگتے تو آخر میں اپنے ہاتھ چہرۂ مبارک پر پھیر لیتے تھے۔

(سنن ابی داؤد۔ دعوات کبیر للبیہقی)

(تشریح) دعا میں ہاتھ اٹھانا اور آخر میں ہاتھ مُنہ پر پھیرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

اور آخری وقت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا: "اَللّٰھُمَّ الرَّفِیْقَ الْاَعْلٰی" (اے اللہ! میں رفیقِ اعلیٰ کا طالب و سائل ہوں) اسی قبیل سے ہیں۔ واللہ اعلم۔

دعا کے چند آداب:

(دوسرے سے پہلے اپنے لئے دعا)

دعا کا ایک ادب یہ ہے کہ جب کسی دوسرے کیلئے دعا کرنی ہو تو پہلے اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے مانگے اس کے بعد دوسرے کے لئے۔ اگر صرف دوسرے کے لئے مانگے گا تو اسکی حیثیت محتاج سائل کی نہ ہوگی، بلکہ صرف "سفارشی" کی سی ہوگی، اور یہ بات دربارِ الٰہی کے کسی منگتا کے لئے مناسب نہیں ہے، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی دستور تھا کہ جب آپ کسی دوسرے کے لئے دعا فرمانا چاہتے تو پہلے اپنے لئے مانگتے۔ عبدیتِ کاملہ کا تقاضہ یہی تھا۔

(۸۸) عَنْ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَکَرَ اَحَدًا اَوْ دَعَا لَہٗ بَدَاَ بِنَفْسِہٖ۔

رواہ الترمذی

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کو یاد فرماتے اور اس کے لئے دعا کرنا چاہتے تو پہلے اپنے لئے مانگتے، پھر اُس شخص کے لئے دعا فرماتے (جامع ترمذی)

ہاتھ اُٹھا کے دعا کرنا:

(۸۹) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَلُوا اللّٰہَ بِبُطُوْنِ اَکُفِّکُمْ وَلَا تَسْاَلُوْہُ بِظُھُوْرِھَا فَاِذَا فَرَغْتُمْ فَامْسَحُوْا بِھَا وُجُوْھَکُمْ

رواہ ابوداؤد

دُعا کے آخر میں "آمین":

(۹۲) عَنْ اَبِیْ زُھَیْرٍ النُّمَیْرِیِّ قَالَ خَرَجْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَیْلَۃً فَاَتَیْنَا عَلٰی رَجُلٍ قَدْ اَلَحَّ فِی الْمَسْئَلَۃِ فَوَقَفَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَسْتَمِعُ مِنْہُ فَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْجَبَ اِنْ خَتَمَ فَقَالَ رَجُلٌ مِنَ الْقَوْمِ بِاَیِّ شَیْءٍ یَخْتِمُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ قَالَ بِاٰمِیْنَ، فَاِنَّہٗ اِنْ خَتَمَ بِاٰمِیْنَ فَقَدْ اَوْجَبَ۔

رواہ ابوداؤد

ابوزُھیر نُمیری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک رات میں ہم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے۔ ہمارا گزر اللہ کے ایک بندے پر ہوا جو بڑے الحاح سے اللہ سے مانگ رہا تھا۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر اس کی دعا اور اللہ کے حضور میں اس کا مانگنا، گڑگڑانا سننے لگے۔ پھر آپ نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ اگر اس نے دُعا کا خاتمہ صحیح کیا اور مُہر ٹھیک لگائی، تو جو اس نے مانگا ہے اس کا اس نے فیصلہ کرالیا۔ ہم میں سے ایک نے پوچھا کہ: حضورؐ! صحیح خاتمہ کا اور مُہر ٹھیک لگانے کا طریقہ کیا ہے؟۔ آپ نے فرمایا: آخر میں "آمین" کہہ کے دُعا ختم کرے، تو اگر اس نے ایسا کیا تو بس اللہ سے طے کرالیا۔

(رواہ ابوداؤد)

(تشریح) ختم کے معنی ختم کرنے کے بھی ہیں اور مُہر لگانے کے بھی ہیں، بلکہ یہ دونوں دراصل ایک ہی حقیقت کی دو تعبیریں ہیں، اس لئے ترجمہ میں دونوں ہی لفظوں کو استعمال کیا گیا ہے۔ حدیث کا اصل سبق یہ ہے کہ ہر دُعا کے خاتمہ پر بندے کو "آمین" کہنا چاہئے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ! میری یہ دُعا قبول فرما! اسی پر ہر دُعا کا خاتمہ ہونا چاہئے۔ اس کی حکمت عنقریب

قریب قریب بتواتر ثابت ہے۔ جن لوگوں نے اس سے انکار کیا ہے ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت سے صرف غلط فہمی ہوئی ہے۔ امام نوویؒ نے شرح مہذب میں تقریباً تیس حدیثیں اس کے متعلق یکجا کر دی ہیں، اور تفصیل سے ان حضرات کی غلط فہمی کی حقیقت واضح کی ہے۔

دُعا سے پہلے حمد و صلوٰۃ :—

(۹۱) عَنْ فُضَالَةَ بْنِ عُبَيْدٍ قَالَ سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا يَدْعُوْ فِيْ صَلٰوتِهٖ لَمْ يُحَمِّدِ اللّٰهَ وَلَمْ يُصَلِّ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَجِلَ هٰذَا ثُمَّ دَعَاهُ فَقَالَ لَهٗ اَوْ لِغَيْرِهٖ إِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَءْ بِتَحْمِيْدِ رَبِّهٖ وَالثَّنَاءِ عَلَيْهِ ثُمَّ يُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَدْعُوْ بَعْدُ بِمَا شَاءَ۔

رواہ الترمذی وابوداؤد والنسائیؒ

فضالہ بن عبید راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو سنا اُس نے نماز میں دعا کی، جس میں نہ اللہ کی حمد کی نہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا، تو حضورؐ نے فرمایا کہ:۔ اس آدمی نے دعا میں جلد بازی کی۔ پھر آپ نے اس کو بلایا اور اس سے یا اس کی موجودگی میں دوسرے آدمی کو مخاطب کر کے آپ نے فرمایا:۔ جب تم میں سے کوئی نماز پڑھے تو (دعا کرنے سے پہلے) اس کو چاہئے کہ اللہ کی حمد و ثنا کرے، پھر اس کے رسولؐ پر درود بھیجے، اس کے بعد جو چاہے اللہ سے مانگے۔

(جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائیؒ)

بارگاہِ الٰہی میں ان کی مقبولیت کی جو شہادت ملتی ہے وہ بجائے خود بہت بڑی سند ہے۔

وہ دُعائیں جو خصوصیت سے قبول ہوتی ہیں:۔

(۹۴) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعْوَۃُ الْمَرْءِ الْمُسْلِمِ لِاَخِیْہِ بِظَھْرِ الْغَیْبِ مُسْتَجَابَۃٌ عِنْدَ رَاْسِہٖ مَلَکٌ مُوَکَّلٌ کُلَّمَا دَعَا لِاَخِیْہِ بِخَیْرٍ قَالَ الْمَلَکُ الْمُوَکَّلُ بِہٖ اٰمِیْنَ وَلَکَ بِمِثْلٍ۔

رواہ مسلم

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کسی مسلمان کی اپنے بھائی کے لئے غائبانہ دُعا قبول ہوتی ہے۔ اس کے پاس ایک فرشتہ ہے جس کی یہ ڈیوٹی ہے کہ جب وہ اپنے کسی بھائی کے لئے (غائبانہ) کوئی اچھی دُعا کرے تو وہ فرشتہ کہتا ہے کہ:۔ تیری یہ دُعا اللہ قبول کرے، اور تیرے لئے بھی اسی طرح کا خیر عطا فرمائے ——— (صحیح مسلم)

(تشریح) غائبانہ دُعا کی جس خصوصی قبولیت اور برکت کا اس حدیث میں ذکر ہے اس کی خاص وجہ بظاہر یہ ہے کہ ایسی دُعا میں اخلاص زیادہ ہوتا ہے۔ واللہ اعلم

(۹۵) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثَلٰثُ دَعَوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٌ لَا شَکَّ فِیْھِنَّ دَعْوَۃُ الْوَالِدِ وَدَعْوَۃُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَۃُ الْمَظْلُوْمِ۔

رواہ الترمذی وابو داؤد وابن ماجۃ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین دعائیں ہیں جو خاص طور سے قبول ہوتی ہیں ان کی قبولیت میں شک نہیں

ہی پہلے لکھی جا چکی ہے۔

اپنے چھوٹوں سے بھی دُعا کی درخواست :۔

(۹۳) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اِسْتَاذَنْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعُمْرَةِ فَاَذِنَ وَقَالَ اَشْرِكْنَا يَا اُخَيَّ فِي دُعَائِكَ وَلَا تَنْسَنَا فَقَالَ كَلِمَةً مَا يَسُرُّنِي اَنَّ لِيْ بِهَا الدُّنْيَا ——— رواہ ابوداؤد والترمذی

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان فرماتے ہیں کہ :۔ ایک دفعہ میں نے عُمرہ کرنے کے لئے مکۂ معظمہ جانے کی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی، تو آپ نے مجھے اجازت عطا فرمادی، اور ارشاد فرمایا :۔ بُھَیَّا ہمیں بھی اپنی دعاؤں میں شامل کرنا اور ہم کو بھُول نہ جانا ! ——— حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :۔ آپ نے مجھے مخاطب کرکے یہ بُھَیَّا کا جو کلمہ کہا، اگر مجھے اس کے عوض ساری دُنیا دے دی جائے تو میں راضی نہ ہوں گا۔

——— (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی)

(تشریح) اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ دُعا ایسی چیز ہے جس کی استدعا بڑوں کو بھی اپنے چھوٹوں سے کرنی چاہیئے۔ بالخصوص اس وقت جبکہ وہ کسی ایسے مقبول عمل کے لئے یا ایسے مقدس مقام کو جا رہا ہو جہاں قبولیت کی خاص اُمید ہو۔

اِس حدیث میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو "اُخَیَّ" کے لفظ سے خطاب فرمایا جو "اَخِیْ" کی تصغیر ہے، اور جس کا لفظی ترجمہ "بُھَیَّا" ہے۔ اس سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو جتنی خوشی ہوئی (جس کا انھوں نے اظہار بھی فرمایا ہے) وہ بالکل برحق ہے۔ اسی کے ساتھ اس حدیث سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مقام کی رفعت اور

ایسی چیز نہ ہو جو قبولیت میں مانع ہوتی ہے تو دُعا عموماً قبول ہی ہوتی ہے لیکن بندۂ مومن کے بعض خاص احوال یا اعمال ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی وجہ سے رحمتِ الٰہی خصوصیت سے متوجہ ہوتی ہے اور دعا کی قبولیت کا خصوصی استحقاق پیدا ہو جاتا ہے۔ اس حدیث میں جن پانچ آدمیوں کی دُعاؤں کا ذکر ہے اُن میں سے مظلوم کی دُعا اور غائبانہ دُعا کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور حج اور جہاد ایسے اعمال ہیں کہ جب تک بندہ ان میں مشغول ہو وہ گویا اللہ کی بارگاہ میں ہے اور اس سے قریب تر ہے۔ اسی طرح مردِ مومن کی بیماری گناہوں سے اس کی تطہیر کا ذریعہ اور قربِ الٰہی کی راہ میں اس کی غیر معمولی ترقی کا وسیلہ ہوتی ہے، اور بیماری کے بستر پر وہ ولایت کی منزلیں طے کرتا ہے اس لئے اس کی دُعا بھی خاص طور پر قبول ہوتی ہے۔

قبولیتِ دُعا کے خاص احوال واَوقات :——

دعا کی قبولیت میں بنیادی دخل تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دُعا کرنے والے کے تعلق اور اس اندرونی کیفیت کو ہوتا ہے جس کو قرآن مجید میں "اضطرار" اور "ابتہال" سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کچھ خاص احوال اور اوقات بھی ایسے ہوتے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کی رحمت وعنایت کی خاص طور سے امید کی جاتی ہے۔ مندرجۂ ذیل حدیثوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان احوال واوقات کی خاص طور سے نشاندہی فرمائی ہے۔

(۹۷) عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى فَرِيْضَةً فَلَهٗ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ وَمَنْ خَتَمَ الْقُرْاٰنَ فَلَهٗ دَعْوَةٌ مُسْتَجَابَةٌ۔

رواہ الطبرانی فی الکبیر

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ فرض نماز پڑھے (اور اس کے بعد دل سے دُعا کرے) تو اس کی

نہیں ہے۔ ایک اولاد کے حق میں ماں باپ کی دُعا۔ دوسرے مسافر اور پردیسی کی دُعا۔ تیسرے مظلوم کی دُعا ——— (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ)

(تشریح) ان دعاؤں کی مقبولیت کا خاص راز بھی یہی ہے کہ یہ دُعائیں اخلاص سے اور دل سے ہوتی ہیں۔ اولاد کے لئے ماں باپ کا خلوص تو ظاہر ہے۔ اسی طرح بیچارے پردیسی اور مظلوم کا دل شکستہ ہوتا ہے، اور دل کی شکستگی میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کھینچنے کی خاص طاقت ہے۔

(۹۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ خَمْسُ دَعَوَاتٍ يُسْتَجَابُ لَهُنَّ دَعْوَةُ الْمَظْلُومِ حَتّٰى يَنْتَصِرَ وَدَعْوَةُ الْحَاجِّ حَتّٰى يَصْدُرَ وَدَعْوَةُ الْمُجَاهِدِ حَتّٰى يُفْفَدَ وَدَعْوَةُ الْمَرِيضِ حَتّٰى يَبْرَأَ وَدَعْوَةُ الْأَخِ لِأَخِيهِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ ثُمَّ قَالَ وَأَسْرَعُ هٰذِهِ الدَّعَوَاتِ إِجَابَةً دَعْوَةُ الْأَخِ بِظَهْرِ الْغَيْبِ۔

——— رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ پانچ آدمیوں کی دُعائیں خاص طور پر قبول ہوتی ہیں مظلوم کی دُعا جب تک وہ بدلہ نہ لیوے، اور حج کرنے والے کی دُعا جب تک وہ لوٹ کے اپنے گھر واپس نہ آئے اور راہِ خدا میں جہاد کرنے والے کی دُعا جب تک وہ شہید ہو کے دنیا سے غائب نہ ہو جائے، اور بیمار کی دُعا جب تک وہ شفایاب نہ ہو اور ایک بھائی کی دوسرے بھائی کے لئے غائبانہ دُعا ——— یہ سب بیان فرمانے کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا اور ان دعاؤں میں سب سے جلدی قبول ہونے والی دُعا کسی بھائی کے لئے غائبانہ دُعا ہے۔

——— (دعوات کبیر للبیہقی)

(تشریح) دُعا اگر حقیقۃً دُعا ہو اور خود دُعا کرنے والے کی ذات اور اس کے اعمال میں کوئی

(۱۰۰) عَنْ رَبِيعَةَ بْنِ وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةُ مَوَاطِنَ لَا تُرَدُّ فِيهَا دَعْوَةٌ رَجُلٌ يَكُوْنُ فِي بَرِّيَّةٍ حَيْثُ لَا يَرَاهُ أَحَدٌ إِلَّا اللّٰهُ فَيَقُوْمُ وَيُصَلِّي وَرَجُلٌ يَكُوْنُ مَعَهُ فِئَةٌ فَيَفِرُّ عَنْهُ أَصْحَابُهُ فَيَثْبُتُ وَرَجُلٌ يَقُوْمُ مِنْ آخِرِ اللَّيْلِ ——— رواه ابن مندة فی مسنده

حضرت ربیعہ بن وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین موقعے ایسے ہیں کہ ان میں دعا کی جائے تو وہ رد نہیں ہوگی (بلکہ لازماً قبول ہی ہوگی): ایک یہ کہ کوئی آدمی ایسے جنگل بیابان میں ہو جہاں خدا کے سوا کوئی اُسے دیکھنے والا نہ ہو وہاں وہ خدا کے حضور میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے (اور پھر دعا کرے)۔ دوسرے یہ کہ کوئی شخص میدانِ جہاد میں (دشمن کی فوج کے سامنے) ہو، اس کے ساتھی میدان چھوڑ کر بھاگ گئے ہوں، مگر وہ (دشمنوں کے نرغہ میں) ثابت قدم رہا ہو (اور اس حال میں دعا کرے)۔ تیسرے وہ آدمی جو رات کے آخری حصہ میں (بستر چھوڑ کے) اللہ کے حضور میں کھڑا ہو (اور پھر دعا کرے، تو ان بندوں کی یہ دعائیں ضرور قبول ہوں گی)۔

——— (مسند ابن مندہ)

(۱۰۱) عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي اللَّيْلِ لَسَاعَةً لَا يُوَافِقُهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ يَسْأَلُ اللّٰهَ فِيهَا خَيْرًا مِنْ أَمْرِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ إِلَّا أَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَذَالِكَ كُلَّ لَيْلَةٍ ——— رواه مسلم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، بیان فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات سُنی ہے کہ: رات میں ایک خاص وقت ہے جو مومن بندہ اس وقت میں اللہ تعالیٰ سے دنیا یا آخرت کی کوئی خیر اور بھلائی مانگے گا تو

دُعا قبول ہوگی، اسی طرح جو آدمی قرآن مجید ختم کرے (اور دُعا کرے) تو اس کی دُعا بھی قبول ہوگی ——— (معجم کبیر للطبرانی)

(تشریح) نماز اور خاص کر فرض نماز میں اور قرآن پاک کی تلاوت کے وقت بندہ اللہ تعالیٰ سے قریب تر اور اس سے ہمکلام ہوتا ہے، بشرطیکہ نماز اور تلاوت کی صرف صورت نہ ہو، بلکہ حقیقت ہو۔ گویا یہ دونوں عمل بندۂ مومن کی معراج ہیں۔ پس ان دونوں کے ختم پر بندہ اللہ تعالیٰ سے جو دعا کرے وہ اس کی مستحق ہے کہ رحمتِ الٰہی خود آگے بڑھ کے اس کا استقبال کرے۔

(۹۸) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّعَاءُ لَا يُرَدُّ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ۔

——— رواہ الترمذی وابوداؤد

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔ اذان اور اقامت کے درمیان دُعا رد نہیں ہوتی قبول ہی ہوتی ہے۔

——— (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

(۹۹) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تُفْتَحُ اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَيُسْتَجَابُ الدُّعَاءُ فِیْ اَرْبَعَةِ مَوَاطِنَ عِنْدَ الْتِقَاءِ الصُّفُوْفِ فِیْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَعِنْدَ نُزُوْلِ الْغَيْثِ وَعِنْدَ اِقَامَةِ الصَّلٰوةِ وَعِنْدَ رُؤْيَةِ الْكَعْبَةِ۔

——— رواہ الطبرانی فی الکبیر

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ چار موقعے ہیں جن میں دعا خصوصیت سے قبول ہوتی ہے:۔ (۱) راہِ خدا میں جنگ کے وقت، اور (۲) جس وقت آسمان سے بارش ہو رہی ہو (اور رحمت کا سماں ہو)۔ اور (۳) نماز کے وقت، اور (۴) جب کعبۃ اللہ نظر کے سامنے ہو ——— (معجم کبیر طبرانی)

صورت نہیں ہے بلکہ اس کی وہ حقیقت ہے جو پہلے ذکر کی جا چکی ہے، پودا اسی دانے سے اگتا ہے جس میں مغز ہو ——— اسی طرح آگے درج ہونے والی احادیث سے دعا کی قبولیت کا مطلب بھی سمجھ لینا چاہئے۔

دعا قبول ہونے کا مطلب اور اس کی صورتیں: ———

بہت سے لوگ ناواقفیت سے قبولیتِ دعا کا مطلب صرف یہ سمجھتے ہیں کہ بندہ اللہ سے جو کچھ مانگے وہ اس کو مل جائے، اور اگر وہ نہیں ملتا تو سمجھتے ہیں کہ دعا قبول نہیں ہوئی۔ ——— یہ بہت بڑی غلط فہمی ہے ——— بندے کا علم بے حد ناقص ہے، بلکہ اپنی خلقت کے لحاظ سے وہ ظلوم و جہول ہے۔ بہت سے بندے ہیں جن کے لئے دولتمندی نعمت ہے، اور بہت سے ہیں جن کے لئے دولت فتنہ ہے۔ بہت سے بندے ہیں جن کے لئے حکومت اور اقتدار قربِ خداوندی کا وسیلہ ہے۔ اور حجاج اور ابن زیاد کی طرح بہت سے ہیں جن کے لئے حکومتی اقتدار خدا سے دوری اور اس کے غضب کا سبب بن جاتا ہے ——— بندہ نہیں جانتا کہ کیا چیز میرے لئے بہتر ہے اور کیا میرے لئے فتنہ اور زہر ہے، اس لئے بسا اوقات وہ ایسی چیز اللہ تعالیٰ سے مانگتا ہے جو اس کے لئے بہتر نہیں ہوتی یا اس کا عطا کرنا حکمتِ الٰہی کے خلاف ہوتا ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ جو حکیم و دانا ہے، یہ بات اس کے علم و حکمت کے خلاف ہے کہ ہر بندہ جو مانگے وہ اس کو ضرور عطا فرما دے ———

دوسری طرف اس کی کریمی کا یہ تقاضا ہے کہ جب اس کا بندہ ایک محتاج اور مسکین کی طرح اس کے حضور میں ہاتھ پھیلائے اور دعا کرے تو وہ اس کو خالی ہاتھ نہ لوٹائے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ کا یہ دستور ہے کہ وہ دعا کرنے والے بندے کو محروم نہیں لوٹاتا کبھی تو اس کو وہی عطا فرما دیتا ہے جو دعا میں اس نے مانگا اور کبھی اس کی دعا کے عوض آخرت کی بیش بہا نعمتوں کا فیصلہ فرما دیتا ہے، اور اس طرح اس کی یہ دعا اس کے لئے ذخیرۂ آخرت

اللہ تعالیٰ اس کو ضرور عطا فرما دے گا۔ اور اس میں کسی خاص رات کی خصوصیت نہیں بلکہ اللہ کا یہ کرم ہر رات میں ہوتا ہے ——— (صحیح مسلم)

(تشریح) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث (معارف الحدیث کی جلد سوم میں) تہجد کے بیان میں صحیحین کے حوالہ سے ذکر کی جا چکی ہے جس میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ :۔ جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سماء دنیا کی طرف نزول فرماتے ہیں اور خود ان کی طرف سے پکار ہوتی ہے کہ کوئی ہے مانگنے والا کہ میں اس کو عطا کروں، کوئی ہے بخشش چاہنے والا کہ میں اس کی بخشش کا فیصلہ کروں، کوئی ہے مجھ سے دعا کرنے والا کہ میں اس کی دعا قبول کروں ——— اس حدیث کی روشنی میں یہ متعین ہو جاتا ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مندرجۂ بالا حدیث میں ہر رات میں قبولیتِ دعا کے جس خاص وقت کا ذکر کیا گیا ہے وہ رات کا آخری حصہ ہے۔ واللہ اعلم۔

مندرجۂ بالا حدیثوں سے دعا کی قبولیت کے جو خاص احوال و اوقات معلوم ہوئے ہیں وہ یہ ہیں :———

فرض نمازوں کے بعد، ختم قرآن کے بعد، اذان اور اقامت کے درمیان، میدانِ جہاد میں جنگ کے وقت، بارانِ رحمت کے نزول کے وقت، جس وقت کعبۃ اللہ آنکھوں کے سامنے ہو، ایسے جنگل بیابان میں نماز پڑھ کے جہاں خدا کے سوا کوئی دیکھنے والا نہ ہو، میدانِ جہاد میں جب کمزور ساتھیوں نے بھی ساتھ چھوڑ دیا ہو، اور رات کے آخری حصے میں۔

وہ حدیثیں اپنے موقع پر پہلے ذکر کی جا چکی ہیں جن میں شبِ قدر میں اور عرفہ کے دن میدانِ عرفات میں اور جمعہ کی خاص ساعت میں اور روزہ کے افطار کے وقت، اور سفرِ حج اور سفرِ جہاد میں اور بیماری اور مسافری کی حالت میں دعاؤں کی قبولیت کی خاص توقع دلائی گئی ہے۔

لیکن یہ بات برابر ملحوظ رہنی چاہئے کہ دعا کا مطلب، دعا کے الفاظ اور صرف اسکی

حساب میں کچھ نہ کچھ ضرور ملتا ہے) تو ہم بہت زیادہ دعائیں کریں گے ——

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: — اللہ کے پاس اس سے بھی زیادہ ہے۔

—— رواہ احمد

(تشریح) مطلب یہ ہے کہ اللہ کا خزانہ لاانتہا اور غیر فانی ہے۔ اگر سارے بندے ہر وقت اس سے مانگیں اور وہ ہر ایک کے لئے عطا فرمانے کا فیصلہ کرے تو اس کے خزانہ میں کوئی کمی نہیں آئے گی —— مستدرک حاکم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی ایک حدیث ہے جس میں فرمایا گیا ہے کہ: — اللہ تعالیٰ جب اُس بندے کو جس نے دُنیا میں بہت سی ایسی دُعائیں کی ہوں گی جو بظاہر دُنیا میں قبول نہیں ہوئی ہوں گی اُن دعاؤں کے حساب میں جمع شدہ ذخیرہ آخرت میں عطا فرمائینگے تو بندے کی زبان سے نکلے گا: ——

يَا لَيْتَهُ لَمْ يُعَجَّلْ لَهُ شَيْءٌ مِنْ دُعَائِهِ ——

اے کاش! میری کوئی بھی دُعا دُنیا میں قبول نہ ہوئی ہوتی، اور ہر دُعا کا پھل مجھے یہیں ملتا۔

(کنز العمال ص۵ جلد ۲)

بن جاتی ہے، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اس دنیا میں اسباب و مسببات کا جو سلسلہ ہے اس کے حساب سے اس دعا کرنے والے بندے پر کوئی آفت اور مصیبت نازل ہونے والی ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی اس دعا کے نتیجے میں اس آنے والی بلا اور مصیبت کو روک دیتا ہے۔ بہرحال دعا کے قبول ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دعا رائگاں نہیں جاتی، اور دعا کرنے والا محروم نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ اپنے علم و حکمت کے مطابق مذکورۂ بالا صورتوں میں سے کسی نہ کسی طرح اس کو ضرور نوازتا ہے ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی وضاحت کے ساتھ اس حقیقت کو بیان فرمایا ہے۔

(۱۰۲) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ یَدْعُوْ بِدَعْوَۃٍ لَیْسَ فِیْھَا اِثْمٌ وَّلَا قَطِیْعَۃُ رَحِمٍ اِلَّا اَعْطَاہُ اللّٰہُ بِھَا اِحْدٰی ثَلٰثٍ اِمَّا اَنْ یُّعَجِّلَ لَہٗ دَعْوَتَہٗ وَاِمَّا اَنْ یَّدَّخِرَھَا لَہٗ فِی الْاٰخِرَۃِ وَاِمَّا اَنْ یَّصْرِفَ عَنْہُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَھَا قَالُوْا اِذًا نُکْثِرُ قَالَ اللّٰہُ اَکْثَرُ۔

ـــــــــــــــــــ رواہ احمد

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جو مومن بندہ کوئی دعا کرتا ہے جس میں کوئی گناہ کی بات نہ ہو اور نہ قطع رحمی ہو تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز ضرور عطا ہوتی ہے:۔ یا تو جو اُس نے مانگا ہے وہی اس کو ہاتھ کے ہاتھ عطا فرما دیا جاتا ہے، یا اُس کی دعا کو آخرت میں اس کا ذخیرہ بنا دیا جاتا ہے، یا آنے والی کوئی مصیبت اور تکلیف اس دعا کے حساب میں روک دی جاتی ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا:۔ جب بات یہ ہے (کہ ہر دعا ضرور قبول ہوتی ہے اور اُس کے

فارغ ہو کر یعنی سلام کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور میں کیا کرتے تھے ——— یہاں پہلے یہی تیسری قسم کی نماز والی دعائیں درج کی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم ترین اور بیش بہا ورثہ کی شایانِ شان قدر اور اس سے فائدہ اٹھانے کی پوری توفیق عطا فرمائے۔

نماز میں، اور نماز کے بعد کی جانے والی دُعائیں

تکبیر تحریمہ کے بعد کی بعض افتتاحی دُعائیں :———

(۱۰۳) عَنْ جَابِرٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَفْتَحَ الصَّلٰوةَ كَبَّرَ، ثُمَّ قَالَ "إِنَّ صَلٰوتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَعْمَالِ وَالْأَخْلَاقِ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَقِنِي سَيِّئَ الْأَعْمَالِ وَسَيِّئَ الْأَخْلَاقِ لَا يَقِي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ"

——— رواہ النسائی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو پہلے تکبیر تحریمہ کہتے، پھر اللہ تعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرتے: "میری نماز اور میری ہر عبادت اور میرا جینا مرنا سب اللہ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے اس کا کوئی شریک ساجھی نہیں، مجھے اسی کا حکم ہے اور میں سب سے پہلے اس کی فرمانبرداری کرنے والوں میں ہوں، اے میرے اللہ! مجھے بہترین اعمال و اخلاق کی ہدایت فرما، یہ ہدایت صرف تجھ ہی سے مل سکتی ہے، اور بُرے اعمال و اخلاق سے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں

دعا سے متعلق جو حدیثیں یہاں تک مذکور ہوئیں، ان میں یا تو دعا کی ترغیب اور اس کی عظمت و برکات کا بیان تھا یا دعا کے آداب اور اس سے متعلق ہدایات اور موجباتِ قبولیت بیان فرمائے گئے تھے۔ یہ سب مضامین گویا تمہیدی تھے۔ اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وہ اصل دعائیں اور سوز و گداز سے بھری ہوئی بارگاہِ خداوندی میں آپ کی وہ مناجاتیں پڑھئے جو آپ کے مقامِ معرفت اور قلبی کیفیات و واردات کو ممکن حد تک جاننے کا بہترین وسیلہ اور امت کے لئے آپ کا عظیم ترین ورثہ ہیں، اور جن کو پورے ذخیرۂ حدیث کا بجا طور پر گلِ سرسبد کہا جا سکتا ہے ——— نبویؐ دعاؤں کے اس پورے ذخیرے کو تین حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

ایک وہ جن کا تعلق خاص اوقات اور مخصوص حالات سے ہے مثلاً صبح نمودار ہونے کے وقت کی دعا، شام کے وقت کی، سونے کے وقت کی دعا، نیند سے بیدار ہونے کے وقت کی دعا، آندھی یا بارش کے وقت کی دعا، کسی مصیبت اور پریشانی کے وقت کی دعا وغیرہ وغیرہ۔

دوسری وہ دعائیں جو عام نوعیت کی ہیں، کسی خاص وقت اور مخصوص حالت سے ان کا تعلق نہیں ہے۔ یہ دعائیں اکثر جامع قسم کی ہیں۔

تیسری قسم کی دعائیں وہ ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یا نماز سے

وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ مَلِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ
وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ الْحَقُّ وَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَ
قَوْلُكَ حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ
وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ اَللّٰهُمَّ لَكَ أَسْلَمْتُ وَبِكَ
آمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْكَ أَنَبْتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ
وَإِلَيْكَ حَاكَمْتُ فَاغْفِرْ لِي مَا قَدَّمْتُ وَمَا أَخَّرْتُ
وَمَا أَسْرَرْتُ وَمَا أَعْلَنْتُ وَمَا أَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنِّي
أَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَأَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ وَ
لَا إِلٰهَ غَيْرُكَ ——— رواہ البخاری ومسلم

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو تہجد پڑھنے کھڑے ہوتے تو یہ دعا کرتے: "اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيِّمُ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ الخ" (اے میرے اللہ! ساری حمد وستائش تیرے ہی لئے ہے اور تو ہی اس کا مستحق ہے، تو ہی قائم رکھنے والا ہے زمین وآسمان کا اور ان سب چیزوں کا جو ان میں ہیں (یعنی سارے عالم علوی اور سفلی کا وجود تیرے ہی ارادہ سے قائم ہے)۔ مولا! ساری حمد وستائش کا تو ہی مستحق ہے، تو ہی نور ہے زمین وآسمان کا اور ان سب کا جو زمین وآسمان میں ہیں (یعنی سارے عالم میں جہاں بھی نور کی کوئی کرن ہے وہ تیرے ہی نور سے ہے) اور ساری حمد وستائش تیرے ہی لئے ہے، تو فرماں روا ہے زمین وآسمان اور اس ساری کائنات کا جو زمین وآسمان میں ہے، ساری حمد وستائش تیرے ہی لئے سزاوار ہے، تو حق ہے تیرا وعدہ حق ہے، مرنے کے بعد تیرے حضور حاضری اور تیری ملاقات حق ہے، اور تیرا فرمان حق ہے اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور سارے نبی برحق ہیں اور محمد بھی برحق ہیں اور قیامت کا آنا برحق ہے۔ اے اللہ! میں نے اپنے کو تیرے سپرد کر دیا

مجھے بچا اور میری حفاظت فرما، یہ حفاظت بھی تو ہی فرما سکتا ہے" ـــــ (سنن نسائی)

(تشریح) اس دعا میں شروع میں تو جیسا کہ چاہئے توحید کی شہادت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنی بندگی و نیازمندی اور مخلصانہ فدویت و وفاداری کا اقرار و اظہار ہے اور آخر میں اللہ تعالیٰ سے اچھے اعمال و اخلاق کی ہدایت و توفیق اور بُرے اعمال و اخلاق سے حفاظت اور بچاؤ کی التجا اور استدعا کی گئی ہے اور دراصل اسی ہدایت اور حفاظت پر انسان کی سعادت اور فلاح کا دارومدار ہے ـــــ معارف الحدیث جلد سوم میں (صفحہ ۳۳۶ سے ۳۴۰ تک) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی ایک طویل حدیث صحیح مسلم کے حوالہ سے درج کی جا چکی ہے، اس میں تکبیر تحریمہ کے بعد یہی افتتاحی دُعا کافی اضافہ کے ساتھ مذکور ہو چکی ہے اور وہ اضافہ بڑا دلگداز ہے۔ نیز اس میں اس افتتاحی دعا کے علاوہ رکوع اور قومہ اور سجدہ، اور پھر جلسہ اور قعدۂ اخیرہ کی خاص پرسوز دعائیں بھی ذکر کی گئی ہیں۔ اور بلاشبہ نماز کی دعاؤں کے بارے میں وہ بڑی جامع حدیث ہے۔ اس کی تشریح میں یہ بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قسم کی دعائیں زیادہ تر رات کے نوافل میں پڑھتے تھے ـــــ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کی جو دُعائیں تفصیل سے ذکر کی ہیں ان میں آپ کی نماز کی باطنی کیفیات کا عکس ممکن حد تک دیکھا جا سکتا ہے ـــــ حدیث کے زیادہ طویل ہونے کی وجہ سے یہاں اُس کو مکرر درج نہیں کیا جا رہا ہے (ان چیزوں کا ذوق و شوق رکھنے والے حضرات اس کو معارف الحدیث جلد سوم میں پڑھ لیں۔

(۱۰۴) عن ابن عباس قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ يَتَهَجَّدُ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ [illegible] السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ وَلَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ

اختلافات کے بارے میں، مجھے اپنی خاص توفیق سے اُس راہِ حق و ہدایت پر چلا جس کے بارے میں لوگوں میں اختلاف ہوگیا ہے، تو ہی جسے چاہے گا سیدھے راستہ پر چلائے گا ——— (صحیح مسلم)

رکوع و سجود کی دُعائیں: ———

(۱۰۶) عَنْ عَوْفِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قُمْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَكَعَ مَكَثَ قَدْرَ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَيَقُوْلُ فِيْ رُكُوْعِهٖ "سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ" ——— رواہ النسائی

حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں کھڑا ہوگیا۔ جب آپ رکوع میں گئے تو آپ نے اتنی دیر تک رکوع کیا جتنی دیر میں سورۂ بقرہ پڑھی جائے۔ اس رکوع میں آپ کی زبانِ مبارک پر یہ کلمات جاری تھے: ———

سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوْتِ وَالْمَلَكُوْتِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْعَظَمَةِ۔	پاک ہے اللہ زور و قوت اور فرمانروائی والا، اور عظمت و کبریائی والا۔

——— (سنن نسائی)

(تشریح) معارف الحدیث جلد سوم میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول رکوع میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ" اور سجدے میں "سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى" پڑھنے کا تھا، اور آپ نے اسی کی تعلیم فرمائی۔ لیکن کبھی کبھی ان کے علاوہ دوسرے تسبیح و تقدیس کے کلمات اور دوسری دعائیں بھی آپ رکوع و سجود میں کرتے تھے۔ اس سلسلہ کی متعدد احادیث وہاں ذکر کی جا چکی ہیں۔ نیز یہ بھی وہاں ذکر کیا جا چکا ہے کہ آپ نفل نماز میں خاصی کی رات کے نوافل میں

اور میں تجھ پر ایمان لایا اور میں نے تیرا سہارا پکڑ لیا اور پورا بھروسہ تجھ پر کر لیا اور اپنا رُخ تیری طرف کر دیا اور (مخالفین حق سے) تیری ہی مدد سے میری ٹکر ہے، اور میں نے اپنا مقدمہ فیصلے کے لئے تیری ہی بارگاہ میں پیش کر دیا ہے، پس اے میرے اللہ! بخشدے میرے وہ سب قصور جو مجھ سے پہلے سرزد ہوئے اور جو پیچھے ہوئے اور جو میں نے پوشیدہ کئے اور جو علانیہ کئے اور جن کے بارے میں تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے، تو جسے چاہے آگے بڑھانے والا ہے اور جسے چاہے پیچھے ڈال دینے والا ہے، تیرے سوا کوئی بندگی کے لائق نہیں، عبادت تو ہی معبود برحق ہے ——— (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) یہ بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اُن دعاؤں میں سے ہے جن سے آپ کے مقام معرفت اور آپ کی باطنی کیفیات و واردات کا کچھ اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

(۱۰۵) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلٰوتَهُ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ وَإِسْرَافِيْلَ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْمَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِهْدِنِيْ لِمَا اخْتُلِفَ فِيْهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ إِنَّكَ تَهْدِيْ مَنْ تَشَاءُ إِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ——— رواہ مسلم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب رات کو نماز تہجد کے لئے کھڑے ہوتے تو بالکل شروع میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے: "اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرَئِيْلَ وَمِيْكَائِيْلَ الخ" اے میرے اللہ! جبرئیل و میکائیل اور اسرافیل کے پروردگار! زمین و آسمان کو پیدا کرنے والے، غیب اور شہود کو یکساں جاننے والے، تو ہی فیصلہ فرمائے گا بندوں کے درمیان اُن کے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ فِيْ سُجُوْدِهٖ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ دِقَّهٗ وَجُلَّهٗ وَاَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ وَعَلَانِيَتَهٗ وَسِرَّهٗ ـــــ رواہ مسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے سجدے میں (کبھی کبھی) یہ دعا بھی کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهٗ الخ" (اے میرے اللہ! میرے سارے گناہ بخشدے، چھوٹے بھی بڑے بھی، پہلے بھی، پچھلے بھی، کھلے بھی اور ڈھکے چھپے بھی) ـــــ (صحیح مسلم)

حضرت ابوہریرہؓ اور حضرت عائشہؓ کی یہ دونوں حدیثیں معارف الحدیث جلد سوم میں بھی ذکر کی جاچکی ہیں۔

قعدۂ اخیرہ کی بعض دعائیں: ـــــ

(۱۰۹) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْا فِي الصَّلٰوةِ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَمِنَ الْمَغْرَمِ۔

ـــــ رواہ البخاری ومسلم

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دعا بھی کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ الخ" (اے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں قبر کے عذاب سے اور دجال کے فتنہ سے اور زندگی اور موت کے سارے فتنوں سے اور گناہ کے ہر کام سے اور قرضہ کے بار سے) ـــــ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کے ساتھ متصلاً

کبھی کبھی طویل رکوع و سجود بھی کرتے تھے۔ یہ نماز جس میں عوف بن مالکؓ حضورؐ کے ساتھ شریک ہو گئے اور جس میں آپؐ نے بقدر سورۂ بقرہ کے طویل رکوع کیا یہ بھی نفلی نماز تھی ——— اللہ تعالیٰ ہم اُمتیوں کو کوئی ذرہ اس کیفیت کا نصیب فرمائے جو اس رکوع میں آپ کے قلب مبارک پر طاری رہی ہوگی۔

(۱۰۷) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ فَقَدْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً مِنَ الْفِرَاشِ فَالْتَمَسْتُهُ فَوَقَعَتْ يَدِيْ عَلٰى بَطْنِ قَدَمَيْهِ وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ وَهُمَا مَنْصُوْبَتَانِ وَهُوَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحْصِيْ ثَنَاءً عَلَيْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَيْتَ عَلٰى نَفْسِكَ۔

——— رواہ مسلم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک رات کو (میری آنکھ کھلی تو) میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بستر پر نہ پایا، پس میں (اندھیرے میں) آپ کو ٹٹولنے لگی تو میرا ہاتھ آپ کے پاؤں کے تلوؤں پر پڑا، اُس وقت آپ سجدے میں تھے اور آپ کے دونوں پاؤں کھڑے تھے (جیسے کہ سجدے کی حالت میں ہوتے ہیں) اور آپ اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کر رہے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ الخ" (اے میرے اللہ! میں تیری ناراضگی سے تیری رضامندی کی پناہ لیتا ہوں، اور تیری سزا سے تیری معافی کی پناہ لیتا ہوں اور تیری پکڑ سے تیری پناہ لیتا ہوں، میں تیری ثنا و صفت پوری طرح بیان نہیں کر سکتا (بس یہی کہہ سکتا ہوں کہ) تو ویسا ہی ہے جیسا کہ تو نے اپنی ذاتِ اقدس کے بارے میں بتلایا ہے ——— (صحیح مسلم)

(۱۰۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ

وَالسُّجُوْدَ؟ قَالُوْا بَلٰى، قَالَ أَمَا إِنِّيْ دَعَوْتُ فِيْهَا بِدُعَاءٍ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ بِهٖ، اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ أَحْيِنِيْ مَا عَلِمْتَ الْحَيَاةَ خَيْرًا لِّيْ وَتَوَفَّنِيْ إِذَا عَلِمْتَ الْوَفَاةَ خَيْرًا لِّيْ، اَللّٰهُمَّ أَسْأَلُكَ خَشْيَتَكَ فِي الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ وَأَسْأَلُكَ كَلِمَةَ الْإِخْلَاصِ فِي الرِّضَا وَالْغَضَبِ وَأَسْأَلُكَ الْقَصْدَ فِي الْفَقْرِ وَالْغِنٰى وَأَسْأَلُكَ نَعِيْمًا لَّا يَنْفَدُ وَأَسْأَلُكَ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ وَأَسْأَلُكَ قُرَّةَ عَيْنٍ لَّا تَنْقَطِعُ، وَأَسْأَلُكَ بَرْدَ الْعَيْشِ بَعْدَ الْمَوْتِ وَأَسْأَلُكَ لَذَّةَ النَّظَرِ إِلٰى وَجْهِكَ وَالشَّوْقَ إِلٰى لِقَائِكَ فِيْ غَيْرِ ضَرَّاءَ مُضِرَّةٍ وَلَا فِتْنَةٍ مُّضِلَّةٍ، اَللّٰهُمَّ زَيِّنَّا بِزِيْنَةِ الْإِيْمَانِ وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُّهْتَدِيْنَ ——— رواه النسائی

قیس بن عباد (تابعی) سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ نے کچھ ہلکی اور مختصر نماز پڑھائی تو لوگوں نے اس پر کچھ چہ میگوئیاں کیں۔ آپ نے فرمایا: کیا بات ہے؟ کیا میں نے رکوع اور سجدے (اور دوسرے ارکان) پوری طرح ادا نہیں کئے؟ لوگوں نے کہا، یہ بات تو نہیں، لیکن ہم نے محسوس یہی کیا کہ آپ نے (اس وقت) بہت ہلکی نماز پڑھی ــــ حضرت عمارؓ نے فرمایا: میں نے تو رکوع و سجود اور دوسرے ارکان پوری طرح ادا کرنے کے علاوہ نماز میں (اچھی خاصی طویل) وہ خاص دعا بھی کی تھی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کبھی کبھی کیا کرتے تھے (اور وہ یہ ہے)، "اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَيْبَ وَقُدْرَتِكَ عَلَى الْخَلْقِ الخ" (اے میرے اللہ! تو عالم الغیب ہے اور تجھے اپنی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:۔ قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد عذاب نار، عذاب قبر، فتنۂ دجال اور زندگی اور موت کے سارے فتنوں سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے ـــــ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے یہ بات متعین ہوگئی کہ یہ دعا آخری قعدہ میں سلام سے پہلے کی جائے۔ حضرت ابوہریرہؓ کی یہ حدیث صحیح مسلم ہی کے حوالہ سے معارف جلد سوم میں ذکر کی جا چکی ہے۔

(۱۱۰) عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ صَلٰوتِهٖ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْاَمْرِ وَالْعَزِيْمَةَ عَلَى الرُّشْدِ وَاَسْاَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَاَسْاَلُكَ قَلْبًا سَلِيْمًا وَلِسَانًا صَادِقًا وَاَسْاَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَاسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ ـــــ رواہ النسائی

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْاَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْاَمْرِ الخ" (اے میرے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں دین میں ثابت قدمی اور حق و ہدایت پر استواری و مضبوطی، اور تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری نعمتوں کی شکرگزاری کا اور اچھی طرح تیری عبادت گزاری کا، اور مانگتا ہوں تجھ سے وہ دل جس میں روگ نہ ہو اور وہ زبان جو صداقت شعار ہو، اور تجھ سے سائل ہوں اُس خیر اور بھلائی کا جو تیرے علم میں ہے، اور پناہ چاہتا ہوں اُس شر اور برائی سے جس کا تجھے علم ہے، اور معافی اور مغفرت مانگتا ہوں اُن گناہوں کے لئے جو تجھے معلوم ہیں ـــــ (سنن نسائی)

(۱۱۱) عَنْ قَيْسِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ صَلّٰى عَمَّارُ بْنُ يَاسِرٍ بِالْقَوْمِ صَلٰوةً اَخَفَّهَا فَكَاَنَّهُمْ اَنْكَرُوْهَا فَقَالَ اَلَمْ اُتِمَّ الرُّكُوْعَ

اے ذوالجلال والاکرام میری التجا سن لے میری دعا قبول فرمالے، اللہ ہی سب سے بڑا ہے، وہی بزرگ و برتر ہے، اللہ زمین و آسمان کا نور ہے (سارا جہان اسی کے نور سے قائم اور منور ہے) اللہ ہی سب سے بڑا ہے وہی بزرگ و برتر ہے، میرے لئے میرا اللہ کافی ہے اور وہ بہت اچھا میرا سہارا اور بھروسہ ہے۔ اللہ ہی سب سے بڑا ہے، وہی بزرگ و برتر ہے)۔

(سنن ابی داؤد)

(تشریح) دعائیں دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ایک وہ جن میں اللہ تعالیٰ سے دنیا یا آخرت کی کوئی چیز طلب کی جائے، یا کسی شر اور بلا سے اس کی پناہ مانگی جائے۔ اور دوسری وہ جن میں بندہ اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اور اس کے جلال و جبروت اور بے نہایت احسانات کو یاد کرکے اس کے حضور میں اپنی بندگی و نیازمندی اور مخلصانہ وفاداری و ممنونیت کا مظاہرہ کرے، اور اس طرح اس کی رحمت و عنایت اور اس کا قرب چاہے ـــــ نماز کے بعد کی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا جو حضرت زید بن ارقمؓ کی روایت سے یہاں مذکور ہوئی اسی دوسری قسم کی ہے۔ اس سے پہلے جو دعائیں درج ہو چکی ہیں ان میں سے اکثر میں بھی یہی عنصر غالب ہے۔

(۱۱۴) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ كُنَّا إِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَحْبَبْنَا أَنْ نَكُونَ عَنْ يَمِينِهِ يُقْبِلُ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَسَمِعْتُهُ يَقُولُ رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ ـــــ رواه مسلم

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھتے تھے تو ہم یہ چاہا کرتے تھے کہ آپ کے داہنی جانب کھڑے ہوں آپ (نماز سے فارغ ہونے کے بعد) ہماری طرف رخ فرماتے تھے تو میں نے سنا آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کر رہے تھے: رَبِّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ۔

تینتیس بار پڑھا کرو ـــــــ (سنن ابی داؤد)

نماز کے بعد کی دُعائیں: ـــــــ

(۱۴۳) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ دُبُرَ كُلِّ صَلٰوةٍ "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْئٍ اَنَا شَهِيْدٌ اَنَّكَ اَنْتَ الرَّبُّ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ، اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْئٍ اَنَا شَهِيْدٌ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُكَ وَرَسُوْلُكَ ... اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْئٍ اِجْعَلْنِيْ مُخْلِصًا لَكَ وَاَهْلِيْ فِيْ كُلِّ سَاعَةٍ مِنَ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ اِسْمَعْ وَاسْتَجِبْ اَللّٰهُ اَكْبَرُ الْاَكْبَرُ اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ الْاَكْبَرُ حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ الْاَكْبَرُ ـــــــ ـــــــ رواہ ابوداؤد

(اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْئٍ اَنَا شَهِيْدٌ اَنَّ الْعِبَادَ كُلَّهُمْ اِخْوَةٌ)

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد یہ دعا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْئٍ الخ" (اے میرے اللہ! اے ہمارے پروردگار! اور ہر چیز کے پروردگار! میں گواہی دیتا ہوں کہ صرف تو ہی اکیلا تو ہی مالک اور پروردگار ہے تیرا کوئی شریک ساجھی نہیں ـ اے میرے اللہ! اے ہمارے پروردگار! اور ہر چیز کے پروردگار! میں گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ تیرا بندہ اور تیرا رسول ہے۔ اے میرے اللہ! اے میرے پروردگار! اور ہر چیز کے پروردگار! میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سارے بندے (بندگی کے رشتے سے) بھائی بھائی ہیں۔ اے میرے اللہ! اے ہمارے پروردگار! اور ہر چیز کے پروردگار! مجھے اور میرے گھر والوں کو ہمیشہ کے لئے دنیا اور آخرت کی ایک ایک ساعت کے لئے اپنا مخلص اور وفادار بندہ بنا لے۔

نماز کا سلام پھیرنے کے بعد یہ دعا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ الخ"
(اے اللہ! میرے سارے گناہ معاف فرمادے جو میں نے پہلے کئے اور جو بعد میں کئے، اور جو چھپا کے کئے اور جو علانیہ کئے اور جو بھی میں نے زیادتی کی، اور وہ گناہ بھی معاف فرمادے جن کا تجھ کو مجھ سے زیادہ علم ہے، تو آگے بڑھانے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے تیرے سوا کوئی مالک و معبود نہیں) _____ (سنن ابی داؤد)

(۱۱۷) عَنْ اُمِّ سَلِمَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُبُرِ الْفَجْرِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَّرِزْقًا طَيِّبًا _____ رواه رزين

حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ فجر کے بعد (کبھی کبھی) یہ دعا کیا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا وَّرِزْقًا طَيِّبًا" (اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اُس علم کا جو نفع مند ہو، اور ایسے اعمال کا جو تیری نگاہ میں قابلِ قبول ہوں، اور تجھ سے سائل ہوں حلال طیب روزی کا) _____ (جامع رزین)

(۱۱۸) عَنْ مُسْلِمِ بْنِ الْحَارِثِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَسَرَّ اِلَيْهِ فَقَالَ اِذَا انْصَرَفْتَ مِنْ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ فَقُلْ "اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِيْ مِنَ النَّارِ سَبْعَ مَرَّاتٍ قَبْلَ اَنْ تَكَلَّمَ اَحَدًا فَاِنَّكَ اِذَا قُلْتَ ذَالِكَ ثُمَّ مُتَّ فِيْ لَيْلَتِكَ كُتِبَ لَكَ جَوَارٌ مِنْهَا وَاِذَا صَلَّيْتَ الصُّبْحَ فَقُلْ ذَالِكَ فَاِنَّكَ اِذَا مُتَّ يَوْمَكَ كُتِبَ لَكَ جَوَارٌ مِنْهَا۔

_____ رواه ابوداؤد

حضرت مسلم بن الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ

(اے پروردگار! مجھے اپنے عذاب سے بچا اُس دن جس دن کہ تو بندوں کو اُٹھائے اور دوبارہ ان کو زندہ کرے) ——— (صحیح مسلم)

(تشریح) حضرت براءؓ کی اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے بعد داہنی جانب رُخ کرکے بیٹھتے تھے۔ اور حضرت سمرہ بن جندبؓ کی ایک روایت سے جس کو امام بخاریؒ نے بھی روایت کیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ سلام کے بعد مقتدیوں کی جانب رُخ کرکے بیٹھتے تھے۔ ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد نہیں ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آپؐ مقتدیوں کی طرف رُخ کرکے اس طرح بیٹھتے تھے کہ کسی قدر داہنی جانب کو بھی آپ کا رُخ ہوتا تھا، اِس بنا پر یہ دونوں بیان بجائے خود صحیح ہیں۔ واللہ اعلم۔

(۱۱۵) عَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ دُبُرَ کُلِّ صَلٰوۃٍ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ ——— رواہ الترمذی

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد دُعا کیا کرتے تھے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْکُفْرِ وَالْفَقْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ" (اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں کفر سے، اور فقر و فاقہ سے، اور قبر کے عذاب سے) ——— (جامع ترمذی)

(۱۱۶) عَنْ عَلِیِّ بْنِ اَبِیْ طَالِبٍ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا سَلَّمَ مِنَ الصَّلٰوۃِ قَالَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ——— رواہ ابوداؤد

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اس سے پہلی حدیث کی دُعا "اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ" کی تلقین بھی آپ نے مسلم بن الحارثؓ کو خصوصیت اور اہتمام سے فرمائی تھی اور وہ بھی نہایت مختصر ہے۔ اس غیر معمولی اہتمام کیساتھ حضورؐ کی تعلیم و تلقین کے بعد ان دُعاؤں کا اہتمام نہ کرنا بڑی ناقدری اور کم نصیبی کی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے۔

ختمِ تہجّد پر آپؐ کی ایک نہایت جامع دُعا:

(۱۲۰) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَیْلَۃً حِیْنَ فَرَغَ مِنْ صَلٰوتِہٖ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رَحْمَۃً مِنْ عِنْدِکَ تَھْدِیْ بِھَا قَلْبِیْ وَتَجْمَعُ بِھَا اَمْرِیْ وَتَلُمُّ بِھَا شَعْثِیْ وَتُصْلِحُ بِھَا غَائِبِیْ وَتَرْفَعُ بِھَا شَاھِدِیْ وَتُزَکِّیْ بِھَا عَمَلِیْ وَتُلْھِمُنِیْ بِھَا رُشْدِیْ وَتَرُدُّ بِھَا اُلْفَتِیْ وَتَعْصِمُنِیْ بِھَا مِنْ کُلِّ سُوْءٍ اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ اِیْمَانًا وَّیَقِیْنًا لَیْسَ بَعْدَہٗ کُفْرٌ وَرَحْمَۃً اَنَالُ بِھَا شَرَفَ کَرَامَتِکَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْفَوْزَ فِی الْقَضَاءِ وَنُزُلَ الشُّھَدَاءِ وَعَیْشَ السُّعَدَاءِ وَالنَّصْرَ عَلَی الْاَعْدَاءِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُنْزِلُ بِکَ حَاجَتِیْ وَاِنْ قَصُرَ رَاْیِیْ وَضَعُفَ عَمَلِیْ اِفْتَقَرْتُ اِلٰی رَحْمَتِکَ فَاَسْئَلُکَ یَا قَاضِیَ الْاُمُوْرِ وَیَا شَافِیَ الصُّدُوْرِ کَمَا تُجِیْرُ بَیْنَ الْبُحُوْرِ اَنْ تُجِیْرَنِیْ مِنْ عَذَابِ السَّعِیْرِ وَمِنْ دَعْوَۃِ الثُّبُوْرِ وَمِنْ فِتْنَۃِ الْقُبُوْرِ اَللّٰھُمَّ مَا قَصُرَ عَنْہُ رَاْیِیْ وَلَمْ تَبْلُغْہُ

علیہ وسلم نے ان کو خصوصیت کے ساتھ تلقین فرمائی کہ جب تم مغرب کی نماز ختم کرو تو کسی آدمی سے بات کرنے سے پہلے سات دفعہ یہ دعا کرو: "اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ" (اے اللہ! مجھے دوزخ سے پناہ دے) تم نے مغرب کے بعد اگر یہ دعا کی اور اسی رات میں تم کو موت آگئی تو دوزخ سے تمہارے بچاؤ کا فیصلہ کر دیا جائے گا، اور اسی طرح جب تم صبح کی نماز پڑھو تو کسی آدمی سے بات کرنے سے پہلے سات دفعہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرو "اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ مِنَ النَّارِ" (اے اللہ! مجھے دوزخ سے پناہ دے) اگر اس دن تمہاری موت مقدر ہوگی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم کو دوزخ سے بچانے کا حکم ہو جائے گا۔

(سنن ابی داؤد)

(۱۱۹) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ اَخَذَ بِیَدِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَقَالَ یَا مُعَاذُ وَاللّٰہِ لَاُحِبُّکَ اُوْصِیْکَ یَا مُعَاذُ لَا تَدَعْنَّ فِیْ کُلِّ صَلٰوۃٍ اَنْ تَقُوْلَ "اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ۔

رواہ ابوداؤد والنسائی

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہاتھ پکڑ کے فرمایا:۔ اے معاذ! مجھے تجھ سے محبت ہے، میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ دعا ضرور کیا کر: "اَللّٰھُمَّ اَعِنِّیْ عَلٰی ذِکْرِکَ وَشُکْرِکَ وَحُسْنِ عِبَادَتِکَ" (اے اللہ! میری مدد فرما اور مجھے توفیق دے اپنے ذکر کی، اپنے شکر کی، اور اپنی اچھی عبادت کی) (سنن ابی داؤد، سنن نسائی)

(تشریح) نہایت مختصر ہونے کے باوجود یہ بڑی عظیم اور اہم دعا ہے۔ اس کی عظمت اور اہمیت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل کو اپنی محبت کا واسطہ دے کر تاکید کے ساتھ اس کی وصیت اور تلقین فرمائی ——— اسی طرح

"اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِکَ تَھْدِیْ بِھَا قَلْبِیْ الخ"

(اے اللہ! میں تجھ سے دعا اور التجا کرتا ہوں، تو محض اپنے فضل و کرم سے مجھ پر ایسی وسیع اور ہمہ گیر رحمت فرما جس سے میرا قلب تیری ہدایت سے بہرہ یاب ہو اور اپنے سارے معاملات میں مجھے تیری اس رحمت سے حمیت نصیب ہو اور میری ظاہری و باطنی پراگندگی اور ابتری دور ہو اور مجھ سے تعلق رکھنے والی جو چیزیں میرے پاس نہیں دُور اور غائب ہیں تیری رحمت سے ان کو صلاح و فلاح حاصل ہو اور جو میرے پاس حاضر و موجود ہیں ان کو تیری رحمت سے رفعت اور قدر افزائی نصیب ہو اور خود میرے اعمال کا تیری اس رحمت سے تزکیہ ہو اور تیری طرف سے میرے قلب میں وہی ڈالا جائے جو میرے لئے صحیح اور مناسب ہو اور جس چیز سے مجھے رغبت اور اُلفت ہو وہ مجھے تیری اس رحمت سے عطا ہو اور ہر بُرائی سے تو میری حفاظت فرما۔

اے میرے اللہ! میرے دل کو وہ ایمان و یقین عطا فرما جس کے بعد کسی درجہ کا بھی کفر نہ ہو (یعنی کوئی بات بھی مجھ سے ایمان کے خلاف سرزد نہ ہو) اور مجھے اپنی اس رحمت سے نواز جس کے طفیل دنیا اور آخرت میں مجھے عزت و شرف کا مقام حاصل ہو۔

اے اللہ! میں تجھ سے التجا کرتا ہوں قضا و قدر کے فیصلوں میں کامیابی کی، اور تجھ سے مانگتا ہوں تیرے شہید بندوں والا اعزاز، اور تیرے نیک بخت بندوں والی زندگی، اور دشمنوں کے مقابلے میں تیری حمایت اور مدد۔

اے اللہ! میں تیری بارگاہ میں اپنی حاجتیں لے کر حاضر ہوا ہوں، اگرچہ میری عقل و رائے کوتاہ اور میرا عمل اور جد و جہد ضعیف ہے۔ اے رحیم و کریم! میں تیری رحمت کا محتاج ہوں پس اے سارے امور کا فیصلہ فرمانے والے اور قلوب کے روگ دُور کر کے ان کو شفا بخشنے والے مالک و مولا! جس طرح تو اپنی قدرتِ کاملہ سے (ایک ساتھ بہنے والے) سمندروں کو ایک دوسرے سے جُدا رکھتا ہے (کہ کھاری شیریں سے الگ رہتا ہے اور شیریں کھاری سے) اسی طرح

نِيَّتِيْ وَلَمْ تَبْلُغْهُ مَسْأَلَتِيْ مِنْ خَيْرٍ وَعَدْتَهُ اَحَدًا مِنْ خَلْقِكَ اَوْ خَيْرٍ اَنْتَ مُعْطِيْهِ اَحَدًا مِنْ عِبَادِكَ فَاِنِّيْ اَرْغَبُ اِلَيْكَ فِيْهِ وَاَسْأَلُكَهُ بِرَحْمَتِكَ رَبَّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ ذَا الْحَبْلِ الشَّدِيْدِ وَالْاَمْرِ الرَّشِيْدِ اَسْئَلُكَ الْاَمْنَ يَوْمَ الْوَعِيْدِ وَالْجَنَّةَ يَوْمَ الْخُلُوْدِ مَعَ الْمُقَرَّبِيْنَ الشُّهُوْدِ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ الْمُوْفِيْنَ بِالْعُهُوْدِ اِنَّكَ رَحِيْمٌ وَدُوْدٌ وَاِنَّكَ تَفْعَلُ مَا تُرِيْدُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا هَادِيْنَ مُهْتَدِيْنَ غَيْرَ ضَآلِّيْنَ وَلَا مُضِلِّيْنَ سِلْمًا لِاَوْلِيَائِكَ وَعَدُوًّا لِاَعْدَائِكَ نُحِبُّ بِحُبِّكَ مَنْ اَحَبَّكَ وَنُعَادِيْ بِعَدَاوَتِكَ مَنْ خَالَفَكَ اَللّٰهُمَّ هٰذَا الدُّعَاءُ وَعَلَيْكَ الْاِجَابَةُ وَهٰذَا الْجَهْدُ وَعَلَيْكَ التُّكْلَانُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لِيْ نُوْرًا فِيْ قَلْبِيْ وَنُوْرًا فِيْ قَبْرِيْ وَنُوْرًا مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَنُوْرًا مِنْ خَلْفِيْ وَنُوْرًا عَنْ يَمِيْنِيْ وَنُوْرًا عَنْ شِمَالِيْ وَنُوْرًا مِنْ فَوْقِيْ وَنُوْرًا مِنْ تَحْتِيْ وَنُوْرًا فِيْ سَمْعِيْ وَنُوْرًا فِيْ بَصَرِيْ وَنُوْرًا فِيْ شَعْرِيْ وَنُوْرًا فِيْ بَشَرِيْ وَنُوْرًا فِيْ لَحْمِيْ وَنُوْرًا فِيْ دَمِيْ وَنُوْرًا فِيْ عِظَامِيْ اَللّٰهُمَّ اَعْظِمْ لِيْ نُوْرًا وَاَعْطِنِيْ نُوْرًا وَاجْعَلْ لِيْ نُوْرًا سُبْحَانَ الَّذِيْ تَعَطَّفَ الْعِزَّ وَقَالَ بِهٖ سُبْحَانَ الَّذِيْ لَبِسَ الْمَجْدَ وَتَكَرَّمَ سُبْحَانَ ذِي الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ـــــــــــــــ رواہ الترمذی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات نماز تہجد سے فارغ ہوئے تو میں نے آپ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا:۔

اور اعتماد و بھروسہ اپنی کوشش اور دُعا پر نہیں بلکہ صرف تیرے کرم پر ہے۔

اے اللہ! میرے قلب میں نور پیدا فرما، اور میری قبر کو نورانی کر دے اور منور کر دے میرے آگے اور میرے پیچھے اور میرے دائیں اور میرے بائیں اور میرے اوپر اور میرے نیچے (یعنی میرے ہر طرف تیرا نور ہی نور ہو) اور اے اللہ! نور پیدا فرما میری شنوائی اور بینائی میں۔ اور میرے بال بال اور روئیں روئیں میں اور میرے گوشت و پوست میں اور میری رگوں میں دوڑنے والے میرے خون میں اور میری ہڈیوں میں۔ اے اللہ! میرے نور کو بڑھا اور مجھے نور عطا فرما، اور نور کو میرا اور میرے ساتھ کر دے۔

پاک ہے وہ پروردگار جس نے عزت و جلال کی چادر اوڑھ لی ہے اور مجد و کرم اس کا لباس و شعار ہے، پاک ہے وہ ربِ قدوس جس کے سوا کسی کو تسبیح سزاوار نہیں، پاک ہے بندوں پر فضل و انعام فرمانے والا، پاک ہے جس کی خاص صفت عظمت و کرم ہے، پاک ہے ربِ ذوالجلال والاکرام ——————— (جامع ترمذی)

(تشریح) سبحان اللہ! کتنی بلند اور کس قدر جامع ہے یہ دُعا۔ تنہا اسی ایک دُعا سے (اور اس سے پہلے جو دعائیں درج ہوئیں اُن سے بھی) اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے شئون و صفات کی کتنی معرفت حاصل تھی، اور عبدیت جو بندے کا سب سے بڑا کمال ہے اُس میں آپ کا کیا مقام تھا، اور سید العالمینؐ اور محبوب رب العالمینؐ ہونے کے باوجود اپنے کو آپ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کے کرم کا کتنا محتاج سمجھتے تھے، اور بندگی و نیازمندی کی کس فقیرانہ شان کے ساتھ اس سے اپنی حاجتیں مانگتے تھے۔ نیز یہ بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ دُعا کے وقت آپ کے قلبِ مبارک کی کیا کیفیت ہوتی تھی، اور اللہ تعالیٰ نے انسانی حاجتوں کا کتنا تفصیلی اور عمیق احساس آپ کو عطا فرمایا تھا۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے ساتھ جیسے رؤف اور رحیم و کریم ہیں اُس کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے یہ بھی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان دعاؤں کے ایک ایک فقرے پر

تو مجھے آتش دوزخ سے اور اُس عذاب سے جُدا اور دُور رکھ جس کو دیکھ کے آدمی موت کی دُعا مانگے گا، اور اسی طرح مجھے عذاب قبر سے بچا۔

اے میرے اللہ! تو نے جس خیر اور نعمت کا اپنے کسی بندے کے لئے وعدہ فرمایا ہو، یا جو چیز اور نعمت تو کسی کو بغیر وعدے کے عطا فرمانے والا ہو اور میری عقل و رائے اس کے شعور اور اس کی طلب سے قاصر رہی ہو اور میری نیت بھی اس تک نہ پہونچی ہو اور میں نے تجھ سے اس کی استدعا بھی نہ کی ہو، تو اے میرے اللہ! تیری رحمت سے میں اُس کی بھی تجھ سے التجا کرتا ہوں، اور تیرے کرم کے بھروسے اُس کا بھی طالب اور شائق ہوں، تو اپنے رحم و کرم سے وہ خیر و نعمت بھی مجھے عطا فرما۔

اے میرے وہ اللہ! جس کا رشتہ مضبوط و محکم ہے اور جس کا ہر حکم اور کام صحیح اور درست ہے، میں تجھ سے استدعا کرتا ہوں کہ "یوم الوعید" یعنی قیامت کے دن مجھے امن عطا فرما، اور "یوم الخلود" یعنی آخرت میں میرے لئے جنت کا فیصلہ فرما اپنے اُن بندوں کے ساتھ جو تیرے مقرب اور تیری بارگاہ کے حاضر باش ہیں اور رکوع و سجود یعنی نماز و عبادت میں مشغول رہنا جن کا وظیفۂ حیات ہے اور وفائے عہد جن کی خاص صفت ہے۔

اے میرے اللہ! تو بڑا مہربان اور بڑی عنایت و محبت فرمانے والا ہے، اور "فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ" تیری شان ہے۔ اے اللہ! ہمیں ایسا کر دے کہ ہم دوسروں کے لئے ہدایت کا ذریعہ بنیں، اور خود ہدایت یاب ہوں۔ نہ خود گم کردہ راہ ہوں اور نہ دوسروں کے لئے گمراہ کن۔ تیرے دوستوں سے ہماری صلح ہو، تیرے دشمنوں کے ہم دشمن ہوں۔ جو کوئی تجھ سے محبت رکھے، ہم تیری اس محبت کی وجہ سے اُس سے محبت کریں، اور جو تیرے خلاف چلے اور عداوت کی راہ اختیار کرے، تیری عداوت کی وجہ سے ہم بھی اُس سے عداوت اور بغض رکھیں۔

اے اللہ! یہ میری دُعا ہے، اور قبول فرمانا تیرے ذمہ ہے، اور یہ میری حقیر کوشش ہے،

مختلف اوقات و احوال کی دُعائیں

اب تک جو دُعائیں مذکور ہوئیں وہ سب نماز کے اندر کی یا نماز کے بعد کی تھیں، اور نماز چونکہ اپنی روح و حقیقت کے لحاظ سے خود دُعا و مناجات بلکہ اس کی مکمل ترین صورت ہے، اور اس کا موضوع ہی اللہ تعالیٰ کے حضور میں اظہارِ عجز و نیاز اور دعا و سوال ہے، اِس لئے اس میں اِس طرح کی دُعائیں کامل معرفت اور کمالِ عبدیت کی علامت ہونے کے باوجود کوئی اچنبھا نہیں ——— لیکن جو دعائیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے اوقات خاص کر کھانے پینے سونے جاگنے اور دوسرے بشری و حیوانی تقاضوں والے اعمال و اشغال کے اوقات کے لئے تعلیم فرمائی ہیں جن کے ذریعہ یہ اعمال و اشغال بھی سراسر رُوحانی و نورانی اور اللہ تعالیٰ کے تقرب کا وسیلہ بن جاتے ہیں، وہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت و تعلیم کا خاص الخاص معجزہ ہے ذیل میں انہی دُعاؤں کا سلسلہ شروع کیا جا رہا ہے۔

صبح اور شام کی دُعائیں: ———

ہر آدمی کے لئے رات کے بعد صبح ہوتی ہے اور دن ختم ہونے پر شام آتی ہے گویا ہر صبح اور ہر شام زندگی کی ایک منزل طے ہو کر اگلی منزل شروع ہو جاتی ہے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارشادات اور اپنے عملی نمونہ سے امت کو ہدایت فرمائی کہ وہ ہر صبح و شام اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے تعلق کو تازہ و مستحکم کرے، اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرے، اپنے قصوروں کے اعتراف کے ساتھ

اللہ تعالیٰ کے دریائے رحمت میں کیسا تلاطم اور دُعا مانگنے والے پر کتنا پیار آتا ہوگا۔

پہلے لکھا جا چکا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دُعائیں اُمت کے لئے آپ کا عظیم ترین ورثہ ہیں ـــــــ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس ورثہ کی قدر و قیمت سمجھیں اور اس سے پورا حصہ لینے کی کوشش کریں۔

"اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ وَاِذَا اَمْسٰى فَلْيَقُلْ اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيَا وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ۔

رواہ ابوداؤد والترمذی واللفظ لہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کو تلقین فرماتے تھے کہ جب رات ختم ہو کر تمہاری صبح ہو تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا کرو: "اَللّٰهُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا ـ تا ـ وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ" (اے اللہ! تیرے ہی حکم سے ہماری صبح ہوتی ہے، اور تیرے ہی حکم سے ہماری شام، تیرے ہی فیصلہ سے ہم زندہ ہیں، اور تیرے ہی حکم سے ہم وقت آجانے پر مریں گے، اور پھر تیری ہی طرف لوٹ کر جائیں گے) ـــــ اسی طرح جب شام ہو تو عرض کرو: "اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا ـ تا ـ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ" (اے اللہ! تیرے ہی حکم سے ہماری شام ہوتی ہے، اور تیرے ہی حکم سے ہماری صبح، اور تیرے ہی فیصلہ سے ہم زندہ ہیں، اور تیرے ہی فیصلہ سے مریں گے، اور پھر اٹھ کر تیرے ہی حضور حاضر ہوں گے)۔

ـــــ (جامع ترمذی وسنن ابی داؤد)

(تشریح) رات کے اندھیرے کے بعد صبح کے اُجالے کا نمودار ہونا اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ انسان عموماً دن ہی میں اپنے سارے کام کاج کرتے ہیں، اگر رات کے بعد صبح نہ ہو تو گویا قیامت ہو جائے۔ اسی طرح دن کے ختم پر شام کا آنا اور رات کا شروع ہونا بھی بڑی نعمت ہے، شام آکر کاموں سے چھٹی دلاتی اور آرام و راحت کا پیام لاتی ہے، اگر ایک دن شام نہ آئے، تو اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ عام انسانوں پر کیا گزر جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں ہدایت فرمائی ہے کہ جب صبح یا شام ہو تو اللہ تعالیٰ کی اس نعمت کا احساس و اعتراف کیا جائے۔ اسی کے ساتھ اس کو بھی یاد کیا جائے کہ جس طرح اللہ کے حکم سے دن کی عمر ختم ہو کر رات

معافی مانگے، اور سائل اور بھکاری بن کر رب کریم سے مناسب وقت دعائیں کرے۔

(۱۲۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ اَبَا بَكْرٍ الصِّدِّیْقَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مُرْنِیْ بِكَلِمَاتٍ اَقُوْلُهُنَّ اِذَا اَصْبَحْتُ وَاِذَا اَمْسَیْتُ قَالَ قُلْ "اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ رَبَّ كُلِّ شَیْءٍ وَمَلِیْكَهٗ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ وَشَرِّ الشَّیْطَانِ وَشِرْكِهٖ" قَالَ قُلْهَا اِذَا اَصْبَحْتَ وَاِذَا اَمْسَیْتَ وَاِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَكَ ——— رواہ ابوداؤد والترمذی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ: "مجھے ذکر و دعا کے وہ کلمے تعلیم فرما دیجئے جن کو میں صبح اور شام کہہ لیا کروں"۔ آپ نے فرمایا: — اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کیا کرو "اَللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ... تا ... وَشَرِّ الشَّیْطَانِ وَشِرْكِهٖ"

(اے زمین و آسمان کے پیدا کرنے والے، غیب و شہود کا پورا علم رکھنے والے، ہر چیز کے مالک و پروردگار۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ تیرے سوا کوئی قابلِ پرستش نہیں، میں تیری پناہ چاہتا ہوں، اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور اس کے شرک سے (یعنی اس بات سے کہ وہ مجھے شرک میں مبتلا کر دے)۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: — اے ابوبکر! تم اللہ سے یہ دعا کیا کرو صبح کو اور شام کو، اور سونے کے لئے بستر پر لیٹتے وقت۔

——— (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی)

(۱۲۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُعَلِّمُ اَصْحَابَهٗ یَقُوْلُ اِذَا اَصْبَحَ اَحَدُكُمْ فَلْیَقُلْ

اور جب صبح ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بس ایک لفظ کی تبدیلی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرتے: "اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ الخ" (ہماری صبح اس حال میں ہو رہی ہے کہ ہم اور یہ ساری کائنات اللہ ہی کے ہیں الخ)۔

(صحیح مسلم)

(تشریح) اس دعا میں اپنی ذات اور ساری کائنات کے اوپر اللہ تعالیٰ کی ملکیت کا اقرار اور اس کی حمد و ثنا کے ساتھ اس کی توحید کا اعلان ہے ——— پھر رات یا دن میں جو خیر اور برکتیں ہوں اُن کا سوال ہے، اور جو کمزوریاں خیر و سعادت سے محرومی کا سبب بن جاتی ہیں اُن سے پناہ طلبی ہے۔ اور آخر میں دنیا کے ہر فتنہ اور عذاب قبر سے پناہ مانگی گئی ہے ——— سبحان اللہ! کیسی جامع دُعا ہے اور اس میں اپنی بندگی اور نیازمندی کا کیسا اظہار ہے۔

(۱۲۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمْ يَكُنْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدَعُ هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ حِيْنَ يُمْسِيْ وَحِيْنَ يُصْبِحُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَدُنْيَايَ وَاَهْلِيْ وَمَالِيْ اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِيْ وَاٰمِنْ رَوْعَاتِيْ اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ وَعَنْ يَمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ وَاَعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ اَنْ اُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ"

رواہ ابوداؤد

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ جب شام یا صبح ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا ضرور کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ الخ" (اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں معافی اور عافیت کا طالب و سائل ہوں۔ اے میرے اللہ! میں اپنے دین اور دنیا اور اپنے اہل و عیال اور مال کے

آتی ہے، اور رات کی عمر ختم ہو کر دن نکلتا ہے۔ اسی طرح اس کے حکم سے ہماری زندگی چل رہی ہے، اور اُسی کے حکم سے مقررہ وقت پر موت آجائے گی، اور پھر اللہ کے حضور میں پیشی ہوگی۔ الغرض روزانہ صبح و شام اللہ کی نعمت کا اعتراف اور موت اور آخرت کو یاد کیا جائے۔ نہ صبح کو اس سے غفلت ہو نہ شام کو۔

(۱۲۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَمْسٰى قَالَ "أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَخَيْرِ مَا فِيْهَا وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيْهَا۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَسُوْءِ الْكِبَرِ وَفِتْنَةِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ۔ وَإِذَا أَصْبَحَ قَالَ ذٰلِكَ أَيْضًا أَصْبَحْنَا وَأَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ الخ" ——— رواہ مسلم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب شام ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے: "أَمْسَيْنَا وَأَمْسَى الْمُلْكُ لِلّٰهِ الخ" (یہ شام اس حال میں ہو رہی ہے کہ ہم اور یہ ساری کائنات اللہ ہی کے ہیں۔ ساری حمد و ستائش اسی اللہ کے لئے ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اس کا کوئی شریک ساجھی نہیں، راج اور مُلک اسی کا ہے، وہی لائق حمد و ثنا ہے، اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ——— اے اللہ! یہ آنے والی رات اور جو کچھ اس رات میں ہونے والا ہے میں اس کے خیر کا تجھ سے سائل ہوں، اور اس کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔ پروردگار! تیری پناہ سُستی اور کاہلی سے (جو امورِ خیر سے محرومی کا سبب بنتی ہے) تیری پناہ بالکل نکما کر دینے والے بڑھاپے سے، اور کبر سنی کے بُرے اثرات سے، تیری پناہ دنیا کے ہر فتنہ سے (اور یہاں کی ہر آزمائش سے) تیری پناہ قبر کے عذاب سے ———

اس بشارت کے معلوم ہو جانے کے بعد اس دولت کو حاصل کرنے سے غافل رہنا کتنا عظیم خسارہ اور کتنی بڑی محرومی ہوگی۔

(۱۲۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ غَنَّامٍ الْبَيَاضِيِّ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ "اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِعْمَةٍ اَوْ بِاَحَدٍ مِنْ خَلْقِكَ فَمِنْكَ وَحْدَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ. لَكَ الْحَمْدُ وَلَكَ الشُّكْرُ" فَقَدْ اَدّٰى شُكْرَ يَوْمِهٖ وَمَنْ قَالَ مِثْلَ ذٰلِكَ حِيْنَ يُمْسِيْ فَقَدْ اَدّٰى شُكْرَ لَيْلَتِهٖ ——— رواه ابوداؤد

عبداللہ بن غنام بیاضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جو بندہ صبح ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرے کہ:۔ "اَللّٰهُمَّ مَا اَصْبَحَ بِيْ مِنْ نِعْمَةٍ الخ" (اے میرے اللہ! اس صبح جو بھی نعمت مجھے نصیب ہے یا تیری مخلوق میں سے کسی کو بھی میسر ہے وہ تنہا تیرے ہی کرم کا نتیجہ ہے، تیرا کوئی شریک ساجھی نہیں، تیرے ہی لئے ساری حمد و ثنا اور اے کریم صرف تیرا ہی شکر ہے) تو اس نے اس دن کی ساری نعمتوں کا شکر ادا کر دیا، اور جس نے شام ہونے پر اللہ تعالیٰ کے حضور میں اسی طرح عرض کیا تو اس نے پوری رات کی نعمتوں کا شکر ادا کر دیا۔

——— (سنن ابی داؤد)

(تشریح) حق یہ ہے کہ بندہ اللہ کی نعمتوں کا کسی طرح شکر ادا نہیں کر سکتا۔ یہ رب کریم کا صرف کرم ہے کہ ایسے حقیر سے شکر کو بھی وہ کافی قرار دیتا ہے ——— منقول ہے کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا کہ: ——— اے پروردگار! آپ کی نعمتیں بے شمار ہیں میں کیسے ان کا شکر ادا کروں۔ ارشاد ہوا کہ:۔ تمہارا یہ محسوس کرنا کہ وہ نعمتیں میری ہی طرف سے ہیں بس یہی شکر کافی ہے۔ لك الحمد ولك الشكر۔

بارے میں معافی اور عافیت کا طلبگار ہوں۔ اے اللہ! میری شرم و عار والی باتوں کی پردہ پوشی فرما میرے دل کی گھبراہٹ اور تشویشات دور فرما کر مجھے امن و اطمینان نصیب فرما۔ اے اللہ! میری حفاظت فرما میرے آگے سے اور پیچھے سے اور میرے دائیں بائیں اور میرے اوپر کی جانب سے۔ اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ نیچے کی جانب سے مجھ پر کوئی آفت آئے، مجھے ہمیشہ اس سے محفوظ رکھ ——— (سنن ابی داؤد)

(تشریح) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صبح شام کی دعاؤں میں یہ دعا بھی بڑی جامع ہے، انسانی ضرورت کا کوئی گوشہ ایسا نہیں جو ان چند لفظوں میں نہ آگیا ہو ——— اللہ تعالیٰ قدر شناسی عطا فرمائے، اور عمل کی توفیق دے۔

(۱۲۵) عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ مُسْلِمٍ يَقُوْلُ إِذَا أَمْسٰى وَإِذَا أَصْبَحَ ثَلَاثًا "رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا" إِلَّا كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ أَنْ يُرْضِيَهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

——— رواه احمد والترمذی

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان بندہ صبح اور شام تین دفعہ کہے: "رَضِيْتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا" (میں راضی ہوں اللہ کو اپنا مالک و پروردگار مان کر اور اسلام کو اپنا دین بنا کر اور محمدؐ کو نبی مان کر) تو اللہ نے اس بندے کے لئے اپنے ذمہ کر لیا ہے کہ قیامت کے دن اس کو ضرور خوش کر دے گا ——— (مسند احمد، جامع ترمذی)

(تشریح) سبحان اللہ! کتنی عظیم بشارت ہے کہ جو مومن و مسلم بندہ اس مختصر کلمہ کو صبح شام تین تین دفعہ کہہ کے اللہ و رسول اور ان کے دین کے ساتھ اپنے ایمانی تعلق کو تازہ اور مستحکم کرے اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا حتمی فیصلہ ہے کہ میں قیامت کے دن اس کو راضی اور خوش کر دوں گا ———

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:- جو کوئی (سورۂ روم کی یہ تین آیتیں) صبح ہونے پر تلاوت کرے وہ اس دن کی وہ ساری خیر اور برکتیں پالے گا جو اس سے فوت ہوئی ہوں گی۔ اور اسی طرح جو کوئی شام آنے پر یہ تین آیتیں تلاوت کرے وہ اس رات کی وہ ساری خیر و برکات پالے گا جو اس سے فوت ہوئی ہوں گی ـــــ وہ آیات یہ ہیں :ـــــ

فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ	اللہ کی پاکی بیان کرو جب تمہارے لئے صبح ہو
وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ	اور جب شام آئے۔ اور زمین و آسمان میں
فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ	ہر وقت اس کی حمد و ثنا ہوتی ہے۔ اور
وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝	چوتھے پہر اور دوپہر کے وقت بھی اس کی پاکی
يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ	بیان کرو، وہی قادرِ مطلق زندہ کو مُردہ سے
وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ	اور مُردہ کو زندہ سے برآمد کرتا ہے، اور زمین پر
وَيُحْيِي الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا	مردگی طاری ہو جانے کے بعد اپنی رحمت سے
وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝	اسے حیاتِ تازہ بخشتا ہے ـــ اور تم بھی

اسی طرح مرنے کے بعد زندہ کر دیئے جاؤ گے۔

ـــــــــــــــــــ (سنن ابی داؤد)

(۱۲۹) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ عَبْدٍ يَقُوْلُ فِيْ صَبَاحِ كُلِّ يَوْمٍ وَمَسَاءِ كُلِّ لَيْلَةٍ "بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ" ثَلٰثَ مَرَّاتٍ فَلَا يَضُرُّهٗ شَيْءٌ ـــــــــــــــــــ رواہ الترمذی وابو داؤد

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۲۷) عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَصْبَحَ اَحَدُكُمْ فَلْيَقُلْ "اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ هٰذَا الْيَوْمِ وَ فَتْحَهٗ وَنَصْرَهٗ وَنُوْرَهٗ وَبَرَكَتَهٗ وَهُدَاهُ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ" ثُمَّ اِذَا اَمْسٰى فَلْيَقُلْ مِثْلَ ذَالِكَ ——— رواه ابوداؤد

حضرت ابو مالک اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب صبح ہو تو کہو: "اَصْبَحْنَا وَاَصْبَحَ الْمُلْكُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ تا اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيْهِ وَشَرِّ مَا بَعْدَهٗ" (صبح اس حالت میں ہوئی کہ ہم اور ساری کائنات اللہ رب العالمین کی ملک اور اس کے قبضہ میں ہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اس دن کی خیر اور فتح و نصرت، نور و برکت اور ہدایت کا سائل ہوں، اور اس دن اور اس کے بعد کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں)۔ پھر جب شام ہو تو اسی طرح کہو۔

——— (سنن ابی داؤد)

(۱۲۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يُصْبِحُ "فَسُبْحَانَ اللّٰهِ حِيْنَ تُمْسُوْنَ وَحِيْنَ تُصْبِحُوْنَ ۝ وَلَهُ الْحَمْدُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَعَشِيًّا وَّحِيْنَ تُظْهِرُوْنَ ۝ يُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَ يُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَيُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَكَذٰلِكَ تُخْرَجُوْنَ ۝" اَدْرَكَ مَا فَاتَهٗ يَوْمَهٗ ذَالِكَ وَمَنْ قَالَهُنَّ حِيْنَ يُمْسِيْ اَدْرَكَ مَا فَاتَهٗ فِيْ لَيْلَتِهٖ۔

——— رواه ابوداؤد

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَأْ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ، وَالْمُعَوِّذَتَيْنِ حِيْنَ تُمْسِيْ وَحِيْنَ تُصْبِحُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ تَكْفِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ۔

رواہ ابوداؤد

حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا:۔ شام کو اور صبح کو (یعنی دن شروع ہونے پر اور رات شروع ہونے پر) تم قل ھو اللہ احد اور قل اعوذ برب الفلق وقل اعوذ برب الناس تین تین بار پڑھ لیا کرو ـــــ یہ ہر چیز کے واسطے تمہارے لئے کافی ہوں گی ـــــ (سنن ابی داؤد)

(تشریح) قل ھو اللہ اور معوذتین قرآن مجید کی بہت چھوٹی سورتوں میں ہیں، لیکن اپنے مضمون کے لحاظ سے بہت فائق اور بالاتر ہیں، جیسا کہ فضائل تلاوتِ قرآن کے سلسلہ میں کچھ ہی پہلے بیان بھی کیا جا چکا ہے۔ حدیث کا مفاد یہ ہے کہ جو لوگ اور زیادہ نہ پڑھ سکیں وہ صبح شام کم از کم یہی تین سورتیں تین بار پڑھ لیا کریں، جیسا کہ حدیث میں فرمایا گیا ہے، یہی انشاء اللہ کافی ہوں گی، ہر مسلمان کو یہ یاد بھی ہوتی ہیں۔

خاص سونے کے وقت کی دُعائیں:ـــــ

نیند کو موت سے بہت مشابہت ہے۔ سونے والا مُردے ہی کی طرح دنیا و مافیہا سے بے خبر ہوتا ہے۔ اِس لحاظ سے نیند، بیداری اور موت کے درمیان کی ایک حالت ہے، اِس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تاکید کے ساتھ ہدایت فرماتے تھے کہ جب سونے لگو تو اس سے پہلے دھیان اور اہتمام سے اللہ کو یاد کرو، گناہوں سے معافی مانگو اور اس سے مناسب وقت دُعائیں کرو ـــــ اِس سلسلہ میں جو دُعائیں آپ نے تلقین فرمائیں اور جو آپ کے معمولات میں سے تھیں وہ ذیل میں پڑھی جائیں۔

نے فرمایا:- جو شخص ہر دن کی صبح اور ہر رات کی شام کو تین دفعہ یہ دُعا پڑھ لیا کرے اُسے کوئی مصرت نہیں پہونچے گی اور وہ کسی حادثہ سے دوچار نہیں ہوگا۔ دُعا یہ ہے:-

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یَضُرُّ مَعَ اِسْمِهٖ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِی السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ۔

اس اللہ کے نام سے جس کے نام پاک کے ساتھ زمین و آسمان کی کوئی چیز بھی ضرر نہیں پہونچا سکتی اور وہ سب سننے والا اور جاننے والا ہے۔

(جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

(تشریح) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے اس حدیث کے راوی ان کے صاحبزادے اَبان ہیں۔ ان پر فالج کا حملہ ہو گیا تھا جس سے ان کا جسم متاثر تھا۔ ایک دفعہ جب وہ یہ حدیث بیان کر رہے تھے ایک آدمی خاص طرح کی نظر سے ان کی طرف دیکھنے لگا، وہ سمجھ گئے کہ اس کے دل میں یہ اعتراض پیدا ہو رہا ہے کہ جب آپ یہ حدیث اپنے والدِ ماجد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے سُن چکے تھے تو پھر آپ پر فالج کا حملہ کیسے ہو گیا، اس حدیث میں تو اس دُعا کے صبح و شام پڑھنے والے کے لئے ہر حادثہ سے حفاظت کی ضمانت بتائی گئی ہے ـــــ اَبان نے اُس آدمی سے کہا:- میاں دیکھتے کیا ہو، نہ میں غلط بیان کر رہا ہوں نہ حضرت عثمانؓ نے مجھ سے غلط بیان کیا تھا، حدیث بالکل صحیح ہے، اور اس میں جو وعدہ ہے وہ بھی برحق ہے، اصل واقعہ یہ ہے کہ ایک دفعہ کسی معاملہ کی وجہ سے مجھے سخت غصہ تھا، اُس غصہ کی حالت میں اُس دن وقت پر یہ دُعا پڑھنا بھول گیا، اسی دن یہ فالج کا حملہ ہوا۔ چونکہ تقدیرِ الٰہی میں فالج ہونا مقرر تھا اس لئے اُسی دن بھلا دیا گیا ـــــ حضرت اَبان کا یہ بیان بھی حدیث کے ساتھ سنن ابی داؤد اور جامع ترمذی میں مروی ہے ـــــ صبح شام تین دفعہ اس دُعا کا پڑھنا اللہ کے نیک بندوں کے معمولات میں سے ہے، اور بلاشبہ اس میں آفاتِ ارضی و سماوی سے حفاظت کی ضمانت ہے۔

(۱۳۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ خُبَیْبٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

وکرم اس کی طرف متوجہ ہے۔

(۱۳۲) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا اٰوٰی اِلٰی فِرَاشِہٖ قَالَ "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَکَفَانَا وَاٰوَانَا فَکَمْ مِمَّنْ لَا کَافِیَ لَہٗ وَلَا مُؤْوِیَ لَہٗ"۔

رواہ مسلم

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آرام کے لئے بستر پر تشریف لاتے تو اس طرح اللہ کی حمد اور اس کا شکر ادا کرتے "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ۔۔۔ تا ۔۔۔ وَلَا مُؤْوِیَ لَہٗ" (اُس اللہ کی حمد اور اس کا شکر جس نے ہمیں کھلایا پلایا اور ہماری پوری ضرورتیں عطا فرمائیں اور آرام کے لئے ہمیں ٹھکانا دیا، کتنے ہی ایسے بندے ہیں جن کی نہ کوئی ضروریات پوری کرنے والا ہے نہ کوئی انھیں ٹھکانا دینے والا ہے) ۔۔۔ (صحیح مسلم)

(تشریح) مطلب یہ ہے کہ ہم جو کھاتے پیتے ہیں، اور جو کچھ ہمیں ملتا ہے وہ سب ربِّ کریم کا عطیہ ہے۔ ہمارے کسی ہنر اور کرتب کو اس میں دخل نہیں، اس لئے وہی لائقِ حمد و شکر ہے ۔۔۔ جس نے سوتے وقت یہ دُعا کی اس نے کھانے پینے اور اُن سب نعمتوں کا جن سے اس نے فائدہ اُٹھایا شکر ادا کر دیا۔

(۱۳۳) عَنْ حُذَیْفَۃَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَخَذَ مَضْجَعَہٗ مِنَ اللَّیْلِ وَضَعَ یَدَہٗ تَحْتَ خَدِّہٖ ثُمَّ یَقُوْلُ "اَللّٰھُمَّ بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰی وَاِذَا اسْتَیْقَظَ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ۔

رواہ البخاری ورواہ مسلم عن البراء بن عازب

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو

(۱۳۱) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّهٗ اَمَرَ رَجُلًا قَالَ اِذَا اَخَذْتَ مَضْجَعَكَ قُلِ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ خَلَقْتَ نَفْسِيْ وَ اَنْتَ تَوَفّٰهَا لَكَ مَمَاتُهَا وَمَحْيَاهَا اِنْ اَحْيَيْتَهَا فَاحْفَظْهَا وَاِنْ اَمَتَّهَا فَاغْفِرْ لَهَا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ، فَقِيْلَ لَهٗ سَمِعْتَ هٰذَا مِنْ عُمَرَ قَالَ سَمِعْتُهٗ مِنْ خَيْرٍ مِنْ عُمَرَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ——— رواہ مسلم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے ایک شخص کو بتایا کہ جب تم سونے کے لئے بستر پر لیٹ جاؤ تو اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کرو: "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ خَلَقْتَ نَفْسِيْ ۔ تا ۔ اَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ" (اے میرے اللہ! تو نے ہی مجھے پیدا کیا ہے اور تو ہی جب چاہے گا میری روح قبض کرلے گا، میرا مرنا اور جینا تیرے ہی اختیار میں ہے، اگر تو مجھے زندہ رکھے تو (ہر بلا اور گناہ سے اور شر و فتنہ کی ہر بات سے) میری حفاظت فرما، اور اگر تیرا فیصلہ میری موت کا ہو تو میری مغفرت فرما، اور مجھے بخشدے، اے میرے اللہ! میں تجھ سے معافی اور عافیت کا سائل ہوں (تو میرے لئے معافی کا اور دنیا و آخرت میں عافیت کا فیصلہ فرما) ——— حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے جب یہ دعا تلقین فرمائی تو کسی نے ان سے کہا کہ ۔ یہ آپ نے اپنے والد ماجد حضرت عمرؓ سے سنی ہوگی؟ ۔ انھوں نے فرمایا: ۔ میں نے اس ہستی سے سنا ہے جو حضرت عمرؓ سے بھی بہتر تھی میں نے یہ دعا براہ راست رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے ۔

——— (صحیح مسلم)

(تشریح) یہ مختصر دعا عبدیت کے جذبات سے بھرپور ہے اور اللہ کے حضور میں عبدیت و نیازمندی اور اظہار عجز و بے بسی ہی سب سے زیادہ اس کی رحمت کو کھینچنے والی چیز ہے۔ خاص کر سوتے وقت کسی بندے کو اس طرح کی دعا کی توفیق ملنا اس بات کی علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاص نظر عنایت

اَرْسَلْتَ ـــــــــــــــــــــــ رواہ البخاری ومسلم

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا:۔ جب تم بستر پر سونے کا ارادہ کرو تو پہلے وضو کرو (جس طرح نماز کیلئے وضو کرتے ہو) پھر اپنی داہنی کروٹ پر لیٹ جاؤ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرو: "اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ وَجْھِیْ اِلَیْکَ ـ تا ـ وَنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ" (اے اللہ! میں نے اپنی ہستی کو بالکل تیرے سپرد کر دیا اور اپنے سب اُمور تیرے حوالہ کر دیئے اور تجھ ہی کو اپنا پشت پناہ بنا لیا تیرے جلال سے ڈرتے ہوئے اور تیرے رحم و کرم کی طلب و اُمید کرتے ہوئے میرے مولا تیرے سوا کوئی جائے پناہ اور بچاؤ کی جگہ نہیں، میں ایمان لایا تیری مقدس کتاب پر جو تو نے نازل فرمائی اور تیرے نبیؐ پاک پر جن کو تو نے پیغمبر بنا کر بھیجا) ـــــــــ آپ نے یہ دُعا تلقین فرمانے کے بعد براء بن عازبؓ سے ارشاد فرمایا کہ: "رات کو سونے سے پہلے یہ دُعا تمھارا آخری بول ہو، یعنی اس دُعا کے بعد کوئی بات نہ کرو اور بس سو جاؤ، اگر اللہ کے حکم سے اسی حال میں تم کو موت آگئی تو تمھاری موت بڑی مُبارک اور دینِ فطرت پر ہوگی" ـــــــــ

براء بن عازبؓ کہتے ہیں کہ میں حضورؐ کے سامنے ہی اس دعا کو یاد کرنے لگا تو میں نے آخری جملہ میں "نَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ" کی جگہ "بِرَسُوْلِکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ" کہا (جو بالکل اس کے ہم معنیٰ تھا، صرف ایک لفظ کا فرق تھا) تو آپؐ نے فرمایا:۔ نہیں "بِنَبِیِّکَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ" کہو ـــــــــ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) اِس دعا میں اللہ پر اعتماد اور تسلیم و تفویض کی رُوح بھری ہوئی ہے، اور ساتھ ہی ایمان کی تجدید بھی ہے۔ اس مضمون کے لئے دنیا کا بڑے سے بڑا ادیب بھی اس سے بہتر الفاظ تلاش نہیں کر سکتا۔ بلاشبہ یہ دُعا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی معجزانہ دُعاؤں میں سے ہے۔

(۱۳۵) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْمُرُنَا اِذَا اَرَادَ اَحَدُنَا اَنْ یَّنَامَ اَنْ یَّضْطَجِعَ عَلٰی شِقِّہٖ

آرام فرمانے کے لئے بستر پر لیٹتے تو اپنا ہاتھ رخسارِ مبارک کے نیچے رکھ لیتے (یعنی داہنا ہاتھ داہنے رخسار کے نیچے رکھ کر داہنی کروٹ پر قبلہ رو لیٹ جاتے، جیسا کہ دوسری احادیث میں تفصیل ہے) اور پھر اللہ کے حضور میں عرض کرتے: "اَللّٰھُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْیٰ" (اے اللہ! تیرے ہی نام پہ مجھے مرنا اور تیرے ہی نام پہ مجھے جینا ہے) ——

اور جب سو کر اُٹھتے تو اللہ کا شکر اس طرح ادا کرتے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ" (حمد و شکر اُس اللہ کے لئے جس نے موت طاری کرنے کے بعد ہم کو جلایا اور بالآخر ہمیں اُسی کے پاس جانا ہے)۔

—————— (صحیح بخاری)

(تشریح) چونکہ نیند میں بہت کچھ مشابہت موت کی ہے اِس لئے اِس دُعا میں نیند کو مرنے اور بیدار ہونے کو زندہ ہونے سے تعبیر کیا گیا ہے، اور اس طرح روزمرّہ کے سونے جاگنے کو حیات بعد الموت کی یاد دہانی اور اس کی تیّاری کی فکر کا ذریعہ بنایا گیا ہے —— سونے اور جاگنے کے وقت کی دُعاؤں میں سے یہ دُعا بہت مختصر ہے اور اس کا یاد کرنا بہت آسان ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو توفیق عطا فرمائے۔

(۱۳۴) عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَیْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّأْ وُضُوْءَكَ لِلصَّلٰوةِ ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰی شِقِّكَ الْاَیْمَنِ وَقُلْ "اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ وَجْهِیْ اِلَیْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ وَاَلْجَأْتُ ظَهْرِیْ اِلَیْكَ رَهْبَةً وَّرَغْبَةً اِلَیْكَ لَا مَلْجَأَ وَلَا مَنْجَأَ مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ اٰمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ" فَاِنْ مُتَّ مُتَّ عَلَی الْفِطْرَةِ وَاجْعَلْهُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ فَقُلْتُ اَسْتَذْكِرُهُنَّ وَبِرَسُوْلِكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ قَالَ بِنَبِیِّكَ الَّذِیْ

جو مقروض اور معاشی پریشانیوں میں مبتلا ہوں۔ بندہ یہ دُعا کر کے سوئے اور ربِّ کریم سے اُمید رکھے کہ وہ رزق میں کشائش کی کوئی صورت پیدا فرمائے گا۔

(۱۳۶) عَنْ حَفْصَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّرْقُدَ وَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنٰى تَحْتَ خَدِّهٖ ثُمَّ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ" ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ـــــــــــــــ رواہ ابوداؤد

حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ سونے کا ارادہ فرماتے تو اپنا داہنا ہاتھ رخسارِ مبارک کے نیچے رکھ کر لیٹ جاتے اور تین دفعہ یہ دُعا کرتے: "اَللّٰهُمَّ قِنِيْ عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَكَ" (اے میرے اللہ! مجھے اپنے عذاب سے بچا قیامت کے دن جبکہ سارے بندے دوبارہ زندہ کئے جائیں گے) ـــــــــــــــ (سنن ابی داؤد)

(تشریح) خاص سوتے وقت اس دُعا کی ایک کُھلی وجہ تو یہی ہے کہ سونے کو موت سے جو ایک خاص مشابہت ہے اس کی وجہ سے آپ سونے کے لئے بستر پر لیٹتے وقت موت اور قیامت اور وہاں کے حساب اور ثواب و عذاب کو یاد کرتے تھے، اور جس بندے کو اللہ کی معرفت حاصل ہوگی اُس کو جب موت و قیامت یاد آئے گی تو قدرتی طور پر اس کی سب سے اہم فکر اور دل کی پکار یہی ہوگی کہ وہاں عذاب سے نجات نصیب ہو۔

(۱۳۷) عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَالَ حِيْنَ يَأْوِيْ اِلٰى فِرَاشِهٖ "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ" ثَلٰثَ مَرَّاتٍ غُفِرَتْ لَهٗ ذُنُوْبُهٗ وَاِنْ كَانَ عَدَدَ وَرَقِ الْاَشْجَارِ وَاِنْ كَانَتْ عَدَدَ رَمَلِ عَالَجَ وَاِنْ كَانَتْ عَدَدَ اَيَّامِ الدُّنْيَا۔ رواہ الترمذی

الْأَيْمَنِ ثُمَّ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ رَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوٰى، مُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ دَابَّةٍ أَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْاٰخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ اِقْضِ عَنَّا الدَّيْنَ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ ——— رواہ مسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کو ہدایت فرماتے تھے کہ جب ہم میں سے کوئی سونے کا ارادہ کرے تو اپنی داہنی کروٹ پر لیٹے اور اللہ سے یوں دعا کرے: "اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَرَبَّ الْأَرْضِ ـ تا ـ وَأَغْنِنَا مِنَ الْفَقْرِ" (اے میرے اللہ! آسمان و زمین کے مالک اور عرش عظیم کے مالک ہمارے اور ہر چیز کے مالک، دانے اور گٹھلی کو اپنی قدرت سے پھاڑ کر اس سے پودا نکالنے والے تورات و انجیل اور قرآن کے نازل فرمانے والے! میں تیری پناہ مانگتا ہوں زمین میں چلنے یا رینگنے والی تیری ہر مخلوق کے شر سے جس پر تیرا مکمل قابو ہے ——— اے اللہ! تو ہی اوّل (سب سے پہلا) ہے، کوئی چیز تجھ سے پہلی نہیں، تو ہی آخر (سب کے بعد باقی رہنے والا) ہے، کوئی چیز نہیں جو تیرے بعد ہو (اے مالکِ کُل اور قادرِ مطلق اور اوّل و آخر) مجھ پر جو قرض ہے اُسے ادا کرا دے، اور فقر و محتاجی دُور فرما کر مجھے غنی اور خوش حال کر دے)۔

——— ——— ——— ——— (صحیح مسلم)

(تشریح) اس حدیث میں بھی سونے کے لئے داہنی کروٹ پر لیٹنے کی ہدایت فرمائی گئی ہے اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی معمول تھا۔ اس کروٹ پر لیٹنے کی صورت میں قلب جو بائیں پہلو میں ہے اوپر معلق رہتا ہے، اور اللہ والوں کا تجربہ ہے کہ لیٹتے وقت ذکر و دعا اور توجہ الی اللہ کے لئے یہی شکل زیادہ مناسب ہوتی ہے ——— یہ دعا اُن بندگانِ خدا کے زیادہ حسبِ حال ہے

میں عرض کیا تھا کہ مجھے کوئی چیز بتادیجئے جو میں سوتے وقت پڑھ لیا کروں، اس کے جواب میں آپ نے ان کو یہ بتلایا کہ: "قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ" پڑھ لیا کرو۔

(۱۳۹) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا أَوَى إِلَى فِرَاشِهِ كُلَّ لَيْلَةٍ جَمَعَ كَفَّيْهِ ثُمَّ نَفَثَ فِيهِمَا فَقَرَأَ فِيهِمَا قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ وَقُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ثُمَّ يَمْسَحُ بِهِمَا مَا اسْتَطَاعَ مِنْ جَسَدِهِ يَبْدَأُ بِهِمَا عَلَى رَأْسِهِ وَوَجْهِهِ وَمَا أَقْبَلَ مِنْ جَسَدِهِ يَفْعَلُ ذَالِكَ ثَلَثَ مَرَّاتٍ۔

رواه ابوداؤد والترمذی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا دوامی معمول تھا کہ جب رات کو سونے کے لئے لیٹتے تو "قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ" "قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" اور "قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ" یہ تینوں سورتیں پڑھ کے دونوں ہاتھوں پر دم کرتے، اور جہاں تک آپ کے ہاتھ پہنچ سکتے ان کو جسم مبارک پر پھیرتے، پہلے سر اور چہرے پر اور جسم کے سامنے کے حصے پر پھیرتے، تین دفعہ یہ عمل کرتے۔

(سنن ابی داؤد، جامع ترمذی)

(تشریح) اس حدیث کی ایک روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ آخری مرض میں جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تکلیف زیادہ ہوگئی تو آپ نے مجھے حکم دیا کہ میں اسی طرح تینوں سورتیں پڑھ کے اور اپنے ہاتھوں پر دم کرکے آپ کے جسم مبارک پر پھیروں، اور میں ایسا ہی کرتی تھی۔

(فائدہ) ممکن ہے کہ بعض لوگوں کے لئے سونے کے وقت کی بعض دوسری ماثورہ دعائیں یاد کرنا مشکل ہو، وہ کم از کم "قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، قُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ، قُلْ أَعُوذُ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جو شخص سونے کے لئے بستر پر لیٹتے وقت اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح توبہ و استغفار کرے، اور تین دفعہ عرض کرے:۔ "اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ" (میں مغفرت و بخشش چاہتا ہوں اُس اللہ سے جس کے سوا کوئی معبود نہیں، اور وہ حی و قیوم ہے ہمیشہ رہنے والا اور سب کا کارساز ہے، اور اس کے حضور میں توبہ کرتا ہوں) تو اس کے سب گناہ بخش دیئے جائیں گے، اگرچہ وہ درختوں کے پتوں اور مشہور ریگستان عالج کے ذرّوں اور دنیا کے دنوں کی طرح بے شمار ہوں۔

(جامع ترمذی)

(تشریح) اِس حدیث میں سوتے وقت مذکورۂ بالا الفاظ کے ساتھ توبہ و استغفار کرنے پر سارے گناہ بخش دیئے جانے کا مژدۂ جانفزا سنایا گیا ہے۔ کتنی بڑی محرومی ہوگی اگر حضورؐ کی اس ہدایت پر عمل کا اہتمام نہ کیا جائے۔ ہاں یہ استغفار و توبہ سچے دل سے ہونا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ دلوں کا دیکھنے والا ہے، اس کو زبان سے دھوکہ نہیں دیا جا سکتا۔

(۱۳۸) عَنْ فَرْوَةَ بْنِ نَوْفَلٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَبِیْ اِقْرَأْ قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ثُمَّ نَمْ عَلٰى خَاتِمَتِهَا فَاِنَّهَا بَرَاءَةٌ مِنَ الشِّرْكِ۔

رواہ ابوداؤد والترمذی

فروہ بنتِ نوفل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے والد نوفل سے فرمایا کہ:۔ (جب تم سونے کا ارادہ کرو) تو سورۂ "قُلْ يَا اَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ" پڑھ لیا کرو، اس کے بعد سو جایا کرو، اس سورت کے مضمون میں شرک سے پوری برأت ہے۔

(سنن ابی داؤد، جامع ترمذی)

(تشریح) ترمذی کی روایت میں یہ بھی ہے کہ نوفل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

تیری حمد و ثنا کا مقام بلند ہے، تیرے سوا کوئی لائق پرستش نہیں ہے، بس تو ہی معبود برحق ہے۔

(جامع ترمذی)

نیند میں ڈر جانے کی دعا:

(۱۴۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَزِعَ أَحَدُكُمْ فِي النَّوْمِ فَلْيَقُلْ "أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنَ" فَإِنَّهَا لَنْ تَضُرَّهٗ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يُلَقِّنُهَا مَنْ بَلَغَ مِنْ أَوْلَادِهٖ وَمَنْ لَّمْ يَبْلُغْ مِنْهُمْ كَتَبَ فِيْ صَكٍّ وَعَلَّقَهَا فِيْ عُنُقِهٖ ——— رواه ابوداؤد والترمذی

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جب تم میں سے کوئی (ڈراؤنا خواب دیکھ کے) سوتے میں ڈر جائے تو یوں دعا کرے:۔ "أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ ۔۔۔ تا ۔۔۔ وَأَنْ يَّحْضُرُوْنَ" (میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کے کلمات تامات کے ذریعہ خود اس کے غضب اور عذاب سے اور اس کے بندوں کے شر سے اور شیطانی وساوس و اثرات سے اور اس بات سے کہ شیاطین میرے پاس آئیں اور مجھے ستائیں) ——— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔ پھر شیاطین اس بچے کا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے ———

(حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی سے یہ حدیث ان کے صاحبزادے شعیب نے روایت کی ہے) ان کا بیان ہے کہ ہمارے والد ماجد عبداللہ بن عمرو کا یہ دستور تھا کہ ان کی اولاد میں جو بڑے اور بالغ ہو جاتے وہ یہ دعا ان کو تلقین فرماتے تاکہ وہ اس کو اپنا معمول بنالیں،

بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" تو پڑھ ہی سکتے ہیں، ان کے لئے یہی سب کچھ ہے۔ کم از کم یہ معمول تو مقرر ہی کر لینا چاہئے، جو اتنا بھی اہتمام نہ کر سکے اُس کی محرومی قابلِ عبرت ہے۔

نیند نہ آنے کی شکایت کی دُعا:

(۱۴۰) عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ شَكَى خَالِدُ بْنُ الْوَلِيْدِ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ لَا يَنَامُ اللَّيْلَ مِنَ الْاَرَقِ فَقَالَ اِذَا اَوَيْتَ اِلٰى فِرَاشِكَ فَقُلْ "اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرَضِيْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضَلَّتْ كُنْ لِيْ جَارًا مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ اَحَدٌ اَوْ اَنْ يَبْغِيَ عَلَيَّ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ"

رواہ الترمذی

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے شکایت کی کہ مجھے رات کو نیند نہیں آتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جب تم بستر پر لیٹو تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر لیا کرو:۔ "اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ ۔تا۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ" (اے اللہ! ساتوں آسمانوں کے اور ان سب چیزوں کے مالک جو اس کے نیچے واقع ہیں، اور سب زمینوں کے اور اُن سب چیزوں کے مالک جو اس پر واقع ہیں، اور شیاطین اور ان کی گمراہ کن سرگرمیوں کے مالک، اپنی ساری مخلوق کے شر سے مجھے اپنی پناہ اور حفاظت میں لے لے، کوئی مجھ پر زیادتی اور ظلم نہ کر پائے۔ باعزت اور محفوظ ہے وہ جس کو تیری پناہ حاصل ہے۔

اختیار نہ کرے، اور اپنے کرم سے مجھے اپنی رحمت سے نواز تو بڑی بخشش والا اور بہت عطا فرمانے والا ہے ——— (سنن ابی داؤد)

تشریح یہ دعا مختصر ہونے کے باوجود کتنی جامع ہے اور اس کے ایک ایک جز میں عبدیت کی کیسی روح بھری ہوئی ہے، اس کا کچھ اندازہ ہر وہ شخص کر سکتا ہے جو بندہ کے اور اللہ کے تعلق کو کچھ جانتا سمجھتا ہو۔ بلاشبہ جب بندہ نیند سے بیدار ہو کر اخلاص اور حضورِ قلب کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ عرض کرے گا تو وہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت و عنایت اور اس کے بڑے پیار کا مستحق ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنی اس عنایت و رحمت کی سچی طلب اور اس کے حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(۱۴۳) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ تَعَارَّ مِنَ اللَّيْلِ فَقَالَ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ قَالَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ أَوْ دَعَا اُسْتُجِيْبَ فَإِنْ تَوَضَّأَ قُبِلَتْ صَلٰوتُهُ ——— رواه البخاری

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جب رات کو سو کر کسی کی آنکھ کھلے اور وہ اس وقت کہے: ——— "لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" اس کے بعد کہے "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ" (اے اللہ! میری مغفرت فرما اور مجھے بخشدے) یا کوئی

اور جو بچے چھوٹے ہوتے تو یہی دُعا ایک کاغذ پر لکھ کر اُن کے گلے میں (بطور تعویذ کے) ڈال دیتے ——— (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی)

(تشریح) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ڈراؤنے اور پریشان کُن خواب شیطانی اثرات سے ہوتے ہیں، اور اگر اس دُعا کو معمول بنا لیا جائے تو انشاء اللہ ان اثرات سے حفاظت ہوگی۔ صحابیِ رسُول حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ کے اس عمل سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا نام یا اس کا کلام یا کوئی دُعا کاغذ پر لکھ کر بطور تعویذ گلے وغیرہ میں ڈال دینا کوئی غلط کام نہیں ہے۔

سو کر اُٹھنے کے وقت کی دُعا: ———

(۱۴۲) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اسْتَیْقَظَ مِنَ اللَّیْلِ قَالَ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِیْ وَاَسْئَلُكَ رَحْمَتَكَ اَللّٰهُمَّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّلَا تُزِغْ قَلْبِیْ بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنِیْ وَهَبْ لِیْ مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ——— رواہ ابوداؤد

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب رات کو نیند سے بیدار ہوتے تو اللہ کے حضور میں عرض کرتے: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ ۔ تا ۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ" (اے اللہ! تو ہی معبود برحق ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، ہر حمد و ثنا کا تو ہی سزاوار ہے، میں اپنے گناہوں کی تجھ سے معافی چاہتا ہوں اور تیری رحمت کا سائل ہوں، اے میرے اللہ! میرے علم و معرفت میں اضافہ فرما اور میرے دل کی حفاظت فرما کہ تیری طرف سے ہدایت ملنے کے بعد وہ کج روی

اِلَى الطَّيِّبِ مِنَ الْقَوْلِ وَهُدُوْا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ[1] "(اور ان کو توفیق و ہدایت ملی بہت اچھی بات کی، اور وہ لگا دیئے گئے اللہ کے راستے پر)۔

استنجا کے وقت کی دُعائیں:

سونے اور کھانے پینے کی طرح بول و براز بھی انسانی زندگی کے لوازم میں سے ہے، اور بلاشبہ وہ خاص وقت (جبکہ آدمی اس گندگی کے اخراج میں مشغول ہو) ایسا ہوتا ہے کہ اس وقت اللہ کا نام لینا اور اس سے دعا کرنا بے ادبی کی بات ہوگی۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ جب کوئی بندہ قضائے حاجت کو جائے تو مشغول ہونے سے پہلے اللہ سے یہ دعا کرے، اور فارغ ہونے کے بعد اس کے حضور میں یہ عرض کرے:——

(۱۴۴) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ هٰذِهِ الْحُشُوْشَ مُحْتَضَرَةٌ فَاِذَا اَتٰى اَحَدُكُمُ الْخَلَاءَ فَلْيَقُلْ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ۔

——— رواہ ابوداؤد وابن ماجہ

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:— یہ قضائے حاجت کے مقامات (شیاطین اور موذی چیزوں کے) اڈے ہیں، لہٰذا جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لئے ان میں جانا چاہے تو اللہ کے حضور میں پہلے عرض کرے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ" (اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں خبیثوں سے اور خبیثنیوں سے)۔

——— (سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ)

---

[1] فتح الباری باب فضل من تعار من اللیل فصلی۔ ص ۶۱۰ (جز ۵)۔ ۱۲

دعا کرے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی یہ دعا و التجا قبول فرمائی جائے گی۔ اس کے بعد اگر (وہ ہمت کر کے اُٹھ جائے اور) وضو کر کے نماز پڑھے تو اس کی یہ نماز بھی ضرور قبول ہوگی ——— (صحیح بخاری)

(تشریح) حدیث کا مندرجۂ بالا متن صحیح بخاری سے نقل کیا گیا ہے۔ اس میں کلمہ "الحمد للہ" "سبحان اللہ" سے پہلے ہے۔ لیکن امام بخاریؒ کے علاوہ امام ابوداؤد اور امام ترمذی وغیرہ جن ائمہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اُن سب کی روایات میں "سبحان اللہ" پہلے اور "الحمد للہ" بعد میں ہے، جیسا کہ کلمۂ تمجید میں ہے۔ اسی لئے حافظ ابن حجرؒ وغیرہ شارحین بخاری نے کہا ہے کہ بخاری کی روایت میں "الحمد للہ" کا مقدم ہو جانا کسی راوی کا تصرف ہے۔ بہرحال ان شارحین کے نزدیک بھی ان کلمات کی صحیح ترتیب وہی ہے جو سنن ابی داؤد اور ترمذی کی روایت میں ہے۔ اسی بنا پر ترجمہ میں اسی ترتیب کے مطابق لکھ دیا گیا ہے۔

اس حدیث میں بشارت سنائی گئی ہے کہ جو بندہ رات کو آنکھ کھلنے پر اللہ تعالیٰ کی توحید و تمجید اور تسبیح و تحمید اور اس کی مدد کے بغیر اپنی عاجزی و بے بسی کے اعتراف کے یہ کلمے پڑھے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ سے اپنی مغفرت و بخشش کی دعا مانگے، یا کوئی اور دعا کرے تو وہ ضرور قبول فرمائی جائے گی ——— اسی طرح اس وقت وضو کر کے جو نماز پڑھی جائے گی وہ بھی قبول ہوگی۔ بعض اکابر کا یہ ارشاد ہے کہ جس بندے کو یہ حدیث پہونچے وہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص الخاص عطیہ سمجھے اور آپ کی اس بشارت پر یقین کرتے ہوئے اس کے مطابق عمل کر کے استغفار و دعا کی مقبولیت کی یہ دولت حاصل کرنے کی پوری کوشش کرے۔ بلاشبہ حضورؐ کے ایسے عطیات کی ناقدری بڑی محرومی ہے۔ امام بخاری سے صحیح بخاری کو روایت کرنے والے امام ابوعبداللہ فربریؒ فرماتے ہیں کہ:۔ ایک دن رات کو سوتے سے میری آنکھ کھلی اور میں نے اللہ کی توفیق سے یہ کلمے اپنی زبان سے ادا کئے، اس کے بعد پھر میری آنکھ لگ گئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ کوئی میرے پاس آیا اور اس نے یہ آیت تلاوت کی: وَهُدُوْا

گھر سے نکلنے اور گھر میں آنے کے وقت کی دُعا:

آدمی کے لئے صبح شام کے آنے جانے اور سونے جاگنے کی طرح گھر سے باہر نکلنا اور باہر سے گھر میں آنا بھی زندگی کے لوازم میں سے ہے اور بندہ قدم قدم پر اللہ کے رحم و کرم اور اس کی حفاظت و نگہبانی کا محتاج ہے، اس لئے جب گھر سے باہر قدم نکالے یا باہر سے گھر میں آئے تو برکت و استعانت کے لئے خدائے پاک کا نام لے اور اس سے دعا کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع کے لئے ذکر و دعا کے جو کلمے تعلیم فرمائے وہ مندرجۂ ذیل حدیثوں میں پڑھئے۔

(۱۴۶) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْتِهٖ فَقَالَ "بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" يُقَالُ لَهٗ حَسْبُكَ، هُدِيْتَ وَكُفِيْتَ وَوُقِيْتَ وَيَتَنَحّٰى عَنْهُ الشَّيْطَانُ۔

رواہ ابوداؤد والترمذی واللفظ لہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی آدمی اپنے گھر سے نکلے اور نکلتے وقت کہے: "بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" (میں اللہ کا نام لے کر نکل رہا ہوں، اللہ ہی پر میرا بھروسہ ہے، کسی خیر کے حاصل کرنے یا کسی شر سے بچنے میں کامیابی اللہ ہی کے حکم سے ہو سکتی ہے) تو عالمِ غیب میں اس آدمی سے کہا جاتا ہے (یعنی فرشتے کہتے ہیں): — "اللہ کے بندے تیرا یہ عرض کرنا تیرے لئے کافی ہے، تجھے پوری رہنمائی مل گئی، اور تیری حفاظت کا فیصلہ ہو گیا" — اور شیطان مایوس و نامراد ہو کر اس سے دُور ہو جاتا ہے — (جامع ترمذی و سنن ابی داؤد)

(تشریح) اس مختصر حدیث کا پیغام اور رُوح یہ ہے کہ جب بندہ گھر سے باہر قدم نکالے تو

(تشریح) جس طرح مکھیاں اور دوسرے غلاظت پسند کیڑے مکوڑے غلاظت پر گرتے ہیں اسی طرح خبیث شیاطین اور بعض دوسری موذی مخلوقات غلاظت کے مقامات سے خاص دلچسپی اور مناسبت رکھتے ہیں۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان مقامات میں جانے کے وقت کے لئے یہ دعا تعلیم فرمائی۔ اور صحیح بخاری و صحیح مسلم میں آپ کے خادم خاص حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول بھی تھا کہ بیت الخلاء جانے کے وقت دعا کرتے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ"

(۱۴۵) عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ مِنَ الْخَلَاءِ قَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیَ الْاَذٰی وَعَافَانِیْ ——— رواہ ابن ماجہ

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حاجت سے فارغ ہو کر بیت الخلاء سے باہر آتے تو کہتے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیَ الْاَذٰی وَعَافَانِیْ" (حمد و شکر اس اللہ کے لئے جس نے میرے اندر سے گندگی اور تکلیف والی چیز دور فرمادی اور مجھے عافیت و راحت دی)۔

——— (سنن ابن ماجہ)

(تشریح) پیشاب یا پاخانہ خدانخواستہ رک جائے اور فطری طریقے سے خارج نہ ہو تو اللہ کی پناہ! کیسی تکلیف ہوتی ہے اور اس کے خارج کرنے کے لئے ہسپتالوں میں کیا کیا تدبیریں کیجاتی ہیں اگر بندہ اس کا دھیان کرے تو محسوس کرے گا کہ فطری طریقے سے پیشاب یا پاخانہ کا خارج ہو جانا اللہ تعالیٰ کی کتنی بڑی نعمت اور کتنا عظیم احسان ہے ——— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسی احساس اور دھیان کے تحت اس موقع پر اس کلمہ کے ذریعہ اللہ کی حمد اور اس کا شکر ادا کرتے تھے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّیَ الْاَذٰی وَعَافَانِیْ" سبحان اللہ! کیسی برمحل اور کتنی عارفانہ دعا ہے۔

اللہ کا نام پاک لینے اور اس پر اپنا ایمان اور اعتماد و توکل تازہ کرنے کے علاوہ ان سب خطرات سے بھی اس کی پناہ مانگتے تھے اور اپنے عمل سے گویا اس کی شہادت دیتے تھے کہ آپ بھی قدم قدم پر اللہ تعالیٰ کی مدد و توفیق اور حفاظت و دستگیری کے حاجت مند ہیں ـــــــ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی اس سے پہلی حدیث میں مختصر کلمہ "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" بھی ان سب خطرات سے پناہ جوئی کو اپنے اندر لئے ہوئے ہے، اس لئے اس مقصد کے لئے وہ بھی کافی ہے۔

(۱۴۸) عَنْ اَبِیْ مَالِكٍ الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَلَجَ الرَّجُلُ بَيْتَهٗ فَلْيَقُلْ "اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلَجِ وَخَيْرَ الْمَخْرَجِ، بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَبِسْمِ اللّٰهِ خَرَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا" ثُمَّ لِيُسَلِّمْ عَلٰى اَهْلِهٖ ـــــــ رواہ ابوداؤد

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔ جب کوئی آدمی اپنے گھر میں داخل ہو تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ عرض کرتا ہوا داخل ہو۔ "اَللّٰهُمَّ اَسْئَلُكَ ـــ تا ـــ تَوَكَّلْنَا" (اے خدا میں تجھ سے مانگتا ہوں گھر میں داخل ہونے اور گھر سے نکلنے کا خیر (یعنی میرا گھر میں داخل ہونا اور باہر نکلنا میرے واسطے خیر اور بھلائی کا وسیلہ بنے) ہم اللہ کا نام پاک لے کر داخل ہوتے ہیں اور اسی طرح اس کا نام پاک لے کر باہر نکلتے ہیں، اور اسی پر ہمارا بھروسہ ہے، وہی کارساز ہے) ـــــــ اللہ کے حضور میں یہ عرض کرنے کے بعد داخل ہونے والا آدمی گھر والوں کو سلام کرے اور کہے:۔ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ!۔

ـــــــ (سنن ابی داؤد)

(تشریح) اس تعلیم و ہدایت کی روح یہی ہے کہ گھر میں آنے اور گھر سے نکلنے کے وقت بھی

اپنی ذات کو بالکل عاجز و ناتواں اور خدا کی حفاظت و مدد کا محتاج سمجھتے ہوئے اپنے کو اس کی پناہ میں دے دے، اللہ تعالیٰ اس کو اپنی پناہ اور حفاظت میں لے لے گا اور شیطان اسے کوئی گزند نہ پہونچا سکے گا۔

(۱۴۷) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَیْتِهٖ قَالَ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَعُوْذُ بِكَ مِنْ اَنْ نَزِلَّ اَوْ نُضِلَّ اَوْ نَظْلِمَ اَوْ يُظْلَمَ عَلَيْنَا اَوْ نَجْهَلَ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا۔

رواہ احمد والترمذی والنسائی

حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب گھر سے باہر نکلتے تو کہتے: "بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ ۔تا۔ اَوْ يُجْهَلَ عَلَيْنَا" (میں اللہ کا نام لے کر نکل رہا ہوں، اللہ ہی پر میرا بھروسہ ہے۔ اے اللہ! ہم تیری پناہ مانگتے ہیں اس سے کہ ہمارے قدم بہکیں اور ہم غلط راہ پر چلیں (یا ہم دوسروں کی گمراہی اور غلط روی کا ذریعہ بنیں) یا ہم کسی پر ظلم و زیادتی کریں، یا ہمارے ساتھ ظلم و زیادتی کیجائے یا ہم کسی کے ساتھ جہالت سے پیش آئیں یا کوئی ہمارے ساتھ جہالت سے پیش آئے)۔

(مسند احمد، جامع ترمذی، سنن نسائی)

(تشریح) آدمی جب کسی کام سے گھر سے باہر نکلتا ہے تو مختلف حالات اور مختلف لوگوں سے اس کا سابقہ پڑتا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی مدد و توفیق اس کے شاملِ حال نہ ہو اور اس کی دستگیری اور حفاظت نہ کی جائے تو ہو سکتا ہے کہ وہ ظلم و جہل بہک جائے اور کسی ناکردنی میں مبتلا ہو جائے، یا کسی دوسرے بندے کی گمراہی اور بے راہ روی کا سبب بن جائے، یا کسی سے کوئی جھگڑا ہو جائے اور اس میں وہ کوئی ظالمانہ یا جاہلانہ حرکت کر بیٹھے، یا خود کسی کے ظلم و ستم اور جہل و نادانی کا نشانہ بن جائے ۔۔۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے نکلتے وقت

(تشریح) قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ "رحمت" کا لفظ خاص طور سے روحانی اور اخروی نعمتوں کے لئے بولا جاتا ہے، جیسے کہ نبوت، ولایت، مقام قرب و رضا اور نعماء جنت وغیرہ۔ چنانچہ سورۂ زخرف میں فرمایا گیا ہے: "وَرَحْمَتُ رَبِّكَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ"[1] اور "فضل" کا لفظ خصوصیت کے ساتھ دنیوی نعمتوں کے لئے بولا جاتا ہے، جیسے رزق کی وسعت اور خوشحالی کی زندگی وغیرہ۔ چنانچہ سورۂ جمعہ میں فرمایا گیا ہے: "فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَوٰةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللَّهِ"[2] پس مسجد چونکہ ان اعمال کی مخصوص جگہ ہے جن کے صلہ میں روحانی اور اخروی نعمتیں ملتی ہیں اس لئے مسجد میں داخلہ کے وقت کیلئے فتح ابواب رحمت کی اور مسجد سے نکلنے کے وقت کے لئے اللہ سے اس کا فضل مانگنے کی تلقین فرمائی گئی ہے۔

کسی مجلس سے اُٹھنے کے وقت کی دُعا:

جب آدمی کسی مجلس میں بیٹھتا ہے تو بسا اوقات اس میں ایسی باتیں کہتا یا سنتا ہے جو ایک مومن کے لئے مناسب نہیں ہوتیں، اور ان پر مؤاخذہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ جب مجلس سے اٹھو تو اللہ کی حمد و تسبیح، شہادتِ توحید اور توبہ و استغفار کا کلمہ پڑھو، یہ مجلس کی بے احتیاطیوں کا کفارہ ہو جائے گا۔

(۱۵۰) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ مَجْلِسًا كَثُرَ فِيهِ لَغَطُهُ

---

[1] اور تیرے پروردگار کی رحمت اُس مال و دولت سے کہیں بہتر ہے جس کو یہ لوگ جمع کرتے ہیں۔ ۱۲

[2] جب نماز سے فراغت ہو جائے تو اللہ کی زمین میں چل پھر کر اللہ کے فضل کی تلاش و جستجو میں لگ جاؤ (جس سے تمہاری دنیوی اور معاشی ضرورتیں پوری ہوں)۔ ۱۲

بندے کے دل کی نگاہ اللہ تعالیٰ پر ہو، زبان پر اس کا بابرکت نام ہو، اور یہ یقین کرتے ہوئے کہ ہر خیر و برکت اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے اس سے دعا اور سوال ہو اور اسی کی کریمی و کارسازی پر بھروسہ اور اعتماد ہو ـــــ پھر گھر کے بڑوں اور چھوٹوں پر سلام ہو، جو درحقیقت ان کیلئے اللہ تعالیٰ ہی سے خیر اور سلامتی کی دُعا ہے۔

مسجد میں داخل ہونے اور نکلنے کے وقت کی دُعا:ـــــ

مسجد گویا خانۂ خدا اور دربارِ الٰہی ہے۔ آنے والے وہاں اس لئے آتے ہیں کہ عبادت کے ذریعہ ان کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور رحمت حاصل ہو۔ اس لئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ کوئی بندہ غفلت کے ساتھ نہ مسجد میں جائے اور نہ مسجد سے نکلے، بلکہ جانے کے وقت بھی اور آنے کے وقت بھی اس کے دل و زبان پر مناسب دُعا ہو۔ اللہ کے دربار کی حاضری کا یہ لازمی ادب ہے۔

(۱۴۹) عَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ اَحَدُکُمُ الْمَسْجِدَ فَلْیَقُلْ "اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ" وَاِذَا خَرَجَ فَلْیَقُلْ "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ۔

ـــــ رواہ مسلم

حضرت ابو اُسید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم میں سے کوئی مسجد میں داخل ہو تو اللہ تعالیٰ سے دعا کرے:ـــــ "اَللّٰھُمَّ افْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ" (اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے) اور جب مسجد سے باہر آنے لگے تو عرض کرے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ" (اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں)۔ (صحیح مسلم)

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: - چند مختصر سے کلمے ہیں اگر کوئی بندہ کسی مجلس سے اٹھتے وقت اخلاص سے کہہ لے تو وہ اس مجلس کی ساری لغزشوں کا کفارہ ہو جائیں گے، اور اگر یہی کلمے کسی مجلس خیر یا مجلس ذکر کے خاتمے پر کہے جائیں تو اس مجلس کی روئداد کے نوشتہ پر ان کلموں کی مہر لگا دی جائے گی، جس طرح اہم کاغذات اور دستاویزوں پر مہر لگا دی جاتی ہے، وہ کلمے یہ ہیں: "سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ"

رواہ ابوداؤد

(تشریح) یہ بڑا ہی مختصر اور جامع کلمہ ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح و حمد بھی ہے، اس کی توحید کی شہادت بھی ہے اور اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار بھی ہے ——— اللہ کے بعض مقبول بندوں کو دیکھا کہ ہر تھوڑی دیر کے بعد اور خاص کر ہر سلسلۂ کلام کے ختم پر دل کی ایسی گہرائی سے جو اُس وقت ان کے چہرے پر اور ان کی آواز میں بھی محسوس کی جاتی تھی یہی کلمے کہتے تھے جس سے سُننے والوں کے دل بھی متاثر ہوتے تھے۔

بلاشبہ یہ کلمہ اپنی معنویت اور خاص ترتیب کے لحاظ سے ایسا ہی ہے کہ جب اخلاص کے ساتھ بندہ اللہ کے حضور میں یہ عرض کرے گا تو اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت اس کی طرف ضرور بالضرور متوجہ ہو گی ——— یہ کلمہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عطا فرمائے ہوئے خاص تحفوں میں سے ہے، اللہ تعالیٰ اس کی قدر اور استفادہ کی توفیق دے۔

(۱۵۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَلَّمَا كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ مِنْ مَجْلِسٍ حَتّٰى يَدْعُوَ بِهٰؤُلَاءِ الدَّعَوَاتِ لِأَصْحَابِهِ "اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُولُ بِهِ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعْصِيَتِكَ، وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِينِ مَا تُهَوِّنُ

فَقَالَ قَبْلَ اَنْ يَقُوْمَ مِنْ مَجْلِسِهٖ ذَالِكَ "سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَ اَتُوْبُ اِلَيْكَ" اِلَّا غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ مَا كَانَ فِيْ مَجْلِسِهٖ ذَالِكَ۔

رواه الترمذی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جو شخص کسی مجلس میں بیٹھا جس میں اُس سے بہت سی قابلِ مواخذہ فضول (یعنی باتیں سرزد ہوئیں، مگر اس نے اس مجلس سے اٹھتے وقت کہا:۔ سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ "(اے اللہ! میں تیری حمد کے ساتھ تیری پاکی بیان کرتا ہوں، گواہی دیتا ہوں کہ صرف تو ہی معبود برحق ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، میں اپنے گناہوں کی تجھ سے بخشش چاہتا ہوں، اور تیرے حضور میں توبہ کرتا ہوں) تو اللہ تعالیٰ اس کی ان سب لغزشوں کو معاف کر دے گا جو اُس مجلس میں اس سے سرزد ہوئیں ——— (جامع ترمذی)

(۱۵۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَلِمَاتٌ لَا يَتَكَلَّمُ بِهِنَّ اَحَدٌ فِيْ مَجْلِسِهٖ عِنْدَ قِيَامِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اِلَّا كَفَّرَ بِهِنَّ عَنْهُ وَلَا يَقُوْلُهُنَّ فِيْ مَجْلِسِ خَيْرٍ اَوْ مَجْلِسِ ذِكْرٍ اِلَّا خُتِمَ لَهٗ بِهِنَّ عَلَيْهِ كَمَا يُخْتَمُ بِالْخَاتَمِ عَلَى الصَّحِيْفَةِ "سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ"

رواه ابوداؤد

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ

ڈھائے تو تو اُس سے ہمارا بدلہ لے، اور جو کوئی ہماری دشمنی پر کمربست ہو تو تو اس کے مقابلے میں ہماری مدد فرما اور ہمیں اس کے مقابلہ میں غالب اور منصور فرما ——— اور ہم پر ہمارے دین میں کوئی مصیبت نہ آئے (یعنی دینی مصائب اور فتنوں سے خاص طور پر ہماری حفاظت فرما) ——— اور اے اللہ ایسا نہ ہو کہ دنیا ہمارا مقصدِ اعظم اور ہمارے علم و نظر کا منتہا بن جائے ——— اور اے اللہ! ہم پر کبھی بے رحم دشمنوں کو مسلط نہ فرما) ——— (جامع ترمذی)

(تشریح) یہ دُعا بھی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نہایت جامع و بلیغ خاص معجزانہ دعاؤں میں سے ہے ——— حق یہ ہے کہ اپنے پاس وہ الفاظ نہیں ہیں جن کے ذریعہ ان دعاؤں کی قدر و قیمت ظاہر کی جاسکے۔

اللہ تعالیٰ اُن صحابۂ کرامؓ اور زمانۂ مابعد کے ان سب بزرگوں کی قبروں کو منوّر فرمائے جنھوں نے اہتمام سے ان دعاؤں کو محفوظ رکھا اور اُمّت کو پہونچایا، اور ہمیں قدر و استفادہ کی توفیق دے۔

بازار جانے کی دُعا: ———

انسان اپنی ضروریات اور خرید و فروخت کے لئے بازار بھی جاتا ہے جہاں اس کے لئے نفع اور نقصان دونوں کے امکانات ہیں اور ہر دوسری جگہ سے زیادہ خدا سے غافل کرنے والی چیزیں ہیں، اور اسی واسطے اس کو "شَرُّ الْبِقَاعِ" (بدترین جگہ) قرار دیا گیا ہے۔ اِس لئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ضرورت سے بازار تشریف لے جاتے تو اللہ کے ذکر اور اس سے دُعا کا خاص اہتمام فرماتے۔

(۱۵۳) عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا دَخَلَ السُّوقَ قَالَ "بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ خَيْرَ

بِهٖ عَلَيْنَا مَصِيْبَاتِ الدُّنْيَا، وَمَتِّعْنَا بِاَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَ قُوَّتِنَا مَا اَحْيَيْتَنَا، وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ مِنَّا، وَاجْعَلْ تَأْرَنَا عَلٰى مَنْ ظَلَمَنَا وَانْصُرْنَا عَلٰى مَنْ عَادَانَا، وَلَا تَجْعَلْ مُصِيْبَتَنَا فِيْ دِيْنِنَا وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا اَكْبَرَ هَمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا۔

رواہ الترمذی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں:۔ بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی مجلس سے اٹھیں اور اپنے ساتھ اپنے اصحاب کے لئے بھی یہ دعا نہ فرمائیں۔

"اَللّٰهُمَّ اقْسِمْ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ ۔۔۔ تا ۔۔۔ وَلَا تُسَلِّطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا" (اے اللہ! ہمیں اپنے خوف اور خشیت سے اتنا حصہ دے جو ہمارے درمیان اور تیری نافرمانیوں کے درمیان حائل ہو جائے (یعنی تیرے اس خوف کی وجہ سے ہمارے قدم تیری نافرمانیوں کے لئے نہ اٹھ سکیں)۔

اور اپنی طاعت و عبادت سے اتنا حصہ عطا فرما جس سے تو ہمیں اپنی جنت میں پہونچا دے (یعنی جو ہمارے لئے داخلہ جنت کا وسیلہ بن جائے)۔

اور (قضا و قدر) کے یقین سے اتنا حصہ دے جو ہمارے لئے دنیاوی مصائب کو ہلکا کر دے، اور جب تک تو ہمیں زندہ رکھے اس لائق رکھ کہ اپنے کانوں اور اپنی آنکھوں اور اپنی دوسری قوتوں سے کام لیتے رہیں (یعنی مرتے دم تک ہم آنکھ کان وغیرہ تیری بخشی ہوئی نعمتوں سے فائدہ اٹھاتے رہیں) اور ان کو ہمارے مرنے کے بعد بھی باقی رکھ (یعنی ان سے ہم کچھ ایسے کام کر جائیں جو ہمارے مرنے کے بعد بھی کام آئیں)۔

اور اے ہمارے مالک و مولا! جو کوئی ہم پر (یعنی تیرے ایمان والے بندوں پر) ظلم

اخلاص سے) کہا: "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ ۔۔۔ تا۔۔۔ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" تو اللہ کی طرف سے اس کے لئے ہزاروں ہزار نیکیاں لکھی جائیں گی، اور ہزاروں ہزار گناہ محو کر دیئے جائیں گے، اور ہزاروں ہزار درجے اس کے بلند کر دیئے جائیں گے، اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے جنت میں ایک شاندار محل تیار ہوگا ——— (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

(تشریح) بازار بلاشبہ غفلت اور معصیات کے مراکز اور شیاطین کے اڈے ہیں۔ پس اللہ کا جو باتوفیق بندہ وہاں کی ظلمانی اور شیطانی فضاؤں میں ایسے طریقے پر اور ایسے کلمات کے ساتھ اللہ کا ذکر کرے جن کے ذریعہ وہاں کی ظلمتوں کا پورا توڑ ہوتا ہو، وہ بلاشبہ اس کا مستحق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس پر بے حد و حساب عنایت ہو۔ اس کیلئے ہزاروں ہزار نیکیوں کا لکھا جانا، ہزاروں ہزار گناہوں کا محو کیا جانا، اور ہزاروں ہزار درجے بلند ہونا، اور جنت میں ایک شاندار محل عطا ہونا اسی عنایتِ الٰہی کی تفصیلی تعبیر ہے۔

بازار میں آدمی کی نگاہ کے سامنے طرح طرح کی وہ چیزیں آتی ہیں جن کو دیکھ کر وہ خدا کو اور اپنے اور ساری دنیا کے فانی ہونے کو بھول جاتا ہے۔ یہ چیزیں اس کے دل کو اپنی طرف کھینچنے لگتی ہیں۔ کسی چیز کو وہ سمجھتا ہے کہ یہ بڑی دلکش اور بڑی حسین ہے، کسی کو سمجھتا ہے کہ یہ بڑی نفع بخش ہے، کسی بڑے کامیاب تاجر یا صاحب دولت و حکومت کو دیکھ کر دل سوچنے لگتا ہے کہ اگر اس سے تعلق قائم کر لیا جائے تو سارے کام بن جائیں گے۔ بازار کی فضاؤں میں یہی وہ خیالات اور وساوس ہوتے ہیں جو دلوں اور نگاہوں کو گمراہ کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے علاج اور تحفظ کے لئے ہدایت فرمائی کہ بازار جاؤ تو یہ کلمۂ توحید تمہاری زبانوں پر ہو: ———

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ	اللہ کے سوا کوئی قابلِ پرستش نہیں، اکیلا
لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ	وہی معبود برحق ہے، کوئی اس کا شریک اور

هٰذِهِ السُّوْقِ وَخَيْرَ مَا فِيْهَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّهَا وَ شَرِّ مَا فِيْهَا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُصِيْبَ فِيْهَا صَفْقَةً خَاسِرَةً" ـــــــــــ رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ بازار جاتے تو کہتے: "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ ـ تا ـ صَفْقَةً خَاسِرَةً" (میں اللہ کا نام لے کر بازار جاتا ہوں۔ اے اللہ اس بازار میں اور اس کی چیزوں میں جو خیر اور بھلائی ہو اس کا میں تجھ سے سائل ہوں اور اس میں اور اس کی چیزوں میں جو شر ہو میں اس سے تیری پناہ مانگتا ہوں، اور اس بات سے بھی تیری پناہ چاہتا ہوں کہ میں اس بازار میں کوئی گھاٹے کا سودا کروں)۔

ـــــــــــ (دعوات کبیر للبیہقی)

بازار کی ظلمانی فضاؤں میں اللہ کے ذکر کا غیر معمولی ثواب:ـــــ

(۱۵۴) عَنْ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ فَقَالَ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ" كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ اَلْفَ اَلْفِ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ دَرَجَةٍ وَبَنَا لَهٗ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ ـــــــــــ رواہ الترمذی وابن ماجہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ بازار گیا اور اس نے (بازار کی غفلت اور شور و شر سے بھرپور فضا میں دل کے

کے نام کا عَلَم بلند کرتا ہے اور گمراہی کی گھٹا ٹوپ اندھیریوں میں ہدایت کی شمع جلاتا ہے، اس لئے بلاشبہ وہ اس غیر معمولی عنایت اور رحمت کا مستحق ہے جس کا اس حدیثِ پاک میں ذکر کیا گیا ہے۔

حدیث کے لفظ "الف الف" کا ترجمہ ہم نے بجائے دس لاکھ کے "ہزاروں ہزار" کیا ہے۔ ہمارے نزدیک ان شارحین کی رائے زیادہ قرینِ قیاس ہے جنھوں نے کہا ہے کہ یہاں یہ لفظ معین عدد کے لئے استعمال نہیں کیا گیا ہے بلکہ غیر معمولی کثرت کے لئے کنایہ کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ واللہ اعلم۔

کسی کو مصیبت میں مُبتلا دیکھنے کے وقت کی دُعا:

بسا اوقات ہماری نگاہ اللہ کے ایسے بندوں پر پڑتی ہے جو بیچارے کسی دُکھ اور مصیبت میں مبتلا اور بُرے حال میں ہوتے ہیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے وقت کے لئے ہدایت فرمائی کہ بندہ ایسا کوئی منظر دیکھے تو اس بات پر اللہ کی حمد اور اس کا شکر کرے کہ اس نے مجھے اس مصیبت میں مبتلا نہیں کیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اس حمد و شکر کی برکت سے وہ اس مصیبت سے محفوظ رکھا جائے گا۔

(۱۵۵) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ رَجُلٍ رَاٰى مُبْتَلًى فَقَالَ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا" اِلَّا لَمْ يُصِبْهُ ذَالِكَ الْبَلَاءُ كَائِنًا مَا كَانَ۔

رواہ الترمذی ورواہ ابن ماجہ عن ابن عمرؓ

امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جس آدمی کی نظر کسی مبتلائے مصیبت اور دُکھی پر

وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ	سا بھی نہیں، صرف اسی کا رائج اور اسی کی
وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ	فرمانروائی ہے، وہی حمد وستائش کے لائق ہے
لَا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ	سب کی زندگی اور موت اسی کے قبضہ میں ہے
وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ	اور وہ زندۂ جاوید ہے، اسے کبھی فنا نہیں،
قَدِيْرٌ ــــــــــ	ساری خیر اور بھلائی اسی کے ہاتھ میں ہے،

اور سب کچھ اسی کی قدرت میں ہے۔

یہ کلمہ ان گمراہانہ خیالات اور اُن شیطانی وسوسوں پر براہِ راست ضرب لگاتا ہے جو بازار میں انسان کے دل و دماغ کو متاثر کرتے ہیں۔ اس کلمہ میں ان حقائق پر یقین کو تازہ کیا جاتا ہے:۔

(۱) الٰہ حق جو اس کا مستحق ہے کہ اس کو دل و جان سے چاہا جائے، اس کی عبادت کی جائے اور اپنا مطلوب و مقصودِ حقیقی بنایا جائے صرف اللہ تعالیٰ ہے، اس استحقاق میں کوئی چیز اور کوئی ہستی اس کی شریک نہیں۔

(۲) ساری کائنات میں صرف اسی کی فرمانروائی ہے، بلا شرکتِ غیرے اسی کا حکم چلتا ہے، وہی ساری کائنات کا مالک اور حاکمِ حقیقی ہے۔

(۳) حمد و ستائش کے لائق بھی صرف وہی ہے، اس کے علاوہ اس کی مخلوق میں جو چیزیں دل یا نگاہ کو اچھی اور قابلِ تعریف نظر آتی ہیں وہ اس کی مخلوقات اور مصنوعات ہیں، ان کا حُسن و جمال اسی کا عطیہ ہے۔

(۴) اس کی اور صرف اسی کی شان "حَيٌّ لَا يَمُوْتُ" ہے، اس کے علاوہ ہر چیز فانی ہے، اور ہر ایک کی موت و حیات اور فنا و بقا اُسی کے ہاتھ میں ہے۔

(۵) ہر خیر اور بھلائی اُسی کے ہاتھ میں ہے، اس کے سوا کسی کے اختیار اور قبضہ میں کچھ نہیں۔

(۶) وہ اور صرف وہی قادرِ مطلق ہے، ہر چیز اور ہر تبدیلی اُسی کی قدرت میں ہے۔

بازار کی فضاؤں میں جو بندہ اللہ کو اس طرح یاد کرتا ہے وہ گویا شیاطین کی سرزمین میں اللہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کچھ کھاتے پیتے تو کہتے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ" (حمد و شکر اُس اللہ کے لئے جس نے ہمیں کھانے اور پینے کو دیا اور (اس سے بھی بڑا کرم یہ فرمایا کہ) ہمیں اپنے مسلم بندوں میں سے بنایا)۔

(سنن ابی داؤد، جامع ترمذی)

(۱۵۷) عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَكَلَ طَعَامًا ثُمَّ قَالَ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ" غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ ——— رواہ الترمذی

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جو بندہ کھانا کھائے اور پھر کہے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِیْ هٰذَا الطَّعَامَ وَرَزَقَنِيْهِ مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ" (ساری حمد اُس اللہ کے لئے جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا، اور میری اپنی سعی و تدبیر اور قوت و طاقت کے بغیر محض اپنے فضل سے مجھے یہ عطا فرمایا) تو اس حمد و شکر کی برکت سے اس کے پہلے سارے گناہ بخش دیئے جائیں گے ——— (جامع ترمذی)

(تشریح) بعض اعمال بظاہر بڑے چھوٹے سے ہوتے ہیں لیکن اللہ کی نگاہ میں وہ بہت بڑے اور اس کی میزان میں بہت بھاری ہوتے ہیں اور ان کا نتیجہ بڑا غیر معمولی نکلتا ہے۔ اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ جو بندہ کھانے کے بعد صدقِ دل سے یہ اعتراف کرے کہ یہ کھانا مجھے میرے پروردگار اور پالنہار نے عطا فرمایا میرے کسی ہنر اور کسی صلاحیت و استحقاق کو اس میں کوئی دخل نہیں تھا، جو کچھ عطا فرمایا وہ اس نے صرف اپنے کرم سے عطا فرمایا، اور ساری حمد و ستائش کا مستحق وہی ہے، تو اللہ تعالیٰ اس کی اس حمد کی اتنی قدر فرمائے گا کہ اس کے سارے پہلے گناہ اس کی

پڑے اور وہ کہے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ ۔۔۔ تا ۔۔۔ تَفْضِیْلًا" (حمد اُس اللہ کیلئے جس نے مجھے عافیت دی اور محفوظ رکھا اس بلا اور مصیبت سے جس میں تجھ کو مبتلا کیا گیا اور اپنی بہت سی مخلوقات پر اس نے مجھے فضیلت بخشی) تو وہ اس بلا اور مصیبت سے محفوظ رہے گا خواہ کوئی بھی مصیبت ہو ——— (جامع ترمذی)

(اور سنن ابن ماجہ میں یہی حدیث حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی گئی ہے)

(تشریح) امام ترمذیؒ نے اِس حدیث کے ساتھ ہی گویا اس کی تشریح کے طور پر امام زین العابدینؒ کے صاحبزادے امام باقرؒ سے روایت کیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ: جب بندہ کسی مبتلائے مصیبت کو دیکھے تو پہلے اس مصیبت سے اللہ کی پناہ چاہے اس کے بعد یہ دُعا اس طرح آہستہ پڑھے کہ وہ بیچارہ مبتلائے مصیبت سُن نہ سکے۔ ظاہر ہے کہ اگر سُن لے گا تو اس سے اُس کا دل دُکھے گا۔

حضرت شیخ شبلی علیہ الرحمہ سے نقل کیا گیا ہے کہ: جب وہ کسی ایسے آدمی کو دیکھتے جو خدا سے غافل اور آخرت سے بے فکر ہو کر دنیا میں پھنسا ہو تو یہی دُعا پڑھتے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَافَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا"

کھانے پینے کے وقت کی دُعا: ———

کھانا پینا انسان کے لوازمِ حیات میں سے ہے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کچھ کھانے یا پینے کو میسر ہوتا تو آپ اس کو اللہ کی طرف سے اور اس کا عطیہ یقین کرتے ہوئے اس کی حمد اور اس کا شکر ادا کرتے اور دوسروں کو بھی اس کی ہدایت فرماتے۔

(۱۵۶) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَكَلَ اَوْ شَرِبَ قَالَ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ" ——— رواہ ابوداؤد والترمذی

سب کھانا کھا کے فارغ ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :- اپنے بھائی کو بدلہ دو۔ عرض کیا گیا کہ :- حضورؐ! ان کو کیا بدلہ دیا جا سکتا ہے؟ - آپ نے فرمایا :- جب کسی بھائی کے گھر جائیں اور وہاں کھائیں پئیں اور پھر اس کے لئے خیر و برکت کی دعا کریں تو بس یہی بندوں کی طرف سے اس کا بدلہ ہے ——— (سنن ابی داؤد)

(۱۵۹) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَاءَ اِلٰی سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ فَجَاءَہٗ بِخُبْزٍ وَزَیْتٍ فَاَکَلَ ثُمَّ قَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "اَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّائِمُوْنَ، وَاَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ وَصَلَّتْ عَلَیْکُمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ ——— رواہ ابوداؤد

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت سعد بن عبادہؓ کے ہاں تشریف لائے انھوں نے آپ کی خدمت میں پکی ہوئی روٹی اور روغن زیتون پیش کیا۔ آپ نے اس کو تناول فرمایا اور پھر اُن کے لئے اس طرح دعا فرمائی :-

اَفْطَرَ عِنْدَکُمُ الصَّائِمُوْنَ	اللہ کے روزہ دار بندے تمہارے ہاں افطار
وَاَکَلَ طَعَامَکُمُ الْاَبْرَارُ	کیا کریں اور ابرار و صالحین تمہارے ہاں
وَصَلَّتْ	کھانا کھایا کریں اور اللہ کے فرشتے تمہارے لئے
عَلَیْکُمُ الْمَلَائِکَۃُ۔	دعائے خیر کیا کریں۔

——— (سنن ابی داؤد)

(۱۶۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ نَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَبِیْ فَقَرَّبْنَا اِلَیْہِ طَعَامًا وَّ وَطْبَۃً فَاَکَلَ مِنْھَا ثُمَّ اُتِیَ بِتَمْرٍ فَکَانَ یَاْکُلُہٗ وَیُلْقِی النَّوٰی بَیْنَ اِصْبَعَیْہِ وَیَجْمَعُ السَّبَّابَۃَ وَالْوُسْطٰی ثُمَّ اُتِیَ بِشَرَابٍ فَشَرِبَہٗ فَقَالَ اَبِیْ وَاَخَذَ بِلِجَامِ دَابَّتِہٖ

برکت سے بخشدے گا ــــــ اور سنن ابی داؤد کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ جس بندے نے کپڑا پہنا اور پھر اس طرح اللہ کی حمد کی: ــــــ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ	ساری حمد وستائش اُس اللہ کے لئے جس نے
هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ	مجھے یہ کپڑا پہنایا اور بغیر میری سعی و تدبیر
حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ	اور قوت و طاقت کے مجھے یہ عطا فرمایا۔ تو
غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ	اس کے پہلے اور پچھلے سب گناہ بخشدیئے
ذَنْبِهٖ وَمَا تَأَخَّرَ۔	جائیں گے۔

دراصل بندے کا یہ اعتراف و احساس کہ اس کے پاس جو کچھ ہے اُس کے رب کا عطیہ ہے وہ خود کسی لائق بھی نہیں ہے، عبدیت کا جوہر ہے اور اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑی قدر و قیمت رکھتا ہے اور اُن اعمال میں سے ہے جن کے صدقہ میں عمر بھر کی خطائیں معاف کر دی جائیں۔ اللہ تعالیٰ ان حقائق کا فہم اور ان پر یقین نصیب فرمائے اور عمل کی توفیق دے۔

کسی کے یہاں کھانا کھا کر کھلانے والے کے لئے دُعا: ــــــ

(۱۵۸) عَنْ جَابِرٍ قَالَ صَنَعَ اَبُو الْهَیْثَمِ بْنُ التَّیِّهَانِ طَعَامًا فَدَعَا النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابَهٗ فَلَمَّا فَرَغُوْا قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَثِیْبُوْا اَخَاكُمْ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَمَا اِثَابَتُهٗ؟ قَالَ اِنَّ الرَّجُلَ اِذَا دُخِلَ بَیْتُهٗ وَاُكِلَ طَعَامُهٗ وَشُرِبَ شَرَابُهٗ فَدَعَوْا لَهٗ فَذٰلِكَ اِثَابَتُهٗ ــــــ رواہ ابوداؤد

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ابو الہیثم بن التیہان نے اپنے ہاں کھانا تیار کرایا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے ساتھیوں کی دعوت کی جب

خاص فیض یافتہ اور صفِ اوّل کے اصحاب کرامؓ میں سے تھے، اُن کو آپ نے دُعا دی کہ :۔۔۔
"اللہ تعالیٰ ایسا کرے کہ ہمیشہ تمہارے ہاں اللہ کے روزہ دار بندے افطار کیا کریں، اور اس کے صالح اور متقی بندے کھانا کھایا کریں اور فرشتے تمہارے لئے دعائے خیر کریں"۔ حضرت سعد بن عبادہؓ کے دینی مقام کے لئے ایسی ہی دُعا زیادہ مناسب تھی ۔۔۔۔۔ اور بُسر اسلمیؓ جو اس درجہ کے نہیں تھے اُن کے لئے خیر و برکت اور مغفرت و رحمت کی وہی دُعا زیادہ مناسب تھی جو آپ نے ان کو دی۔ واللہ اعلم۔

نیا لباس پہننے کے وقت کی دُعا :۔۔۔۔۔

لباس بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، اور کھانے پینے ہی کی طرح انسان کی بنیادی ضرورتوں میں سے ہے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ :۔ "جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی بندے کو نیا کپڑا نصیب فرمائے اور وہ اس کو زیب تن کرے تو اللہ تعالیٰ کے احسان کے استحضار کے ساتھ اس کی حمد اور اس کا شکر ادا کرے، اور جو پہنا ہوا کپڑا اس نے پُرانا کر کے اُتارا ہے اس کو صدقہ کر دے"۔ آپ نے بشارت دی کہ ایسا کرنے والے بندے کو زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور پردہ داری نصیب رہے گی۔

(۱۶۱) عَنْ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَبِسَ ثَوْبًا جَدِيْدًا فَقَالَ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ كَسَانِيْ مَا أُوَارِيْ بِهٖ عَوْرَتِيْ وَأَتَجَمَّلُ بِهٖ فِيْ حَيَاتِيْ" ثُمَّ عَمَدَ إِلَى الثَّوْبِ الَّذِيْ أَخْلَقَ فَتَصَدَّقَ بِهٖ كَانَ فِيْ كَنَفِ اللّٰهِ وَفِيْ حِفْظِ اللّٰهِ وَفِيْ سَتْرِ اللّٰهِ حَيًّا وَمَيِّتًا۔

رواہ احمد والترمذی وابن ماجۃ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :۔

اُدْعُ اللّٰهَ لَنَا فَقَالَ "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ" ــــــــــ رواہ مسلم

عبداللہ بن بسر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد بسر اسلمی کے مہمان ہوئے تو میرے والد نے آپ کی خدمت میں کھانا اور وَطْبَہ (ایک قسم کا مالیدہ) پیش کیا۔ آپ نے اس میں سے تناول فرمایا۔ پھر آپ کی خدمت میں کھجوریں پیش کی گئیں، آپ ان کو کھاتے تھے اور کلمہ والی انگلی اور درمیانی انگلی دونوں کو ملا کر کھجور کی گٹھلیاں ان میں لے کر پھینکتے جاتے تھے۔ پھر آپ کی خدمت میں پینے کے لئے کوئی مشروب پیش کیا گیا تو آپ نے اس کو بھی نوش فرمایا، پھر آپ تشریف لے جانے لگے تو میرے والد نے آپ کی سواری کی لگام تھام کے عرض کیا کہ ہمارے لئے دُعا فرما دیجئے تو آپ نے دُعا کی: ــــــــــ

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ۔	اے اللہ! تو نے ان کو روزی کا جو سامان عطا فرمایا ہے اس میں ان کے لئے برکت دے، اور ان کو اپنی مغفرت اور رحمت سے نواز۔

ــــــــــ (صحیح مسلم)

(تشریح) ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ جس طرح کھانے پینے کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد اور اُس کا شکر ادا کرنا چاہئے، اُسی طرح جب اللہ کا کوئی بندہ کھلائے پلائے تو اس کے لئے بھی دُعا کرنی چاہئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کے یہاں کھانا کھانے کے بعد اُن کے لئے جو دُعا فرمائی جس کا حضرت انسؓ کی اوپر والی حدیث میں ذکر ہے، یعنی: ــــ "اَفْطَرَ عِنْدَكُمُ الصَّائِمُونَ الخ" اور بُسر اسلمیؓ کے ہاں کھانے کے بعد اُن کے لئے آپ نے جو دُعا فرمائی جس کا عبداللہ بن بُسرؓ والی اس حدیث میں ذکر ہے، یعنی: ــــ "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمْ فِيمَا رَزَقْتَهُمْ الخ" ان دُعاؤں کے مضمونوں میں فرق غالباً حضرت سعد بن عبادہؓ اور بُسر اسلمیؓ کے دینی مقام اور درجہ کے لحاظ سے ہے۔ حضرت سعد بن عبادہؓ آپ کے

نکاح اور شادی سے متعلق دعائیں :۔

نکاح اور شادی بھی انسانی زندگی کے لوازم میں سے ہے اور بظاہر اس کا تعلق انسان کے صرف ایک بہیمی اور نفسانی تقاضہ سے ہے اور اس وقت خدا فراموشی کا بڑا امکان ہے۔ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمت کو ہدایت فرمائی کہ اس موقع پر بھی تمہاری نگاہ خدا پر رہے اور یہ یقین رکھتے ہوئے کہ اس سلسلہ کا خیر و شر بھی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے، اس سے دعا کیا کرو، اس طرح آپ نے زندگی کے اس شعبہ کو بھی خدا پرستی کے رنگ میں رنگ دیا۔

(۱۹۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا تَزَوَّجَ أَحَدُكُمُ امْرَأَةً أَوِ اشْتَرَى خَادِمًا فَلْيَقُلْ "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ ——— رواہ ابوداؤد وابن ماجہ

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہدایت فرمائی کہ:۔ جب تم میں سے کوئی کسی عورت کو اپنے نکاح میں لائے اور بیوی بنائے یا خدمت کے لئے غلام یا باندی خریدے تو یہ دعا کرے: "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ ۔ تا ۔ وَشَرِّ مَا جَبَلْتَهَا عَلَيْهِ" (اے اللہ! اس میں اور اس کی فطرت میں جو خیر اور بھلائی ہو میں تجھ سے اس کی استدعا کرتا ہوں، اور اس میں اور اس کی فطرت میں جو شر اور برائی ہو اُس سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں)۔

——— (سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ)

(۱۹۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَفَّأَ الْإِنْسَانَ إِذَا تَزَوَّجَ قَالَ "بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَ

جو بندہ نیا کپڑا پہنے اور کہے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ كَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِهٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِهٖ فِیْ حَیَاتِیْ" (حمد و شکر اُس اللہ کے لئے جس نے مجھے وہ لباس عطا فرمایا جس سے میں اپنی پردہ داری کرتا ہوں اور زندگی میں وہ میرے لئے سامانِ زینت بنتا ہے)۔ پھر وہ بندہ اپنا وہ لباس جو اُس نے پُرانا کرکے اُتار دیا ہے صدقہ کردے، تو وہ زندگی میں اور مرنے کے بعد اللہ کی حفاظت و نگہبانی میں رہے گا اور اللہ تعالیٰ اس کی پردہ داری فرمائے گا ——— (مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

آئینہ دیکھنے کے وقت کی دُعا: ———

(۱۶۲) عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَظَرَ فِی الْمِرْاٰةِ قَالَ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ سَوَّىٰ خَلْقِیْ وَاَحْسَنَ صُوْرَتِیْ وَزَانَ مِنِّیْ مَا شَانَ مِنْ غَیْرِیْ"

——— رواہ البزار

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ آئینہ دیکھتے تو کہتے: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ ـــ تا ـــ مِنْ غَیْرِیْ" (حمد و شکر اُس اللہ کے لئے جس نے میرے جسم کو برابر موزوں بنایا اور مجھے اچھی شکل و صورت عطا فرمائی، اور مجھے اس خوشنمائی سے نوازا جس سے دوسرے بہت سے بندوں کو نہیں نوازا گیا)۔

——— (مسند بزار)

(تشریح) دوسری اکثر دعاؤں کی طرح اس دُعا کی روح بھی یہی ہے کہ بندہ اپنے اندر جو حُسن و خوبی اور جو جمال و کمال محسوس کرے وہ اس کو اللہ کی دین یقین کرتے ہوئے اس کی حمد اور اس کا شکر کرے، اس طرزِ عمل سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اس کی محبت اور جذبۂ عبودیت میں برابر ترقی ہوتی رہے گی اور وہ خود پسندی اور کبرِ نفس جیسے مہلک امراض سے محفوظ رہے گا۔

کبھی نقصان نہ پہونچا سکے گا، اور وہ ہمیشہ شرِ شیطان سے محفوظ رہے گا ــــــ

ــــــ (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

(تشریح) شیخ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ

"اِس حدیث سے مفہوم ہوتا ہے کہ اگر مباشرت کے وقت اللہ تعالیٰ سے اس طرح کی دُعا نہ کی (اور خدا کی طرف سے بالکل غافل ہو کر بہائم کی طرح بس اپنے نفس کا تقاضہ پورا کر لیا) تو ایسی مباشرت کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی اولاد شرِ شیطان سے محفوظ نہیں رہے گی"

اس کے بعد فرماتے ہیں :ــــــ

"از ینجاست فساد احوال اولاد و تباہ کاری ایشاں" (یعنی اس زمانہ میں پیدا ہونے والی نسل کے احوال، اخلاق و عادات جو عام طور سے خراب و برباد ہیں تو اس کی خاص بنیاد یہی ہے) ــــــ اللہ تعالیٰ ہمیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان ہدایات کی قدر شناسی اور ان سے فائدہ اٹھانے کی پوری توفیق دے۔

سَفر پر جانے اور واپس آنے کے وقت کی دُعائیں :ــــــ

دیس سے پردیس جانے والے کے لئے بہت سے خطرات اور طرح طرح کے امکانات ہوتے ہیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ : سفر کے لئے روانہ ہوتے وقت اللہ سے کیا کیا مانگنا چاہئے۔ نیز یہ کہ ہر سفر کے موقع پر یقینی پیش آنے والے آخرت کے سب سے اہم سفر کو بھی یاد کرنا چاہئے، اور اس کی تیاری سے غافل نہ ہونا چاہئے۔

(۱۹۶) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا اسْتَوٰى عَلٰى بَعِيْرِهٖ خَارِجًا اِلَى السَّفَرِ كَبَّرَ ثَلٰثًا ثُمَّ قَالَ "سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَ

بَارَكَ عَلَيْكُمَا وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ"۔

رواہ احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شادی کرنے والے آدمی کو ان الفاظ کے ساتھ دعا اور مبارکباد دیا کرتے تھے:۔ بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِي خَيْرٍ" (اللہ تعالیٰ تمہارے لئے مبارک کرے، اور تم پر برکتیں نازل کرے، اور تم دونوں (میاں اور بیوی) کو خیر اور بھلائی پر جوڑے رکھے)۔ یعنی دنیا اور آخرت کی ہر چیز اور بھلائی کے معاملہ میں تم دونوں کے درمیان باہم اتفاق اور تعاون رہے، اور شیطان کوئی فتنہ انگیزی نہ کرسکے۔

(مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ)

مباشرت کے وقت کی دعا:

(۱۶۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَنَّ اَحَدَكُمْ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّاْتِيَ اَهْلَهٗ قَالَ "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا" فَاِنَّهٗ اِنْ يُّقَدَّرْ بَيْنَهُمَا وَلَدٌ فِيْ ذٰلِكَ لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْطَانٌ اَبَدًا ــــــــ رواہ البخاری ومسلم

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جب تم میں سے کوئی بیوی کے پاس جاتے وقت اللہ کے حضور میں یہ عرض کرلیا کرے:۔ "بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا" (بسم اللہ، اے اللہ! تو شیطان کے شر سے ہم کو بچا، اور ہم کو جو اولاد دے اس کو بھی بچا) تو اگر اس مباشرت کے نتیجہ میں ان کے لئے بچہ مقدر ہوگا تو شیطان اس کو

اور اس بات سے کہ اس سفر میں کوئی رنج دہ بات دیکھوں، اور اس سے کہ سفر سے لوٹ کر اہل و عیال یا مال و جائداد میں کوئی بری بات پاؤں) ـــــ اور جب آپ سفر سے واپس ہوتے تب بھی اس کے حضور میں یہی دعا کرتے۔ اور آخر میں ان کلمات کا اضافہ کرتے "اٰیِبُوْنَ، تَائِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ، لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ" (ہم واپس لوٹنے والے ہیں، توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں، اپنے پروردگار کی حمد و ستائش کرنے والے ہیں) ـــــ (صحیح مسلم)

(تشریح) اس دعا کا ایک ایک جزء اپنے اندر بڑی معنویت رکھتا ہے۔ پہلی بات اس حدیث میں یہ بتائی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اونٹ پر سوار ہونے کے بعد سب سے پہلے تین دفعہ "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہتے تھے ـــــ اس زمانہ میں خاص کر اونٹ جیسی سواری پر سوار ہونے کے بعد خود سوار کو اپنی بلندی و برتری کا جو احساس یا وسوسہ پیدا ہو سکتا تھا۔ اسی طرح دیکھنے والوں کے دلوں میں اس کی عظمت و بڑائی کا جو خیال آ سکتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تین دفعہ "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہہ کے اس پر تین ضربیں لگاتے تھے، اور خود اپنے کو اور دوسروں کو جتاتے تھے کہ عظمت و کبریائی بس اللہ کے لئے ہے ـــــ اس کے بعد آپ کہتے تھے: "سُبْحَانَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ" (پاک اور مقدس ہے وہ ذات جس نے ہمارے لئے اس سواری کو مسخر کر دیا، ورنہ ہم میں وہ طاقت نہ تھی کہ ایسا کر سکتے) اس میں اس کا اعتراف اور اظہار ہے کہ اس سواری کو ہمارے لئے مسخر کر دینا اور ہم کو اس طرح اس کے استعمال کی قدرت دینا بھی اللہ ہی کا کرم ہے، ہمارا کوئی کمال نہیں ہے ـــــ اس کے بعد آپ فرماتے ہیں: "وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ" یعنی جس طرح آج ہم یہ سفر کر رہے ہیں، اسی طرح ایک دن اس دنیا سے سفر کر کے ہم اپنے خدا کی طرف جائیں گے جو اصل مقصود و مطلوب ہے، وہی سفر حقیقی سفر ہوگا اور اس کی فکر اور تیاری سے بندے کو کبھی غافل نہ رہنا چاہئے ـــــ اس کے بعد سب سے

مَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ اَللّٰهُمَّ إِنَّا نَسْئَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰى وَمِنَ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰى اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا سَفَرَنَا هٰذَا وَاطْوِ لَنَا بُعْدَهُ اَللّٰهُمَّ أَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ وَعْثَاءِ السَّفَرِ وَكَآبَةِ الْمَنْظَرِ وَسُوْءِ الْمُنْقَلَبِ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ" ــــ وَإِذَا رَجَعَ قَالَهُنَّ وَزَادَ فِيْهِنَّ "آئِبُوْنَ تَائِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ ــــــــ رواہ مسلم

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب آپ سفر پر جانے وقت اونٹ پر سوار ہوتے تو پہلے تین دفعہ "اَللّٰهُ أَكْبَرُ" کہتے، اس کے بعد کہتے: "سُبْحَانَ الَّذِيْ ــــ تا ــــ فِي الْأَهْلِ وَالْمَالِ" (پاک اور مقدس ہے وہ ذات جس نے ہماری سواری کیلئے اپنی اس مخلوق کو مسخر اور ہمارے قابو میں کر دیا ہے، اور خود ہم میں اس کی طاقت نہ تھی کہ اپنی ذاتی تدبیر و طاقت سے اس طرح قابو یافتہ ہو جاتے (بلکہ اللہ ہی نے اپنے فضل و کرم سے ایسا کر دیا ہے) اور ہم بالآخر اپنے اس مالک کے پاس لوٹ کر جانے والے ہیں۔ اے اللہ! ہم اس سفر میں نیکو کاری اور پرہیزگاری کی، اور ان اعمال کی جو تیری رضا کا باعث ہوں۔ اے اللہ! اس سفر کو ہم پر آسان کر دے اور اس کی طوالت کو اپنی قدرت و رحمت سے مختصر کر دے۔ اے اللہ! بس تو ہی ہمارا رفیق اور ساتھی ہے اس سفر میں (اور سب سے بڑا سہارا تیری ہی رفاقت کا ہے) اور ہمارے پیچھے تو ہی ہمارے اہل و عیال اور مال و جائداد کی دیکھ بھال اور نگرانی کرنے والا ہے (اس سلسلہ میں بھی ہمارا اعتماد اور بھروسہ بس تجھ ہی پر ہے)۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں سفر کی مشقت اور زحمت سے

بھی زیادہ اس سے بے خبر اور اس لئے استفادہ سے محروم ہیں۔

(۱۶۷) عَنْ عُثْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَخْرُجُ مِنْ بَيْتِهٖ يُرِيْدُ سَفَرًا اَوْ غَيْرَهٗ فَقَالَ حِيْنَ يَخْرُجُ "اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ، اِعْتَصَمْتُ بِاللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" اِلَّا رُزِقَ خَيْرَ ذَالِكَ الْمَخْرَجِ وَصُرِفَ عَنْهُ شَرُّ ذَالِكَ الْمَخْرَجِ۔

رواہ احمد

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔ جو مسلمان اپنے گھر سے نکلے خواہ بارادۂ سفر یا بغیر ارادۂ سفر، اور گھر سے روانگی کے وقت کہے:۔ "اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ۔ تا ۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ" (میں اللہ پر ایمان لایا، میں نے اللہ کو مضبوطی سے تھام لیا، میں نے اللہ پر بھروسہ کرلیا، اور میں یقین کرتا ہوں کہ کوئی سعی و حرکت اور کوئی قوت و طاقت کام نہیں کرسکتی اللہ کے حکم کے بغیر) تو اس مسلمان کو گھر سے اس نکلنے کا خیر ضرور حاصل ہوگا، اور اس کے شر سے وہ محفوظ رکھا جائے گا ——— (مسند احمد)

سفر میں کسی منزل پر اُترنے کے وقت کی دُعا:

(۱۶۸) عَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ حَكِيْمٍ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ نَزَلَ مَنْزِلًا فَقَالَ "اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" لَمْ يَضُرَّهٗ شَيْءٌ حَتّٰى يَرْتَحِلَ مِنْ مَنْزِلِهٖ ——— رواہ مسلم

خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

پہلی دُعا آپ یہ کرتے کہ :- "اے اللہ! اِس سفر میں مجھے نیکی اور پرہیزگاری کی اور اُن اعمال کی توفیق دے جن سے تو راضی" ۔ بلاشبہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھنے والے بندوں کیلئے سب سے اہم مسئلہ یہی ہے، اس لئے ان کی اوّلین دُعا یہی ہونی چاہئے۔ اس کے بعد آپ سفر میں سہولت کی اور سفر جلدی پورا ہو جانے کی دُعا کرتے ——— اس کے بعد آپ اللہ کے حضور میں عرض کرتے :- "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ وَالْمَالِ" یعنی اے اللہ! تو ہی سفر میں میرا حقیقی رفیق و ساتھی ہے اور تیری ہی رفاقت و مدد پر میرا اعتماد ہے اور گھر بار اور اہل و عیال جن کو میں چھوڑ کے جا رہا ہوں ان کا نگہبان اور نگراں بھی تو ہی ہے اور تیری ہی نگہبانی پر بھروسہ ہے ——— اِن مثبت دعاؤں کے بعد آپ سفر کی مشقت سے یا دورانِ سفر میں یا واپسی پر کسی تکلیف دہ حادثہ کے سامنے آنے سے پناہ مانگتے جس کا حاصل یہی ہے کہ سفر میں بھی تیری رحمت سے عافیت و سہولت نصیب رہے اور واپس آکر بھی خیر و عافیت دیکھوں۔

حدیث کے آخر میں بیان کیا گیا ہے کہ جب واپسی کے لئے آپ سفر شروع فرماتے اس وقت بھی اللہ تعالیٰ کے حضور میں آپ یہی سب کچھ عرض کرتے اور آخر میں یہ کلمات مزید کہتے :- "اٰئِبُوْنَ، تَائِبُوْنَ، عَابِدُوْنَ لِرَبِّنَا حَامِدُوْنَ" یعنی اب ہم واپس ہو رہے ہیں، اپنے قصوروں اور لغزشوں سے توبہ کرتے ہیں، ہم اپنے پروردگار اور مالک و مولا کی عبادت اور حمد و ثنا کرتے ہیں ——— ذرا غور کیا جائے کہ جب سفر کے لئے سواری پر سوار ہوتے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلبِ مبارک کی یہ واردات ہوتی تھیں، جو ان کلمات کے قالب میں زبانِ مبارک پر جاری ہوتی تھیں، تو خلوتوں کے خاص اوقات میں کیا حال ہوتا ہوگا۔

کیسی خوش نصیبی ہے اُس اُمّت کی جس کے پاس اس کے نبی کا چھوڑا ہوا ایسا خزانہ محفوظ ہے، اور کیسی قابلِ عبرت بدنصیبی ہے اُس اُمّت کی جس کے ۹۹ فی صد افراد یا اس سے

سفر پر جانے والے کو وصیت اور اس کے لئے دُعا:۔

(۱۷۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اِنَّ رَجُلًا قَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ اُسَافِرَ فَاَوْصِنِیْ قَالَ عَلَیْكَ بِتَقْوَی اللّٰهِ وَالتَّكْبِیْرِ عَلٰی كُلِّ شَرَفٍ فَلَمَّا وَلَّی الرَّجُلُ قَالَ "اَللّٰهُمَّ اَطْوِلْهُ الْبُعْدَ وَهَوِّنْ عَلَیْهِ السَّفَرَ"

رواہ الترمذی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ:۔ میرا ارادہ سفر کا ہے، حضورؐ مجھے کچھ وصیت اور نصیحت فرمائیں؟۔ آپ نے فرمایا:۔ پہلی وصیت تو یہ ہے کہ اللہ کا خوف اور اس کی ناراضی سے بچنے کی فکر کو لازم پکڑ لو (اس بارے میں ادنیٰ تساہل اور غفلت نہ ہو) اور دوسری بات یہ یاد رکھو کہ اثنائے سفر میں جب کسی بلندی پر پہونچنا ہو تو "اللہ اکبر" کہو ——— پھر جب آدمی روانہ ہو گیا تو آپ نے دعا دی:۔ "اَللّٰهُمَّ اَطْوِلْهُ الْبُعْدَ وَهَوِّنْ عَلَیْهِ السَّفَرَ" (اے اللہ! اس کے لئے طولِ مسافت کو سمیٹ کر مختصر کر دے، اور سفر کو اس کے واسطے آسان فرما دے) ——— (جامع ترمذی)

(۱۷۱) عَنْ اَنَسٍ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اُرِیْدُ سَفَرًا فَزَوِّدْنِیْ فَقَالَ زَوَّدَكَ اللّٰهُ التَّقْوٰی قَالَ زِدْنِیْ قَالَ وَغَفَرَ ذَنْبَكَ قَالَ زِدْنِیْ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ قَالَ وَیَسَّرَ لَكَ الْخَیْرَ حَیْثُ مَا كُنْتَ ——— رواہ الترمذی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

سے سُنا آپ فرماتے تھے :۔ جو شخص اثنائے سفر میں کسی منزل پہ اُترے اور اُس وقت یہ دُعا کرلے :۔ "اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" (میں اللہ کے کلماتِ تامّہ کی پناہ لیتا ہوں اس کی ساری مخلوقات کے شر سے) تو جب تک وہ اس منزل سے روانہ نہ ہو جائے گا اُس کو کوئی چیز ضرر نہ پہونچا سکے گی ——— (صحیح مسلم)

کسی بستی میں داخل ہونے کے وقت کی دُعا :———

(۱۶۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كُنَّا نُسَافِرُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَإِذَا رَأَى قَرْيَةً يُرِيْدُ أَنْ يَّدْخُلَهَا قَالَ "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهَا" ثَلٰثَ مَرَّاتٍ "اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا وَحَبِّبْنَا إِلٰى أَهْلِهَا وَحَبِّبْ صَالِحِيْ أَهْلِهَا إِلَيْنَا"

——— رواه الطبرانی فی الاوسط

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر کرتے تھے۔ آپ کا معمول تھا کہ جب وہ بستی دکھائی دیتی جس میں آپ جانے کا ارادہ رکھتے تو پہلے تین دفعہ کہتے :۔ "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهَا" (اے اللہ ہمارے لئے اس بستی کو مبارک کردے) اس کے بعد یہ دُعا فرماتے :۔ "اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنَا جَنَاهَا ـــ تا ـــ وَحَبِّبْ صَالِحِيْ أَهْلِهَا إِلَيْنَا" (اے اللہ! اس بستی کی اچھی پیداوار کو ہمارا رزق بنا، اور ہماری محبت اس بستی والوں کے دل میں ڈال دے، اور اس میں جو تیرے صالح بندے ہوں اُن کی محبت ہمارے دلوں میں پیدا فرمادے)۔

——— (معجم اوسط للطبرانی)

(تشریح) کسی نئی بستی میں جانے والے کے لئے سب سے اہم یہی تین باتیں ہو سکتی ہیں۔ سُبحان اللہ! کتنی مختصر، برمحل اور جامع دُعا ہے۔

کو رخصت کرتے وقت بھی آپ کا معمول تھا کہ آپ اس کا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں لے لیتے اور فرماتے: "اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكَ وَاَمَانَتَكَ وَاٰخِرَ عَمَلِكَ" (تمہارے دین تمہارے امانت اور خاتمہ والے اعمال کو میں خدا کے سپرد کرتا ہوں، وہ ان کی حفاظت فرمائے)۔ رواہ الترمذی عن ابن عمر ــــــــــ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کسی کو رخصت کرنے کے وقت مصافحہ فرمانا بھی آپ کا معمول تھا۔ واللہ اعلم۔

سخت خطرے کے وقت کی دُعا: ــــــــــ

(۱۷۳) عَنْ اَبِیْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَوْمَ الْخَنْدَقِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ هَلْ مِنْ شَيْءٍ نَقُوْلُهُ فَقَدْ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ قَالَ نَعَمْ "اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا" قَالَ فَضَرَبَ اللّٰهُ وُجُوْهَ اَعْدَائِهٖ بِالرِّيْحِ هَزَمَ اللّٰهُ بِالرِّيْحِ ــــــــــ رواہ احمد

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگوں نے غزوۂ خندق کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: حضرتؐ! کیا اس نازک وقت کے لئے کوئی خاص دُعا ہے جو ہم اللہ کے حضور میں عرض کریں، حالت یہ ہے کہ ہمارے دل مارے دہشت کے اچھل اچھل کے گلوں میں آرہے ہیں؟۔ تو آپ نے فرمایا:۔ ہاں! اللہ کے حضور میں یوں عرض کرو: "اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا" (اے اللہ! ہمارے پردہ داری فرما، اور ہماری گھبراہٹ کو بے خوفی اور اطمینان سے بدل دے)۔۔۔۔ ابوسعیدؓ کہتے ہیں کہ:۔ پھر اللہ نے آندھی بھیج کر دشمنوں کے مُنھ پھیر دیئے، اور اس آندھی ہی سے اللہ نے ان کو شکست دی ــــــــــ (مسند احمد)

(تشریح) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کرامؓ پر جو سخت سے سخت

کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:۔ یا رسول اللہؐ! میرا ارادہ سفر کا ہے، آپؐ مجھے "زادِ سفر" عنایت فرما دیجئے؟ (یعنی ایسی دُعائیں کر دیجئے جو سفر میں میرے کام آئیں) آپ نے فرمایا کہ:۔ اللہ تقوے کو تمہارا زادِ سفر بنائے (اور تمہیں پورے سفر میں یہ دولت نصیب رہے)۔ اُس شخص نے عرض کیا:۔ حضرتؐ! اس میں اور اضافہ فرمائیے؟۔ آپؐ نے فرمایا:۔ اور تمہارے گناہوں کی اللہ مغفرت فرمائے۔ اُس نے پھر عرض کیا:۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان! اس میں اور اضافہ فرمائیے؟۔ آپ نے فرمایا:۔ اور جہاں بھی تم پہونچو، اللہ تعالیٰ خیر اور بھلائی تمہارے لئے میسّر فرمائے ——— (جامع ترمذی)

(۱۷۲) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ الْخَطْمِيِّ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَرَادَ أَنْ يَسْتَوْدِعَ الْجَيْشَ قَالَ أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَأَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ أَعْمَالِكُمْ ——— رواه ابوداؤد

حضرت عبداللہ الخطمیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ آپ لشکر کو رخصت کرتے وقت فرماتے: "أَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَأَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ أَعْمَالِكُمْ" (میں اللہ کے سپرد کرتا ہوں تمہارے دین کو اور تمہاری صفت امانت کو، اور تمہارے آخری اعمال کو) ——— (سنن ابی داؤد)

(تشریح) یہاں "امانت" سے مراد انسان کے دل کی وہ خاص صفت اور کیفیت ہے جو اس سے تقاضا کرتی ہے کہ وہ اللہ کے اور اس کے بندوں کے حقوق صحیح طور پر ادا کرے۔ مختصر لفظوں میں اس کو "بندگی کی ذمہ داریوں کے احساس" سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔

مومن کی خاص پونجی اس کی یہ صفت امانت اور اس کا دین اور دینی اعمال ہیں، اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لشکر کو رخصت کرتے وقت مجاہدین کی ان چیزوں کو خاص طور سے اللہ کی سپردگی میں دیتے تھے اور دعا فرماتے تھے کہ وہ ان کی حفاظت فرمائے۔ اسی طرح کسی شخص

فکر اور پریشانی کے وقت کی دُعا:

(۱۷۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ عِنْدَ الْكَرْبِ "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ"

رواہ البخاری ومسلم

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی پریشانی لاحق ہوتی تو زبانِ مبارک پر یہ کلمات جاری ہوتے:— "لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ — تا — رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ" (کوئی مالک ومعبود نہیں اللہ کے سوا، وہ بڑی عظمت والا اور حلیم ہے، کوئی مالک ومعبود نہیں اللہ کے سوا، وہ ربّ العرش العظیم ہے، کوئی معبود نہیں اللہ کے سوا، وہ ربّ السّمٰوات والارض اور ربّ العرش الکریم ہے) (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

(۱۷۶) عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَرَبَهُ اَمْرٌ يَقُوْلُ "يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ" وَقَالَ "اَلْظُّوْا بِيَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ"

رواہ الترمذی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی فکر اور پریشانی لاحق ہوتی تو آپ کی دُعا یہ ہوتی تھی: "يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ" (اے حی وقیوم! بس تیری رحمت سے مدد چاہتا ہوں) اور (دوسروں سے) فرماتے: "اَلْظُّوْا بِيَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ" (یا ذا الجلال والاکرام سے چمٹے رہو) یعنی (اس کلمہ کے ذریعہ اللہ سے استغاثہ اور فریاد کرتے رہو) (جامع ترمذی)

دن گزرے ہیں اُن میں غزوۂ خندق کے بعض ایام بھی تھے، جن کا ذکر قرآن مجید میں بھی اِس طرح کیا گیا ہے :——

اِذْ جَاءُوْكُمْ مِّنْ فَوْقِكُمْ وَ	جب آگئے دشمنوں کے لشکر تمہارے اوپر کی
مِنْ اَسْفَلَ مِنْكُمْ وَاِذْ	جانب سے اور نیچے کی طرف سے اور جب
زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَ بَلَغَتِ	آنکھیں پھر گئیں اور دل مارے دہشت کے
الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّوْنَ	گلوں تک پہونچ گئے اور تم خدا کی نسبت
بِاللّٰهِ الظُّنُوْنَا هُنَالِكَ ابْتُلِيَ	طرح طرح کے گمان کرنے لگے اُس وقت
الْمُؤْمِنُوْنَ وَزُلْزِلُوْا زِلْزَالًا	اہلِ ایمان بڑی آزمائش میں پڑے اور
شَدِيْدًا —— (الاحزاب، ع ۲)	سخت طریقے سے ہلا ڈالے گئے۔

انہی حالات میں ایک دن حضرت ابو سعید خدریؓ نے حضورؐ سے وہ درخواست کی تھی جس کا حدیث میں ذکر کیا گیا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ مختصر دعا تلقین فرمائی تھی :۔ "اَللّٰهُمَّ اسْتُرْ عَوْرَاتِنَا وَاٰمِنْ رَوْعَاتِنَا" اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی سخت آندھی بھیجی گئی جس نے سارے لشکر کو تتر بتر کر دیا، اور وہ بھاگنے پر مجبور ہوئے۔

(۱۷۴) عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا خَافَ قَوْمًا قَالَ "اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ —— رواه احمد وابوداؤد

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کسی دشمن گروہ کے حملہ کا خطرہ ہوتا تھا تو آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے :—— "اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ" (اے اللہ! ہم تجھے ان دشمنوں کے مقابلہ میں کرتے ہیں تو ان کو دفع فرما، اور ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں) —— (مسند احمد۔ سنن ابی داؤد)

بارے میں تیرا حکم اور عین عدل ہے میرے بارے میں تیرا ہر فیصلہ، میں تجھ سے تیرے ہر اُس اسم پاک کے واسطے سے جس سے تو نے اپنی مقدس ذات کو موسوم کیا ہے یا اپنی کسی کتاب میں اس کو نازل فرمایا ہے، یا اپنے خاص مخفی خزانۂ غیب ہی میں اس کو محفوظ رکھا ہے۔ استدعا کرتا ہوں کہ قرآنِ عظیم کو میرے دل کی بہار بنا دے، اور میری فکروں اور میرے غموں کو اسکی برکت سے دُور فرما دے)۔۔۔۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:۔ جو بندہ بھی ان کلمات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی فکروں اور پریشانیوں کو دُور فرما کر ضرور بالضرور اس کو کشادگی عطا فرمائے گا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ (رزین)

(تشریح) رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم فرمودہ اس دُعا کا ایک ایک کلمہ عبدیت کی کیفیت سے لبریز ہے۔ سب سے پہلے اپنی اور اپنے ماں باپ کی بندگی اور عبدیت کا اظہار و اعتراف کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں، میرا باپ بھی تیرا بندہ اور میری ماں بھی تیری بندی تھی یعنی میں تیرا پشتینی بندہ ہوں، تو میرا مالک و رب ہے اور میرے ماں باپ کا بھی مالک و رب ہے۔ اور میں ہمہ تن تیرے قبضہ میں ہوں، میرے لئے جو بھی تیرا فیصلہ ہے وہ برحق ہے اور نافذ ہونیوالا ہے، مجھے اور کسی کو بھی چون وچرا کی مجال نہیں ہے۔۔۔۔ اس کے بعد کہا گیا ہے کہ میرے پاس کوئی ایسا عمل اور کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی بنا پر تجھ سے کچھ مانگنے کا مجھے حق ہو، اس لئے تیرے ہی اُن اسماء پاک کے واسطے سے جن سے تو نے اپنی ذاتِ پاک کو موسوم کیا ہے، یا جو تیری کتابوں میں بتائے گئے ہیں یا جو صرف تیرے ہی علم میں ہیں اور جنھیں تیرے سوا کوئی نہیں جانتا، تجھ سے استدعا کرتا ہوں کہ اپنے قرآنِ پاک کو میرے دل کی بہار بنا دے اور میری فکریں اور پریشانیاں اس کی برکت سے دُور فرما دے۔۔۔۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ:۔ جب بندہ اس طرح دُعا کرے گا تو اس کی فکریں اور پریشانیاں ضرور بالضرور دُور فرما دی جائیں گی۔

(۱۷۷) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ عُمَيْسٍ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اُعَلِّمُكِ كَلِمَاتٍ تَقُوْلِيْنَهُنَّ عِنْدَ الْكَرْبِ ؟ "اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا" ـــــــ رواه ابوداؤد

حضرت اسماء بنت عُمَیس رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: میں تمہیں ایسے کلمے بتادوں جو پریشانی اور فکر کے وقت تم کہا کرو۔ (انشاء اللہ وہ تمہارے لئے باعثِ سکون ہوں گے) "اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّيْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا" (اللہ اللہ وہی میرا رب ہے، میں اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتی)۔

ـــــــ (سنن ابی داؤد)

(۱۷۸) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ كَثُرَ هَمُّهٗ فَلْيَقُلْ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ وَابْنُ اَمَتِكَ وَفِيْ قَبْضَتِكَ، نَاصِيَتِيْ بِيَدِكَ مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ عَدْلٌ فِيَّ قَضَاءُكَ اَسْئَلُكَ بِكُلِّ اِسْمٍ هُوَ لَكَ سَمَّيْتَ بِهٖ نَفْسَكَ اَوْ اَنْزَلْتَهٗ فِيْ كِتَابِكَ اَوِ اسْتَاْثَرْتَ بِهٖ فِيْ مَكْنُوْنِ الْغَيْبِ عِنْدَكَ اَنْ تَجْعَلَ الْقُرْاٰنَ الْعَظِيْمَ رَبِيْعَ قَلْبِيْ وَجِلَاءَ هَمِّيْ وَغَمِّيْ" مَا قَالَهَا عَبْدٌ قَطُّ اِلَّا اَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّهٗ وَاَبْدَلَهٗ بِهٖ فَرَجًا ـــــــ رواه رزین

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی کو پریشانی اور فکر زیادہ ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اللہ کے حضور میں اس طرح عرض کرے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ عَبْدُكَ ـــ تا ـــ جِلَاءَ هَمِّيْ وَغَمِّيْ" ـــ (اے اللہ! میں بندہ ہوں تیرا، اور بیٹا ہوں تیرے ایک بندے کا اور تیری ایک بندی کا، اور بالکل تیرے قبضہ میں ہوں اور ہمہ تن تیرے دستِ قدرت میں ہوں، نافذ ہے میرے

مذکور ہوئی ہے۔ بظاہر تو اس میں صرف اللہ کی توحید و تسبیح اور اپنے قصوروار، خطاکار ہونے کا اعتراف ہے لیکن فی الحقیقت یہ اللہ کے حضور میں اظہارِ ندامت اور استغفار و انابت کا بہترین انداز ہے، اور اس میں اللہ کی رحمت کو کھینچ لینے کی خاص تاثیر ہے۔

(۱۸۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا وَقَعْتُمْ فِي الْاَمْرِ الْعَظِيْمِ فَقُوْلُوْا "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" ——— رواه ابن مردويه

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جب کوئی بھاری اور بہت مشکل معاملہ پیش آجائے تو کہو: "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" (ہم کو اللہ کافی ہے، اور وہی سب کام سپرد کرنے کیلئے اچھا ہے)۔ ——— (ابن مردویہ)

(تشریح) یہ بھی قرآن مجید کا خاص کلمہ ہے۔ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب اُن کی قوم کے بت پرستوں نے آگ کے ڈھیر میں ڈالا تو ان کی زبانِ مبارک پر یہی کلمہ تھا: "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ" ——— مصائب و مشکلات کے موقع پر ہر بندۂ مومن کا یہی نعرہ ہونا چاہئے!۔

(۱۸۱) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا قَالَ عَبْدٌ "اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ اِكْفِنِيْ كُلَّ مُهِمٍّ مِنْ حَيْثُ شِئْتَ مِنْ اَيْنَ شِئْتَ" اِلَّا اَذْهَبَ اللّٰهُ تَعَالٰى هَمَّهٗ ——— رواه الخرائطي في مكارم الاخلاق

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ جو بندہ (کسی سخت مشکل اور پریشانی میں مبتلا ہو اور) اللہ کے حضور میں عرض کرے:۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ

مصائب اور مشکلات کے وقت کی دعائیں:

اس دنیا میں انسانوں کو بعض اوقات بڑے مصائب اور مشکلات سے سابقہ پڑتا ہے، اس میں خیر کا خاص پہلو یہ ہے کہ ان ابتلاآت اور مجاہدات کے ذریعہ اہلِ ایمان کی تربیت ہوتی ہے اور یہ اُن کے لئے انابت الی اللہ اور تعلق باللہ میں ترقی کا وسیلہ بنتے ہیں۔ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے مواقع کے لئے جو دُعائیں تعلیم فرمائی ہیں وہ مصائب و مشکلات سے نجات کا وسیلہ بھی ہیں اور قُربِ خداوندی کا ذریعہ بھی ــــ ان میں سے چند دُعائیں ذیل میں پڑھئے:ــــ

(۱۷۹) عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَعْوَةُ ذِي النُّوْنِ الَّذِي دَعَا بِهَا وَهُوَ فِي بَطْنِ الْحُوْتِ "لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ" لَمْ يَدْعُ بِهَا رَجُلٌ مُسْلِمٌ فِي شَيْءٍ قَطُّ إِلَّا اسْتَجَابَ اللّٰهُ لَهُ۔

ــــــــــــــــــــ رواہ احمد والترمذی والنسائی

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ ذوالنون (اللہ کے پیغمبر یونس علیہ السّلام) جب سمندر کی ایک مچھلی کا لقمہ بن کر اُس کے پیٹ میں پہونچ گئے تھے تو اُس وقت اللہ کے حضور میں ان کی دعا اور پکار یہ تھی:۔ "لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ"۔ (میرے مولا تیرے سوا کوئی معبود نہیں [جس سے رحم و کرم کی درخواست اور مدد کی التجا کروں] تو پاک اور مقدس ہے [تیری طرف سے کوئی ظلم و زیادتی نہیں] میں ہی ظالم اور پاپی ہوں)۔ جو مسلمان بندہ اپنے کسی معاملہ اور مشکل میں ان کلمات کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کو قبول ہی فرمائے گا ــــــــــــــــــــ (مسند احمد، جامع ترمذی، سنن نسائی)

(تشریح) حضرت یونس علیہ السّلام کی یہ دُعا قرآن مجید (سورۂ انبیاء) میں انہی الفاظ میں

بھی کوئی ارادہ نہیں کر سکتا، اور مجھ مسکین و گناہگار بندے پر تجھے جو قدرت اور دسترس حاصل ہے اس کے صدقہ میں تو میرے گناہ معاف فرمادے کہ میں ہلاکت و بربادی سے بچ جاؤں تو ہی میری امیدوں کا مرکز ہے ——— اے میرے مالک و پروردگار! تو نے مجھے کتنی ہی ایسی نعمتوں سے نوازا جن کا شکر مجھ سے بہت ہی کم ادا ہو سکا، اور کتنی ہی آزمائشوں میں میں مبتلا کیا گیا اور ان آزمائشوں کے وقت مجھ سے صبر میں بڑی کمی اور کوتاہی ہوئی پس اے میرے وہ کریم رب جس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنے میں میں نے کوتاہی کی تو اس نے مجھے نعمتوں سے محروم کرنے کا فیصلہ نہیں کیا (بلکہ میری اس کوتاہی کے باوجود اپنی نعمتیں مجھ پر اور بڑھاتا رہا) اور آزمائشوں میں صبر سے میرے قاصر رہنے کے باوجود اس نے مجھے اپنی نگاہ کرم سے نہیں گرایا (بلکہ میری بے صبری کے باوجود مجھ پر کرم فرماتا رہا) اور اے میرے وہ کریم رب جس نے مجھے معصیتیں کرتے ہوئے خود دیکھا مگر اپنی مخلوق کے سامنے مجھے رسوا نہیں کیا (بلکہ مجھ گنہگار کی پردہ داری فرمائی) اے ہمیشہ اور تا ابد احسان و کرم فرمانے والے اور بے شمار و بے حساب نعمتوں سے نوازنے والے پروردگار! میں تجھ سے استدعا کرتا ہوں کہ اپنے بندے اور پیغمبر حضرت محمدؐ پر اور ان کے خاص متعلقین پر اپنی رحمتیں نازل فرما۔ خداوندا! میں تیرے ہی زور پر اور تیرے ہی بھروسہ پر مقابلہ میں آتا ہوں دشمنوں اور جباروں کے ——— (مسند فردوس دیلمی)

(تشریح) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم فرمائی ہوئی اس دعا کے ایک ایک کلمہ پر غور کیا جائے، اس کا ہر جملہ عبدیت کی روح سے لبریز ہے۔ اللہ تعالیٰ ان حقائق کا فہم اور ان کی قدر اور نفع اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

حاکم وقت کے ظلم سے حفاظت کی دعا:

بسا اوقات انسان خاص کر حق پرست انسان کو ایسے مواقع پیش آتے ہیں کہ وہ وقت کے ارباب اقتدار کے غصہ اور ناراضی کا نشانہ بن جاتا ہے، اور ان کے ظلم و عدوان کا خطرہ فطری طور پر

اِكْفِنِيْ كُلَّ مُهِمٍّ مِنْ حَيْثُ شِئْتَ مِنْ أَيْنَ شِئْتَ "۔ (اے میرے اللہ! ساتوں آسمانوں اور عرشِ عظیم کے مالک! میری مہمات و مشکلات حل کرنے کے لئے تو کافی ہو جا اور حل کر دے جس طرح تو چاہے اور جہاں سے تو چاہے) تو اللہ اس کی مشکل کو حل کر کے پریشانی سے اس کو نجات عطا فرما دے گا ——— (مکارم الاخلاق للخرائطی)

(۱۸۴) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا عَلِيُّ إِذَا حَزَنَكَ أَمْرٌ فَقُلْ "اَللّٰهُمَّ اخْرُسْنِيْ بِعَيْنِكَ الَّتِيْ لَا تَنَامُ وَاكْنُفْنِيْ بِكَنَفِكَ الَّذِيْ لَا يُرَامُ وَاغْفِرْ لِيْ بِقُدْرَتِكَ عَلَيَّ فَلَا أَهْلِكُ وَأَنْتَ رَجَائِيْ، رُبَّ كَمْ مِنْ نِعْمَةٍ أَنْعَمْتَهَا عَلَيَّ قَلَّ لَكَ عِنْدَهَا شُكْرِيْ وَكَمْ مِنْ بَلِيَّةٍ ابْتَلَيْتَنِيْ بِهَا قَلَّ لَكَ عِنْدَهَا صَبْرِيْ فَيَا مَنْ قَلَّ عِنْدَ نِعْمَتِهٖ شُكْرِيْ فَلَمْ يَحْرِمْنِيْ وَيَا مَنْ قَلَّ عِنْدَ بَلِيَّتِهٖ صَبْرِيْ فَلَمْ يَخْذُلْنِيْ وَيَا مَنْ رَآنِيْ عَلَى الْخَطَايَا فَلَمْ يَفْضَحْنِيْ يَا ذَا الْمَعْرُوْفِ الَّذِيْ لَا يَنْقَضِيْ أَبَدًا وَيَا ذَا النَّعْمَاءِ الَّتِيْ لَا تُحْصٰى أَبَدًا أَسْئَلُكَ أَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَبِكَ أَدْرَأُ فِيْ نُحُوْرِ الْأَعْدَاءِ وَالْجَبَّارِيْنَ۔

——— رواہ الدیلمی فی مسند الفردوس

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: اے علیؓ! جب تمہیں کسی بڑی پریشانی اور مصیبت کا سامنا ہو تو اللہ سے اس طرح دعا کرو: "اَللّٰهُمَّ اخْرُسْنِيْ بِعَيْنِكَ الَّتِيْ لَا تَنَامُ ۔۔۔ تا ۔۔۔ فِيْ نُحُوْرِ الْأَعْدَاءِ وَالْجَبَّارِيْنَ" (اے اللہ! اپنی اُس آنکھ سے میری نگہبانی فرما جو کبھی نیند اور اونگھ سے آشنا نہیں ہوتی، اور مجھے اپنی اُس حفاظت میں لے لے جس کے قریب جانے کا

مِنَ الْاَنْصَارِ يُقَالُ لَهٗ اَبُوْ اُمَامَةَ فَقَالَ يَا اَبَا اُمَامَةَ مَالِيْ اَرَاكَ جَالِسًا فِي الْمَسْجِدِ فِيْ غَيْرِ وَقْتِ الصَّلٰوةِ قَالَ هُمُوْمٌ لَزِمَتْنِيْ وَدُيُوْنٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَفَلَا اُعَلِّمُكَ كَلَامًا اِذَا قُلْتَهٗ اَذْهَبَ اللّٰهُ هَمَّكَ وَقَضٰى عَنْكَ دَيْنَكَ قَالَ قُلْتُ بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ قُلْ اِذَا اَصْبَحْتَ وَاِذَا اَمْسَيْتَ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ" قَالَ فَفَعَلْتُ ذَالِكَ فَاَذْهَبَ اللّٰهُ هَمِّيْ وَقَضٰى دَيْنِيْ ۔

رواہ ابوداؤد

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو ایک انصاری کو (جن کا نام ابوامامہ تھا) آپ نے مسجد میں بیٹھے دیکھا، آپ نے اُن سے فرمایا:۔ کیا بات ہے کہ تم اس وقت جبکہ کسی نماز کا وقت نہیں ہے مسجد میں بیٹھے ہو؟۔ انھوں نے عرض کیا:۔ حضرتؐ! مجھ پر بہت سے قرضوں کا بوجھ ہے اور فکروں نے مجھے گھیر رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا:۔ میں تمھیں ایسا دعائیہ کلمہ بتادوں جس کے ذریعہ دعا کرنے سے اللہ تعالیٰ تمھیں ساری فکروں سے نجات دے دے اور تمھارے قرضے بھی ادا کرادے؟۔ (ابوامامہ نے بیان کیا کہ) میں نے عرض کیا:۔ حضرتؐ! ضرور بتادیں آپ نے ارشاد فرمایا کہ:۔ تم صبح و شام اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کیا کرو:۔ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ ــــ تا ــــ وَقَهْرِ الرِّجَالِ" (اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر اور غم سے اور نکمّے پن اور ٹھول پنے سے، اور سستی و کاہلی سے، اور بزدلی و کنجوسی سے، اور پناہ مانگتا ہوں قرضے کے بار کے غالب آجانے سے اور لوگوں کے

اس کے لئے فکر و پریشانی کا باعث ہوتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے مستقل طور سے دعا تعلیم فرمائی۔

(۱۸۳) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا خَوَّفَ اَحَدُکُمُ السُّلْطَانَ فَلْیَقُلْ "اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ کُنْ لِیْ جَارًا مِنْ شَرِّ فُلَانِ ابْنِ فُلَانٍ وَ شَرِّ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ وَاَتْبَاعِھِمْ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِنْھُمْ اَوْ اَنْ یَّطْغٰی عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ" ــــــــــ رواہ الطبرانی فی الکبیر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- جب تم میں سے کسی کو حاکم وقت کے ظلم و عدوان کا خطرہ ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اللہ سے یوں دعا کرے:- "اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ ــــ تا ــــ لَا اِلٰہَ غَیْرُکَ" (اے اللہ! ہفت افلاک اور عرش عظیم کے مالک! فلاں ابن فلاں (حاکم) کے شر سے اور سارے شریر انسانوں اور جنوں اور ان کے چیلوں کے شر سے میری حفاظت فرما، اور مجھے اپنی پناہ میں لے کہ ان میں سے کوئی مجھ پر ظلم و زیادتی نہ کر سکے۔ جو تیری پناہ میں ہے وہ باعزت ہے، تیری ثناء و صفت باعظمت ہے، تیرے سوا کوئی معبود نہیں، صرف تو ہی معبود برحق ہے) ــــــــــ (معجم کبیر طبرانی)

قرض اور تنگ حالی سے نجات کی دعا:

(۱۸۴) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ الْمَسْجِدَ فَاِذَا ھُوَ بِرَجُلٍ

تم اتنی رقم ادا کردو تو آزاد ہو، ایسا غلام جب وہ معینہ رقم ادا کردے گا تو آزاد ہو جائے گا ــــــ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں اسی طرح کا کوئی بیچارہ مُکاتَب آیا تھا جو زرِ کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو رہا تھا، آپ اُس وقت رقم سے تو اس کی کوئی مدد نہیں کر سکے لیکن اسی مقصد کے لئے ایک خاص دُعا آپ نے اُس کو تعلیم فرمادی جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو تعلیم فرمائی تھی ــــــ معلوم ہوا کہ ضرورت مند سائل کی اگر روپیہ پیسہ سے کسی وقت مدد نہ کی جاسکے تو اس کو اس طرح کی دُعا ہی کی طرف رہنمائی کردی جائے، یہ بھی اعانت اور خدمت کی ایک صورت ہے۔

خوشی اور غم کے وقت کی دُعا:

(۱۸۶) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا رَاٰی مَا یَسُرُّهٗ قَالَ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ" وَاِذَا رَاٰی شَیْئًا مِمَّا یَكْرَهُ قَالَ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ" ــــــ رواہ ابن النجار

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی ایسی بات دیکھتے جس سے آپ کو مسرت اور خوشی ہوتی تو کہتے: ــــــ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ بِنِعْمَتِهٖ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ" (حمد وستائش اُس اللہ کے لئے جس کے فضل و احسان سے اچھائیاں تکمیل پاتی ہیں)۔ اور جب کوئی ایسی بات دیکھتے جو آپ کو ناپسند اور ناگوار ہوتی تو کہتے: ــــــ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ" (ہر حال میں اللہ کی حمد اور اس کا شکر) ــــــ (ابن النجار)

(تشریح) اِس دنیا میں جو کچھ ہوتا ہے چاہے اُس میں ہمارے لئے مسرت اور خوشی کا سامان ہو یا رنج و غم کا وہ سب بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اور اس کے حکم سے ہوتا ہے اور وہ حکیمِ مطلق ہے

دباؤ سے)۔ ابوامامہ نے بیان کیا کہ:۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہدایت پر عمل کیا (اور اس دعا کو اپنا صبح و شام کا معمول بنا لیا) تو خدا کے فضل سے میری ساری فکریں ختم ہو گئیں، اور میرا قرض بھی ادا ہو گیا ——— (سنن ابی داؤد)

(تشریح) یہ صاحب واقعہ ابوامامہ، مشہور صحابی ابوامامہ باہلی رضؓ کے علاوہ دوسرے صحابی ہیں۔

(۱۸۵) عَنْ عَلِيٍّ اَنَّهٗ جَاءَهٗ مُكَاتَبٌ فَقَالَ اِنِّيْ عَجَزْتُ عَنْ كِتَابَتِيْ فَاَعِنِّيْ قَالَ اَلَا اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ عَلَّمَنِيْهِنَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ كَانَ عَلَيْكَ مِثْلُ جَبَلٍ كَبِيْرٍ دَيْنًا اَدَّاهُ اللّٰهُ عَنْكَ قُلْ "اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ"

——— رواه الترمذی والبیهقی فی الدعوات الکبیر

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مکاتب ان کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ:۔ میں زرِ کتابت ادا کرنے سے عاجز ہو رہا ہوں آپ اس میں میری مدد کر دیجئے؟۔ آپ نے فرمایا:۔ میں تم کو وہ دعائیہ کلمات نہ بتا دوں جو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمائے تھے، اگر تم پر کسی بڑے پہاڑ کے برابر بھی قرضہ ہو گا تو اس دعا کی برکت سے اور اللہ کے حکم سے وہ ادا ہو جائے گا (وہ مختصر دعا یہ ہے):۔ "اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَاَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ" (اے میرے اللہ! مجھے حلال طریقے سے اتنی روزی دے جو میرے لئے کافی ہو اور حرام کی ضرورت نہ ہو، اور اپنے فضل و کرم سے مجھے اپنے ماسوا سے بے نیاز کر دے) ——— (جامع ترمذی، دعواتِ کبیر للبیہقی)

(تشریح) "مکاتب" اس غلام کو کہا جاتا ہے جس کے آقا نے اس کے بارے میں طے کر دیا ہو کہ

ـــــ (حٰمٓ السجدۃ) ـــــ جاننے والا ہے (وہ تمھیں پناہ دے گا)۔

لیکن یہ بھی واقعہ ہے کہ غصّہ کی بحرانی کیفیت میں جب آدمی سنجیدگی اور توازن اور اچھائی برائی کا احساس کھو بیٹھتا ہے تو بہت ہی کم ایسا ہوتا ہے کہ یہ باتیں اُسے یاد آئیں۔ ایسے وقت میں خیر خواہوں کو چاہئے کہ وہ حکمت سے اس کو اس طرف متوجہ کریں اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ زرّیں ہدایت یاد دلائیں۔

عیادت کے وقت کی دُعائیں :ـــــ

بیماروں کی عیادت اور خدمت کو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اونچے درجہ کی نیکی اور ایک طرح کی مقبول ترین عبادت قرار دیا ہے اور اس کی بڑی ترغیب دی ہے، نیز اپنے عمل اور ارشادات سے اس کی تعلیم دی ہے کہ جب کسی مریض کی عیادت کی جائے تو اُس کے لئے دُعائے صحت بھی کی جائے۔ ظاہر ہے کہ اس سے اس کو تسلّی بھی ہوگی۔ اسی سلسلۂ معارف الحدیث کی تیسری جلد میں "کتاب الجنائز" کے ذیل میں اِس سلسلہ کی متعدد حدیثیں درج کی جا چکی ہیں یہاں کتاب الدعوات میں بھی بعض حدیثوں کے اضافہ کے ساتھ ان کو درج کیا جا رہا ہے۔

(۱۸۸) عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اشْتَكٰى مِنَّا إِنْسَانٌ مَسَحَهُ بِيَمِيْنِهٖ ثُمَّ قَالَ "اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ اَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يُغَادِرُ سُقْمًا" ـــــ رواہ البخاری ومسلم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم میں سے کوئی آدمی بیمار ہوتا تو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا داہنا ہاتھ اُس کے جسم پر پھیرتے اور یہ دُعا پڑھتے۔ "اَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ الخ" (اے سب آدمیوں کے پروردگار!

اس کا کوئی فیصلہ حکمت سے خالی نہیں، اس لئے وہ ہر حال میں حمد و ستائش کا مستحق ہے۔

غصہ کے وقت کی دُعا:

(۱۸۷) عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ قَالَ اِسْتَبَّ رَجُلَانِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى عُرِفَ الْغَضَبُ فِيْ وَجْهِ اَحَدِهِمَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَوْ قَالَ لَذَهَبَ غَضَبُهُ "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ"

رواہ الترمذی

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں دو آدمیوں کے درمیان کچھ سخت کلامی ہوگئی، یہاں تک کہ ان میں سے ایک کے چہرے پر غصہ کے آثار محسوس ہوگئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- میں جانتا ہوں ایک دُعائیہ کلمہ، اگر یہ آدمی اس وقت وہ کہہ لے تو اس کا غصہ ٹھنڈا پڑ جائے گا، وہ کلمہ ہے ——— "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ"

(جامع ترمذی)

(تشریح) بلاشبہ اگر آدمی شعور اور دُعا کی کیفیت کے ساتھ سخت غصہ کی حالت میں بھی یہ کلمہ کہے اور اللہ سے پناہ طلب کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے غصہ کی آگ کو ٹھنڈا کر دے گا، اور وہ غصہ کے نتائج بد سے محفوظ رہے گا۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے:

وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ	اور اگر (کسی وقت) شیطان کی طرف سے
مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ	وسوسہ اندازی ہو (اور اس سے تمہارے
فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهٗ	اندر غصہ کی آگ بھڑک اُٹھے) تو اللہ کی
هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔	پناہ مانگو۔ وہ سب کچھ سُننے والا اور

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب خود بیمار ہوتے تو مُعَوِّذات پڑھ کر اپنے اوپر دم فرماتے اور خود اپنا دستِ مبارک اپنے جسم پر پھیرتے پھر جب آپ کو وہ بیماری لاحق ہوئی جس میں آپ نے وفات پائی، تو میں وہی مُعَوِّذات پڑھ کر آپ پر دم کرتی جن کو پڑھ کر آپ دم کیا کرتے تھے، اور آپ کا دستِ مبارک آپ کے جسم پر پھیرتی ——— (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) اِس حدیث میں "مُعَوِّذات" سے مُراد بظاہر سُورۂ "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ" اور "قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ دُعائیں مراد ہوں جن میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگی جاتی ہو، اور جو آپ بیماروں پر پڑھ کر اکثر دَم کیا کرتے تھے۔ اس طرح کی بعض دُعائیں اوپر بھی بعض حدیثوں میں آچکی ہیں۔

چھینک آنے کے وقت کی دُعا: ———

آدمی کو چھینک آجانے کی بظاہر کوئی اہمیت نہیں، لیکن رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِس موقع کے لئے بھی دُعا تلقین فرمائی، اور اس کو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق بڑھانے کا ذریعہ بنا دیا۔

(۱۹۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا عَطَسَ اَحَدُكُمْ فَلْیَقُلْ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلْیَقُلْ لَهٗ اَخُوْهُ اَوْ صَاحِبُهٗ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ، فَاِذَا قَالَ لَهٗ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ فَلْیَقُلْ یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ۔

——— رواه البخاری

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو اس کو چاہئے کہ کہے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" (اللہ کی حمد اور

اِس بندے کی تکلیف دُور فرمادے اور شفا عطا فرمادے، تو ہی شفا دینے والا ہے، بس تیری ہی شفا شفا ہے، ایسی کامل شفا عطا فرما جو بیماری کا اثر بالکل نہ چھوڑے)۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(۱۸۹) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ اِنَّ جِبْرَئِیْلَ اَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِشْتَکَیْتَ فَقَالَ نَعَمْ قَالَ "بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُؤْذِیْکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ وَحَاسِدٍ، اَللّٰہُ یَشْفِیْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ"

رواہ مسلم

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ کچھ بیمار ہوئے تو) جبرئیل امینؑ آئے اور کہا: "اے محمدؐ! تم کو تکلیف ہو گئی ہے؟" آپ نے فرمایا:۔ ہاں!۔ تو جبرئیل امینؑ نے یہ دُعا پڑھ کے جھاڑا:۔ بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ یُؤْذِیْکَ مِنْ شَرِّ کُلِّ نَفْسٍ وَحَاسِدٍ، اَللّٰہُ یَشْفِیْکَ بِسْمِ اللّٰہِ اَرْقِیْکَ "(میں اللہ کے نام سے تمھیں جھاڑتا اور دَم کرتا ہوں، ہر اُس چیز سے جو تمھیں ایذا پہونچائے، اور ہر نفس اور حاسد کے شر سے، اللہ تم کو شفا دے، میں اللہ کے نام سے تمھیں جھاڑتا پھونکتا ہوں)۔

(صحیح مسلم)

(۱۹۰) عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا قَالَتْ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اشْتَکٰی نَفَثَ عَلٰی نَفْسِہٖ بِالْمُعَوِّذَاتِ وَمَسَحَ عَنْہُ بِیَدِہٖ فَلَمَّا اشْتَکٰی وَجَعُہُ الَّذِیْ تُوُفِّیَ فِیْہِ کُنْتُ اَنْفُثُ عَلَیْہِ بِالْمُعَوِّذَاتِ الَّتِیْ کَانَ یَنْفُثُ وَاَمْسَحُ بِیَدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔

رواہ البخاری و مسلم

حضرت سلمہ بن الاکوع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے چھینک آئی تو آپ نے "یَرْحَمُكَ اللّٰه" فرمایا۔ وہ پھر چھینکا تو آپ نے فرمایا کہ:۔ اس آدمی کو زکام ہے (اس لئے ہر دفعہ یَرْحَمُكَ اللّٰه کہنا ضروری نہیں) ——— (صحیح مسلم)

(تشریح) اور جامع ترمذی کی ایک روایت میں ہے کہ یہ بات حضورؐ نے اُس وقت فرمائی جب اُس آدمی کو تیسری دفعہ چھینک آئی۔

ایک دوسرے صحابی عبید ابن ابی رفاعہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد بھی مروی ہے:———

شَمِّتِ الْعَاطِسَ ثَلٰثًا فَمَا زَادَ فَاِنْ شِئْتَ فَشَمِّتْهُ وَاِنْ شِئْتَ فَلَا۔	چھینکنے والے کو تین دفعہ تک تو یَرْحَمُكَ اللّٰه کہو، اس کے آگے کہو چاہے نہ کہو۔

——— رواہ ابوداؤد والترمذی

(۱۹۳) عَنْ نَافِعٍ اَنَّ رَجُلًا عَطَسَ اِلٰى جَنْبِ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ قَالَ ابْنُ عُمَرَ وَاَنَا اَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ وَلَيْسَ هٰكَذَا، عَلَّمَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نَقُوْلَ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ ——— رواہ الترمذی

حضرت عبداللہ بن عمر کے خادم نافع سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر کے پاس ایک شخص بیٹھا تھا، اُسے چھینک آئی تو اس نے کہا: "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ" تو حضرت ابن عمر نے فرمایا: میں بھی کہتا ہوں "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ" یعنی یہ کلمہ فی نفسہٖ بڑا مبارک ہے، اس میں اللہ کی حمد ہو اور رسول اللہ

اس کا شکر) اور جو بھائی اس کے پاس ہوں انھیں جواب میں کہنا چاہئے ۔ ——
"یَرْحَمُكَ اللّٰهُ" (تم پر اللہ کی رحمت ہو) اور جب وہ یہ کہیں تو چھینکنے والے کو چاہئے
کہ وہ جواب الجواب کے طور پر کہے :- "یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ" (اللہ
تم کو صحیح راہ پر چلائے اور تمھارا حال درست فرمائے) —— (صحیح بخاری)

(تشریح) چھینک اگر زکام وغیرہ کسی بیماری کی وجہ سے نہ ہو تو دماغ کی صفائی اور اس کے ہلکے ہونے کا ذریعہ ہے۔ جو مادّہ چھینک کے ذریعہ خارج ہوتا ہے اگر وہ خارج نہ ہو تو طرح طرح کی دماغی بیماریاں پیدا ہو سکتی ہیں، اِس لئے بندے کو چاہئے کہ چھینک آنے پر اللہ کی حمد اور اس کا شکر ادا کرے، اور کم از کم اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ کہے۔ بعض روایات میں اس موقع کے لئے "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی كُلِّ حَالٍ" اور بعض دوسری روایات میں "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ" بھی وارد ہوا ہے۔ اِس لئے ان میں سے ہر کلمہ کہا جا سکتا ہے۔

سُننے والوں کو اس کے جواب میں "یَرْحَمُكَ اللّٰهُ" کہنا چاہئے۔ یہ چھینکنے والے کے حق میں دُعائے خیر ہوگی، اس کا جواب چھینکنے والے کو بھی دعائے خیر سے دینا چاہئے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے "یَهْدِیْكُمُ اللّٰهُ وَیُصْلِحُ بَالَكُمْ" تعلیم فرمایا —— قربان اس تعلیم کے، ایک چھینک کو خود چھینکنے والے کے لئے اور اس کے پاس والوں کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق کو تازہ کرنے کا اور بڑھانے کا کیسا ذریعہ بنایا۔

اگر کسی کو نزلہ اور زکام کی وجہ سے مسلسل چھینکیں آتی ہوں تو اِس صورت میں نہ چھینکنے والا ہر دفعہ "اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ" کہنے کا مکلف ہے، نہ سننے والے کو ہر دفعہ "یَرْحَمُكَ اللّٰهُ" کہنے کا حُکم ہے۔

(۱۹۲) عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَطَسَ رَجُلٌ عِنْدَهٗ فَقَالَ لَهٗ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ ثُمَّ عَطَسَ اُخْرٰی فَقَالَ الرَّجُلُ مَزْكُوْمٌ ——

—— رواہ مسلم وفی روایۃ للترمذی اَنَّهٗ قَالَ لَهٗ فِی الثالثۃ اَنَّهٗ مَزْكُوْمٌ

(اے اللہ! ہمیں اپنے غضب سے ختم نہ کر، اور اپنے عذاب سے ہمیں ہلاک نہ کر، اور ہمیں اس سے پہلے عافیت دے) ——— (مسند احمد، جامع ترمذی)

آندھی اور تیز و تند ہوا کے وقت کی دعا: ———

تیز و تند ہوائیں اور آندھیاں کبھی عذاب بن کر آتی ہیں اور کبھی رحمتِ الٰہی (یعنی بارش) کا مقدمہ بن کر، اس لئے خداشناس اور خداپرست بندوں کو چاہئے کہ جب اس طرح کی ہوائیں چلیں، تو وہ جلالِ خداوندی کے خطرے کو محسوس کرتے ہوئے دعا کریں کہ یہ ہوائیں شر اور ہلاکت کا ذریعہ نہ بنیں بلکہ رحمت کا وسیلہ بنیں۔ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا۔

(۱۹۵) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَا هَبَّتْ رِيحٌ قَطُّ اِلَّا جَثَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى رُكْبَتَيْهِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رَحْمَةً وَلَا تَجْعَلْهَا عَذَابًا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا رِيَاحًا وَلَا تَجْعَلْهَا رِيْحًا ——— رواه الشافعی والبیهقی فی الدعوات الکبیر

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب کبھی تیز ہوا چلتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زانوؤں کے بل اللہ تعالیٰ کے حضور میں جھک جاتے اور دعا کرتے تھے کہ: ——— "اے اللہ! یہ ہوا ہمارے حق میں رحمت اور سامانِ حیات ہو، عذاب اور سامانِ ہلاکت نہ ہو۔ یہ وہ نہ ہو جس کو قرآن نے "ریح" کہا ہے، وہ ہو جس کو "ریاح" کہا ہے" ——— (مسند شافعی و البیہقی فی الدعوات الکبیر)

(تشریح) قرآن مجید کی بعض آیات میں اُس ہوا کو جو کسی قوم کو ہلاک کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجی گئی "ریح" کے لفظ سے تعبیر کیا گیا، اور بعض دوسری آیات میں اُن ہواؤں کے لئے جو رحمت بن کر آتی ہیں "ریاح" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ اسی بنا پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیز ہوا کے وقت یہ دعا بھی فرماتے تھے کہ: ——— "اے اللہ! یہ "ریح" یعنی عذاب والی ہوا نہ ہو

صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام ہے، لیکن اس موقع پر یہ کہنا صحیح نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع کے لئے ہمیں تعلیم دی ہے کہ: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ" کہیں۔

(جامع ترمذی)

(تشریح) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے ایک بڑی اہم اور اصولی بات معلوم ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص مواقع کے لئے جو اذکار تعلیم فرمائے ہیں اُن میں صلوٰۃ وسلام کا اضافہ بھی ٹھیک نہیں ہے اگرچہ وہ فی نفسہٖ بہت مبارک ہے ——— اللہ تعالیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری قدر شناسی و احسان مندی اور کامل اتباع نصیب فرمائے۔

بادل گرجنے اور بجلی چمکنے کے وقت کی دُعا: ———

بلاشبہ بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک اور چمک اللہ تعالیٰ کے جلال کے مظہر ہیں، اور جب خدا پرست بندہ ان سے دوچار ہو تو پوری عاجزی کے ساتھ اس کو اللہ تعالیٰ سے رحم وکرم اور عافیت کی دُعا کرنی چاہئے۔ یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم اور آپ کا اسوۂ حسنہ ہے۔

(۱۹۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا سَمِعَ صَوْتَ الرَّعْدِ وَالصَّوَاعِقِ قَالَ اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَالِکَ۔

——— رواہ احمد والترمذی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بادلوں کی گرج اور بجلیوں کی کڑک سُنتے تو اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے: "اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَالِکَ"

پوچھا کہ :۔ آپ کا یہ حال کیوں ہو جاتا ہے ؟ ۔ آپ نے فرمایا کہ :۔ آسمان پر ابر دیکھ کے مجھے خطرہ ہوتا ہے کہ کہیں یہ اُس قسم کا ابر نہ ہو جسے اپنی وادیوں کی طرف بڑھتا دیکھ کر قوم عاد نے کہا تھا کہ یہ بادل ہمارے علاقے پر برس کے ہماری کھیتیوں کو شاداب کرے گا (حالانکہ وہ عذاب کا بادل تھا جو اُن کی مکمل تباہی و بربادی کا سامان لے کر آیا تھا) ۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم) ——————

بادل اور بارش کے وقت کی دُعا ——————

(۱۹۷) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَبْصَرَ نَاشِئًا مِنَ السَّمَاءِ تَعْنِي السَّحَابَ تَرَكَ عَمَلَهُ وَاسْتَقْبَلَهُ وَقَالَ "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيهِ" فَإِنْ كَشَفَهُ حَمِدَ اللّٰهَ وَإِنْ مَطَرَتْ قَالَ "اَللّٰهُمَّ سَقْيًا نَافِعًا" —————— رواه ابوداؤد والنسائی وابن ماجة والشافعی واللفظ له

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب ہم لوگ آسمان پر بادل چڑھتا دیکھتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال یہ ہو جاتا کہ جس کام میں آپ مشغول ہوتے اُس کو چھوڑ کے بادل کی طرف رُخ کر لیتے اور اللہ سے دُعا کرتے کہ :۔ "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا فِيهِ" (اے اللہ! اِس بادل میں جو شر ہو اُس سے میں تیری پناہ مانگتا ہوں) ۔ پھر اگر وہ بادل چھٹ کر آسمان صاف ہو جاتا تو آپ اللہ کی حمد اور اس کا شکر ادا کرتے، اور اگر وہ بادل برسنے لگتا تو دُعا فرماتے کہ :۔ "اَللّٰهُمَّ سَقْيًا نَافِعًا" (اے اللہ! اِس بارش سے پوری سیرابی کر دے، اور اس کو نفع مند بنا) ۔

(سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، مسند شافعی) ——————

(۱۹۸) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

بلکہ "ریاح" یعنی رحمت والی ہوا ہو۔

(۱۹۶) عَنْ عَائِشَةَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا عَصَفَتِ الرِّيحُ قَالَ "اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرَ مَا فِيهَا وَخَيْرَ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ مَا فِيهَا وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ" وَإِذَا تَخَيَّلَتِ السَّمَاءُ تَغَيَّرَ لَوْنُهُ وَخَرَجَ وَدَخَلَ وَأَقْبَلَ وَأَدْبَرَ فَإِذَا مَطَرَتْ سُرِّيَ عَنْهُ فَعَرَفَتْ ذَالِكَ عَائِشَةُ فَسَأَلَتْهُ فَقَالَ لَعَلَّهُ يَا عَائِشَةُ كَمَا قَالَ قَوْمُ عَادٍ فَلَمَّا رَأَوْهُ عَارِضًا مُسْتَقْبِلَ أَوْدِيَتِهِمْ قَالُوا هٰذَا عَارِضٌ مُمْطِرُنَا۔

رواہ البخاری ومسلم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا جب تیز و تند ہوا چلتی اور آندھی کی کیفیت ہوتی تو اس طرح دعا کرتے:۔

"اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْئَلُكَ ـــ تا ـــ وَشَرِّ مَا أُرْسِلَتْ بِهِ"

(اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اس ہوا کی خیر و برکت، اور اس ہوا میں جو کچھ مضمر ہے اور جس کے ساتھ وہ بھیجی جا رہی ہے اس کی خیر و برکت، اور میں پناہ مانگتا ہوں تجھ سے اس ہوا کے شر سے اور جو کچھ اس میں مضمر ہے اور جس کے ساتھ وہ بھیجی گئی ہے اس کے شر اور برے اثرات سے)۔ اور جب آسمان پر ابر گھر کے آتا (جس میں خیر و شر اور رحمت و عذاب کے دونوں پہلو ہو سکتے ہیں) تو اللہ کے قہر و جلال کے خوف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال ہو جاتا کہ آپ کا رنگ بدل جاتا کبھی باہر جاتے کبھی اندر آتے، کبھی آگے بڑھتے کبھی پیچھے ہٹتے۔ پھر جب خیریت سے بارش ہو جاتی تو آپ کی یہ کیفیت ختم ہوتی ـــــ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کیفیت کو محسوس کیا تو آپ سے

نہ ہو۔ اے اللہ! جلدی نازل فرما دیر نہ ہو) ——— حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ آپ کے دعا کرتے کرتے آسمان پر گھٹا چھا گئی اور بھرپور بارش ہوئی ——— (سنن ابی داؤد)

(۲۰۰) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اسْتَسْقَى قَالَ "اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهِيمَتَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ" ——— رواه مالك وابوداؤد

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بارش کے لئے دعا فرماتے تو اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح عرض کرتے:— "اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبَهِيمَتَكَ وَانْشُرْ رَحْمَتَكَ وَأَحْيِ بَلَدَكَ الْمَيِّتَ" (اے اللہ! اپنے بندوں اور اپنے پیدا کئے ہوئے بے زبان چوپایوں اور جانوروں کو سیراب فرما، اپنی رحمت بھیج اور تیری جو بستیاں بارش نہ ہونے کی وجہ سے مُردہ ہو گئی ہیں بارش نازل فرما کر اُن میں جان ڈال دے) ——— (موطا امام مالک، سنن ابی داؤد)

(تشریح) غور کیا جائے اِس دعا میں کیسی اپیل ہے، اور رحمتِ الٰہی کو متوجہ کرنے کی کتنی طاقت ہے۔

مہینہ کا نیا چاند دیکھنے کے وقت کی دعا: ———

(۲۰۱) عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْهِلَالَ قَالَ "اَللّٰهُمَّ أَهِلَّهُ عَلَيْنَا بِالْأَمْنِ وَالْإِيمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْإِسْلَامِ رَبِّي وَرَبُّكَ اللهُ" ——— رواه الترمذی

حضرت طلحہ بن عبیداللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مہینہ کا

وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَأَى الْمَطَرَ قَالَ "اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا"۔

رواہ البخاری

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بارش ہوتی دیکھتے تو اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتے: "اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَافِعًا" (اے اللہ! بھرپور اور نفع مند بارش ہو) (صحیح بخاری)

(تشریح) بارش کا حال بھی یہی ہے کہ اس کے ذریعہ تباہیاں اور بربادیاں بھی آتی ہیں اور مخلوق کے لئے وہ سامانِ حیات بن کر بھی برستی ہے، اس لئے جب بارش ہو تو خدا پر ایمان رکھنے والے بندوں کو دعا کرنی چاہئے کہ بارش نفع مند اور رحمت بن کر برسے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بارش کی ضرورت محسوس کر کے اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا فرماتے جب بھی آپ کی دعا یہی ہوتی۔

بارش کے لئے دعا

(۱۹۹) عَنْ جَابِرٍ قَالَ رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُوَأْكِئُ ذَقَالَ "اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مُرِيْئًا مُرِيْعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ اٰجِلٍ" قَالَ فَاَطْبَقَتْ عَلَيْهِمُ السَّمَاءُ۔

رواہ ابوداؤد

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ وسلم کو ایک دفعہ ہاتھ اٹھائے بارش کے لئے اس طرح دعا کرتے ہوئے دیکھا، آپ بارگاہِ خداوندی میں عرض کر رہے تھے: "اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا مُرِيْئًا مُرِيْعًا نَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ اٰجِلٍ" (اے اللہ! ہم پر ایسی بھرپور بارش نازل فرما جو زمین کیلئے موافق اور سازگار ہو، کھیتوں میں سرسبزی اور شادابی لائے، اس سے نفع ہی نفع ہو نقصان بالکل

جس کے حکم سے فلاں مہینہ ختم ہوا اور فلاں مہینہ شروع ہوا ——— (سنن ابی داؤد)

(تشریح) رویتِ ہلال کے وقت کی یہ دوسری دُعا ہے۔ سمجھنا چاہئے کہ آپ نیا چاند دیکھ کے کبھی مندرجۂ بالا حدیث والی دُعا کرتے تھے اور کبھی یہ دوسری دُعا۔

تین دفعہ "هِلَالُ خَيْرٍ وَرُشْدٍ" کہنے کا منشاء غالباً یہ تھا کہ بہت سے طبقے بعض مہینوں کو منحوس اور نامبارک سمجھتے ہیں، اِس کلمہ سے اس توہم پرستی کی تردید کرکے یہ بتانا مقصود ہوتا تھا کہ ہر مہینہ خیر و برکت اور رشد و ہدایت کا مہینہ ہے۔

"اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ خَلَقَكَ" تین دفعہ کہہ کے آپ اُن گمراہوں کے مشرکانہ عقیدہ پر ضرب لگاتے تھے جو چاند کو رب اور دیوتا مانتے ہیں۔

قتادہ، جو اِس حدیث کے راوی ہیں یہ غالباً قتادہ بن دعامہ سدوسی تابعی ہیں انھوں نے یہ حدیث کسی صحابی سے سُنی ہوگی، بعض تابعین اور اسی طرح بعض تبع تابعین بھی کبھی درمیانی راوی کا ذکر کئے بغیر اِس طرح روایت کرتے ہیں کہ ہمیں یہ حدیث پہونچی ہے۔ محدثین کی اصطلاح میں ایسی حدیثوں کو "بلاغات" کہا جاتا ہے۔ امام مالکؒ کی موطا میں انکی اچھی خاصی تعداد ہے۔

لیلۃ القدر کی دُعا: ———

قبولیتِ دُعا کے لحاظ سے شبِ قدر کو جو امتیاز حاصل ہے اُس کے بارے میں حدیث "معارف الحدیث جلد چہارم" کتاب الصوم میں درج ہو چکی ہیں۔ اس رات کے لئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم فرمائی ہوئی ایک مختصر ترین دُعا یہاں بھی درج کی جارہی ہے۔

(۲۰۳) عَنْ عَائِشَةَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ وَافَقْتُ لَيْلَةَ الْقَدْرِ مَا اَدْعُوْ بِهٖ؟ قَالَ قُوْلِيْ "اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ ——— رواہ الترمذی

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے رسُول اللہ صلے اللہ

چاند دیکھتے تو اس طرح دُعا کرتے :۔ " اَللّٰھُمَّ اَھِلَّہٗ عَلَیْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِیْمَانِ وَالسَّلَامَۃِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّیْ وَرَبُّکَ اللّٰہُ " (اے اللہ! یہ چاند ہمارے لئے امن و ایمان اور سلامتی و اسلام کا چاند ہو۔ اے چاند تیرا رب اور میرا رب اللہ ہے) ——— (جامع ترمذی)

(تشریح) ہر مہینہ زندگی کا ایک مرحلہ ہے۔ جب ایک مہینہ ختم ہو کے دوسرے مہینے کا چاند آسمان پر نمودار ہوتا ہے تو گویا اعلان ہو جاتا ہے کہ ہر آدمی کی زندگی کا ایک مرحلہ پورا ہو کے آگے کا مرحلہ شروع ہو رہا ہے، ایسے موقع کے لئے مناسب ترین دُعا یہی ہو سکتی ہے کہ :۔ " اے اللہ! یہ شروع ہونے والا مرحلہ یعنی مہینہ بھی امن و امان اور ایمان و اسلام کے ساتھ گزرے اور تیری فرمانبرداری نصیب رہے " ——— چونکہ دُنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو چاند کو ایک رب اور دیوتا مانتے ہیں، اس لئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مندرجۂ بالا دُعا کے ساتھ یہ بھی اعلان فرماتے تھے کہ چاند اللہ کی صرف ایک مخلوق ہے، اور جس طرح ہمارا رب اللہ ہے اسی طرح اس کا رب بھی اللہ ہے۔

(۲۰۲) عَنْ قَتَادَۃَ بَلَغَہٗ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا رَاَی الْھِلَالَ قَالَ " ھِلَالُ خَیْرٍ وَّرُشْدٍ " ھِلَالُ خَیْرٍ وَّرُشْدٍ ھِلَالُ خَیْرٍ وَّرُشْدٍ " اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ خَلَقَکَ " ثَلٰثَ مَرَّاتٍ ثُمَّ یَقُوْلُ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ذَھَبَ بِشَھْرِ کَذَا وَجَاءَ بِشَھْرِ کَذَا ——— رواہ ابوداؤد

قتادہ بیان کرتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہونچی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مہینہ کا نیا چاند دیکھتے تو تین دفعہ کہتے :۔ " ھِلَالُ خَیْرٍ وَّرُشْدٍ " (خیر و برکت اور رشد و ہدایت کا چاند ہے) ۔ پھر تین ہی دفعہ کہتے :۔ " اٰمَنْتُ بِالَّذِیْ خَلَقَکَ " (میرا ایمان ہے اُس اللہ پر جس نے تجھے پیدا کیا) ۔ اس کے بعد فرماتے حمد و شکر اُس اللہ کیلئے

(تشریح) اس کلمہ میں اگرچہ بظاہر دُعا اور سوال نہیں ہے لیکن یہ کہنا کہ "بس وہی رب اور معبود ہے اور ہر چیز پر اس کو قدرت ہے اور اس کی اور صرف اُسی کی فرمانروائی ہے" یہ بھی دُعا ہی کی ایک صورت ہے اور بڑی بلیغ صورت ہے اور بلاشبہ بعض حیثیتوں سے اور بعض پہلوؤں سے یہی افضل ترین کلمہ ہے ــــ کلماتِ ذکر کے سلسلہ میں جہاں اس کلمہ سے متعلق حدیث درج کی گئی ہے وہاں اس کی کچھ وضاحت بھی کی جا چکی ہے۔

(۲۰۵) عَنْ عَلِيٍّ قَالَ أَكْثَرُ مَا دَعَا بِهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ عَرَفَةَ فِي الْمَوْقِفِ "اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ كَالَّذِي تَقُولُ وَخَيْرًا مِمَّا نَقُولُ اَللّٰهُمَّ لَكَ صَلَوٰتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي وَإِلَيْكَ مَآبِي وَلَكَ رَبِّ تُرَاثِي اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَوَسْوَسَةِ الصَّدْرِ وَشَتَاتِ الْأَمْرِ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَجِيئُ بِهِ الرِّيحُ" ــــ رواہ الترمذی

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ عرفہ کے دن وقوف کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے زیادہ یہ دُعا کی: ــــ "اَللّٰهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ ــــ تا ــــ مِنْ شَرِّ مَا تَجِيئُ بِهِ الرِّيحُ" (اے اللہ! تیرے ہی لئے ساری حمد وستائش سزاوار ہے، اُس طرح جس طرح تو فرماتا ہے، اُس سے بہتر جو ہم تیری حمد وثنا میں کہتے ہیں! اے اللہ! میری نماز اور میرا حج اور میری ساری عبادات اور میرا جینا مرنا سب تیرے ہی لئے ہے، اور مجھے زندگی ختم کر کے تیرے ہی حضور میں واپس جانا ہے، اور جو کچھ میں چھوڑ کے جاؤں تو ہی اس کا وارث ہے۔ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں عذاب قبر سے اور دل کے وسوسوں سے اور پراگندہ حالی سے۔ اور پناہ مانگتا ہوں ہواؤں کے شر اور اُن کے بُرے اثرات اور عواقب سے) ــــ (جامع ترمذی)

علیہ وسلم سے عرض کیا: ۔ حضرتؐ! اگر میں شبِ قدر کو پالوں تو کیا دُعا کروں؟ ۔ آپ نے فرمایا: ۔ اللہ کے حضور میں یوں عرض کرو: ۔ "اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ" (اے اللہ! تو قصور والوں کو بہت معاف فرمانے والا ہے، اور معاف کر دینا تجھے پسند ہے، پس تو مجھے معاف فرما دے) ——— (جامع ترمذی)

عرفات کی دُعا: ———

۹ ذی الحجہ کو عرفات کے میدان میں جب اللہ کے خصوصی مہمان، حجاج بارگاہِ خداوندی میں حاضر ہوتے ہیں تو جیسا کہ کتاب الحج میں درج ہونے والی حدیثوں سے معلوم ہو چکا ہے اُس دن وہاں رحمتِ خداوندی کی موسلا دھار بارش ہوتی ہے، وہ قبولیتِ دُعا کا خاص الخاص موقع ہے۔ اس موقع کی جو دُعائیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں وہ ذیل میں پڑھئے: ———

(۲۰۴) عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَیْبٍ عَنْ اَبِیْہِ عَنْ جَدِّہٖ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَفْضَلُ الدُّعَاءِ یَوْمَ عَرَفَۃَ وَاَفْضَلُ مَا قُلْتُ اَنَا وَالنَّبِیُّوْنَ قَبْلِیْ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" ——— رواہ الترمذی

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ۔ عرفہ کے دن کی بہترین دُعا اور بہترین کلمہ جو میری زبان سے اور مجھ سے پہلے نبیوں کی زبان سے ادا ہوا یہ کلمہ ہے: ۔ "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ" (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہی ایک معبود ہے، کوئی اس کا ساجھی اور شریک نہیں، اسی کی فرمانروائی ہے، صرف اُسی کے لئے حمد و ستائش سزاوار ہے اور ہر چیز اس کے زیرِ قدرت ہے)۔ (جامع ترمذی)

ہوئے ہو اور اپنی ناک تیرے سامنے رگڑ رہا ہو۔ اے اللہ! تو مجھے اس دعا مانگنے میں ناکام اور نامراد نہ رکھ، اور میرے حق میں بڑا مہربان نہایت رحیم ہو جا۔ اے ان سب سے بہتر و برتر جن سے مانگنے والے مانگتے ہیں اور جو مانگنے والوں کو دیتے ہیں" ——— (معجم کبیر للطبرانی)

(تشریح) اس دعا کا ایک ایک لفظ عبدیت کی روح سے لبریز اور کمالِ معرفت کا ترجمان ہے۔ دنیا بھر کے دینی و مذہبی ادب میں اور کسی بھی زبان کی دعاؤں اور مناجاتوں میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔ اس عاجز کو زندگی میں کئی دفعہ اس کا موقع ملا کہ بعض خدا پرست غیر مسلموں کو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا سنائی اور اس کا ترجمہ کر کے بتایا تو وہ اپنا یہ تاثر ظاہر کرنے پر مجبور ہو گئے کہ یہ دعا اسی دل سے نکل سکتی ہے جسے اللہ نے اپنے علم کا خاص حصہ دیا ہو اور اس کو معرفتِ نفس اور معرفتِ رب کا اعلیٰ سے اعلیٰ مقام حاصل ہو ——— اللہ تعالیٰ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قیمتی ورثہ کی قدر شناسی اور اس سے استفادہ کی توفیق دے۔

خاص اوقات و مقامات اور خاص مواقع کی دعاؤں کا
سلسلہ یہاں ختم ہوا ——— وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى ذَالِكَ

(۲۰۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ دُعَاءُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ "اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ تَسْمَعُ كَلَامِيْ وَتَرٰى مَكَانِيْ وَتَعْلَمُ سِرِّيْ وَعَلَانِيَتِيْ لَا يَخْفٰى عَلَيْكَ شَيْءٌ مِنْ أَمْرِيْ وَأَنَا الْبَائِسُ الْفَقِيْرُ الْمُسْتَغِيْثُ الْمُسْتَجِيْرُ الْوَجِلُ الْمُشْفِقُ الْمُقِرُّ الْمُعْتَرِفُ بِذَنْبِهٖ أَسْئَلُكَ مَسْئَلَةَ الْمِسْكِيْنِ وَأَبْتَهِلُ إِلَيْكَ إِبْتِهَالَ الْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ وَأَدْعُوْكَ دُعَاءَ الْخَائِفِ الضَّرِيْرِ وَدُعَاءَ مَنْ خَضَعَتْ لَكَ رَقَبَتُهٗ وَفَاضَتْ لَكَ عَبْرَتُهٗ وَذَلَّ لَكَ جِسْمُهٗ وَرَغِمَ لَكَ أَنْفُهٗ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ بِدُعَائِكَ شَقِيًّا وَكُنْ بِيْ رَءُوْفًا رَحِيْمًا يَا خَيْرَ الْمَسْئُوْلِيْنَ وَيَا خَيْرَ الْمُعْطِيْنَ"

رواہ الطبرانی فی الکبیر

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حجۃ الوداع میں عرفہ کی شام کو میدانِ عرفات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص دُعا یہ تھی:

"اے اللہ! تو میری بات سُنتا ہے، اور میں جہاں اور جس حال میں ہوں تو اس کو دیکھتا ہے، اور میرے ظاہر و باطن سے تو باخبر ہے، تجھ سے میری کوئی بات ڈھکی چھپی نہیں۔ میں دکھی ہوں محتاج ہوں، فریادی ہوں، پناہ جو ہوں، ترساں ہوں، ہراساں ہوں، اپنے گناہوں کا اقراری ہوں۔ تجھ سے سوال کرتا ہوں جیسے کوئی عاجز مسکین بندہ سوال کرتا ہے۔ تیرے آگے گڑگڑاتا ہوں جیسے گنہگار ذلیل و خوار گڑگڑاتا ہے، اور تجھ سے دُعا کرتا ہوں جیسے کوئی خوف زدہ آفت رسیدہ دُعا کرتا ہے۔ اور اُس بندے کی طرح مانگتا ہوں جس کی گردن تیرے سامنے جھکی ہوئی ہو اور آنسو بہہ رہے ہوں اور تن بدن سے وہ تیرے آگے فروتنی کئے

زِيَادَةً لِّيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ وَاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ ـــــــــــ رواہ مسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ ـ تا ـ رَاحَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ شَرٍّ"۔ (اے اللہ! میری دینی حالت درست فرمادے جس پر میری خیریت اور سلامتی کا دارومدار ہے اور میری دنیا بھی درست فرمادے جس میں مجھے یہ زندگی گزارنا ہے، اور میری آخرت بھی درست فرمادے جہاں مجھے لوٹ کے جانا اور ہمیشہ رہنا ہے، اور میری زندگی کو خیر اور بھلائی میں اضافہ اور زیادتی کا ذریعہ بنادے، اور میری موت کو ہر شر سے راحت اور حفاظت کا وسیلہ بنادے ـــــــــــ (صحیح مسلم)

(تشریح) جیسا کہ ظاہر ہے یہ بہت ہی جامع دعا ہے، اس کا پہلا جزیہ ہے:ـــ

اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ	اے اللہ! میری دینی حالت درست فرمادے
دِيْنِيَ الَّذِيْ هُوَ عِصْمَةُ	جس پر میری خیریت اور میری ہر چیز کی
اَمْرِيْ ـــــــــــ	سلامتی اور تحفظ کا دارومدار ہے۔

دراصل دین ہی وہ چیز ہے کہ اگر وہ درست اور سلامت ہو تو آدمی اللہ تعالیٰ کی ناراضی ولعنت اور اس کے غضب وعذاب سے مامون ومحفوظ ہو کر اس کے لطف وکرم کا مستحق ہو جاتا ہے اور اسلامی قانون کی رو سے اس کے جان ومال اور عزت وآبرو کو ایک خاص درجہ کی حرمت وعصمت حاصل ہو جاتی ہے، اس لئے اسی پر آدمی کی سلامتی وخیریت اور صلاح وفلاح کا دارومدار ہے۔ اسی چیز کو اس دعاءِ نبوی میں "عِصْمَةُ اَمْرِيْ" کہا گیا ہے ـــــــــــ دین کی درستی کا مطلب یہ ہے کہ بندے کا ایمان ویقین صحیح ہو، اس کے افکار وجذبات اور اعمال واخلاق درست ہوں، وہ زندگی کے ہر شعبہ میں نفس کی خواہش کے بجائے اللہ کے احکام پر چلنے والا ہو، اور ظاہر ہے کہ اس کا دارومدار اللہ کی توفیق پر ہے، اس لئے ہر بندۂ مومن کے

جامع اور ہمہ گیر دُعائیں

عرض کیا گیا تھا کہ کتبِ حدیث میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دُعائیں ماثور اور منقول ہیں اگر ان کو مضامین اور موقع محل کے لحاظ سے تقسیم کیا جائے تو وہ تین قسم کی ہیں:- ایک وہ جن کا تعلق نماز سے ہے۔ دوسری وہ جن کا تعلق خاص اوقات یا مواقع اور حالات سے ہے، تیسری وہ جن کا تعلق نہ نماز سے ہے نہ خاص اوقات یا مواقع سے، بلکہ وہ عمومی قسم کی ہیں ——— پہلی دو قسم کی دُعائیں درج کی جاچکیں، تیسری قسم کی اب پیش کیجارہی ہیں ان میں سے زیادہ تر مضامین کے لحاظ سے ہمہ گیر اور جامع قسم کی ہیں، اسی لئے ائمۂ حدیث نے اپنی مؤلفات میں ان دعاؤں کو "جامع الدعوات" کے زیرِ عنوان درج کیا ہے۔ یہ دُعائیں اُمّت کے لئے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص الخاص عطیہ اور بیش بہا تحفہ ہیں ——— اللہ تعالیٰ ہم اُمتیوں کو قدر شناسی اور تشکر کی اور ان دعاؤں کو اپنے دل کی آواز اور دھڑکن بنا لینے کی توفیق دے۔ جس بندے کو یہ دولت مل گئی اُسے سب کچھ مل گیا ———

اِس تمہید کے بعد اس سلسلہ کی احادیث ذیل میں پڑھئے: ———

(۲۰۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِیْ دِيْنِیَ الَّذِیْ هُوَ عِصْمَةُ اَمْرِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْيَایَ الَّتِیْ فِيْهَا مَعَاشِیْ وَاَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیَ الَّتِیْ فِيْهَا مَعَادِیْ وَاجْعَلِ الْحَيٰوةَ

ہر آدمی کو اس دنیا میں اپنی زندگی کا وقت پورا کر کے مرنا یقینی ہے ـــــ اللہ کی دی ہوئی عمر سے آدمی نیکی بھی کما سکتا ہے اور بدی بھی، وہ اس کے لئے سعادت میں ترقی کا وسیلہ بھی بن سکتی ہے اور شقاوت میں اضافہ کا ذریعہ بھی، اور سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دین و دنیا اور آخرت کی صلاح و فلاح کے ساتھ اللہ سے یہ دعا بھی کرتے تھے کہ اے اللہ میری حیات کو خیر اور سعادت میں اضافہ اور ترقی کا وسیلہ بنا دے یعنی مجھے توفیق دے کہ میں عمر کے لمحات اور زندگی کے اوقات کو تیری رضا والے کاموں میں صرف کر کے سعادت کے راستہ میں آگے بڑھتا چلوں، اور میری موت کو شر و رو فتن کی اذیتوں سے راحت کا ذریعہ بنا دے، یعنی مستقبل کے جو شر اور فتنے میرے لئے اذیت کا باعث ہو سکتے ہیں تیرے حکم سے آنے والی میری موت اُن سے میری حفاظت کا ذریعہ بن کر اُن سے مجھے راحت دے۔

یہ دعا بھی "جوامع الکلم" اور دریا بکوزہ کی بہترین مثال ہے، الفاظ کتنے مختصر اور مضامین کتنے وسیع!۔

(۲۰۸) عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ اَكْثَرُ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" ـــــ رواه البخاری ومسلم

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر و بیشتر یہ دعا کیا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ" (اے میرے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما، اور ہمیں آتش دوزخ کے عذاب سے بچا)۔

ـــــ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) سبحان اللہ! کتنی مختصر اور کتنی جامع دعا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ سے اس دنیوی زندگی میں بھی اور آخرت کی کبھی ختم نہ ہونے والی زندگی میں بھی بھلائی مانگی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ

دل کی اوّلین مانگ اور پکار یہی ہونا چاہئے ——— اِس دُعا کا دوسرا جزء ہے: ———

وَاَصْلِحْ لِیْ دُنْیَایَ الَّتِیْ	اور میری دُنیا درست فرما دے جس میں
فِیْهَا مَعَاشِیْ۔	مجھے یہ زندگی گزارنا ہے۔

دنیا کی درستی کا مطلب یہ ہے کہ یہاں کی رزق وغیرہ کی ضرورتیں حلال اور جائز راستوں سے پوری ہوتی رہیں۔ بلاشبہ ہر مومن بندے کی دوسری مانگ اللہ تعالیٰ سے یہی ہونا چاہئے ——— تیسرا جزء دُعا کا یہ ہے: ———

وَاَصْلِحْ لِیْ اٰخِرَتِیَ الَّتِیْ	اور میری آخرت اچھی بنا دے، جہاں
فِیْهَا مَعَادِیْ۔	مجھے لوٹ کے جانا اور ہمیشہ رہنا ہے۔

اگرچہ دین کی درستی کا لازمی نتیجہ آخرت کی صلاح و فلاح ہے، اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مستقل طور سے آخرت کی درستی کی یہ دُعا کی۔ ایک تو غالباً اِس لئے کہ آخرت کی غیر معمولی اہمیت کا یہ حق ہے، دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ دینی لحاظ سے اچھی حالت ہونے کے باوجود بندے کو آخرت کے بارے میں مطمئن اور بے فکر نہیں ہونا چاہئے۔ قرآن مجید میں اچھے بندوں کی شان یہی بتائی گئی ہے: ——— "وَالَّذِیْنَ[1] یُؤْتُوْنَ مَا اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰی رَبِّهِمْ رٰجِعُوْنَ" (المؤمنون - ع ۶) ———

چوتھا اور پانچواں جزء دُعا کا یہ ہے: ———

وَاجْعَلِ الْحَیٰوةَ زِیَادَةً لِّیْ	اور زندگی کو میرے لئے نیکی اور بھلائی میں اضافہ
فِیْ کُلِّ خَیْرٍ وَّاجْعَلِ الْمَوْتَ	اور زیادتی کا ذریعہ بنا دے اور موت کو ہر شر اور
رَاحَةً لِّیْ مِنْ کُلِّ شَرٍّ۔	برائی سے راحت اور حفاظت کا وسیلہ بنا دے۔

---

[1] اس آیت میں اللہ کے اچھے بندوں کی یہ صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ صدقہ اور خیرات کرتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے رہتے ہیں کہ اللہ کے ہاں یہ قبول ہوتا ہے یا نہیں۔ ۱۲

(۲۱۰) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الصِّحَّةَ وَالْعِفَّةَ وَالْاَمَانَةَ وَحُسْنَ الْخُلُقِ وَالرِّضٰى بِالْقَدَرِ"

رواہ البیہقی فی الدعوات الکبیر

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الصِّحَّةَ ـــ تا ـــ وَالرِّضٰى بِالْقَدَرِ" (اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں صحت و تندرستی اور عفت و پاکدامنی، اور امانت کی صفت اور اچھے اخلاق اور راضی بہ تقدیر رہنا)۔

(دعوات کبیر للبیہقی)

(تشریح) اس دعا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ سے صحت مانگی ہے ـــــ صحت و تندرستی دین و دنیا دونوں کے لحاظ سے بلاشبہ بہت بڑی نعمت ہے۔ اس کی قدر اُس وقت معلوم ہوتی ہے جب کسی وقت بندہ اس سے محروم کر دیا جاتا ہے اور کسی بیماری اور تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے، اُس وقت اُسے معلوم ہوتا ہے کہ صحت کا ایک ایک لمحہ کتنی بڑی دولت اور اللہ تعالیٰ کی کتنی عظیم نعمت ہے۔ عارفین کو اس کا احساس اس لئے اور بھی زیادہ ہوتا ہے کہ صحت کی خرابی کی حالت میں اکثر و بیشتر عبادت کا نظام بھی درہم برہم ہو جاتا ہے اور توجہ الی اللہ کا ذوق و کیف بھی متاثر ہوتا ہے، اور یہ چیز ان کے لئے شدید روحانی کرب اور بےچینی کا باعث بنتی ہے۔

امانت، قرآنی اور دینی زبان کا نہایت اہم اور وسیع المعنی لفظ ہے، اس سے مُراد انسان کے اندرون کا یہ حال ہوتا ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی نسبت سے اور بندوں کے تعلق سے جو ذمہ داریاں ہیں وہ ان کو ٹھیک ٹھیک ادا کرنے کی فکر اور کوشش کرے ـــــ حُسنِ اخلاق اور راضی بہ تقدیر رہنا کسی تشریح کے محتاج نہیں۔ اس دعا میں رسول اللہ

اس میں دُنیا اور آخرت کی ساری ہی اچھی مرغوبات و مطلوبات آگئیں ـــــ اور آخر میں عذاب دوزخ سے بچانے اور محفوظ رکھنے کی استدعا کی گئی ہے ـــــ الغرض دنیا اور آخرت میں ایک بندے کو جو کچھ چاہئے وہ سب ہی اس مختصر ترین دُعا میں مانگ لیا گیا ہے ـــــ پھر اس کی ایک یہ بھی خصوصیت ہے کہ یہ دراصل قرآن مجید کی دُعا ہے، اس فرق کے ساتھ کہ قرآنِ پاک میں اس کا پہلا لفظ "رَبَّنَا" ہے، اور حدیث میں اس کی جگہ پہلا لفظ "اَللّٰھُمَّ" ہے۔ حاصل ایک ہی ہے۔

حضرت انسؓ کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دُعا بکثرت کیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم اُمتیوں کو بھی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس اکثری معمول کی پیروی کی توفیق دے۔

(۲۰۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْهُدٰى وَالتُّقٰى وَالْعَفَافَ وَالْغِنٰى" ـــــ رواہ مسلم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دُعا فرمایا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ ـ تا ـ وَالْغِنٰى" (اے میرے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں ہدایت اور تقویٰ اور پاکدامنی اور مخلوق کی ناحتاجی ـــــ (صحیح مسلم)

(تشریح) اِس دُعا میں اللہ تعالیٰ سے چار باتوں کا سوال ہے:۔ ایک ہدایت یعنی راہِ حق پر چلنا، اور استقامت کے ساتھ چلتے رہنا۔ دوسرے تقویٰ و پرہیزگاری یعنی اللہ سے ڈرتے ہوئے معاصی و منکرات سے بچنا۔ تیسرے عفت و پاکدامنی۔ چوتھے غنیٰ، یعنی دل کی یہ حالت کہ بندہ اپنے اندر کسی مخلوق کی محتاجی اور دست نگری محسوس نہ کرے، اپنے مالک کی عطا پر مطمئن ہو ـــــ یہ دُعا بھی "جوامع الکلم" کی اعلیٰ مثال ہے۔

نہ دوسروں کے لئے یہ باعثِ ضلال وفساد بنیں۔

(۲۱۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ دُعَاءٌ حَفِظْتُهٗ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا اَدَعُهٗ "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ اُعَظِّمُ شُكْرَكَ وَاُكْثِرُ ذِكْرَكَ وَاَتَّبِعُ نُصْحَكَ وَاَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ"۔

رواه الترمذی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ایک دُعا رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُن کر یاد کی تھی (وہ دُعا میں برابر کیا کرتا ہوں) اس کو میں کبھی نہیں چھوڑتا (وہ یہ ہے) "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ اُعَظِّمُ شُكْرَكَ ـــ تا ـــ اَحْفَظُ وَصِيَّتَكَ" (اے اللہ! مجھے ایسا کردے کہ میں تیری نعمتوں کے شکر کی عظمت واہمیت کو سمجھوں (تاکہ پھر شکر میں کوتاہی نہ کروں) اور تیرا ذکر کثرت سے کروں اور تیری نصیحتوں کی پیروی کروں اور تیری وصیتوں اور حکموں کو یاد رکھوں (اور ان کی تعمیل سے غفلت نہ برتوں) ـــــــ (جامع ترمذی)

(۲۱۳) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ يَقُوْلُ رَبِّ اَعِنِّیْ وَلَا تُعِنْ عَلَیَّ وَانْصُرْنِیْ وَلَا تَنْصُرْ عَلَیَّ وَامْكُرْ لِیْ وَلَا تَمْكُرْ عَلَیَّ وَاهْدِنِیْ وَيَسِّرِ الْهُدٰی لِیْ وَانْصُرْنِیْ عَلٰی مَنْ بَغٰی عَلَیَّ رَبِّ اجْعَلْنِیْ لَكَ شَكَّارًا لَكَ ذَكَّارًا لَكَ رَهَّابًا لَكَ مِطْوَاعًا لَكَ مُخْبِتًا اِلَيْكَ اَوَّاهًا مُنِيْبًا رَبِّ تَقَبَّلْ تَوْبَتِیْ وَاغْسِلْ حَوْبَتِیْ وَاَجِبْ دَعْوَتِیْ وَثَبِّتْ حُجَّتِیْ وَسَدِّدْ لِسَانِیْ وَاهْدِ قَلْبِیْ وَاسْلُلْ سَخِيْمَةَ صَدْرِیْ ـــــ رواه الترمذی وابوداؤد

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلے اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے صحت کے علاوہ عفت، امانت، حسن اخلاق اور رضا بالقدر کا سوال کیا ہے یہ سب ایمانی صفات اور ایمان کے اہم شعبے ہیں اور ان سے محرومی بلاشبہ بڑی محرومی ہے، اور ساری دینی و دنیوی نعمتوں کی طرح یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عطا ہی سے کسی کو مل سکتے ہیں۔ ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست ❊ گر نہ بخشد خدائے بخشندہ

(۲۱۱) عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ قَالَ عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ قُلْ "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ سَرِیْرَتِیْ خَیْرًا مِّنْ عَلَانِیَتِیْ وَاجْعَلْ عَلَانِیَتِیْ صَالِحَۃً اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ صَالِحِ مَاتُؤْتِی النَّاسَ مِنَ الْاَھْلِ وَالْمَالِ وَالْوَلَدِ غَیْرِ الضَّالِّ وَالْمُضِلِّ"۔

رواہ الترمذی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے ایک دعا تعلیم فرمائی، اور مجھ سے ارشاد فرمایا: — اللہ کے حضور میں یوں عرض کیا کرو:- "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ سَرِیْرَتِیْ — تا — غَیْرِ الضَّالِّ وَالْمُضِلِّ"۔ (اے اللہ! میرا باطن میرے ظاہر سے اچھا کردے اور میرے ظاہر کو بھی صلاح سے آراستہ فرمادے۔ اے اللہ! تو اپنے بندوں کو (اپنے فضل و کرم سے) جو ایسے صالح گھر والے، صالح مال اور صالح اولاد عطا فرماتا ہے جو نہ خود گمراہ ہوں اور نہ دوسروں کیلئے گمراہ کن ہوں۔ میں بھی تجھ سے ان چیزوں کا سائل ہوں (مجھے بھی اپنے فضل و کرم سے یہ چیزیں عطا فرما)

(جامع ترمذی)

(تشریح) اس دعا کا پہلا جزیہ ہے کہ اے اللہ! مجھے ایسا بنادے کہ میرا ظاہر بھی صالح ہو اور میرا باطن بھی صالح ہو، اور باطن کی حالت ظاہر سے بھی بہتر ہو — اور دوسرا جزیہ ہے کہ میرے اہلِ خانہ اور میری اولاد اور میرا مال و منال یہ سب بھی صالح ہوں، نہ خود ان میں ضلال و فساد ہو

یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کمال عبدیت ہے، اور بلاشبہ یہ کمال آپ پر ختم ہے، اور یہ دوسرے تمام کمالات سے بالاتر ہے۔ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ۔

(۲۱۴) عَنْ عَائِشَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَّمَهَا هٰذَا الدُّعَاءَ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهٖ عَاجِلِهٖ وَاٰجِلِهٖ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ عَبْدُكَ وَنَبِيُّكَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَمَا قَرَّبَ مِنْهَا مِنْ قَوْلٍ وَعَمَلٍ، وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَمَا قَرَّبَ اِلَيْهَا مِنْ قَوْلٍ وَعَمَلٍ، وَاَسْئَلُكَ اَنْ تَجْعَلَ كُلَّ قَضَاءٍ تَقْضِيْهِ لِيْ خَيْرًا"

رواه ابن ابی شیبہ وابن ماجہ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ جامع دعا تعلیم فرمائی: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهٖ ـــ تا ـــ كُلَّ قَضَاءٍ تَقْضِيْهِ لِيْ خَيْرًا" (یعنی اے اللہ! میں تجھ سے ہر قسم کی خیر اور بھلائی مانگتی ہوں، دنیا کی خیر بھی اور آخرت کی خیر بھی، وہ خیر بھی مانگتی ہوں جس کو میں جانتی ہوں اور وہ بھی جس کو میں نہیں جانتی، اور میں تیری پناہ چاہتی ہوں ہر قسم کے شر اور برائی سے، دنیا کے بھی شر سے اور آخرت کے بھی شر سے اس شر سے بھی جس کو میں جانتی ہوں اور اس سے بھی جس کو میں نہیں جانتی ـــــ اے میرے اللہ! تیرے خاص بندے اور پیارے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے جس جس خیر کا بھی تجھ سے سوال کیا میں تجھ سے اس کی سائل ہوں، اور جس جس شر سے انھوں نے تیری پناہ چاہی اے اللہ

علیہ وسلم یہ دُعا کیا کرتے تھے: "رَبِّ اَعِنِّیْ وَلَا تُعِنْ عَلَیَّ ـــــ تا ـــــ وَاسْلُلْ سَخِیْمَةَ صَدْرِیْ" (اے میرے رب میری مدد فرما، میرے خلاف (میرے دشمنوں کی کارروائیوں میں ان کی) مدد نہ فرما، میری حمایت فرما (میرے مخالفین کی) میرے خلاف حمایت نہ فرما، اپنی لطیف خفیہ تدبیر میرے حق میں استعمال فرما، میرے خلاف استعمال نہ فرما۔ مجھے ٹھیک راستے پر چلا اور صراطِ مستقیم پر چلتے رہنا میرے لئے آسان فرما، جو کوئی مجھ پر ظلم و زیادتی کرے اُس کے مقابلے میں میری مدد فرما۔ اے پروردگار! مجھے بنا دے اپنا خوب شکر کرنے والا، خوب ذکر کرنے والا، اپنے سے بہت ڈرنے والا، سراپا اطاعت گذار و فرمانبردار، اپنے حضور میں عاجزی اور نیازمندی سے جھکنے والا، نرم دل، اور تیری بارگاہ کرم کی طرف رجوع ہونے اور پلٹنے والا ـــــ اے میرے رب! میری توبہ قبول فرمالے، میرے گناہوں کے مَیل کچیل کو دھو دے، میری دُعا قبول فرما، میرا ایمان (جو آخرت میں میری حجت بننے والا ہے اس کو) مستحکم کر دے، میری زبان کو ٹھیک چلنے والی بنا دے، میرے دل کو ہدایت بخشدے اور میرے سینہ سے کینہ کپٹ اور ہر قسم کی کھوٹ نکال دے)۔

ـــــ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ)

(تشریح) اس دعا کی جامعیت ظاہر ہے ـــــ مندرجۂ بالا سب ہی دُعاؤں کا خاص قابلِ غور پہلو یہ ہے کہ ہر دُعا میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کو اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس طرح پیش کیا ہے کہ میں زندگی کے ہر معاملہ میں تیرا محتاج ہوں، خود عاجز اور بے بس ہوں، یہاں تک کہ اپنے ظاہر و باطن اور زبان و قلب پر بھی میرا اختیار اور قابو نہیں۔ اپنے اخلاق و جذبات اور اعمال و احوال کی اصلاح میں بھی تیری نظرِ کرم کا محتاج ہوں۔ میری صحت اور بیماری بھی تیرے ہی ہاتھ میں ہے، دشمنوں اور بدخواہوں کے شر سے تو ہی میری حفاظت فرما سکتا ہے، میں اس معاملہ میں بھی عاجز و بے بس ہوں، تو کریم رب اور داتا ہے اور میں سائل و منگتا ہوں ـــــ

وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ ــــــ

ــــــ رواہ الترمذی

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہت سی دعائیں فرمائیں جو ہمیں یاد نہیں رہیں، تو ہم نے آپ سے عرض کیا: ــــــ یا رسول اللہ! آپ نے بہت سی دعائیں فرمائی تھیں ان کو ہم یاد نہیں رکھ سکے (اور چاہتے یہ ہیں کہ اللہ سے وہ سب دعائیں مانگیں، تو کیا کریں؟) ــــــ آپ نے فرمایا:۔ میں تمھیں ایسی دعا بتائے دیتا ہوں جس میں وہ ساری دعائیں آجائیں! اللہ تعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرو کہ: ــــــ "اے اللہ! ہم تجھ سے وہ سب مانگتے ہیں جو تیرے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تجھ سے مانگا، اور ہم ان سب چیزوں سے تیری پناہ چاہتے ہیں جن سے تیرے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے تیری پناہ چاہی، بس تو ہی ہے جس سے مدد چاہی جائے، اور تیرے ہی کرم پر موقوف ہے مقاصد اور مرادوں تک پہونچنا۔ اور کسی مقصد کے لئے سعی و حرکت اور اس کو حاصل کرنے کی قوت و طاقت بس اللہ ہی سے ہو سکتی ہے" ــــــ (جامع ترمذی)

(تشریح) دنیا میں ایسے ہی بندوں کی تعداد زیادہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول شدہ زیادہ دعائیں یاد نہیں رکھ سکتے۔ ان کے لئے اس حدیث میں نہایت آسان طریقہ بتادیا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ سے اس طرح مانگا کریں کہ:۔ اے اللہ! تجھ سے جو کچھ تیرے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مانگا میں وہ سب تجھ سے مانگتا ہوں، اور جن چیزوں سے انھوں نے تیری پناہ چاہی میں ان سب چیزوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں ــــــ ناچیز راقم سطور عرض کرتا ہے کہ اس میں بھی کوئی خسارہ اور مضائقہ نہیں ہے کہ یہ بات اپنی ہی زبان میں کہی جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ کے حضور میں دل سے عرض کیا جائے، دراصل دعا وہی ہے جو دل سے ہو۔

میں بھی اُس شر سے تیری پناہ چاہتی ہوں ـــــ اے اللہ! میں تجھ سے جنت مانگتی ہوں اور اُس قول و عمل کی توفیق کی سائل ہوں جو مجھے جنت سے قریب کردے، اور میں تجھ سے دوزخ سے پناہ چاہتی ہوں اور ہر اُس قول و عمل سے جو دوزخ سے قریب کرنے والا ہو۔ اور اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتی ہوں کہ جو فیصلہ تو میرے حق میں فرمائے وہ میرے لئے خیر اور بھلائی کا ضامن ہو ـــــ (مُصنّف ابن ابی شیبہ و سنن ابن ماجہ)

(تشریح) اِس دُعا کے ایک ایک جزء پر غور کیا جائے، انسان کو دنیا اور آخرت میں جس چیز کی بھی ضرورت ہو سکتی ہے یہ اُس سب پر حاوی ہے ـــــ اسی حدیث کی ایک روایت میں یہ تفصیل بھی بیان کی گئی ہے کہ ایک دن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آپ کے گھر پر حاضر ہوئے اور کوئی بات بالکل تنہائی میں کرنا چاہتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اُس وقت وہیں نماز پڑھ رہی تھیں، اور بہت طویل طویل دعائیں مانگ رہی تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جلدی تخلیہ کرانے کے لئے اُن سے فرمایا کہ:۔ جامع قسم کی دعائیں کر کے جلدی پوری کرلو۔ انھوں نے عرض کیا کہ:۔ مجھے ایسی جامع دُعا بتادیجئے؟۔ اُس وقت آپ نے اُن کو یہ دُعا تلقین فرمائی۔

(۲۱۵) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ قَالَ دَعَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِدُعَاءٍ كَثِیْرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَیْئًا فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ دَعَوْتَ بِدُعَاءٍ كَثِیْرٍ لَمْ نَحْفَظْ مِنْهُ شَیْئًا، قَالَ اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰی مَا یَجْمَعُ ذَالِكَ كُلَّهٗ؟ تَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَاَلَكَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ الْمُسْتَعَانُ

شماتت کا موقع نہ ملے۔ اے میرے اللہ! تیرے ہاتھ میں خیر کے جو خزانے ہیں میں تجھ سے ان کو مانگتا ہوں اور تیرے قبضہ میں جو شر ہے اُس سے میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔

(مستدرک حاکم)

(۲۱۸) عَنْ بُرَيْدَةَ مَرْفُوعًا "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ شَكُوْرًا وَاجْعَلْنِيْ صَبُوْرًا وَاجْعَلْنِيْ فِيْ عَيْنِيْ صَغِيْرًا وَفِيْ اَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيْرًا" رواه البزار

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دُعا روایت کی ہے "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ ـــ تا ـــ كَبِيْرًا" (اے اللہ! مجھے اپنا شکر کرنیوالا اور صبر کرنے والا بندہ بنا، اور مجھے اپنی نگاہ میں چھوٹا اور دوسرے لوگوں کی نگاہ میں بڑا بنا دے)

(مسند بزار)

(تشریح) اِس دُعا کا آخری جزو خاص طور سے قابلِ غور ہے۔ بندے کو چاہئے کہ اپنے کو وہ چھوٹا اور حقیر و ذلیل سمجھے اور ساتھ ہی اللہ سے دُعا کرتا رہے کہ دوسروں کی نگاہ میں وہ ذلیل نہ ہو۔

(۲۱۹) عَنِ الْاَوْزَاعِيِّ مُرْسَلًا "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ التَّوْفِيْقَ لِمَحَابِّكَ مِنَ الْاَعْمَالِ وَصِدْقَ التَّوَكُّلِ عَلَيْكَ وَحُسْنَ الظَّنِّ بِكَ" رواه ابونعيم فى الحلية

امام اوزاعیؒ نے بطریقِ ارسال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دُعا روایت کی ہے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ ـــ تا ـــ وَحُسْنَ الظَّنِّ بِكَ" (اے اللہ! میں تجھ سے التجا دعا کرتا ہوں تو مجھے توفیق دے اُن اعمال کی جو تجھے محبوب ہیں اور عطا فرما مجھے سچا توکل، اور اپنی ذاتِ پاک کے ساتھ حُسنِ ظن)۔

(حلیہ ابونعیم)

(۲۱۶) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا "اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِكَ وَالسَّلَامَةَ مِنْ كُلِّ اِثْمٍ وَالْغَنِيْمَةَ مِنْ كُلِّ بِرٍّ وَالْفَوْزَ بِالْجَنَّةِ وَالنَّجَاةَ مِنَ النَّارِ" ـــــــــ رواہ الحاکم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا روایت کی ہے: "اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ ـــ تا ـــ مِنَ النَّارِ"

(اے اللہ! ہم تجھ سے سوال کرتے ہیں تیری رحمت کو واجب کر دینے والے، اور تیری مغفرت کو پکا کر دینے والے اعمال کا اور ہر گناہ سے محفوظ رہنے کا اور ہر نیکی کی توفیق کا اور تجھ سے مانگتے ہیں جنت کا حصول اور دوزخ سے نجات)۔

ـــــــــ (مستدرک حاکم)

(۲۱۷) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا "اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ بِالْاِسْلَامِ قَائِمًا وَاحْفَظْنِيْ بِالْاِسْلَامِ قَاعِدًا وَاحْفَظْنِيْ بِالْاِسْلَامِ رَاقِدًا وَلَا تُشْمِتْ بِيْ عَدُوًّا وَّلَا حَاسِدًا اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ مِنْ كُلِّ خَيْرٍ خَزَائِنُهٗ بِيَدِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ كُلِّ شَرٍّ خَزَائِنُهٗ بِيَدِكَ" ـــــــــ رواہ الحاکم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا روایت کی ہے: "اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِيْ ـــ تا ـــ خَزَائِنُهٗ بِيَدِكَ"

(اے اللہ! میری حفاظت فرما اسلام کے ساتھ کھڑے ہونے کی حالت میں اور بیٹھے ہونے کی حالت میں اور سونے کی حالت میں (یعنی میں کھڑے بیٹھے اور سوتے ہر حال میں ایمان و اسلام کے ساتھ محفوظ رہوں) اور میرے دشمنوں اور حاسدوں کو تیرے کسی فیصلے

(۲۲۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِیْمَانًا یُبَاشِرُ قَلْبِیْ وَیَقِیْنًا صَادِقًا حَتّٰی اَعْلَمَ اَنَّهٗ لَا یُصِیْبُنِیْ اِلَّا مَا كَتَبْتَ لِیْ وَرِضًا مِنَ الْمَعِیْشَةِ بِمَا قَسَمْتَ لِیْ" ——— رواہ البزار

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا روایت کی گئی ہے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ ——— تا ——— بِمَا قَسَمْتَ لِیْ"

(اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں ایسا ایمان جو میرے دل میں پیوست ہو جائے، اور ایسا یقین صادق جس کے بعد یہ حقیقت میرا علم بن جائے کہ مجھ پر صرف وہی تکلیف آئے گی جو تو نے میرے لئے لکھ دی ہے، اور میں تجھ سے استدعا کرتا ہوں کہ میرا یہ حال کر دے کہ زندگی کا جو سامان تو مجھے دے میں اس پر دل سے راضی رہوں)۔

——— (مسند بزار)

(۲۲۳) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ مَرْفُوْعًا "اَللّٰهُمَّ الْطُفْ بِیْ فِیْ تَیْسِیْرِ كُلِّ عَسِیْرٍ فَاِنَّ تَیْسِیْرَ كُلِّ عَسِیْرٍ عَلَیْكَ یَسِیْرٌ وَاَسْئَلُكَ الْیُسْرَ وَالْمُعَافَاةَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ"

——— رواہ الطبرانی فی الاوسط

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا روایت کی گئی ہے: "اَللّٰهُمَّ الْطُفْ بِیْ ——— تا ——— فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ"

(اے اللہ! میری ہر دشواری کو آسان فرما کے مجھ پہ مہربانی فرما، ساری دشواریوں اور مشکلوں کو آسان کرنا تیرے لئے بالکل آسان ہے۔ اور میں تجھ سے استدعا کرتا ہوں دنیا اور آخرت میں سہولت اور آسانی کے لئے اور کامل عافیت کیلئے)۔ (معجم اوسط للطبرانی)

(۲۲۰) عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوْعًا "اَللّٰهُمَّ افْتَحْ مَسَامِعَ قَلْبِيْ لِذِكْرِكَ وَارْزُقْنِيْ طَاعَتَكَ وَطَاعَةَ رَسُوْلِكَ وَعَمَلًا بِكِتَابِكَ" ـــــــــ رواه الطبرانی فی الاوسط

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا روایت کی گئی ہے: "اَللّٰهُمَّ افْتَحْ مَسَامِعَ قَلْبِيْ ـــ تا ـــ وَعَمَلًا بِكِتَابِكَ" (اے اللہ! اپنے ذکر کے لئے اور اپنی نصیحت کے لئے میرے دل کے کان کھول دے، اور مجھے اپنی فرمانبرداری اور اپنے رسول پاک کی تابعداری نصیب فرما اور اپنی مقدس کتاب قرآن مجید پر عمل کی توفیق دے)۔

ـــــــــ (معجم اوسط طبرانی)

(۲۲۱) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ صِحَّةً فِيْ اِيْمَانٍ وَاِيْمَانًا فِيْ حُسْنِ خُلُقٍ وَنَجَاحًا تُتْبِعُهٗ فَلَاحًا وَّرَحْمَةً مِّنْكَ وَعَافِيَةً وَمَغْفِرَةً مِّنْكَ وَرِضْوَانًا" ـــــــــ

ـــــــــ رواه الطبرانی فی الاوسط والحاکم فی المستدرک

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا روایت کی گئی ہے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ صِحَّةً ـــ تا ـــ وَرِضْوَانًا" (اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں صحت و تندرستی ایمان کے ساتھ، اور استدعا کرتا ہوں ایمان کی حسن اخلاق کے ساتھ، اور سوال کرتا ہوں تجھ سے مقاصد میں کامیابی کا آخرت کی فلاح کے ساتھ، اور سائل ہوں تجھ سے رحمت اور عافیت کا، اور تیری مغفرت اور رضامندی کا)۔

ـــــــــ (معجم اوسط للطبرانی و مستدرک حاکم)

(اے اللہ! ہمارے سارے کاموں کا انجام بہتر کر، اور دنیا کی رسوائی اور آخرت کے عذاب سے ہمیں بچا، اور ہماری حفاظت فرما)۔

_____ (مسند احمد، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم)

(تشریح) یہ دعا بھی بہت ہی مختصر اور بہت جامع ہے۔

(۲۲۶) عَنْ اُمِّ مَعْبَدِ الْخُزَاعِيَّةِ مَرْفُوْعًا "اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ مِنَ النِّفَاقِ وَعَمَلِيْ مِنَ الرِّيَاءِ وَلِسَانِيْ مِنَ الْكَذِبِ وَعَيْنِيْ مِنَ الْخِيَانَةِ فَاِنَّكَ تَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ"۔ _____ رواه الحكيم الترمذي والخطيب

ام معبد خزاعیہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا روایت کی ہے: "اَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِيْ ـــ تا ـــ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ"

(اے اللہ! میرے دل کو نفاق سے، میرے اعمال کو ریا کی آمیزش سے، میری زبان کو جھوٹ سے، اور میری آنکھوں کو نظر کی خیانت سے بالکل پاک صاف کر دے، تو آنکھوں کی خیانت اور دلوں کے رازوں کو بھی جانتا ہے۔ تجھ سے میری کوئی چیز مخفی نہیں)۔

_____ (نوادر حکیم ترمذی، تاریخ خطیب)

(تشریح) ان سب دعاؤں کی جامعیت اور ہمہ گیری ظاہر ہے۔ ان کے مضامین بھی کسی خاص تشریح اور وضاحت کے محتاج نہیں۔ غور کرنے والوں اور سمجھنے والوں کے لئے ان کا ہر جز معرفت کا خزانہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس محفوظ اور نہایت قیمتی ورثہ کی قدر کریں، اور ان دعاؤں کے ذریعہ دنیا اور آخرت کی برکتیں اور رحمتیں براہ راست مالک الملک کے خزانہ سے حاصل کیا کریں۔

(۲۲۷) عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

(۲۲۴) عَنْ مَالِكٍ قَالَ بَلَغَنِيْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَيْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِيْنَ وَاِذَا اَرَدْتَّ بِقَوْمٍ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِيْ اِلَيْكَ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ"

_____ مالک فی الموطا

امام مالکؒ سے مروی ہے، انھوں نے بیان کیا کہ مجھے یہ بات پہونچی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا فرمایا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْئَلُكَ ـــــ تا ـــــ غَيْرَ مَفْتُوْنٍ" (اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں اچھے عمل کرنے کی توفیق، اور بُرے اعمال کو چھوڑ دینے کی توفیق، اور تیرے مسکین بندوں کے ساتھ محبت کرنے کی توفیق۔ اور اے اللہ! جب تیرا فیصلہ کسی قوم کو فتنہ اور عذاب میں مبتلا کرنے کا ہو تو مجھے اس فتنہ میں مبتلا کئے بغیر اپنی طرف اُٹھالے)۔

_____ (مؤطا امام مالکؒ)

(تشریح) پہلے بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جو تبع تابعین میں سے ہیں کبھی کبھی بعض حدیثیں سند کا ذکر کئے بغیر "بَلَغَنِيْ" کے عنوان سے بھی بیان کرتے ہیں ان کو اصطلاح میں "بَلَاغَاتِ مَالِكٍ" کہا جاتا ہے، اور محدثین کے نزدیک یہ سب قابلِ قبول ہیں۔ یہ روایت بھی انھیں "بلاغات" میں سے ہے۔

(۲۲۵) عَنْ بُسْرِ بْنِ اَرْطَاةَ (مَرْفُوْعًا) "اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ عَاقِبَتَنَا فِي الْاُمُوْرِ كُلِّهَا وَاَجِرْنَا مِنْ خِزْيِ الدُّنْيَا وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ" _____ رواہ احمد وابن حبان والحاکم

حضرت بُسر بن ارطات رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا نقل فرمائی: "اَللّٰهُمَّ اَحْسِنْ ـــــ تا ـــــ وَعَذَابِ الْاٰخِرَةِ"

(۲۲۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِعْتُ دُعَاءَكَ اللَّیْلَةَ فَكَانَ الَّذِیْ وَصَلَ اِلَیَّ مِنْهُ اَنَّكَ تَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ وَوَسِّعْ لِیْ فِیْ دَارِیْ وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ" قَالَ فَهَلْ تَرَاهُنَّ تَرَكْنَ شَیْئًا ——— رواہ الترمذی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ:۔ رات میں نے آپ کو دعا کرتے سنا، اس دعا میں سے یہ الفاظ مجھے پوری طرح پہونچے، آپ اللہ تعالیٰ سے عرض کر رہے تھے۔ "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذَنْبِیْ ——— تا ——— وَبَارِكْ لِیْ فِیْمَا رَزَقْتَنِیْ" (اے اللہ! میرے گناہ معاف فرمادے اور میرے لئے میرے گھر میں وسعت عطا فرما، اور تو نے جو رزق مجھے عطا فرمایا ہے اس میں میرے لئے برکت دے) ——— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم نے دیکھا ان مختصر لفظوں نے کچھ بھی چھوڑا ——— (جامع ترمذی)

(تشریح) اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس بندے کے رزق میں برکت دی جائے اس کو رہنے بسنے کے لئے ایسا مکان عطا ہو جس کو وہ اپنے لئے کافی سمجھے اور اس میں وسعت محسوس کرے اور آخرت کیلئے اس کی لغزشوں گناہوں کی مغفرت اور معافی کا فیصلہ ہو جائے تو اس کو سب ہی کچھ مل گیا ——— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری جملہ "هَلْ تَرَاهُنَّ تَرَكْنَ شَیْئًا" کا مطلب یہی ہے کہ بندے کو جو کچھ چاہئے وہ اس مختصر سی دعا میں سب آگیا ہے، چھوٹے چھوٹے ان تین کلموں نے کچھ بھی نہیں چھوڑا ہے۔

(۲۲۹) عَنْ طَارِقٍ الْاَشْجَعِیِّ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَتَاهُ رَجُلٌ فَقَالَ كَیْفَ اَقُوْلُ حِیْنَ اَسْاَلُ رَبِّیْ قَالَ قُلْ "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَلِّمُنَا أَنْ نَقُوْلَ "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ الثَّبَاتَ فِي الْأَمْرِ وَأَسْئَلُكَ عَزِيْمَةَ الرُّشْدِ وَأَسْئَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَحُسْنَ عِبَادَتِكَ وَأَسْئَلُكَ لِسَانًا صَادِقًا وَقَلْبًا سَلِيْمًا وَأَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَأَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا تَعْلَمُ وَأَسْتَغْفِرُكَ مِمَّا تَعْلَمُ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ" ـــــــ رواہ الترمذی والنسائی

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تعلیم فرماتے تھے کہ ہم دعا میں اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کیا کریں: ـــــ "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْئَلُكَ الثَّبَاتَ ـــــ تا ـــــ إِنَّكَ أَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ"۔

(اے اللہ! میں مانگتا ہوں تجھ سے استقامت اور ثابت قدمی دین کے معاملہ میں، اور طلب کرتا ہوں اعلیٰ صلاحیت اور سوجھ بوجھ میں پختگی، اور تیری نعمتوں کے شکر کی اور حُسنِ عبادت کی توفیق، اور طالب ہوں تجھ سے لسانِ صادق اور قلبِ سلیم کا، اور تیری پناہ چاہتا ہوں ہر اُس شر سے جس کا تجھے علم ہے، اور سائل ہوں ہر اُس خیر اور بھلائی کا جو تیرے علم میں ہے، اور معافی اور مغفرت چاہتا ہوں اپنے اُن سب گناہوں سے جو تجھے معلوم ہیں، تو ہی تمام پوشیدہ باتوں کو بھی خوب جانتا ہے) ـــــ (جامع ترمذی و سنن نسائی)

(تشریح) اِس دعا کے ایک ایک جز پر غور کیجئے، یہ اُن تمام مقاصد پر حاوی ہے جو ایک مومن کو عزیز ہونے چاہئیں ـــــ اِسی حدیث کو ابن عساکر نے بھی روایت کیا ہے اس کے آخر میں یہ اضافہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شداد بن اوس رضی اللہ عنہ کو یہ دعا تلقین کرنے کے بعد فرمایا کہ: ـــــ

"اے شداد بن اوس! جب تم دیکھو کہ لوگ سونے اور چاندی کو جمع کر کے خزانہ بنا رہے ہیں تو تم اِس دعا کو اپنا خزانہ سمجھو"۔

طَاعَتِكَ وَاخْتِمْ لِيْ بِخَيْرِ عَمَلِيْ وَاجْعَلْ ثَوَابَهُ الْجَنَّةَ۔

رواہ البیہقی فی السنن

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا روایت کی ہے:۔ "اَللّٰهُمَّ عَافِنِيْ ـــ تا ـــ وَاجْعَلْ ثَوَابَهُ الْجَنَّةَ" (اے اللہ! مجھے اپنی قدرت سے عافیت عطا فرما اور مجھے اپنی رحمت کے سایہ میں لے لے، اور میری زندگی اپنی طاعت و عبادت میں پوری کرا دے (یعنی میں زندگی کے آخری لمحہ تک تیری طاعت و عبادت کرتا رہوں) اور میرے بہترین عمل پر میرا خاتمہ فرما اور اس کے صلے میں مجھے جنت عطا فرما) ـــــ (سنن کبریٰ للبیہقی)

(۲۳۱) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ (مَوْقُوْفًا) "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ وَرَحْمَتِكَ فَإِنَّهُ لَا يَمْلِكُهُمَا إِلَّا أَنْتَ"

رواہ الطبرانی فی الکبیر

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا روایت کی ہے:۔ "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَسْأَلُكَ ـــ تا ـــ إِلَّا أَنْتَ" (اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل اور تیری رحمت مانگتا ہوں، بس تو ہی فضل و رحمت کا مالک ہے)۔

(معجم کبیر طبرانی)

(تشریح) اسی سلسلۂ معارف الحدیث میں ذکر کیا جا چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بھی بھلائی اور نعمت کسی انسان کو نصیب ہوں ان کو قرآن و حدیث کی زبان میں "فضل" سے تعبیر کیا جاتا ہے اور دنیوی و اخروی نعمتوں کو "رحمت" سے۔ اس بنا پر اس دعا کا مطلب یہ ہوا کہ۔ اے اللہ! دنیوی و اخروی اور مادی و روحانی سب نعمتوں کا مالک تو ہی ہے، تیرے سوا کوئی نہیں ہے جو کچھ بھی دے سکے، اس لئے میں تجھ ہی سے دونوں قسم کی نعمتوں کا طالب و سائل ہوں۔

اَرْزُقْنِیْ" (وَجَمَعَ اَصَابِعَهُ الْاَرْبَعَ اِلَّا الْاِبْهَامَ) فَاِنَّ هٰؤُلَاءِ يَجْمَعْنَ لَكَ دِيْنَكَ وَدُنْيَاكَ۔

رواہ ابن ابی شیبہ

حضرت طارق اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص آیا اور اس نے پوچھا کہ:۔ مجھے بتا دیجئے کہ جب میں اپنے پروردگار سے مانگوں تو کس طرح عرض کروں اور کیا عرض کروں؟ ——— آپ نے فرمایا:۔ یوں عرض کیا کرو "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ" (اے اللہ! میرے گناہ معاف فرما دے اور مجھے بخش دے، مجھ پہ رحمت فرما مجھے عافیت اور آرام و چین نصیب فرما، اور مجھے روزی عطا فرما)۔ اس کے بعد آپ نے اپنے ہاتھ کی چاروں انگلیاں ملا کے ۴ کا اشارہ کیا اور فرمایا کہ:۔ ——— یہ چار کلمے تیری دینی اور دنیوی ساری ضرورتوں پر حاوی ہیں۔

(مصنف ابن ابی شیبہ)

(تشریح) بلاشبہ جس کو دنیا میں بقدر ضرورت [illegible] آرام اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہو جائے اور آخرت میں اس کے لئے [illegible] اور رحمت کا فیصلہ ہو جائے اُسے سب کچھ مل گیا ——— یہ دعا بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم فرمائی ہوئی نہایت جامع اور مختصر دعاؤں میں سے ہے۔

صحیح مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ جب کوئی شخص اسلام لاتا تو رسول اللہ صلی اللہ اس کو نماز کی تعلیم فرماتے، اور اس دعا کی تلقین فرماتے:۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَاهْدِنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ۔

(۲۳۰) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (مَرْفُوْعًا) اَللّٰهُمَّ عَافِنِیْ فِیْ قُدْرَتِكَ وَاَدْخِلْنِیْ فِیْ رَحْمَتِكَ وَاقْضِ اَجَلِیْ فِیْ

(۲۳۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (مَرْفُوْعًا) "اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلْنِيْ إِلٰى نَفْسِيْ طَرْفَةَ عَيْنٍ وَلَا تَنْزِعْ مِنِّيْ صَالِحَ مَا أَعْطَيْتَنِيْ"

رواه البزار

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا روایت کی ہے: "اَللّٰهُمَّ لَا تَكِلْنِيْ ـــــ تا ـــــ مَا أَعْطَيْتَنِيْ" (اے اللہ مجھے پل بھر کے لئے میرے نفس کے حوالہ نہ کر، اور جو کوئی اچھی چیز (اچھا عمل یا اچھا حال) تو نے مجھے عطا فرمایا ہے اس کو مجھ سے واپس نہ لے) ـــــ (مسند بزار)

(تشریح) بندوں کے پاس جو کچھ خیر ہے وہ صرف اللہ کی توفیق اور اس کی عطا سے ہے، اگر اللہ تعالیٰ ایک لمحہ کے لئے بھی نگاہِ کرم پھیر لے اور بندے کو اس کے نفس کے حوالہ کر دے تو وہ محروم ہو کے رہ جائے گا، اس لئے ہر عارف بندے کے دل کی یہ صدا ہوتی ہے کہ:— اے اللہ! ایک لمحہ کے لئے مجھے میرے نفس کے حوالہ نہ کر، ہر دم میری نگرانی اور مجھ پر نظرِ کرم فرما۔

(۲۳۵) عَنْ عَائِشَةَ (مَرْفُوْعًا) "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ أَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّيْ وَانْقِطَاعِ عُمُرِيْ"

رواه الحاكم

اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا روایت کی ہے: "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ ـــــ تا ـــــ وَانْقِطَاعِ عُمُرِيْ" (اے اللہ! میرے بڑھاپے کے دنوں میں اور میری عمر کے آخری حصے میں میری روزی میں زیادہ سے زیادہ وسعت فرما)۔

(مستدرک حاکم)

(تشریح) بڑھاپے میں اور عمر کے آخری حصے میں رزق کی تنگی زیادہ تکلیف دہ ہو سکتی ہے

(۲۳۲) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (مَرْفُوْعًا) "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِيْشَةً نَقِيَّةً وَمِيْتَةً سَوِيَّةً وَمَرَدًّا غَيْرَ مُخْزٍ وَّلَا فَاضِحٍ"

رواہ البزار والحاکم والطبرانی فی الکبیر

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا روایت کی ہے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ ـــــ تا ـــــ وَلَا فَاضِحٍ" (اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں پاک صاف زندگی اور ڈھنگ کی موت (جس میں کوئی بدنمائی نہ ہو) اور (اصلی وطن آخرت کی طرف) ایسی مراجعت جس میں رسوائی اور فضیحت نہ ہو)۔

(مسند بزار، مستدرک حاکم، معجم کبیر طبرانی)

(تشریح) آدمی کے لئے تین ہی مرحلے ہیں:۔ ایک اس دنیا کی زندگی کا مرحلہ، دوسرا موت کا مرحلہ اور تیسرا دارِ آخرت کا مرحلہ۔ اس مختصر دعا میں تینوں مرحلوں کے لئے بڑے سادہ انداز میں بہترین دعا موجود ہے۔

(۲۳۳) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ (مَرْفُوْعًا) "اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِیْ بِمَا عَلَّمْتَنِیْ وَعَلِّمْنِیْ مَا يَنْفَعُنِیْ وَزِدْنِیْ عِلْمًا اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى كُلِّ حَالٍ وَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ اَهْلِ النَّارِ"

رواہ الترمذی وابن ماجہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا روایت کی ہے: "اَللّٰهُمَّ انْفَعْنِیْ ـــــ تا ـــــ مِنْ حَالِ اَهْلِ النَّارِ" (اے اللہ! جو کچھ علم تو نے مجھے عطا فرمایا اس کو میرے لئے نفع مند بنا دے (یعنی مجھے اس پر عمل کرنے کی توفیق دے) اور مجھے وہ علم عطا فرما جو میرے لئے نافع ہو اور میرے علم میں اضافہ فرما۔ اللہ کے لئے حمد و ستائش ہے ہر حال میں، اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں دوزخیوں کے حال سے)

(جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

معاملات درست فرمادے) ـــــ آپ سے عرض کیا گیا: حضورؐ! ہمارے لئے اور زیادہ دعا فرمائیے؟ ـــــ آپ نے فرمایا: کیا (اس دعا میں جو میں نے ابھی کی) ساری خیر کو ہم نے جمع نہیں کر لیا ـــــ (مسند احمد، سنن ابن ماجہ، معجم کبیر طبرانی)

(تشریح) اس دعا میں اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور بخشش مانگی گئی ہے، رحمت مانگی گئی ہے، اللہ کی رضا اور قبولیت مانگی گئی ہے، جنت کا داخلہ اور دوزخ سے نجات مانگی گئی ہے، اور [illegible] مانگی گئی ہے کہ ہمارے جملہ معاملات اور سارے حالات درست فرمادے (وَاَصْلِحْ لِیْ شَأْنِیْ کُلَّهٗ)۔ ظاہر ہے کہ اس کے بعد کوئی بھی انسانی حاجت اور ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس سے زیادہ جو کچھ مانگا جائے گا وہ اسی اجمال کی تفصیل ہوگی۔ اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اَوَلَمْ تَجْمَعْ لَكَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ" (یعنی اس دعا میں ہم نے وہ سب کچھ مانگ لیا ہے جو انسان کو دنیا اور آخرت میں مطلوب ہو سکتا ہے)۔

[illegible] عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ [illegible] عَلَيْهِ الْوَحْيُ يَوْمًا ..... فَاسْتَقْبَلَ الْقِبْلَةَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ وَقَالَ "اَللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَاَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا وَاَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَاٰثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا وَارْضَ عَنَّا"

رواه احمد والترمذی

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہوئی (اور اس وقت آپ کی وہ کیفیت ہوگئی جو نزولِ وحی کے وقت ہو جایا کرتی تھی، جب وہ کیفیت ختم ہوئی) تو آپ قبلہ رو ہو گئے اور ہاتھ اٹھا کے یہ دعا فرمائی: "اَللّٰهُمَّ زِدْنَا ـــ نَا ـــ وَارْضَ عَنَّا" (اے اللہ! ہماری تعداد میں زیادتی اور اضافہ فرما، کمی نہ فرما، اور ہمیں عزت و عظمت عطا فرما،

کیونکہ آدمی اس وقت دوڑ بھاگ اور جدوجہد کے قابل نہیں ہوتا۔ علاوہ ازیں وہ موت کے قرب کا زمانہ ہوتا ہے، اور ہر مومن کی آرزو یہ ہونی چاہئے کہ اس زمانہ میں آدمی اللہ کی یاد اور آخرت کی تیاری کے لئے دوسری تمام فکروں سے فارغ اور آزاد ہو، اس لئے یہ مسنون دعا ہر مومن کے دل کی دھڑکن ہونی چاہئے: "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ اَوْسَعَ رِزْقِكَ عَلَيَّ عِنْدَ كِبَرِ سِنِّيْ وَانْقِطَاعِ عُمُرِيْ"۔

(۲۳۶) عَنْ اَنَسٍ (مَرْفُوْعًا) "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمُرِيْ اٰخِرَهٗ وَخَيْرَ عَمَلِيْ خَوَاتِيْمَهٗ وَخَيْرَ اَيَّامِيْ يَوْمَ اَلْقَاكَ فِيْهِ" ——— رواہ الطبرانی

حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا روایت کی ہے "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمُرِيْ ——— تا ——— يَوْمَ اَلْقَاكَ فِيْهِ" (اے اللہ! میری عمر کے آخری حصے کو میری زندگی کا بہترین حصہ کر دے اور میرے آخری عمل میری زندگی کے بہترین عمل ہوں، اور میرا سب سے اچھا دن وہ ہو جو میرے حضور میں میری حاضری کا دن ہو) ——— (معجم کبیر طبرانی)

(۲۳۷) عَنْ اَبِيْ اُمَامَةَ (مَرْفُوْعًا) "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَارْضَ عَنَّا وَتَقَبَّلْ مِنَّا وَاَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ وَنَجِّنَا مِنَ النَّارِ وَاَصْلِحْ لَنَا شَانَنَا كُلَّهٗ" ——— بَلْ زِدْنَا قَالَ اَوَلَيْسَ قَدْ جَمَعْنَا الْخَيْرَ كُلَّهٗ۔

——— رواہ احمد وابن ماجہ والطبرانی فی الکبیر

حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا روایت کی ہے "اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَنَا ——— تا ——— شَانَنَا كُلَّهٗ" (اے اللہ ہم کو بخش دے، ہم پر رحمت فرما اور دوزخ سے ہمیں بچا لے، اور ہمارے حالات اور جملہ

اے اللہ! ہماری سماعت و بصارت اور ہمارے قلوب میں اور اسی طرح ہمارے بیوی بچوں میں برکت عطا فرما، اور ہماری توبہ قبول فرما کر ہم پر عنایت فرما، تو بڑا عنایت فرما بڑا مہربان ہے اور ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر گزار اور ثنا خواں اور قدر کے ساتھ قبول کرنے والا بنا، اور ہمیں اپنی وہ نعمتیں بھرپور عطا فرما ــــــــ (معجم کبیر طبرانی، مستدرک حاکم)

(تشریح) اس جامع ترین دعا میں سب سے پہلے آپس کے تعلقات کی درستی اور دلوں کے جوڑ کی استدعا کی گئی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اگر دلوں میں پھوٹ اور سینوں میں بغض و عداوت ہو تو دین بھی برباد ہوتا ہے اور دنیا بھی۔ اللہ تعالیٰ کی دینی و دنیوی اور مادی و روحانی ساری نعمتوں سے صحیح طور پر فائدہ اٹھانے کے لئے ضروری ہے کہ معاشرہ بغض و عداوت کے عذاب سے محفوظ ہو ــــــــ علاوہ ازیں اہلِ ایمان کے دلوں کا باہمی جوڑ اور ان کے تعلقات کی خوشگواری بجائے خود اہم مطلوبات میں سے ہے۔

آنکھوں، کانوں اور بیوی بچوں وغیرہ میں برکت کا مطلب یہ ہے کہ یہ نعمتیں برابر نصیب رہیں، اور ان سے وہ فوائد و برکات حاصل ہوتے رہیں جو اللہ تعالیٰ نے ان میں رکھے ہیں۔

نعمتوں کی قدر اور ان پر شکر و حمد کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ملتی ہے اور ان سے محرومی بہت بڑی محرومی ہے، اس لئے اس کو بھی اللہ سے مانگنا چاہئے، اور ایک محتاج بندے کی حیثیت سے ہر نعمت کے اتمام کی بھی اس سے استدعا کرنی چاہئے۔

(۲۴۰) عَنْ عَائِشَةَ (مَرْفُوْعًا) رَبِّ اَعْطِ نَفْسِیْ تَقْوَاهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا۔

رواہ احمد

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا روایت کی ہے: "رَبِّ اَعْطِ نَفْسِیْ ــــ تا ــــ اَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا"۔

ہماری اہانت و ذلت نہ فرما، ہمیں اپنی ہر طرح کی نعمتیں عطا فرما، ہمیں محروم نہ فرما، ہمیں اپنالے، ہمارے مقابلے میں دوسروں کو ترجیح نہ دے، ہم سے راضی ہو جا اور ہمیں خوش کردے)۔ ——— (مسند احمد، جامع ترمذی)

(تشریح) اس حدیث میں آگے یہ بھی ہے کہ اس وقت آپ پر سورۂ مومنون کی ابتدائی دس آیتیں نازل ہوئی تھیں، ان کا آپ کے قلب مبارک پر غیر معمولی اثر تھا، اسی تاثر کے ماتحت آپ نے خاص اہتمام سے اپنی جماعت اور اُمّت کے لئے یہ دعا فرمائی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی دعا زیادہ اہتمام سے کرنی ہو تو بہتر ہے کہ قبلہ رو ہو کر اور ہاتھ اُٹھا کر کی جائے۔

(۲۳۹) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ (مَرْفُوْعًا) "اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِنَا وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَجَنِّبْنَا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ اَسْمَاعِنَا وَاَبْصَارِنَا وَقُلُوْبِنَا وَاَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّاتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَاجْعَلْنَا شَاكِرِيْنَ لِنِعْمَتِكَ مُثْنِيْنَ بِهَا قَابِلِيْهَا وَاَتِمَّهَا عَلَيْنَا۔

——— رواه الطبراني في الكبير والحاكم في المستدرك

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا روایت کی ہے: "اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ ذَاتَ بَيْنِنَا ——— تا ——— وَاَتِمَّهَا عَلَيْنَا" (اے اللہ! ہمارے آپس کے تعلقات درست فرمادے اور ہمارے دلوں کو جوڑ دے، اور ہمیں سلامتی کے راستوں پر چلا، اور ہر طرح کی گمراہیوں سے نکال کر ہمیں نور کی طرف لا، اور ظاہری و باطنی قسم کی ساری بے حیائیوں سے ہمیں بچا۔

حارث اعور سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ: — میں تم کو ایک دُعا بتاؤں جو مجھے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتائی تھی! — میں نے عرض کیا: ضرور بتائیے! — آپ نے فرمایا: — یوں عرض کیا کرو "اَللّٰھُمَّ افْتَحْ مَسَامِعَ قَلْبِیْ — تا — وَعَمَلًا بِکِتَابِکَ" (اے اللہ! تو اپنے ذکر کے لئے (یعنی اپنی ہدایت و نصیحت قرآن پاک کے لئے) میرے دل کے کان کھول دے، اور مجھے اپنی اور اپنے رسُول پاک کی تابعداری کی اور اپنی کتاب پاک قرآن مجید پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرما)۔

(معجم اوسط للطبرانی)

(۲۴۳) عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ (مَرْفُوْعًا) "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ اَخْشَاکَ کَاَنِّیْ اَرَاکَ اَبَدًا حَتّٰی اَلْقَاکَ وَاَسْعِدْنِیْ بِتَقْوَاکَ وَلَا تُشْقِنِیْ بِمَعْصِیَتِکَ"

رواہ الطبرانی فی الاوسط

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا روایت کی ہے "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ — نا — وَلَا تُشْقِنِیْ بِمَعْصِیَتِکَ"

(اے اللہ! میرا حال ایسا کردے کہ تیرے حضور میں حاضر ہونے تک (یعنی مرتے دم تک) تیرے قہر و جلال سے میں ہر وقت اس طرح ترساں ولرزاں رہوں کہ گویا ہر دم تجھے دیکھ رہا ہوں، اور اپنے خوف و تقوے کی دولت نصیب فرما کر مجھے خوش بخت کردے، اور ایسا نہ ہو کہ تیری نافرمانی کرکے میں بدبختی میں مبتلا ہو جاؤں)۔

(معجم اوسط طبرانی)

(تشریح) غور کیا جائے مندرجۂ بالا دُعاؤں میں خاص کر اس دُعا میں کتنے مختصر الفاظ میں کتنی عظیم نعمتوں کی استدعا کی گئی ہے۔ یہ دُعائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خاص میراث میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ان کی قدر و قیمت کو سمجھیں۔

اے میرے رب! میرے نفس کو تقوے سے آراستہ فرما اور (اس کی گندگیاں دُور فرما کر) اس کو پاکیزہ بنادے، تو ہی سب سے اچھا پاکیزہ بنانے والا ہے، تو ہی اس کا والی اور مالک مولیٰ ہے)۔

(مسند احمد)

(۲۴۱) عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ (مَرْفُوْعًا) قُلْ "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ نَفْسًا مُطْمَئِنَّةً تُؤْمِنُ بِلِقَائِكَ وَتَرْضٰى بِقَضَائِكَ وَتَقْنَعُ بِعَطَائِكَ"

رواہ الضیاء فی المختارہ والطبرانی فی الکبیر

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دُعا روایت کی ہے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ ـــــ تا ـــــ تَقْنَعُ بِعَطَائِكَ"

(اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں "نفس مطمئنہ" یعنی ایسا نفس جس کو تیری طرف سے اطمینان اور جمعیت کی دولت نصیب ہو، اور مرنے کے بعد تیرے حضور میں حاضری کا اس کو کامل یقین ہو اور تیرے فیصلوں پر وہ راضی ومطمئن ہو، اور تیری طرف سے جو کچھ ملے وہ اس پر قانع ہو) ـــــ (مختارہ للضیاء المقدسی معجم کبیر طبرانی)

(تشریح) "نفس مطمئنہ" وہی ہے جس میں یہ صفات پائی جائیں، اور یہ وہ نعمت ہے جو خاص ہی خاص بندوں کو عطا ہوتی ہے ـــــ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے نصیب فرمائے۔

(۲۴۲) عَنِ الْحَارِثِ قَالَ قَالَ لِیْ عَلِیٌّ اَلَا اُعَلِّمُكَ دُعَاءً عَلَّمَنِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ بَلٰى قَالَ قُلْ "اَللّٰهُمَّ افْتَحْ مَسَامِعَ قَلْبِیْ لِذِكْرِكَ وَارْزُقْنِیْ طَاعَتَكَ وَطَاعَةَ رَسُوْلِكَ وَعَمَلًا بِكِتَابِكَ" ـــــ رواہ الطبرانی فی الاوسط

(اے اللہ! ایسا کردے کہ کائنات کی ساری چیزوں سے زیادہ مجھے تیری محبت ہو، اور ساری چیزوں سے زیادہ مجھے تیرا خوف ہو، اور اپنی ملاقات کے شوق کو مجھ پر اتنا طاری کردے کہ دنیا کی ساری حاجتوں کا احساس اس کی وجہ سے فنا ہو جائے، اور جہاں تو بہت سے اہلِ دنیا کو ان کی مرغوبات دے کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی کرتا ہے تو میری آنکھیں طاعت و عبادت سے ٹھنڈی کر (یعنی مجھے عبادت کا وہ ذوق و شوق عنایت کر اس میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو، اور پھر مجھے عبادت کی بھرپور توفیق دے)

(حلیہ ابی نعیم)

(۲۴۶) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ مِنْ دُعَاءِ دَاوٗدَ یَقُوْلُ "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ حُبَّکَ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ نَفْسِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ" قَالَ وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا ذَکَرَ دَاوٗدَ یُحَدِّثُ عَنْہُ قَالَ کَانَ اَعْبَدَ الْبَشَرِ۔

رواہ الترمذی

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اللہ کے پیغمبر داؤد (علیہ السلام) جو دعائیں کرتے تھے ان میں ایک خاص دعا یہ بھی تھی "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ ــــ تا ــــ وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ" (اے میرے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں تیری محبت (یعنی مجھے اپنی محبت عطا فرما) اور اپنے اُن بندوں کی محبت بھی مجھے عطا فرما جو تجھ سے محبت کرتے ہیں، اور اُن اعمال کی بھی محبت مجھے عطا فرما جو تیری محبت کے مقام تک پہونچاتے ہوں۔ اے اللہ! ایسا کردے کہ اپنی جان اور اہل و عیال کی محبت اور ٹھنڈے

(۲۴۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ (مَرْفُوْعًا) "اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ عَيْنَيْنِ هَطَّالَتَيْنِ تَسْفِيَانِ الْقَلْبَ بِذُرُوْفٍ! لَدُمُوْعٍ مِنْ خَشْيَتِكَ قَبْلَ اَنْ تَكُوْنَ الدُّمُوْعُ دُمُوْعًا وَالْاَضْرَاسُ جَمْرًا"۔ رواہ ابن عساکر

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا روایت کی ہے: "اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ ... اِلٰی ... وَالْاَضْرَاسُ جَمْرًا" (اے اللہ! مجھے وہ آنکھیں نصیب فرما جو تیرے عذاب اور غضب کے خوف سے آنسوؤں کی بارش برسا کر دل کو سیراب کر دیں اُس گھڑی کے آنے سے پہلے جب بہت سی آنکھیں خون کے آنسو روئیں گی اور بہت سے مجرمین کی ڈاڑھیں انگارہ بن جائیں گی)۔

ابن عساکر

(تشریح) جن کو اللہ نے حقائق کی معرفت دی ہے اُن کے نزدیک وہی آنکھ زندہ اور بینا ہے جو اللہ کے خوف سے روئے اور آنسوؤں کی بارش برسائے ان کے دل اسی بارش سے سیراب ہوتے ہیں، اس لئے وہ اللہ سے رونے والی آنکھیں مانگتے ہیں۔

(۲۴۵) عَنِ الْهَيْثَمِ الطَّائِیِّ (مَرْفُوْعًا) اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ اَحَبَّ الْاَشْيَاءِ اِلَیَّ كُلِّهَا وَاجْعَلْ خَشْيَتَكَ اَخْوَفَ الْاَشْيَاءِ عِنْدِیْ وَاقْطَعْ عَنِّیْ حَاجَاتِ الدُّنْيَا بِالشَّوْقِ اِلٰی لِقَائِكَ وَاِذَا اَقْرَرْتَ اَعْيُنَ اَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ دُنْيَاهُمْ فَاَقْرِرْ عَيْنِیْ مِنْ عِبَادَتِكَ۔

رواہ ابونعیم فی الحلیۃ

ہیثم بن مالک طائی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا روایت کی ہے: "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ حُبَّكَ ... اِلٰی ... مِنْ عِبَادَتِكَ"۔

تجھے محبوب ہیں، اور میری رغبت وچاہت کی جو چیزیں تو نے مجھے عطا نہیں فرمائیں (اور میرے اوقات کو ان سے فارغ رکھا) تو مجھے توفیق دے کہ میں اس فراغ کو اُن کاموں میں استعمال کروں جو تجھے محبوب ہیں) ــــــ (جامع ترمذی)

(تشریح) آدمی کو اس کی مرغوبات دے دی جائیں تو اس کا بھی امکان ہے کہ وہ اُن میں مست اور منہمک ہو کر خدا سے غافل ہو جائے، یا وہ ان کو اس طرح استعمال کرے کہ معاذ اللہ خدا سے اور دُور ہو جائے۔ اسی طرح مرغوبات نہ ملنے کی صورت میں بھی امکان ہے کہ وہ دوسری قسم کی خرافات میں اپنا وقت برباد کرے۔ ــــــ اس لئے بندے کو برابر یہ دُعا کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اگر اس کی مرغوبات عطا فرمائے تو اس کو اس کی بھی توفیق دے کہ وہ مرغوبات کو تقرب الی اللہ کا وسیلہ بنائے، اور اگر مرغوبات نہ ملیں اور اس کی وجہ سے فرصت وفراغ حاصل ہو تو اس کو توفیق ملے کہ فارغ اور خالی وقت کو اللہ تعالیٰ کی مرضیات ہی میں لگائے ــــــ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر دُعا اور اس کا ہر جزو بلاشبہ معرفت کا خزانہ ہے۔

(۲۴۸) عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ قَالَ قَالَ لِيَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْ "اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ" ــــــ رواه الترمذی

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ دُعا تلقین فرمائی: "اَللّٰهُمَّ اَلْهِمْنِيْ رُشْدِيْ وَاَعِذْنِيْ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ" (اے میرے اللہ! میرے دل میں وہ ڈال جس میں میرے لئے بھلائی اور بہتری ہو، اور میرے نفس کے شر سے مجھے بچا، اور اپنی پناہ میں رکھ)۔

ــــــ (جامع ترمذی)

(۲۴۹) عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ اَنَّ اَكْثَرَ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ

پانی کی چاہت سے بھی زیادہ مجھے تیری محبت اور چاہت ہو) ــــــــ حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ یہ بھی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب حضرت داؤد (علیہ السلام) کا ذکر فرماتے تو ان کے متعلق یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ:- وہ بہت ہی زیادہ عبادت گذار بندے تھے ــــــــ (جامع ترمذی)

(تشریح) حضرت داؤد علیہ السلام کی یہ دعا جو اُن کے جذبۂ محبت اور عشقِ الٰہی کی آئینہ دار تھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی پسند تھی، اسی لئے آپ نے خاص طور سے صحابۂ کرام کو بتلائی ــــ وصفِ نبوت اگرچہ تمام انبیاء علیہم السلام کا مشترک شرف ہے، لیکن اس کے علاوہ بعض انبیاء علیہم السلام کے کچھ خصائص بھی ہوتے ہیں جن میں وہ دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کثرتِ عبادت حضرت داؤد علیہ السلام کی امتیازی خصوصیت تھی

(۲۴۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ يَزِيْدَ الْخَطْمِيِّ الْاَنْصَارِيِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ دُعَائِهٖ "اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ يَّنْفَعُنِيْ حُبُّهٗ عِنْدَكَ اَللّٰهُمَّ مَا رَزَقْتَنِيْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ قُوَّةً لِّيْ فِيْمَا تُحِبُّ وَمَا زَوَيْتَ عَنِّيْ مِمَّا اُحِبُّ فَاجْعَلْهُ فَرَاغًا لِّيْ فِيْمَا تُحِبُّ" ــــــــ رواہ الترمذی

حضرت عبداللہ بن یزید خطمی انصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دعا یہ بھی کیا کرتے تھے:- "اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِيْ ــــ تا ــــ فِيْمَا تُحِبُّ" (اے اللہ! مجھے اپنی محبت عطا فرما اور اپنے ان بندوں کی محبت عطا فرما جن کی محبت میرے لئے تیرے نزدیک نفع مند ہو۔ اے اللہ! میری چاہت اور رغبت کی جو چیزیں تو نے مجھے عطا فرمائی ہیں اُن سے مجھے ان کاموں میں تقویت پہونچا جو

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا روایت کی ہے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ضَعِیْفٌ ـــــ تا ـــــ وَاِنِّیْ فَقِیْرٌ فَارْزُقْنِیْ"

(اے میرے اللہ! میں تیرا ایک کمزور بندہ ہوں تو اپنی رضا طلبی کی راہ میں میری کمزوری کو قوت سے بدل دے (تاکہ میں پوری تندہی اور تیز رفتاری سے تیری رضا کے لئے کام کرسکوں) اور میری پیشانی پکڑ کے میرا رُخ خیر کی طرف کردے، اور اسلام کو میرا منتہائے رضا بنادے (یعنی میری انتہائی خوشی یہ ہو کہ میں نور اور اسلام ہو جاؤں) ـــ اے میرے اللہ! میں ضعیف و ناتواں ہوں، تو میری ناتوانی کو توانائی سے بدل دے، اور میں ذلت و پستی کے حال میں ہوں تو مجھے عزت بخشدے، اور میں فقیر و نادار ہوں تو مجھے میری ضروریات عطا فرمادے) ـــــ (معجم کبیر طبرانی)

(۲۵۱) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ (مَرْفُوْعًا) "اِلَیْكَ رَبِّ فَحَبِّبْنِیْ وَفِیْ نَفْسِیْ لَكَ ذَلِّلْنِیْ وَفِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ فَعَظِّمْنِیْ وَمِنْ سَیِّئِ الْاَخْلَاقِ فَجَنِّبْنِیْ" ـــــ رواہ ابن لال فی مکارم الاخلاق

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ دعا روایت کی ہے: "اِلَیْكَ رَبِّ فَحَبِّبْنِیْ ـــــ تا ـــــ فَجَنِّبْنِیْ"

(اے میرے پروردگار! مجھے اپنا پیار بنالے اور مجھے ایسا کردے کہ میں اپنے کو تیرے حضور میں ذلیل سمجھوں، اور دوسرے بندوں کی نگاہ میں مجھے با عظمت بنادے، اور بُرے اخلاق سے مجھے بالکل بچادے اور دُور رکھ ـــــ (مکارم الاخلاق لابن لال)

(تشریح) کسی بندے سے اللہ تعالیٰ کا محبت فرمانا عظیم ترین دولت ہے جس کی ہر مومن کو دلی آرزو ہونی چاہیئے، اس دعا میں سب سے پہلے یہی نعمت مانگی گئی ہے ـــــ اسی طرح یہ بھی بندے پر اللہ تعالیٰ کا بڑا انعام ہے کہ وہ خود کو تو ذلیل و حقیر سمجھے لیکن اللہ کے بندے اس کو عزت کی نگاہ سے دیکھیں اور اس کا احترام و اکرام کریں ـــــ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا كَانَ عِنْدَهَا يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ" ـــــــــــــــ رواہ الترمذی

اُمّ المومنین حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب ان کے پاس ہوتے تو اکثر یہ دُعا کیا کرتے تھے: "یَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ ثَبِّتْ قَلْبِيْ عَلٰى دِيْنِكَ" (اے دلوں کو پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت و قائم رکھ) ـــــــــــــــ (جامع ترمذی)

(تشریح) اِس روایت میں آگے حضرت اُمّ سلمہؓ کا یہ بیان بھی ہے کہ میں نے ایک دن حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عرض کیا کہ:۔ کیا بات ہے کہ آپ اکثر و بیشتر یہ دعا کرتے ہیں؟ (حضرت اُمّ سلمہؓ کا مطلب غالباً اس سوال سے یہی ہوگا کہ آپ تو لغزشوں سے محفوظ ہیں پھر آپ یہ دُعا کیوں کرتے ہیں)۔ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ:۔ ہر آدمی کا دل اللہ کے ہاتھ میں ہے اُسی کے اختیار میں ہے جس کا دل چاہے سیدھا رکھے اور جس کا چاہے ٹیڑھا کر دے ـــــــ آپ کے اِس جواب کا مطلب یہ ہوا کہ میرا معاملہ بھی اللہ کی مشیت پر موقوف ہے اس لئے مجھے بھی اس سے دعا مانگنے کی ضرورت ہے ـــــــ بلاشبہ جس بندے کو اپنے نفس کی، اور ساتھ ہی اپنے رب کی معرفت نصیب ہوگی اُس کا یہی حال ہوگا اور وہ کبھی اپنے کو مامون و محفوظ نہیں سمجھے گا ـــــــ بندوں کے حق میں یہی بلندی اور کمال ہے ـــــــ

"قریبانرا بیش بود حیرانی"

(۲۵۰) عَنْ اِبْنِ عُمَرَ (مَرْفُوْعًا) "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ضَعِيْفٌ فَقَوِّ فِيْ رِضَاكَ ضُعْفِيْ وَخُذْ اِلَى الْخَيْرِ بِنَاصِيَتِيْ وَاجْعَلِ الْاِسْلَامَ مُنْتَهٰى رِضَائِيْ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ضَعِيْفٌ فَقَوِّنِيْ وَاِنِّيْ ذَلِيْلٌ فَاَعِزَّنِيْ وَاِنِّيْ فَقِيْرٌ فَارْزُقْنِيْ:

ـــــــــــــــ رواہ الطبرانی فی الکبیر

(مرنے کے بعد آخرت میں) اپنی رحمت سے مجھے جنّت میں داخلہ نصیب فرما) ـــــــ

(حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا تلقین فرمائی اور مجھ سے ارشاد فرمایا): ـــــ اس کو سیکھ لو اور اپنے بعد والوں کو سکھاؤ۔

ـــــــ (مسند فردوس دیلمی)

(تشریح) کس قدر جامع دُعا ہے! اس کو نہ سیکھنا اور اس سے فائدہ نہ اٹھانا بلاشبہ بڑے خسارے کی بات ہے ـــــ اللہ تعالیٰ ان انمول جواہرات کی قدر نصیب فرمائے اور ان سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا پہلے گزر چکی ہے: "اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا وَّ فِیْ اَعْیُنِ النَّاسِ کَبِیْرًا"۔

(۲۵۲) عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُلْ "اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْخَلَّاقُ الْعَظِیْمُ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ الْجَوَادُ الْکَرِیْمُ فَاغْفِرْ لِیْ وَارْحَمْنِیْ وَعَافِنِیْ وَارْزُقْنِیْ وَاسْتُرْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَلَا تُضِلَّنِیْ وَاَدْخِلْنِی الْجَنَّۃَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ" ــــــــ تَعَلَّمْھُنَّ وَعَلِّمْھُنَّ عَقِبَکَ مِنْ بَعْدِکَ۔

ــــــــ رواہ الدیلمی

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ دعا تلقین فرمائی: "اَللّٰھُمَّ اَنْتَ الْخَلَّاقُ الْعَظِیْمُ ــــ تا ــــ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ" (اے میرے اللہ! تو خالق کل اور خلاق عظیم ہے تو سمیع و علیم (سب کچھ سننے والا اور جاننے والا) ہے۔ تو غفور و رحیم (بخشنے والا اور نہایت مہربان) ہے۔ تو مالک عرش عظیم ہے، تو نہایت فیاض اور کریم ہے ــــ اپنی ان عالی صفات کے صدقہ میں تو مجھے بخشدے، مجھ پر رحمت فرما، مجھے عافیت عطا فرما، مجھے رزق نصیب فرما، میری پردہ داری فرما، میری شکستگی کو جوڑ دے، مجھے عزت و رفعت عطا فرما، مجھے اپنی راہ پر چلا، مجھے گمراہی سے بچا۔ اور اے ارحم الراحمین

لہ اے اللہ! مجھے اپنی نظر میں چھوٹا اور حقیر بنادے اور دوسرے لوگوں کی نگاہ میں بڑا کردے۔ ۱۲

نہ فرمائی ہو ـــــــ غور کرنے اور سمجھنے والوں کے لئے یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نہایت روشن معجزہ ہے کہ آپ کی دعائیں انسانوں کی دنیوی و اخروی، روحانی اور جسمانی، انفرادی اور اجتماعی ظاہری اور باطنی، مثبت اور منفی ساری ہی حاجتوں اور ضرورتوں پر حاوی ہیں اور کوئی خفی سے خفی اور دقیق سے دقیق حاجت نہیں بتائی جاسکتی جس کو آپ نے بہتر سے بہتر پیرایے میں اللہ تعالیٰ سے نہ مانگا ہو، اور امت کو اس کے مانگنے کا طریقہ نہ سکھایا ہو ـــــــ قرآن مجید میں بھی ان دونوں ہی قسموں کی یعنی مثبت اور منفی دعائیں موجود ہیں، اور بالکل آخر کی دو مستقل سورتیں:- "قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ" اور "قُلْ أَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ" اوّل سے آخر تک منفی قسم کی دعا یعنی استعاذہ ہی پر مشتمل ہیں، اور اسی لئے ان کو "معوذتین" کہا جاتا ہے، اور ان ہی پر قرآن مجید ختم ہوا ہے۔

قرآن پاک کے اس طریقے ہی کی پیروی میں یہ مناسب سمجھا گیا کہ جو احادیث ایسی دعاؤں پر مشتمل ہیں جن میں شرور اور فتن اور بلیات سے اور برے اعمال و اخلاق اور ہر قسم کی ناپسندیدہ باتوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی گئی ہے، ان کو آخر میں درج کیا جائے اور ان ہی کو اس سلسلہ کا خاتمہ بنایا جائے ـــــــ اب ذیل میں وہی حدیثیں پڑھئے!:-

(۲۵۳) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَوَّذُوا بِاللهِ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَشَمَاتَةِ الْأَعْدَاءِ۔

ـــــــ رواہ البخاری ومسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- ـــــــ "اللہ کی پناہ مانگو بلاؤں کی سختی سے، اور بدبختی کے لاحق ہونے سے اور بری تقدیر سے، اور دشمنوں کی شماتت سے" ـــــــ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) اس حدیث میں بظاہر تو چار چیزوں سے پناہ مانگنے کی تلقین فرمائی گئی ہے، لیکن

دعواتِ استعاذہ

ذخیرۂ حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو دعائیں ماثور و منقول ہیں، جو آپ نے مختلف اوقات میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں خود کیں یا امت کو ان کی تعلیم و تلقین فرمائی ان میں زیادہ تر وہ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ سے کسی دنیوی یا اُخروی، روحانی یا جسمانی، انفرادی یا اجتماعی نعمت اور بھلائی کا سوال کیا گیا ہے اور مثبت طور پر کسی حاجت اور ضرورت کے لئے استدعا کی گئی ہے ——— ڈیڑھ سو سے کچھ اوپر جو دعائیں اس سلسلہ میں اب تک درج ہو چکی ہیں وہ سب اسی قبیل کی تھیں ——— ان کے علاوہ بہت سی ایسی دعائیں بھی آپ سے مروی ہیں جن میں کسی خیر و نعمت اور کسی مثبت حاجت و ضرورت کے سوال کے بجائے دنیا یا آخرت کے کسی شر سے اور کسی بلا اور آفت سے پناہ مانگی گئی ہے اور حفاظت و بچاؤ کی اللہ سے دعا کی گئی ہے ——— پھر جس طرح پہلی قسم کی دعاؤں کو مجموعی طور پر سامنے رکھ کر یہ کہنا برحق ہے کہ دنیا اور آخرت کی کوئی خیر اور بھلائی اور کوئی حاجت و ضرورت ایسی نہیں ہے جس کی دعا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے نہ کی ہو، اور اُمت کو تلقین فرمائی ہو اسی طرح دوسری قسم کی دعاؤں کو پیشِ نظر رکھ کر یہ کہنا بھی بالکل صحیح ہے کہ دنیا اور آخرت کا کوئی شر، کوئی فساد، کوئی فتنہ اور کوئی بلا اور آفت اس عالمِ وجود میں ایسی نہیں ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی پناہ نہ مانگی ہو اور اُمت کو اس کی تلقین

يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ" ــــــــــ رواه البخاری ومسلم

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح دعا کیا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ ــــ تا ــــ غَلَبَةِ الرِّجَالِ" (اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر سے اور غم سے اور کم ہمتی اور کاہلی و بزدلی سے، اور بخیلی و کنجوسی اور قرضہ کے بار سے اور لوگوں کے دباؤ سے) ــــــــــ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) اس دعا میں جن آٹھ چیزوں سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگی گئی ہے، اُن میں سے چار (فکر و غم، قرضہ کا بار، اور مخالفین کا غلبہ) ایسی چیزیں ہیں جو حساس و صاحب شعور آدمی کے لئے زندگی کے لطف سے محرومی اور سخت روحانی اذیت کا باعث ہوتی ہیں اور اُس کی قوتِ کار اور صلاحیتوں کو معطل کر کے رکھ دیتی ہیں جس کے نتیجہ میں وہ دنیا اور آخرت کی بہت سی کامیابیوں اور سعادتوں سے محروم رہ جاتا ہے۔ اور باقی چار (کم ہمتی، کاہلی، کنجوسی، اور بزدلی) ایسی کمزوریاں ہیں جن کی وجہ سے آدمی وہ جرأت مندانہ اقدامات اور محنت و قربانی والے وہ اعمال نہیں کر سکتا جن کے بغیر نہ دنیا میں کامرانی حاصل کی جا سکتی ہے اور نہ آخرت میں فوز و فلاح اور نہ اللہ تعالیٰ کی رضا کا مقام حاصل ہو سکتا ہے ــــــــــ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان سب چیزوں سے اللہ کی پناہ چاہتے تھے، اور اپنے عمل سے اُمت کو بھی اس کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

(۲۵۵) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ وَالْهَرَمِ وَالْمَغْرَمِ وَالْمَاْثَمِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ

فی الحقیقت دنیا اور آخرت کی کوئی بُرائی اور کوئی تکلیف اور کوئی مصیبت اور کوئی پریشانی ایسی نہیں سوچی جاسکتی جو ان چار عنوانوں کے احاطہ سے باہر ہو۔ ان میں سب سے پہلی چیز ہے:۔ "جَهْدُ الْبَلَاءِ" (کسی بلا کی مشقت اور سختی)۔ بلا ہر اُس حالت کا نام ہے جو انسان کیلئے باعثِ تکلیف اور موجبِ پریشانی ہو، اور جس میں اُس کی آزمائش ہو، یہ دنیوی بھی ہوسکتی ہے اور دینی بھی، روحانی بھی ہوسکتی ہے اور جسمانی بھی، انفرادی بھی ہوسکتی ہے اور اجتماعی بھی ——— الغرض یہ ایک ہی لفظ تمام مصائب و تکالیف اور آفات و بلیات کو حاوی ہے ——— اس کے بعد دوسری چیز جس سے پناہ مانگنے کی اس حدیث میں تلقین فرمائی گئی ہے وہ ہے:۔ "دَرَكُ الشَّقَاءِ" (بدبختی کا لاحق ہونا)۔ اور تیسری چیز ہے:۔ "سُوْءُ الْقَضَاءِ" (بُری تقدیر)۔ ان دونوں کی جامعیت بھی بالکل ظاہر ہے، جس بندے کو ہر نوع کی بدبختی سے اور بُری تقدیر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ اور حفاظت حاصل ہوگئی بلاشبہ اُسے سب کچھ مل گیا ——— آخری چیز جس سے پناہ مانگنے کی اس حدیث میں تلقین فرمائی گئی ہے وہ ہے "شَمَاتَةُ الْاَعْدَاءِ" (یعنی کسی مصیبت اور ناکامی پر دشمنوں کا ہنسنا)۔ بلاشبہ دشمنوں کی شماتت اور طعنہ زنی بعض اوقات بڑی روحانی تکلیف و اذیت کا باعث ہوتی ہے، اس لئے اُس سے خصوصیت کیساتھ پناہ مانگنے کے لئے فرمایا، اگرچہ اس سے پہلے تین جامع عنوانات اس کو بھی حاوی تھے۔

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی تعمیل میں ان چاروں چیزوں سے پناہ مانگنے کے لئے صحیح اور مناسب الفاظ یہ ہوں گے:۔

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ	اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں بلا کی
جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ الشَّقَاءِ	سختی سے، اور بدبختی لاحق ہونے سے، اور
وَسُوْءِ الْقَضَاءِ	بُری تقدیر سے، اور دشمنوں کے ہنسنے اور
شَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ"۔	ان کی طعنہ زنی سے۔

(۲۵۴) عَنْ اَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

جو بالکل ہی از کار رفتہ کر دے، جس کو قرآن پاک میں "اَرْذَلُ الْعُمُر" فرمایا گیا ہے ایسی ہی چیز ہے جس سے اللہ کی پناہ مانگی جائے "ھَرَم" بڑھاپے کا وہی درجہ ہے۔

اِس دُعا میں "عذابِ نار" کے ساتھ "فتنۂ نار" سے، اور "عذابِ قبر" کے ساتھ "فتنۂ قبر" سے بھی پناہ مانگی گئی ہے ——— عذابِ نار سے مراد بظاہر دوزخ کا وہ عذاب ہے جو اُن دوزخیوں کو ہوگا جو کفر و شرک جیسے سنگین جرائم کی وجہ سے دوزخ میں ڈالے جائیں گے۔ اِسی طرح عذابِ قبر سے مراد بظاہر قبر کا وہ عذاب ہے جو اسی طرح کے بڑے مجرموں کو قبر میں ہوگا ——— لیکن، جو اِن سے کم درجہ کے مجرمین ہیں اُن کو اگرچہ دوزخیوں کی طرح دوزخ میں نہیں ڈالا جائے گا، اور قبر میں بھی اُن پر درجۂ اوّل کے ان مجرمین والا وہ سخت عذاب مسلّط نہیں کیا جائے گا، لیکن دوزخ اور قبر کی کچھ تکلیفوں سے ان لوگوں کو بھی گزرنا پڑیگا اور بس یہی سزا اُن کے لئے کافی ہوگی۔ اِس عاجز کے نزدیک "فتنۂ نار" اور "فتنۂ قبر" سے یہی سزا مُراد ہے۔ اور رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے "عذابِ نار" اور "عذابِ قبر" کے ساتھ اس "فتنۂ نار" اور "فتنۂ قبر" سے بھی پناہ چاہی، اور اپنے عمل سے ہم کو بھی اس کی تلقین فرمائی ہے۔

دجّال کا فتنہ بھی اُن عظیم ترین فتنوں میں سے ہے جن سے رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بکثرت پناہ مانگتے تھے، اور اہلِ ایمان کو اس کی تلقین فرماتے تھے ——— اللہ تعالیٰ دجّالِ اکبر کے فتنہ سے (جس کی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے) اور ہر دجّالی فتنہ سے اپنی پناہ میں رکھے، اور مرتے دم تک ایمان و اسلام پر ثابت قدم رکھے۔

اس دعا میں دولت مندی کے فتنہ سے، اور اس کے ساتھ فقر و محتاجی کے فتنہ سے بھی اللہ کی پناہ مانگی گئی ہے ——— دولت و ثروت بذاتِ خود کوئی بُری چیز نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، اگر اس کا حق ادا کرنے اور اس کو صحیح طور پر استعمال کرنے کی توفیق ملے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنی دولت ہی سے وہ مقام پایا کہ رسُول اللہ صلی اللہ

مِنْ عَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْغِنٰى وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْفَقْرِ وَمِنْ شَرِّ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَّالِ، اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِمَاءِ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّ قَلْبِي كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَبَاعِدْ بَيْنِي وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ" ــــــــــــــــ رواہ البخاری ومسلم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْكَسَلِ ــــ تا ــــ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ" (اے میرے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں سستی، کاہلی سے، اور انتہائی بڑھاپے سے (جو آدمی کو بالکل ہی ناکارہ کر دے) اور قرضہ کے بوجھ سے، اور ہر گناہ سے ــــ اے میرے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں دوزخ کے عذاب سے، اور دوزخ کے فتنہ سے، اور فتنہ قبر سے، اور عذاب قبر سے، اور دولت وثروت کے فتنہ کے شر سے، اور مفلسی ومحتاجی کے فتنہ کے شر سے، اور فتنۂ دجال کے شر سے ــــ اے میرے اللہ! میرے گناہوں کے اثرات دھو دے اولے اور برف کے پانی سے اور میرے دل کو (گندے اعمال واخلاق کی گندگیوں سے) اس طرح پاک صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے، اور میرے گناہوں کے درمیان اتنی دوری پیدا کر دے جتنی دوری تو نے مشرق ومغرب کے درمیان کر دی ہے)۔

ــــــــــــــــ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

(تشریح) اس دعا میں علاوہ اور چیزوں کے "ھَرَم" یعنی انتہائی بڑھاپے سے بھی پناہ مانگی گئی ہے ــــ عمر کی اس حد تک درازی کہ ہوش وحواس صحیح سالم رہیں اور آخرت کی کمائی کا سلسلہ جاری رہے، اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے، لیکن ایسا بڑھاپا

أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَوْلَاهَا اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا" ــــــــــــــــ رواہ مسلم

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دُعا کیا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ ــــ تا ــــ وَمِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا" (اے میرے اللہ! میں تیری پناہ لیتا ہوں کم ہمتی سے اور سُستی و کاہلی اور بزدلی سے، اور بخیلی و کنجوسی سے، اور انتہائی درجہ کے بڑھاپے سے، اور قبر کے عذاب سے ــــ اے میرے اللہ! میرے نفس کو تقویٰ عطا فرما دے اور اُس کا تزکیہ فرما کے اس کو مصفّٰی بنا دے، تو ہی سب سے اچھا تزکیہ فرمانے والا ہے، تو ہی اس کا والی اور مولیٰ ہے ــــ اے میرے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اُس علم سے جو نفع مند نہ ہو، اور ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو، اور اس (ہوسناک) نفس سے جس کو سیری نہ ہو، اور ایسی دُعا سے جو قبول نہ ہو) ــــــــــــــــ (صحیح مسلم)

(تشریح) علم غیر نافع، قلب غیر خاشع، اور ہوسناک نفس جس کی ہوسناکی ختم ہی نہ ہو، اور وہ دُعا جس کی اللہ کے ہاں سماعت نہ ہو ــــــــ ان چاروں چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگنے کا مطلب یہی ہوگا کہ اللہ تعالیٰ علمِ نافع عطا فرمائے، قلب کو خشوع کی صفت مرحمت فرمائے، نفس کو ہوسناکی سے پاک فرما کر اس کو قناعت سے آراستہ فرمائے اور دُعاؤں کو قبولیت سے نوازے۔

(۲۵۷) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ مِنْ دُعَاءِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ وَفُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ" ــــــــــــــــ رواہ مسلم

علیہ وسلم نے اُن کے بارے میں اعلان فرمایا کہ: "عثمان اس کے بعد جیسے بھی عمل کریں ان پر کوئی عتاب نہ ہوگا اور اُن سے کوئی باز پرس نہ ہوگی (مَا عَلٰی عُثْمَانَ مَا عَمِلَ بَعْدَ هٰذَا مَرَّتَيْنِ)[1]" اسی طرح فقر کے ساتھ اگر صبر و قناعت نصیب ہو تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے لئے اور اپنے گھر والوں کے لئے فقر ہی کی زندگی پسند فرمائی، اور فقراء اور اہلِ فقر کے بڑے فضائل بیان فرمائے ——— لیکن اگر بدقسمتی سے دولت مندی و خوش حالی تکبّر و غرور پیدا کرے اور مال و دولت کے صحیح استعمال کی توفیق نہ ملے تو پھر وہ قارونیت ہے اور اس کا ٹھکانہ جہنّم ہے۔ اسی طرح اگر فقر و محتاجی کے ساتھ صبر و قناعت نہ ہو اور اس کی وجہ سے آدمی ناکردنی کرنے لگے تو وہ خدا کا ایک عذاب ہے، اور اسی کے بارے میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ——— "كَادَ الْفَقْرُ اَنْ يَّكُوْنَ كُفْرًا" (محتاجی اور مفلسی آدمی کو کفر تک بھی پہونچا سکتی ہے) اِس دعا میں غِنا اور فقر (دولت مندی اور ناداری) کے جس شر و فتنہ سے پناہ مانگی گئی ہے وہ یہی ہے، اور وہ ایسی ہی چیز ہے کہ اُس سے ہزار بار پناہ مانگی جائے۔

اِس دُعا کے آخر میں گناہوں کے اثرات دھونے کی اور دل کی صفائی کی اور گناہوں سے بہت دُور کئے جانے کی جو دُعا کی گئی ہے وہ اگرچہ بظاہر مثبت دُعاؤں میں سے ہے، لیکن غور کیا جائے تو وہ بھی ایک طرح کی سلبی دُعا ہے اور گویا استعاذہ ہی ہے۔

(۲۵۶) عَنْ زَيْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَالْجُبْنِ وَالْبُخْلِ وَالْهَرَمِ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اَللّٰهُمَّ اٰتِ نَفْسِيْ تَقْوٰهَا وَزَكِّهَا اَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكّٰهَا

[1] رواہ الترمذی۔ ۱۲

کا فرق، یہ اعتقادی نفاق کے علاوہ عملی زندگی میں منافقانہ رویہ کو بھی شامل ہے، یہ تینوں چیزیں جن سے اس دُعا میں اللہ کی پناہ چاہی گئی ہے (یعنی، خلاف وشقاق، نفاق اور بُرے اخلاق) آدمی کے دین کو بلکہ اس کی دنیا کو بھی برباد کر دیتی ہیں۔ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ معصوم اور قطعاً محفوظ تھے، لیکن اس کے باوجود ان مہلکات کی ہلاکت خیزی ہی کی وجہ سے ان سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے ـــــ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ان چیزوں سے اپنے کو محفوظ رکھنے کی اُتنی فکر کریں جتنی ایک مومن کو ہونی چاہئے، اور ہمیشہ ان سے اللہ کی پناہ مانگتے رہیں۔

(۲۵۹) عَنْ شَكَلِ بْنِ حُمَيْدٍ قَالَ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ عَلِّمْنِيْ تَعَوُّذًا أَتَعَوَّذُ بِهٖ فَأَخَذَ بِكَفِّيْ وَقَالَ قُلْ "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ وَمِنْ شَرِّ بَصَرِيْ وَمِنْ شَرِّ لِسَانِيْ وَمِنْ شَرِّ قَلْبِيْ وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ"

ـــــ رواه ابوداؤد والترمذی والنسائی

شکل بن حُمید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت عرض کیا کہ:۔ یارسُول اللہ! مجھے کوئی تعوّذ تعلیم فرمادیجئے (یعنی کوئی ایسی دُعا بتادیجئے) جس کے ذریعہ میں اللہ سے پناہ وحفاظت طلب کیا کروں؟ آپ نے میرا ہاتھ اپنے دستِ مبارک میں تھام کر فرمایا:۔ کہو "اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ ـــــ تا ـــــ وَمِنْ شَرِّ مَنِيِّيْ"

(اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے کانوں کے شر سے، اپنی نگاہ کے شر سے، اور اپنی زبان کے شر سے، اور اپنے قلب کے شر سے، اور اپنے مادۂ شہوت کے شر سے)۔

ـــــ (سنن ابی داؤد، جامع ترمذی، سنن نسائی)

(تشریح) سمع وبصر اور زبان وقلب اور اسی طرح جنسی خواہش کا شر یہ ہے کہ یہ چیزیں

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعاؤں میں سے ایک دعا یہ بھی تھی: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ ـــ تا ـــ وَجَمِيْعِ سَخَطِكَ" (اے میرے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں تیری نعمتوں کے زائل ہو جانے سے، اور تیری بخشی ہوئی عافیت کے چلے جانے سے، اور تیرے عذاب کے ناگہانی آجانے سے، اور تیری ہر قسم کی ناراضی اور ناخوشی سے) ـــــ (صحیح مسلم)

(تشریح) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا سے، بلکہ اس سلسلہ کی ساری ہی دعاؤں سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ نبوت و رسالت بلکہ مقام محبوبیت پر بھی فائز ہونے کے باوجود قضاء و قدر کے فیصلوں سے آپ کتنے لرزاں و ترساں رہتے تھے، اور اپنے کو اللہ تعالیٰ کی نگاہِ کرم اور اس کی حفاظت و پناہ کا کتنا محتاج سمجھتے تھے ـــــ صحیح ہے ـــــ

"قربیانرا پیش بود حیرانی"

(۲۵۸) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ"

ـــــ رواہ ابوداؤد والنسائی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشِّقَاقِ وَالنِّفَاقِ وَسُوْءِ الْاَخْلَاقِ" (اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں۔ شقاق یعنی آپس کے سخت اختلاف سے اور نفاق سے اور برے اخلاق سے)۔

ـــــ (سنن ابی داؤد، سنن نسائی)

(تشریح) "شقاق" اس شدید اختلاف کو کہتے ہیں جس کے نتیجہ میں فریقین ایک دوسرے سے بالکل جدا ہو جائیں اور ان کی راہیں الگ الگ ہو جائیں۔ نفاق کے معنی ہیں ظاہر و باطن

وَالْجُنُوْنِ وَمِنْ سَيِّئِ الْاَسْقَامِ" ـــــ رواہ ابوداؤد والنسائی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ ـــــ تا ـــــ وَمِنْ سَيِّئِ الْاَسْقَامِ" (اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں برص، جذام اور پاگل پن سے، اور سب خراب بیماریوں سے) ـــــ (سنن ابی داؤد، سنن نسائی)

(تشریح) برص، جذام، جنون، اور اس طرح کی وہ سب بیماریاں جن کی وجہ سے لوگ مریض سے نفرت اور گھن کریں اور جن کی وجہ سے آدمی زندگی پر موت کو ترجیح دینے لگے ـــــ بلاشبہ ان سے ہر آدمی کو پناہ مانگنی چاہئے، لیکن ہلکی اور معمولی قسم کی بیماریاں بعض پہلوؤں سے یقیناً خدا کی رحمت ہوتی ہیں۔

(۲۶۲) عَنْ اَبِی الْيُسْرِ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَدْعُوْا "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَدْمِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنَ التَّرَدِّیْ وَمِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالْهَرَمِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ يَتَخَبَّطَنِیَ الشَّيْطَانُ عِنْدَ الْمَوْتِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اَمُوْتَ فِیْ سَبِيْلِكَ مُدْبِرًا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اَمُوْتَ لَدِيْغًا" ـــــ رواہ ابوداؤد والنسائی

ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ ـــــ تا ـــــ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اَمُوْتَ لَدِيْغًا" (اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں [اپنے اوپر کسی عمارت وغیرہ کے] ڈھے جانے سے اور [کسی بلندی کے اوپر سے] گر پڑنے سے، اور [دریا وغیرہ میں] ڈوب جانے سے، اور آگ میں جل جانے سے، اور انتہائی بڑھاپے سے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ موت کے وقت شیطان مجھے وسوسوں میں مبتلا کردے، اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ

احکامِ خداوندی کے خلاف استعمال ہوں جس کا انجام اللہ کا غضب اور اس کا عذاب ہے۔ اِس لئے ضروری ہے کہ اس شر سے محفوظ رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی جائے اور اس کی پناہ مانگی جائے، وہی اگر بچائے گا تو بندہ بچ سکے گا ورنہ مبتلا ہو کر ہلاک ہو جائے گا۔

(۲۶۰) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ فَاِنَّهٗ بِئْسَ الضَّجِیْعُ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخِیَانَةِ فَاِنَّهَا بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ" ـــــــــ رواہ ابوداؤد والنسائی وابن ماجہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دُعا کیا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْجُوْعِ ـــــ تا ـــــ بِئْسَتِ الْبِطَانَةُ" (اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بھوک اور فاقہ سے، وہ بڑا تکلیف دہ رفیقِ خواب ہے اور خیانت کے جُرم سے، وہ بہت بُری ہمراز ہے)۔

ـــــــــ (سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ)

(تشریح) جب آدمی کو بھوک اور فاقہ کی تکلیف ہو تو نیند نہیں آتی، بس اسی احساس کے ساتھ کروٹیں بدلتا رہتا ہے۔ اِسی لحاظ سے بھوک کو "رفیقِ خواب" (یعنی بستر کا ساتھی) کہا گیا ہے۔ اور خیانت ہمیشہ چوری چھپے ہی کی جاتی ہے اور اس کا راز بس خیانت کرنیوالے ہی کو معلوم ہوتا ہے، اِس لئے خیانت کو "بِطَانَة" (ہمراز) کہا گیا ہے۔

بھوک اور خیانت جیسی چیزوں سے رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا پناہ مانگنا کمالِ عبدیت کا وہ آخری اور انتہائی مقام ہے جو بلاشبہ آپ کا طرۂ امتیاز ہے، اور اس میں ہمارے لئے بڑا سبق ہے۔

(۲۶۱) عَنْ اَنَسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَانَ یَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ وَالْجُذَامِ

(۲۶۳) عَنْ قُطْبَةَ بْنِ مَالِكٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ" ـــــــــــ رواه الترمذی

قطبہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ مُنْكَرَاتِ الْاَخْلَاقِ وَالْاَعْمَالِ وَالْاَهْوَاءِ" (اے میرے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بُرے اخلاق، بُرے اعمال اور بُری خواہشات سے) ـــــــــــ (جامع ترمذی)

(۲۶۴) عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ" ـــــــــــ رواه مسلم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے: "اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا عَمِلْتُ وَمِنْ شَرِّ مَا لَمْ اَعْمَلْ" (اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اُن اعمال کے شر سے جو میں نے کئے ہیں، اور اُن اعمال کے شر سے جو میں نے نہیں کئے) ـــــــــــ (صحیح مسلم)

(تشریح) کسی بُرے عمل کا سرزد ہو جانا، اور اسی طرح کسی اچھے عمل کا فوت ہو جانا، دونوں ایسی چیزیں ہیں جن کے شر سے ہم جیسے عامی بھی پناہ مانگتے ہیں، لیکن عارفین اچھے سے اچھے عمل کرنے، اور بُرے اور گندے اعمال سے دامن بچانے کے بعد بھی ڈرتے ہیں کہ کہیں ہمارے اندر اس کی وجہ سے عُجب و غرور اور نیکی و پاکدامنی کا پندار نہ پیدا ہو جائے (جو اللہ کی نگاہ میں جُرمِ عظیم ہے) اس لئے وہ اپنے اچھے اعمال کے شر اور بُرے اعمال کے ترک کے شر سے بھی اللہ کی پناہ مانگتے ہیں ـــــــــــ صحیح ہے۔ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ۔

میں میدانِ جہاد میں پیٹھ پھیر کر بھاگتا ہوا مروں، اور پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ کسی زہریلے جانور کے ڈسنے سے مجھے موت آئے) ــــــ (سنن ابی داؤد، سنن نسائی)

(تشریح) کسی دیوار وغیرہ کے نیچے دب کر مر جانا، اور اسی طرح کسی بلندی سے نیچے گر کر، یا دریا وغیرہ میں ڈوب کے، یا آگ میں جل کر، یا کسی زہریلے جانور سانپ وغیرہ کے ڈسنے سے ختم ہو جانا، یہ سب صورتیں مفاجاتی اور ناگہانی موت کی ہیں ــــــ علاوہ اس کے کہ انسانی روح موت کی ان سب صورتوں سے فطری طور پر بہت زیادہ گھبراتی ہے، ایک پہلو یہ بھی ہے کہ ان صورتوں میں مرنے والے کو موت کی تیاری، تجدیدِ ایمان اور توبہ و استغفار وغیرہ کا موقع نہیں ملتا (جو موت کی دوسری عام شکلوں میں عموماً مل جاتا ہے) اس لئے ایک مومن کو موت کی ان سب ناگہانی صورتوں سے پناہ ہی مانگنا چاہئے۔ اسی طرح اس سے بھی پناہ مانگنا چاہئے کہ میدانِ جہاد میں پیٹھ پھیر کر بھاگتے ہوئے موت آئے، اللہ کی نگاہ میں یہ نہایت سنگین جرم ہے۔ علیٰ ھٰذا اس سے بھی پناہ مانگتے رہنا چاہئے کہ موت کے وقت شیطان وسوسہ اندازی کے ذریعہ ہم کو گڑبڑا سکے اور گمراہ کر سکے ــــــ خاتمہ ہی کے اچھے یا بُرے ہونے پر سارا دار و مدار ہے۔

موت کی جن ناگہانی صورتوں سے اس دُعا میں پناہ مانگی گئی ہے، دوسری حدیثوں میں اس قسم کے حوادث سے مرنے والوں کو شہادت کی بشارت سنائی گئی ہے، اور ان کو شہید قرار دیا گیا ہے۔ ان دونوں باتوں میں کوئی تضاد اور منافات نہیں ہے ــــــ اپنی بشری کمزوری کے لحاظ سے موت کی ان سب صورتوں سے ہمیں اللہ کی پناہ مانگنی چاہئے لیکن جب تقدیرِ الٰہی سے کسی بندے کو اس طرح سے موت آجائے تو ارحم الراحمین کی رحمت پر نگاہ رکھتے ہوئے توقع رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اس مفاجاتی موت ہی کی وجہ سے اس کو "اعزازی شہادت" کا مقام عطا فرمائے گا۔ اور اگر عقائد و اعمال کے حساب سے کچھ بھی گنجائش ہوگی تو یقیناً ربِّ کریم کی طرف سے ایسا ہی ہوگا۔ اِنَّہٗ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔

مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ" ـــــــــــــــــــــــــــــــ رواہ مسلم

حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنی تکلیف عرض کی کہ :۔ جب سے میں اسلام لایا ہوں جسم کے فلاں حصہ میں درد رہتا ہے ؟ ۔ آپ نے فرمایا کہ :۔ جس جگہ درد ہے اُس جگہ اپنا ہاتھ رکھو اور تین دفعہ بسم اللہ پڑھ کر سات دفعہ کہو :۔ "اَعُوْذُ بِاللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ" (میں اللہ تعالیٰ اور اس کی قدرتِ کاملہ کی پناہ چاہتا ہوں اس تکلیف کے شر سے جو مجھے لاحق ہے اور اس سے بھی جس کا مجھے خطرہ ہے) ۔

ـــــــــــــــــــــــــــــــ (صحیح مسلم)

(تشریح) ہر جسمانی تکلیف کے لئے یہ عمل اور تعوذ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خاص عطیہ ہے اور بہت مجرب ہے ۔

بیماری اور بُرے اثرات سے تحفّظ کے لئے استعاذہ :

(۲۶۵) عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُعَوِّذُ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ وَيَقُوْلُ: "اُعِيْذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ" وَيَقُوْلُ هٰكَذَا كَانَ اِبْرَاهِيْمُ يُعَوِّذُ اِسْحٰقَ وَاِسْمٰعِيْلَ۔

رواہ الترمذی وابوداؤد

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم (اپنے دونوں نواسوں) حضرت حسن و حسین پر دم کیا کرتے تھے (یہ کلمات پڑھ کے دم فرماتے تھے): "اُعِيْذُكُمَا بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَّةٍ (میں تم کو اللہ کے پورے پورے کلموں کی پناہ میں دیتا ہوں ہر شیطان کے اثر سے، اور ڈسنے والے ہر زہریلے کیڑے سے، اور لگنے والی ہر نظر بد سے)۔

(جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

(تشریح) یہ کلمات پڑھ کر بچوں پر دم کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت ہے، اور آپ سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السّلام کی بھی سُنّت ہے ——— بلاشبہ بڑے بابرکت ہیں یہ کلمات۔

(۲۶۶) عَنْ عُثْمَانَ بْنِ اَبِي الْعَاصِ الثَّقَفِيِّ اَنَّهٗ شَكٰى اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَجْعًا يَجِدُهٗ فِيْ جَسَدِهٖ مُنْذُ اَسْلَمَ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَعْ يَدَكَ عَلَى الَّذِيْ يَاْلَمُ مِنْ جَسَدِكَ وَقُلْ بِسْمِ اللّٰهِ ثَلٰثًا وَقُلْ سَبْعَ مَرَّاتٍ "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ وَقُدْرَتِهٖ مِنْ شَرِّ

زہر کے نتیجہ میں ہوتی ہے، اور موت سامنے کھڑی نظر آئے تو اس کو اپنی اس احمقانہ حرکت پر رنج و افسوس ہو، اور اُس وقت وہ چاہے کہ کسی بھی قیمت پر اس کی جان بچ جائے، اور جو دوا حکیم یا ڈاکٹر اسے بتائیں وہ اسے استعمال کرے، اور اگر قے کرنے کے لئے کہیں تو قے لانے کیلئے بھی ہر تدبیر اختیار کرے ——— یقیناً اس وقت وہ پوری صدق دلی کے ساتھ یہ بھی فیصلہ کرے گا کہ اگر میں زندہ بچ گیا تو آئندہ کبھی ایسی حماقت نہیں کروں گا۔

بالکل اسی طرح سمجھنا چاہئے کہ کبھی کبھی صاحب ایمان بندہ غفلت کی حالت میں اغوائے شیطانی یا خود اپنے نفس امارہ کے تقاضے سے گناہ کر بیٹھتا ہے، لیکن جب اللہ کی توفیق سے اس کا ایمانی حاسہ بیدار ہوتا ہے اور وہ محسوس کرتا ہے کہ میں نے اپنے مالک و مولیٰ کی نافرمانی کرکے اپنے کو ہلاک کر ڈالا، اور اللہ کی رحمت و عنایت اور اس کی رضا کے بجائے میں اس کے غضب اور عذاب کا مستحق ہو گیا، اور اگر میں اسی حالت میں مر گیا تو قبر میں اور اس کے بعد حشر میں مجھ پر کیا گزرے گی اور وہاں اپنے مالک کو کیا منھ دکھاؤں گا اور آخرت کا عذاب کیسے برداشت کر سکوں گا ——— الغرض جب توفیق الٰہی سے اس کے اندر یہ فکر و احساس پیدا ہوتا ہے تو وہ یہ یقین و عقیدہ رکھتے ہوئے کہ میرا مالک و مولیٰ بڑا رحیم و کریم ہے، معافی مانگنے پر بڑے سے بڑے گناہوں قصوروں کو وہ بڑی خوشی سے معاف فرما دیتا ہے، وہ اس سے معافی اور بخشش کی استدعا کرتا ہے اور اسی کو گناہ کے زہر کا علاج سمجھتا ہے ———

نیز اس کے ساتھ وہ آئندہ کے لئے فیصلہ کرتا ہے کہ اب کبھی اپنے مالک کی نافرمانی نہیں کروں گا اور کبھی اس گناہ کے پاس نہیں جاؤں گا ——— بس بندے کے اسی عمل کا نام استغفار اور توبہ ہے۔

توبہ و استغفار بلند ترین مقام: ———

پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ مقبولین و مقربین کے مقامات میں سب سے بلند مقام

استغفار و توبہ

دُعا ہی کی ایک خاص قسم استغفار ہے، یعنی اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں اور قصوروں کی معافی اور بخشش مانگنا ——— اور توبہ گویا اُس کے لوازم میں سے ہے، بلکہ یہ دونوں ہی آپس میں لازم و ملزوم ہیں ——— توبہ کی حقیقت یہ ہے کہ جو گناہ اور نافرمانی یا ناپسندیدہ عمل بندے سے سرزد ہو جائے اُس کے بُرے انجام کے خوف کے ساتھ اس پر اُسے دلی رنج و ندامت ہو، اور آئندہ کے لئے اس سے بچے رہنے اور دُور رہنے کا اور اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اس کی رضاجوئی کا وہ عزم اور فیصلہ کرے۔

ظاہر ہے کہ جب یہ توبہ والی کیفیت نصیب ہوگی تو جو گناہ سرزد ہو چکے ہیں بندہ اللہ تعالیٰ سے اُن کی معافی اور بخشش کی استدعا بھی ضرور کرے گا، تاکہ ان کی سزا اور بُرے انجام سے بچ سکے۔ اور اسی طرح جب سزا اور عذاب کے خوف سے معافی اور بخشش مانگے گا تو اس کو گناہ پر رنج و افسوس اور آئندہ کے لئے اس کے پاس نہ جانے کا عزم بھی ضرور ہوگا ——— اسی بنا پر کہا گیا ہے کہ فی الحقیقت یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں۔

توبہ و استغفار کی حقیقت اس مثال سے اچھی طرح سمجھی جا سکتی ہے کہ کوئی آدمی مثلاً غصہ کی حالت میں خودکشی کے ارادہ سے زہر کھالے، اور جب وہ زہر اندر پہونچ کر اپنا عمل شروع کرے اور آنتیں کٹنے لگیں، اور وہ ناقابلِ برداشت تکلیف اور بے چینی ہونے لگے جو

سب کچھ کرنے کے بعد بھی وہ محسوس کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حق بالکل ادا نہ ہو سکا، اس لئے وہ برابر توبہ و استغفار کرتے ہیں، اور اپنے ہر عمل کو حتّٰی کہ اپنی نمازوں تک کو قابلِ استغفار سمجھتے ہیں۔

اِس سلسلہ کی تیسری جلد "کتاب الصّلوٰۃ" میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث گزر چکی ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا سلام پھیرنے کے بعد تین مرتبہ کہتے تھے:۔ اَسْتَغْفِرُ اللہ، اَسْتَغْفِرُ اللہ، اَسْتَغْفِرُ اللہ (یعنی اے اللہ میں تجھ سے بخشش و معافی چاہتا ہوں) نماز کے بعد آپ کا یہ استغفار اسی بنیاد پر ہوتا تھا کہ آپ محسوس کرتے تھے کہ نماز کا حق ادا نہیں ہوا۔ واللہ اعلم۔

بہرحال توبہ و استغفار عاصیوں اور گنہگاروں کے لئے مغفرت و رحمت کا ذریعہ اور مقربین و معصومین کے لئے درجاتِ قرب و محبوبیت میں بے انتہا ترقی کا وسیلہ ہے ـــــ اللہ تعالیٰ ان حقائق کا فہم و یقین اور ان سے استفادہ کی توفیق عطا فرمائے۔

اِس تمہید کے بعد استغفار و توبہ سے متعلق احادیث پڑھئے۔ اور سب سے پہلے وہ احادیث پڑھئے جن میں توبہ و استغفار کے باب میں خود رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول ذکر کیا گیا ہے:ـــــــــــ

توبہ و استغفار کے باب میں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوۂ حسنہ:ـــ

(۲۶۷) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ "وَاللّٰهِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَیْهِ فِی الْیَوْمِ اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّةً"ـــ

ـــــــــــ رواہ البخاری

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

عبدیت اور بندگی کا ہے، اور دُعا چونکہ عبدیت اور بندگی کا سب سے اعلیٰ مظہر ہے، بلکہ ارشادِ نبویؐ کے مطابق وہی "مُخُّ الْعِبَادَة" (یعنی بندگی اور عبادت کا مغز اور جوہر ہے) اس لئے انسانی اعمال و احوال میں سب سے اکرم و اشرف دُعا ہی ہے۔ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد اپنے موقع پر درج ہو چکا ہے:۔ لَيْسَ شَيْءٌ أَكْرَمَ عَلَى اللهِ مِنَ الدُّعَاءِ (اللہ کے یہاں کوئی چیز دُعا سے زیادہ عزیز اور قیمتی نہیں ہے)۔

اور استغفار و توبہ کے وقت بندہ چونکہ اپنی گنہگاری اور تقصیر کے احساس کی وجہ سے انتہائی ندامت اور احساسِ پستی کی حالت میں ہوتا ہے، اور گناہ کی گندگی کی وجہ سے مالک کو مُنہ دکھانے کے قابل نہیں سمجھتا، اور اپنے کو مجرم اور خطاوار سمجھ کر معافی اور بخشش مانگتا اور آئندہ کے لئے توبہ کرتا ہے، اس لئے بندگی اور تذلل اور گنہگاری و قصوروار کے احساس کی جو کیفیت استغفار و توبہ کے وقت میں ہوتی ہے وہ کسی دوسری دُعا کے وقت نہیں ہوتی، بلکہ نہیں ہو سکتی۔ اس بنا پر استغفار و توبہ در اصل اعلیٰ درجہ کی عبادت اور قربِ الٰہی کے مقامات میں بلند ترین مقام ہے، اور توبہ و استغفار کرنے والے بندوں کے لئے صرف معافی اور بخشش ہی کی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی خاص عنایت و محبت اور اس کے پیار کی بشارت سُنائی گئی ہے۔

وہ حدیثیں آگے آئیں گی جن سے معلوم ہوگا کہ خود رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہر وقت توبہ و استغفار کرتے تھے۔ اوپر کی سطروں میں توبہ و استغفار کے متعلق جو کچھ عرض کیا گیا اس کی روشنی میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اس کثرتِ استغفار کی وجہ آسانی سے سمجھی جا سکتی ہے۔

در اصل یہ خیال بہت ہی عامیانہ اور غلط ہے کہ استغفار و توبہ عاصیوں اور گنہگاروں ہی کا کام ہے، اور انہی کو اس کی ضرورت ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اللہ کے خاص مقرب بندے یہاں تک کہ انبیاء علیہم السّلام جو گناہوں سے محفوظ و معصوم ہوتے ہیں اُن کا حال یہ ہوتا ہے کہ

وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُورُ مِائَةَ مَرَّةٍ ــــــ

ــــــ رواہ احمد والترمذی وابوداؤد وابن ماجہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ایک ایک نشست میں شمار کر لیتے تھے کہ آپ سو سو دفعہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتے تھے:۔ رَبِّ اغْفِرْ لِي وَتُبْ عَلَيَّ إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ الْغَفُورُ۔ (اے میرے رب مجھے معاف کر دے، بخشدے اور میری توبہ قبول فرما کر مجھ پر عنایت فرما، بیشک تو بہت ہی عنایت فرما اور بہت ہی بخشنے والا ہے)۔

ــــــ (مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ)

(تشریح) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے اس بیان کا مطلب یہ نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم طور پر وظیفہ کے استغفار و توبہ کا یہ کلمہ ایک نشست میں سو دفعہ پڑھتے تھے، بلکہ مطلب یہ ہے کہ آپ جس میں تشریف فرما ہوتے، ہم لوگ بھی حاضر رہتے، بات چیت کا سلسلہ بھی جاری رہتا، اور آپ اسی درمیان میں بار بار اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر ان کلمات کے ساتھ استغفار و توبہ بھی کرتے رہتے، اور ہم اپنے طور پر اس کو شمار کرتے رہتے تو معلوم ہوا کہ ایک نشست میں آپ نے سو دفعہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ عرض کیا۔ واللہ اعلم۔

(۲۷۰) عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُولُ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ الَّذِينَ إِذَا أَحْسَنُوا اسْتَبْشَرُوا وَإِذَا أَسَاءُوا اسْتَغْفَرُوا۔

ــــــ رواہ ابن ماجہ والبیہقی فی الدعوات الکبیر

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا فرمایا کرتے تھے:۔ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ الَّذِينَ إِذَا أَحْسَنُوا اسْتَبْشَرُوا وَإِذَا أَسَاءُوا اسْتَغْفَرُوا۔ (اے اللہ! مجھے اپنے ان بندوں میں سے کر دے جو

ارشاد فرمایا: "خدا کی قسم میں دن میں ستر دفعہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ اور استغفار کرتا ہوں" ——— (صحیح بخاری)

(تشریح) اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی اور جلال و جبروت کے بارے میں جس بندے کو جس درجہ کا شعور و احساس ہوگا وہ اسی درجہ میں اپنے آپ کو ادائے حقوقِ عبودیت میں قصوروار سمجھے گا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چونکہ یہ چیز بدرجۂ کمال حاصل تھی اس لئے آپ پر یہ احساس غالب رہتا تھا کہ عبودیت کا حق ادا نہ ہو سکا، اسی واسطے آپ بار بار اور مسلسل توبہ و استغفار فرماتے تھے ——— اور اس کا اظہار فرما کر دوسروں کو بھی اس کی تلقین فرماتے تھے۔

(۲۶۸) عَنِ الْاَغَرِّ الْمُزَنِيِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ فَاِنِّيْ اَتُوْبُ اِلَيْهِ فِي الْيَوْمِ مِائَةَ مَرَّةٍ ——— رواہ مسلم

حضرت اغرّ مزنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:— لوگو! اللہ کے حضور میں توبہ کرو، میں خود دن میں سو سو دفعہ اس کے حضور میں توبہ کرتا ہوں ——— (صحیح مسلم)

(تشریح) پہلی حدیث میں "اَكْثَرُ مِنْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً" (ستر دفعہ سے زیادہ) اور اس حدیث میں "مِائَةَ مَرَّةٍ" (سو دفعہ) دراصل صرف کثرت کے بیان کے لئے ہیں، اور قدیم عربی زبان کا یہ عام محاورہ ہے، ورنہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے استغفار و توبہ کی تعداد یقیناً اس سے بہت زیادہ ہوتی تھی۔ جیسا کہ آگے درج ہونے والی حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۲۶۹) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اِنْ كُنَّا لَنَعُدُّ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ يَقُوْلُ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ

نے فرمایا: مومن بندہ جب کوئی گناہ کرتا ہے تو اس کے نتیجہ میں اس کے دل پر ایک سیاہ نقطہ لگ جاتا ہے، پھر اگر اس نے اس گناہ سے توبہ کی اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں معافی اور بخشش کی التجا و استدعا کی تو وہ سیاہ نقطہ زائل ہو کر قلب صاف ہو جاتا ہے، اور اگر اس نے گناہ کے بعد توبہ و استغفار کے بجائے مزید گناہ کئے اور گناہوں کی وادی میں قدم بڑھاتے گئے تو دل کی وہ سیاہی اور بڑھ جاتی ہے یہاں تک کہ قلب پر چھا جاتی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہی وہ زنگ اور سیاہی ہے جس کا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ذکر فرمایا ہے۔ "كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ"

(مسند احمد، جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ)

(تشریح) قرآن مجید میں ایک موقع پر بدانجام کافروں کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے "كَلَّا بَلْ رَانَ عَلَىٰ قُلُوبِهِم مَّا كَانُوا يَكْسِبُونَ" جس کا مطلب یہ ہے کہ ان لوگوں کی بدکرداریوں کی وجہ سے ان کے دلوں پر زنگ اور سیاہی آگئی ہے ——— رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مندرجۂ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ گناہوں اور بدکرداریوں کی وجہ سے صرف کافروں ہی کے دل سیاہ نہیں ہوتے، بلکہ مسلمان بھی جب گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں بھی گناہ کی نحوست سے ظلمت پیدا ہوتی ہے، لیکن اگر وہ سچے دل سے توبہ و استغفار کر لے تو یہ سیاہی اور ظلمت ختم ہو جاتی ہے اور دل حسب سابق صاف اور نورانی ہو جاتا ہے، لیکن اگر گناہ کے بعد توبہ و استغفار نہ کرے بلکہ معصیت و نافرمانی ہی کے راستہ پر آگے بڑھتا رہے تو پھر یہ ظلمت برابر بڑھتی رہتی ہے یہاں تک کہ پورے دل پر چھا جاتی ہے اور کسی مسلمان کے لئے اس سے بڑھ کر انتہائی بدبختی کی بات ہے کہ گناہوں کی ظلمت اس کے دل پر چھا جائے اور اس کے قلب میں اندھیرا ہی اندھیرا ہو جائے۔ اعاذنا اللہ منہ۔

(۲۷۲) عَنْ أَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ بَنِي آدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِينَ

نیکی کریں تو خوش ہوں، اور اُن سے جب کوئی غلطی اور بُرائی سرزد ہو جائے تو تیرے حضور میں استغفار کریں) ——— (سنن ابن ماجہ، دعوات کبیر للبیہقی)

(تشریح) کسی بندے کو اُن اچھے اعمال کی توفیق ملنا جن کے صلہ میں جنت اور رضائے الٰہی کا وعدہ ہے اس بات کی علامت اور نشانی ہے کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی نظرِ عنایت ہے، اس لئے اس کا حق ہے اور اس کو چاہئے کہ وہ اعمالِ حسنہ کی اس توفیق پر خوش ہو اور شکر ادا کرے۔

قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے: ———

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ — اللہ کے فضل اور اس کی رحمت و عنایت پر

فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ——— اُس کے بندوں کو خوش ہونا چاہئے۔

اسی طرح جب کسی بندے سے کوئی چھوٹی بڑی معصیت یا لغزش ہو جائے تو اسے اس کا رنج اور دُکھ ہونا چاہئے، اور فوراً اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا چاہئے ——— جس بندے کو یہ دونوں باتیں حاصل ہوں وہ بڑا خوش نصیب ہے۔ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خود اپنے لئے دُعا فرماتے تھے کہ:۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی یہ دونوں باتیں نصیب فرمائے۔

گناہوں کی سیاہی اور توبہ و استغفار سے اس کا ازالہ ———

(۲۷۱) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ الْمُؤْمِنَ اِذَا اَذْنَبَ كَانَتْ نُكْتَةٌ سَوْدَاءُ فِيْ قَلْبِهٖ فَاِنْ تَابَ وَاسْتَغْفَرَ صُقِلَ قَلْبُهٗ وَاِنْ زَادَ زَادَتْ حَتّٰى تَعْلُوَ قَلْبَهٗ فَذٰلِكُمُ الرَّانُ الَّذِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى "كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ" ——— رواہ احمد والترمذی وابن ماجہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

ہوتی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنَا مِنَ التَّوَّابِیْنَ۔

غفاریت کے ظہور کے لئے گناہوں کی ضرورت:

(۲۷۴) عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ اَنَّہٗ قَالَ حِیْنَ حَضَرَتْہُ الْوَفَاۃُ کُنْتُ کَتَمْتُ عَنْکُمْ شَیْئًا سَمِعْتُ مِنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سَمِعْتُہٗ یَقُوْلُ لَوْلَا اَنَّکُمْ تُذْنِبُوْنَ لَخَلَقَ اللّٰہُ خَلْقًا یُذْنِبُوْنَ یَغْفِرُ لَھُمْ ——— رواہ مسلم

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے اپنی وفات کے وقت فرمایا کہ:۔ میں نے ایک بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور تم سے ابتک چھپائی تھی (اب جبکہ میرا آخری وقت ہے وہ میں تم کو بتاتا ہوں اور وہ امانت تمھارے سپرد کرتا ہوں) میں نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا۔ آپ فرماتے تھے کہ:۔ اگر بالفرض تم سب (ملائکہ کی طرح) بے گناہ ہو جاؤ اور تم سے کوئی گناہ سرزد نہ ہو، تو اللہ اور مخلوق پیدا کرے گا جن سے گناہ بھی سرزد ہوں گے، پھر اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت کا فیصلہ فرمائے گا (اور اس طرح اُس کی شانِ غفاریت کا ظہور ہوگا)۔ ——— (صحیح مسلم)

(تشریح) اس حدیث سے یہ سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ کو معاذ اللہ گناہ مطلوب ہیں اور وہ گنہگاروں کو پسند کرتا ہے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ارشاد کے ذریعہ گناہوں اور گنہگاروں کی ہمت افزائی فرمائی ہے، بڑی بھاری غلط فہمی ہوگی۔ انبیاء علیہم السلام کی بعثت کا مقصد ہی یہ ہے کہ لوگوں کو گناہوں سے بچایا جائے اور اعمالِ صالحہ کی ترغیب دی جائے ——— دراصل حدیث کا منشاء اور مدعا اللہ تعالیٰ کی شانِ غفاریت کو ظاہر کرنا ہے، اور مطلب یہ ہے کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفتِ خالقیت کے ظہور کے لئے ضروری ہے کہ کوئی مخلوق پیدا

التَّوَّابُوْنَ ـــــــ رواہ الترمذی وابن ماجہ والدارمی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہر آدمی خطاکار ہے (کوئی نہیں ہے جس سے کبھی کوئی خطا اور لغزش نہ ہو) اور خطاکاروں میں وہ بہت اچھے ہیں جو (خطا و قصور کے بعد) مخلصانہ توبہ کریں، اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع ہو جائیں ـــــــ (جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ، سنن دارمی)

(تشریح) مطلب یہ ہے کہ خطا اور لغزش تو گویا آدمی کی سرشت میں ہے۔ آدم کا کوئی فرزند اس سے مستثنیٰ نہیں لیکن وہ بندے بڑے اچھے اور خوش نصیب ہیں جو خطا و قصور اور گناہ کے بعد نادم ہو کر اپنے مالک کی طرف رجوع ہوں، اور توبہ و استغفار کے ذریعہ اس کی رضا و رحمت حاصل کریں۔

(۲۷۳) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهٗ ـــــــ رواہ ابن ماجہ والبیہقی فی شعب الایمان

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ گناہ سے توبہ کر لینے والا گنہگار بندہ بالکل اس بندے کی طرح ہے جس نے گناہ کیا ہی نہ ہو ـــــــ (سنن ابن ماجہ، شعب الایمان للبیہقی)

(تشریح) مطلب یہ ہے کہ سچی توبہ کے بعد گناہ کا کوئی اثر اور داغ دھبہ باقی نہیں رہتا، اور بعض روایات میں ہے کہ آدمی گناہوں سے توبہ کے بعد ایسا بے گناہ ہو جاتا ہے جیسا کہ وہ اپنی پیدائش کے وقت بے گناہ تھا (كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ) ـــــــ اور وہ احادیث انشاء اللہ آگے درج ہوں گی جن سے معلوم ہوگا کہ توبہ کا نتیجہ صرف اتنا ہی نہیں ہوتا کہ گناہ معاف ہو جائیں، اور معصیات کی ظلمت اور سیاہی کے داغ دھبے مٹا دیئے جائیں، بلکہ تائب بندہ اللہ کا محبوب اور پیارا بن جاتا ہے، اور اس کی توبہ سے اس کو بے حد خوشی

عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَکَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا اٰخَرَ فَاغْفِرْهُ لِیْ فَقَالَ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ فَلْیَفْعَلْ مَا شَاءَ ——— رواہ البخاری ومسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ:۔ اللہ کے کسی بندے نے کوئی گناہ کیا پھر اللہ سے عرض کیا اے میرے مالک! مجھ سے گناہ ہوگیا، مجھے معاف فرمادے! تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہوں پر پکڑ بھی سکتا ہے اور معاف بھی کرسکتا ہے۔ میں نے اپنے بندے کا گناہ بخشدیا اور اس کو معاف کردیا ——— اس کے بعد جب تک اللہ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رکا رہا، اور پھر کسی وقت گناہ کر بیٹھا، اور پھر اللہ سے عرض کیا میرے مالک! مجھ سے گناہ ہوگیا تو اس کو بخشدے اور معاف فرمادے تو اللہ تعالیٰ نے پھر فرمایا کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی مالک ہے جو گناہ و قصور معاف بھی کرسکتا ہے اور پکڑ بھی سکتا ہے، میں نے اپنے بندے کا گناہ معاف کردیا۔ اس کے بعد جب تک اللہ نے چاہا وہ بندہ گناہ سے رکا رہا۔ اور کسی وقت پھر کوئی گناہ کر بیٹھا اور پھر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا اے میرے مالک و مولیٰ! مجھ سے اور گناہ ہوگیا تو مجھے معاف فرمادے اور میرا گناہ بخشدے!۔ تو اللہ تعالیٰ نے پھر ارشاد فرمایا کیا میرے بندے کو یقین ہے کہ اس کا کوئی مالک و مولیٰ ہے جو گناہ معاف بھی کرتا ہے اور سزا بھی دے سکتا ہے، میں نے اپنے بندے کو بخشدیا، اب جو اس کا جی چاہے کرے۔

——— (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) اس حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بار بار گناہ اور بار بار استغفار

کی جائے اور صفتِ رزاقیت کے لئے ضروری ہے کہ کوئی مخلوق ہو جس کو رزق کی ضرورت ہو اور اللہ تعالیٰ اس کو رزق عطا فرمائے۔ علیٰ ہذا جس طرح اللہ تعالیٰ کی صفتِ ہدایت کیلئے ضروری ہے کہ کوئی مخلوق ہو جس میں ہدایت لینے کی صلاحیت ہو اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کو ہدایت ملے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی شانِ غفاریت کے لئے ضروری ہے کہ کوئی ایسی مخلوق ہو جس سے گناہ بھی سرزد ہوں پھر وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں استغفار کرے اور گناہوں کی معافی اور بخشش چاہے اور پھر اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت اور بخشش کا فیصلہ فرمائے ——— اس لئے ناگزیر ہے اور ازل سے طے ہے کہ اس دنیا میں گناہ کرنے والے بھی ہوں گے اُن میں سے جن کو توفیق ملے گی وہ استغفار بھی کریں گے اور اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت کا فیصلہ بھی فرمائے گا اور اس طرح اس کی صفتِ مغفرت اور شانِ غفاریت کا ظہور ہوگا۔

حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا اپنی زندگی میں اس خیال سے کبھی تذکرہ نہیں کیا کہ کم فہم لوگ غلط فہمی میں مبتلا نہ ہو جائیں پھر اپنے آخری وقت میں اپنے بعض لوگوں سے اظہار فرما کر امانت گویا ان کے سپرد کر دی۔

یہی مضمون الفاظ کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے۔

بار بار گناہ اور بار بار استغفار کرنے والے: ———

(۲۷۵) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ عَبْدًا اَذْنَبَ ذَنْبًا فَقَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ فَاغْفِرْهُ فَقَالَ رَبُّهٗ اَعَلِمَ عَبْدِیْ اَنَّ لَهٗ رَبًّا یَغْفِرُ الذَّنْبَ وَیَاْخُذُ بِهٖ غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ ثُمَّ مَكَثَ مَا شَاءَ اللّٰهُ ثُمَّ اَذْنَبَ ذَنْبًا قَالَ رَبِّ اَذْنَبْتُ ذَنْبًا فَاغْفِرْهُ فَقَالَ اَعَلِمَ

(۲۷۶) عَنْ اَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَا اَصَرَّ مَنِ اسْتَغْفَرَ وَاِنْ عَادَ فِی الْیَوْمِ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً ـــــــــــــــ رواہ الترمذی وابوداؤد

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔ جو بندہ (گناہ کرکے) استغفار کرے (یعنی سچے دل سے اللہ سے معافی مانگے) وہ اگر دن میں ستر دفعہ بھی پھر وہی گناہ کرے تو (اللہ کے نزدیک) وہ گناہ پر اصرار کرنے والوں میں نہیں ہے ـــــــــــــــ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

(تشریح) گناہ پر اصرار، یعنی بے فکری اور بے خوفی کے ساتھ گناہ کرتے رہنا اور اس پر دائم قائم رہنا بڑی بدبختی اور بہت بُرے انجام کی نشانی ہے، اور ایسا عادی مجرم گویا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق نہیں ہے ـــــــــــــــ اس حدیث میں واضح فرمایا گیا ہے کہ اگر بندہ گناہ کے بعد اللہ تعالیٰ سے استغفار کرے یعنی معافی مانگے تو پھر بار بار گناہ کرنے کے باوجود وہ "اصرار کرنے والوں" میں سے نہیں ہے ـــــــــــــــ مگر ملحوظ رہے کہ استغفار صرف زبان سے نکلنے والے الفاظ کا نام نہیں ہے، بلکہ وہ دل کی ایک طلب ہے، زبان اس کی صرف ترجمانی کرتی ہے، اگر استغفار اور معافی طلبی دل سے ہو تو بلاشبہ ستر دفعہ بلکہ ستر ہزار دفعہ گناہ کرنے کے بعد بھی آدمی رحمتِ الٰہی کا مستحق ہے، اور گناہ پر اصرار کرنے والے مجرموں میں سے نہیں ہے۔

کس وقت تک کی توبہ قابلِ قبول ہے:ـــــــــــــــ

(۲۷۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰہَ یَقْبَلُ تَوْبَۃَ الْعَبْدِ مَا لَمْ یُغَرْغِرْ۔

ـــــــــــــــ رواہ الترمذی وابن ماجہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کرنے والے جس بندے کا واقعہ بیان فرمایا ہے بعض شارحین نے کہا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ آپ ہی کا کوئی اُمتی ہو اور ممکن ہے کہ انبیاء سابقین میں سے کسی کا اُمتی ہو، لیکن اس عاجز کے نزدیک زیادہ قرینِ قیاس یہ ہے کہ یہ کسی خاص اور معین واقعہ کا بیان نہیں ہے، بلکہ ایک کردار کا بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ کے لاکھوں کروروں بندے ہوں گے جن کا حال اور کردار یہی ہے کہ اللہ اور آخرت پر ایمان کے باوجود ان سے گناہ ہو جاتا ہے، اور پھر وہ نادم و پشیمان ہو کر اللہ تعالیٰ کے حضور میں استغفار کرتے ہیں اور اس کے بعد بھی ان سے بار بار گناہ سرزد ہوتے ہیں، اور وہ ہر بار سچے دل سے استغفار کرتے ہیں، ایسے بندوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہی کریمانہ معاملہ ہے جو اس حدیث میں بیان فرمایا گیا ہے۔

آخری دفعہ کے استغفار اور اس پر معافی کے اعلان کے ساتھ فرمایا گیا ہے: "غَفَرْتُ لِعَبْدِیْ فَلْیَفْعَلْ مَا شَاءَ" (یعنی میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اب اُس کا جو جی چاہے کرے) اس کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ اب اس کو گناہوں کی بھی اجازت دے دی گئی ہے، بلکہ ان الفاظ میں بندے کے مالک و مولیٰ کی طرف سے صرف اس لطف و کرم کا اعلان فرمایا گیا ہے کہ:۔ اے بندے تو جتنی بار بھی گناہ کر کے اس طرح استغفار کرتا رہے گا میں تجھے معافی دیتا رہوں گا، اور تو اپنے اس صادق و مومنانہ استغفار کی وجہ سے گناہوں کے زہر سے ہلاک نہ ہوگا، بلکہ یہ استغفار ہمیشہ تریاق کا کام کرتا رہے گا۔

اللہ تعالیٰ نے جن بندوں کو بندگی کا کچھ ذوق نصیب فرمایا ہے وہ سمجھ سکتے ہیں کہ مومن بندے کے ضمیر پر ایسے کریمانہ اعلان کا کیا اثر پڑے گا، اور اس کے دل میں مالک کی کامل وفاداری اور فرمانبرداری کا کیسا جذبہ اُبھرے گا۔

اس حدیث کی صحیح مسلم کی روایت میں تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث کا یہ پورا مضمون اللہ تعالیٰ کے حوالہ سے بیان فرمایا ——— اس روایت کی بنا پر یہ "احادیث قدسی" میں ہے۔

مرنے والوں کے لئے سب سے بہتر تحفہ استغفار: ــــــ

(۲۷۸) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا الْمَيِّتُ فِي الْقَبْرِ اِلَّا كَالْغَرِيْقِ الْمُتَغَوِّثِ يَنْتَظِرُ دَعْوَةً تَلْحَقُهُ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِيْقٍ فَاِذَا لَحِقَتْهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى لَيُدْخِلُ عَلٰى اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاءِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَمْثَالَ الْجِبَالِ وَاِنَّ هَدِيَّةَ الْاَحْيَاءِ اِلَى الْاَمْوَاتِ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمْ ــــــ

ــــــ رواہ البیہقی فی شعب الایمان

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ۔قبر میں مدفون مُردے کی مثال بالکل اُس شخص کی سی ہے جو دریا میں ڈوب رہا ہو اور مدد کے لئے چیخ پکار رہا ہو۔ وہ بے چارہ انتظار کرتا ہے کہ ماں یا باپ یا بھائی یا کسی دوست آشنا کی طرف سے دعائے رحمت و مغفرت کا تحفہ پہونچے، جب کسی طرف سے اس کو دعا کا تحفہ پہونچتا ہے تو وہ اس کو دنیا و مافیہا سے زیادہ عزیز و محبوب ہوتا ہے ــــــ اور دنیا میں رہنے بسنے والوں کی دعاؤں کی وجہ سے قبر کے مردوں کو اتنا عظیم ثواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے جس کی مثال پہاڑوں سے دی جا سکتی ہے ــــــ اور مُردوں کے لئے زندوں کا خاص ہدیہ ان کے لئے دعائے مغفرت ہے۔

ــــــ (شعب الایمان للبیہقی)

(۲۷۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ لَيَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ

نے فرمایا کہ:۔ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اُس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک غرغرہ کی کیفیت شروع نہ ہو ——— جامع ترمذی، سنن ابن ماجہ

(تشریح) موت کے وقت جب بندے کی رُوح جسم سے نکلنے لگتی ہے تو حلق کی نالی میں ایک قسم کی آواز پیدا ہو جاتی ہے، جسے عربی میں "غرغرہ" اور اُردو میں "خرّہ چلنا" کہتے ہیں۔ اس کے بعد زندگی کی کوئی آس اور اُمید نہیں رہتی، یہ موت کی قطعی اور آخری علامت ہے ——— اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ غرغرہ کی اس کیفیت کے شروع ہونے سے پہلے پہلے بندہ اگر توبہ کرلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرمائے گا۔ غرغرہ کی کیفیت شروع ہونے کے بعد آدمی کا رابطہ اور تعلق اِس دنیا سے کٹ کر دوسرے عالم سے جُڑ جاتا ہے، اِس لئے اُس وقت اگر کوئی کافر اور منکر ایمان لائے یا کوئی نافرمان بندہ گناہوں اور نافرمانیوں سے توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ کے یہاں قابلِ قبول نہ ہوگا۔ ایمان اور توبہ اُسی وقت تک کی معتبر اور قابلِ قبول ہے جب تک زندگی کی آس اور اُمید ہو، اور موت آنکھوں کے سامنے نہ آگئی ہو ——— قرآن پاک میں بھی صراحت کے ساتھ فرمایا گیا ہے: ———

وَلَيْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ السَّيِّاٰتِ حَتّٰٓى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّيْ تُبْتُ الْاٰنَ۔ (النساء۔ ع ۳)	ایسے لوگوں کی توبہ قبول نہیں جو برابر گناہ کرتے رہتے ہیں، یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کے سامنے موت آکھڑی ہو تو کہنے لگے کہ اب میں توبہ کرتا ہوں۔

حدیث کے مضمون کا ماخذ بظاہر یہی آیت ہے، اور اس کا پیغام یہی ہے کہ:۔ بندے کو چاہئے کہ توبہ کے معاملہ میں ٹال مٹول نہ کرے، معلوم نہیں کس وقت موت کی گھڑی آجائے ——— اور خدانخواستہ توبہ کا وقت ہی نہ ملے۔

عام مومنین کے لئے استغفار:

قرآن مجید میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا گیا ہے کہ:- آپ اپنے لئے اور عام مومنین و مومنات کے لئے استغفار یعنی اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت کی استدعا کیا کریں (وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ) ـــــ یہی حکم ہم اُمتیوں کے لئے بھی ہے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی بڑی ترغیب دی اور بڑی فضیلت بیان فرمائی ہے۔ اس سلسلہ کی دو حدیثیں ذیل میں پڑھئے!:ـــــ

(۲۸۰) عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ كُتِبَ لَهٗ بِكُلِّ مُؤْمِنٍ وَمُؤْمِنَةٍ حَسَنَةٌ۔

ـــــ رواہ الطبرانی فی الکبیر

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- جو بندہ عام ایمان والوں اور ایمان والیوں کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت مانگے گا اُس کے لئے ہر مومن مرد و عورت کے حساب سے ایک ایک نیکی لکھی جائے گی۔

ـــــ (معجم کبیر للطبرانی)

(تشریح) کسی صاحب ایمان بندے یا بندی کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت اور بخشش کی دُعا کرنا، ظاہر ہے کہ اس کے ساتھ بہت بڑا احسان اور اس کی بہت بڑی خدمت ہے۔ اس لئے جب کسی بندے نے عام اہل ایمان (مومنین و مومنات) کے لئے استغفار کیا اور ان کے لئے اللہ سے بخشش کی دُعا کی، تو فی الحقیقت اُس نے اوّلین و آخرین، زندہ اور مُردہ سب ہی اہل ایمان کی خدمت اور ان کے ساتھ نیکی کی، اس لئے ہر ایک کے حساب میں اُس کی یہ نیکی لکھی جائے گی ـــــ سُبحان اللہ! ہمارے لئے لاتعداد نیکیوں کے کمانے کا کیسا

فِي الْجَنَّةِ فَيَقُوْلُ يَا رَبِّ أَنّٰى لِيْ هٰذِهٖ ؟ فَيَقُوْلُ بِاسْتِغْفَارِ وَلَدِكَ لَكَ ——— رواہ احمد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جنت میں کسی مرد صالح کا درجہ ایک دم بلند کر دیا جاتا ہے تو وہ جنتی بندہ پوچھتا ہے کہ اے پروردگار! میرے درجہ اور مرتبہ میں یہ ترقی کس وجہ سے اور کہاں سے ہوئی؟۔ جواب ملتا ہے کہ تیرے واسطے تیری فلاں اولاد کے دعائے مغفرت کرنے کی وجہ سے ——— (مسند احمد)

(تشریح) اس حدیث میں اولاد کی دعا سے درجہ میں ترقی کا ذکر صرف تمثیلاً کیا گیا ہے، ورنہ دوسرے اہل ایمان کی دعائیں بھی اسی طرح نفع مند ہوتی ہیں ——— زندگی میں جس طرح سب سے بڑا حق اولاد پر والدین کا ہے اور ان کی خدمت و اطاعت فرائض میں سے ہے، اسی طرح مرنے کے بعد اولاد پر والدین کا خاص حق ہے کہ ان کیلئے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے رہیں۔ مرنے کے بعد ان کی خدمت اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا یہی خاص راستہ ہے ———

حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما کی ان دونوں حدیثوں کا مقصد صرف ایک حقیقت کی اطلاع دینا ہی نہیں ہے، بلکہ ایک بلیغ انداز میں اولاد اور دوستوں اقارب و متعلقین کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ مرنے والوں کے لئے مغفرت و رحمت کی دعائیں کرتے رہیں۔ ان کے یہ تحفے قبروں میں، اور جنت تک مرحومین کو پہونچتے رہیں گے۔

راقم سطور عرض کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی کبھی اپنے بعض بندوں کو اس کا مشاہدہ بھی کرا دیتا ہے کہ کسی کی دعاؤں سے کسی بندے کو اُس عالم میں کیا بلا، اور اس کے حال اور درجہ میں کیسی ترقی ہوئی ——— اللہ تعالیٰ ان حقائق کا یقین نصیب فرمائے، اور ان سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے۔

پھر جس طرح مخلوق کے لئے کھانے، کپڑے کے قسم کی زندگی کی ضروریات فراہم کرنا اور ان کو راحت و آرام پہونچانا وغیرہ اس دنیا میں ان کی خدمت اور نفع رسانی کی صورتیں ہیں اسی طرح اللہ تعالیٰ سے بندوں کے لئے مغفرت اور بخشش کی دعا کرنا بھی اخروی زندگی کے لحاظ سے ان کی بہت بڑی خدمت اور ان کے ساتھ بہت بڑی نیکی ہے، اور اس کی قدر و قیمت آخرت میں اُس وقت معلوم ہوگی جب یہ بات کھل کر سامنے آجائے گی کہ کسی کے استغفار نے کسی کو کیا دلوایا اور کتنا نفع پہونچایا ——— پس جو مخلص بندے اخلاص اور دل کی گہرائی سے ایمان والے بندوں اور بندیوں کے لئے مغفرت اور بخشش کی دعائیں کرتے ہیں اور دن رات میں بار بار کرتے ہیں (جس کا کورس اس حدیث میں ۲۷ بتایا گیا ہے) وہ تمام مومنین و مومنات کے خاص الخاص محسن اور گویا آخرت کے لحاظ سے "اصحاب خدمت" ہیں اور اپنے اس عمل سے اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ایسے مقرب اور مقبول ہو جاتے ہیں کہ ان کی دعائیں سنی جاتی ہیں، اور ان کی دعاؤں کی برکت سے دنیا والوں کو اللہ تعالیٰ رزق دیتا ہے۔

لیکن یہ بات یہاں قابلِ لحاظ ہے کہ اس دنیا میں تو ہر انسان بلکہ ہر جاندار کی خدمت اور اس کو ضروری درجہ کا آرام پہونچانے کی کوشش نیکی اور کارِ ثواب ہے۔ حدیثِ پاک میں فرمایا گیا ہے: "فِیْ کُلِّ ذَاتِ کَبِدٍ رَطْبٍ صَدَقَةٌ" لیکن اللہ سے مغفرت اور جنت کی دعا صرف اہلِ ایمان ہی کے لئے کی جا سکتی ہے۔ کفر و شرک والے جب تک اس سے توبہ نہ کریں مغفرت اور جنت کے قابل نہیں ہیں، اس لئے ان کے واسطے مغفرت اور جنت کی دُعا بھی نہیں کی جا سکتی۔ ہاں اُن کے واسطے ہدایت اور توبہ کی توفیق کی دعا کرنی چاہئے، جس کے بعد ان کے لئے مغفرت اور جنت کا دروازہ کھل سکے ——— اُن کے حق میں یہی دُعا کرنا اُن کے ساتھ بہت بڑی نیکی اور خیر خواہی ہے۔

راستہ کھولا گیا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے فائدہ اٹھانے کی توفیق دے ——— جمیع مومنین و مومنات کے لئے دُعائے مغفرت کے بہترین الفاظ وہ ہیں جو قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے نقل کئے گئے ہیں: ———

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ——— اے ہمارے رب! مجھے بخش دے، اور میرے ماں باپ کو بخش دے، اور تمام ہی ایمان والوں کی مغفرت فرمادے قیامت کے دن۔

(۲۸۱) عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اسْتَغْفَرَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ کُلَّ یَوْمٍ سَبْعًا وَّعِشْرِیْنَ مَرَّۃً کَانَ مِنَ الَّذِیْنَ یُسْتَجَابُ لَھُمْ وَیُرْزَقُ بِھِمْ اَھْلُ الْاَرْضِ۔

——— رواہ الطبرانی فی الکبیر

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: — جو بندہ عام مومنین و مومنات کے لئے ہر روز (۲۷ دفعہ) اللہ تعالیٰ سے معافی اور مغفرت کی دعا کرے گا وہ اللہ کے اُن مقبول بندوں میں سے ہو جائے گا جن کی دعائیں قبول ہوتی ہیں، اور جن کی برکت سے دنیا والوں کو رزق ملتا ہے۔

——— (معجم کبیر طبرانی)

(تشریح) اللہ تعالیٰ کو یہ بات بہت ہی محبوب ہے کہ اُس کے بندوں کی خدمت و خیر خواہی اور ان کو نفع پہونچانے کی کوشش کی جائے ——— ایک حدیث میں ہے: ———

اَلْخَلْقُ عِیَالُ اللّٰہِ فَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَی اللّٰہِ اَنْفَعُھُمْ لِعِیَالِہٖ ——— (کنز العمال) سب مخلوق اللہ کا کنبہ ہے، اس لئے لوگوں میں اللہ کو زیادہ محبوب وہ بندے ہیں جو اس کی مخلوق کو زیادہ نفع پہونچائیں۔

أَتَاهُ الْمَوْتُ فَاخْتَصَمَتْ فِيهِ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ وَمَلَائِكَةُ الْعَذَابِ فَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ جَاءَ تَائِبًا مُقْبِلًا بِقَلْبِهِ إِلَى اللهِ وَقَالَتْ مَلَائِكَةُ الْعَذَابِ إِنَّهُ لَمْ يَعْمَلْ خَيْرًا قَطُّ فَأَتَاهُمْ مَلَكٌ فِي صُورَةِ آدَمِيٍّ فَجَعَلُوهُ بَيْنَهُمْ فَقَالَ قِيسُوا مَا بَيْنَ الْأَرْضَيْنِ فَإِلَى أَيَّتِهِمَا كَانَ أَدْنَى فَهُوَ لَهُ فَقَاسُوا فَوَجَدُوهُ أَدْنَى إِلَى الْأَرْضِ الَّتِي أَرَادَ فَقَبَضَتْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمَةِ ـــــ رواہ البخاری ومسلم واللفظ لہ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا کہ:۔ تم سے پہلی کسی امت میں ایک آدمی تھا جس نے اللہ کے ننانوے[۹۹] بندے قتل کئے تھے (پھر ایک وقت اس کے دل میں ندامت ہوئی اپنے انجام اور آخرت کی فکر پیدا ہوئی) تو اس نے لوگوں سے دریافت کیا کہ اس علاقہ میں سب سے بڑا عالم کون ہے (تاکہ اس سے جاکر پوچھے کہ میری بخشش کی کیا صورت ہو سکتی ہے) لوگوں نے اس کو ایک راہب (کسی بزرگ درویش) کے بارے میں بتایا۔ چنانچہ وہ ان کے پاس گیا اور ان سے عرض کیا کہ میں (ایسا بدبخت ہوں) جس نے ننانوے[۹۹] خون کئے ہیں، تو کیا ایسے آدمی کی بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ (اور وہ بخشا جا سکتا ہے؟)۔ اس راہب بزرگ نے کہا۔ بالکل نہیں، تو ۹۹ آدمیوں کے اس قاتل نے اس بزرگ راہب کو بھی قتل کر ڈالا، اور سو کی گنتی پوری کر دی (لیکن پھر اس کے دل میں وہی خلش اور فکر پیدا ہوئی) اور پھر اس نے کچھ لوگوں سے کسی بہت بڑے عالم کے بارے میں پوچھا۔ انھوں نے اس کو کسی بزرگ عالم کا پتہ بتا دیا، وہ ان کے پاس بھی پہونچا اور کہا کہ:۔ میں نے سو خون کئے ہیں تو کیا ایسے مجرم کی توبہ بھی قبول ہو سکتی ہے اور وہ بخشا جا سکتا ہے؟)۔ انھوں نے کہا:۔ ہاں ہاں! (ایسے کی توبہ بھی قبول ہوتی ہے) کون ہے جو اس کے اور توبہ کے درمیان حائل ہو سکے۔

توبہ و انابت سے بڑے سے بڑے گناہوں کی معافی: ——

قرآن و حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ کی رحمت بے حد وسیع ہے، اور اسی کا یہ نتیجہ ہے کہ وہ توبہ کرنے اور معافی مانگنے پر بڑے سے بڑا گناہ معاف فرما دیتا ہے، اور بڑے سے بڑے پاپیوں اور گناہگاروں کو بخشدیتا ہے۔ اگرچہ اس میں قہر و جلال کی صفت بھی ہے، اور یہ صفت بھی اس کی شانِ عالی کے مطابق بدرجۂ کمال ہے، لیکن وہ انہی مجرموں کے لئے ہے جو جرائم اور گناہ کرنے کے بعد بھی توبہ کرکے اس کی طرف رجوع نہ ہوں اور اس سے معافی اور مغفرت نہ مانگیں، بلکہ اپنے مجرمانہ روپہ ہی پر قائم رہیں اور اسی حال میں دنیا سے چلے جائیں —— مندرجۂ ذیل حدیثوں کا یہی مدعا اور یہی پیغام ہے۔

نناوے آدمیوں کا قاتل سچی توبہ سے بخشدیا گیا: ——

(۲۸۲) عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ نَبِیَّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ کَانَ فِیْمَنْ قَبْلَکُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَۃً وَّتِسْعِیْنَ نَفْسًا فَسَأَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَھْلِ الْاَرْضِ فَدُلَّ عَلٰی رَاھِبٍ فَاَتَاہُ وَقَالَ اِنَّہٗ قَتَلَ تِسْعَۃً وَّتِسْعِیْنَ نَفْسًا فَھَلْ لَہٗ مِنْ تَوْبَۃٍ؟ فَقَالَ لَا، فَقَتَلَہٗ فَکَمَّلَ بِہٖ مِائَۃً، ثُمَّ سَأَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَھْلِ الْاَرْضِ فَدُلَّ عَلٰی رَجُلٍ عَالِمٍ فَقَالَ اِنَّہٗ قَتَلَ مِائَۃَ نَفْسٍ فَھَلْ لَہٗ مِنْ تَوْبَۃٍ؟ فَقَالَ نَعَمْ وَمَنْ یَّحُوْلُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ التَّوْبَۃِ؟ اِنْطَلِقْ اِلٰی اَرْضِ کَذَا وَکَذَا فَاِنَّ بِھَا اُنَاسًا یَعْبُدُوْنَ اللّٰہَ تَعَالٰی فَاعْبُدِ اللّٰہَ تَعَالٰی مَعَھُمْ وَلَا تَرْجِعْ اِلٰی اَرْضِکَ فَاِنَّھَا اَرْضُ سُوْءٍ فَانْطَلَقَ حَتّٰی اِذَا نَصَفَ الطَّرِیْقَ

لے لیگی، اگرچہ اس توبہ و ندامت کے بعد وہ فوراً ہی دنیا سے اٹھالیا جائے اور اسے کوئی نیک عمل کرنے کا موقع بھی نہ ملے اور اس کا اعمالنامہ اعمالِ صالحہ سے بالکل خالی ہو۔

اس حدیث کے مضمون پر ایک علمی اور اصولی اشکال بھی کیا گیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ "ناحق قتل" ان گناہوں میں سے ہے جن کا تعلق صرف حق اللہ ہی سے نہیں بلکہ حق العباد سے بھی ہے جس مجرم اور قاتل نے کسی بندے کو ناحق قتل کیا، اس نے اللہ کی نافرمانی کے علاوہ اُس مقتول بندے پر اور اس کے بیوی بچوں پر بھی ظلم کیا، اور مسلّمہ اصول یہ ہے کہ اس طرح کے مظالم صرف توبہ سے معاف نہیں ہوتے، بلکہ ان کے لئے مظلوم بندوں سے معاملہ صاف کرنا بھی ضروری ہوتا ہے ——— شارحین نے اس کا یہ جواب دیا ہے اور صحیح جواب دیا ہے کہ بیشک اصول اور قانون یہی ہے لیکن مظلوموں کے حق کی ادائیگی اور ان سے معاملہ صاف کرنے کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں اُن پر ظلم کرنے والے اور پھر اس ظلم سے سچی اور گہری توبہ کرنے والے بندوں کی طرف سے ان کے مظلوموں کو اپنے خزانۂ رحمت سے دے کر راضی کردے۔ اس حدیث میں ننانوے خون کرنے والے جس تائب بندے کا واقعہ بیان کیا گیا ہے اس کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ یہی کرے گا، اور اس کی طرف سے اس کے مقتولوں اور سب مظلوموں کو اپنے خزانۂ رحمت سے اتنا دے دیگا کہ وہ راضی ہو جائیں گے ——— اور یہ ننانوے خون کرنے والا تائب بندہ اللہ کی رحمت سے سیدھا جنت میں چلا جائے گا۔

مشرکوں اور کافروں کے لئے بھی منشورِ رحمت: ———

(۲۸۳) عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَا اُحِبُّ اَنَّ لِيَ الدُّنْيَا بِهٰذِهِ الْاٰيَةِ "يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا اِنَّهٗ

(یعنی کسی مخلوق میں یہ طاقت نہیں ہے کہ اس کی توبہ کو قبول ہونے سے روک دے۔ پھر انھوں نے کہا میں تجھے مشورہ دیتا ہوں کہ) تو فلاں بستی میں چلا جا، وہاں اللہ کے عبادت گزار کچھ بندے رہتے ہیں تو بھی (وہیں جا پڑ اور) ان کے ساتھ عبادت میں لگ جا (اس بستی پر خدا کی رحمت برستی ہے) اور پھر وہاں سے کبھی اپنی بستی میں واپس نہ آ، وہ بڑی خراب بستی ہے چنانچہ وہ اُس دوسری بستی کی طرف چل پڑا۔ یہاں تک کہ جب آدھا راستہ اس نے طے کر لیا تو اچانک اس کو موت آگئی، اب اس کے بارے میں رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں میں نزاع ہوا۔ رحمت کے فرشتوں نے کہا کہ یہ توبہ کر کے آیا ہے اور اس نے صدق دل سے اپنا رخ اللہ کی طرف کر لیا ہے (اس لئے یہ رحمت کا مستحق ہو چکا ہے)۔ اور عذاب کے فرشتوں نے کہا کہ اس نے کبھی بھی کوئی نیک عمل نہیں کیا ہے (اور یہ تو خون کر کے آیا ہے اس لئے یہ سخت عذاب کا مستحق ہے)۔ اس وقت ایک فرشتہ (اللہ کے حکم سے) آدمی کی شکل میں آیا، فرشتوں کے دونوں گروہوں نے اس کو حکم مان لیا۔ اس نے فیصلہ دیا کہ دونوں بستیوں تک کے فاصلہ کو پیمائش کر لی جائے (یعنی شر و فساد اور خدا کے عذاب والی وہ بستی جس سے وہ چلا تھا اور اللہ کے عبادت گزار بندوں والی وہ قابلِ رحمت بستی جس کی طرف وہ جا رہا تھا) پھر جس بستی سے وہ نسبتہً قریب ہو اس کو اُسی کا مان لیا جائے، چنانچہ پیمائش کی گئی تو وہ نسبتہً اسی بستی سے قریب پایا گیا جس کے ارادہ سے وہ چلا تھا، تو رحمت کے فرشتوں نے اس کو اپنے حساب میں لے لیا ——— (صحیح بخاری و صحیح مسلم

(تشریح) یہ حدیث دراصل صرف ایک جزئی واقعہ کا بیان نہیں ہے بلکہ اس پیرایہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمت کی وسعت اور اس کے کمال کو بیان فرمایا ہے، اور اس کی روح اور اس کا خاص پیغام یہی ہے کہ بڑے سے بڑا گنہگار اور خطاکار بھی اگر سچے دل سے اللہ کے حضور میں توبہ اور آئندہ کے لئے فرمانبرداری والی زندگی اختیار کرنے کا ارادہ کر لے تو وہ بھی بخش دیا جائے گا، اور رحمۃ للعالمین کی رحمت بڑھ کر اس کو اپنے آغوش میں

مِنْ رَّبِّكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ الْعَذَابُ بَغْتَةً وَّاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ۝

پروردگار کی طرف سے نازل کی گئی ہے، اس کی پیروی اختیار کرلو اس وقت کے آنے سے پہلے جب اچانک خدا کا عذاب نازل ہو کر تم کو اپنی گرفت میں لے لے، اور تمھیں پہلے سے پتہ بھی نہ ہوگا۔

اس تکملہ سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ہر قسم اور ہر درجہ کے مجرموں اور گنہگاروں کے لئے اللہ کی رحمت کا دروازہ کھلا ہوا ہے کسی کے لئے بھی دروازہ بند نہیں ہے۔ شرط یہ ہے کہ عذاب یا موت کے آنے سے پہلے توبہ کرلیں، اور نافرمانی کی راہ چھوڑ کر ہدایتِ ربّانی کی فرمانبرداری اختیار کرلیں۔

اس حدیثِ پاک سے معلوم ہوا کہ "رحمتِ خداوندی" کا جو "منشورِ عام" سب کے لئے ہے کافر اور مشرک بھی اس کے مخاطب ہیں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ خود رحمۃ للعالمین تھے اس لئے آپ کو اس "منشورِ رحمت" سے بے حد خوشی تھی، اور فرماتے تھے کہ مجھے اس آیت کے نزول کی اتنی خوشی ہے کہ اگر ساری دنیا مجھے دے دی جائے تو اتنی خوشی مجھے نہ ہوگی۔

توبہ و استغفار کے خاص کلمات:

توبہ اور استغفار کی جو حقیقت بیان کی گئی ہے اس سے ناظرین نے سمجھ لیا ہوگا کہ اس میں اصل اہمیت اور بنیادی حیثیت معنی اور مقصد اور دل کی کیفیت کی ہے۔ بندہ جس زبان میں اور جن مناسب الفاظ میں توبہ و استغفار کرے، وہ اگر سچے دل سے ہے تو اللہ کے نزدیک حقیقی توبہ و استغفار ہے اور قابلِ قبول ہے۔ اس کے باوجود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے توبہ و استغفار کے بعض کلمات بھی تلقین فرمائے ہیں اور ان کی خاص فضیلت اور برکت بیان فرمائی ہے۔ اس سلسلہ کی چند حدیثیں ذیل میں پڑھئے:

هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ" فَقَالَ رَجُلٌ فَمَنْ أَشْرَكَ؟ فَسَكَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ قَالَ أَلَا وَمَنْ أَشْرَكَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ ——— رواه احمد

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے کہ:- مجھے اس آیت کے مقابلہ میں ساری دنیا (اور اس کی نعمتوں) کا لینا بھی پسند نہیں:- يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللهِ إِنَّ اللهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ" (اے میرے بندو! جنھوں نے (گناہ کرکے) اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے (اور اپنے کو تباہ کر لیا ہے) تم اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو، اللہ سارے گناہوں کو بخش دیتا ہے، وہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے)۔ ایک شخص نے عرض کیا:- حضرت! جن لوگوں نے شرک کیا ہے، کیا ان کے لئے بھی یہی ارشاد ہے؟ — آپ نے پہلے تو کچھ سکوت کیا، پھر تین دفعہ فرمایا:- أَلَا وَمَنْ أَشْرَكَ "سن لو! مشرکوں کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کا یہی ارشاد ہے، سن لو مشرکوں کے لئے بھی یہی ارشاد ہے، ہاں! مشرکوں کے لئے بھی میرے مالک کا یہی ارشاد ہے) ——— (مسند احمد)

(تشریح) اس حدیث میں جس آیت کا حوالہ ہے، یہ سورۂ زمر کی آیت ہے۔ بلاشبہ اس میں ہر قسم کے گنہگاروں کے لئے بڑی بشارت ہے۔ خود ان کا مالک و پروردگار اُن ہی کو مخاطب کرکے فرما رہا ہے کہ تم بھی میری رحمت سے ناامید نہ ہو۔ آگے اس کا تکملہ یہ ہے: ———

وَأَنِيْبُوْا إِلٰى رَبِّكُمْ	اور رُخ کرلو اپنے پروردگار کی طرف قبل اس کے
مِنْ قَبْلِ أَنْ يَّأْتِيَكُمُ الْعَذَابُ	کہ تم عذاب میں گرفتار ہو جاؤ اور پھر کوئی
ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ ۝ وَاتَّبِعُوْا	تمہاری مدد اور حمایت نہ کر سکے، اور جو
أَحْسَنَ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ	بہترین ہدایت تمہارے لئے تمہارے

کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں استغفار اور توبہ کرے گا تو وہ بھی بخش دیا جائے گا ——— یہ بھی ظاہر ہے کہ اس طرح کی بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی وحی و الہام کے بغیر نہیں فرما سکتے، اس لئے سمجھنا چاہئے کہ گناہگاروں کے لئے معافی اور مغفرت کی درخواست کے یہ الفاظ خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعلیم فرمائے گئے ہیں، اور ان الفاظ کے ساتھ درخواست کرنے والوں کے لئے بڑے سے بڑے گناہوں کی معافی اور مغفرت کا حتمی وعدہ بلکہ فیصلہ فرما دیا گیا ہے ——— قربان اس رحمت کے ——— لیکن یہ بات پھر بھی ملحوظ رہے کہ استغفار صرف الفاظ کا نام نہیں ہے، اللہ کے نزدیک حقیقی استغفار وہی ہے جو دل سے ہو۔

سید الاستغفار: ———

مندرجۂ ذیل حدیث میں استغفار کے ایک کلمہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "سید الاستغفار" بتایا ہے، اور اس کی غیر معمولی فضیلت بیان فرمائی ہے، اور بلاشبہ اپنے مضمون و مفہوم کے لحاظ سے بھی وہ ایسا ہی کلمہ ہے۔

(۲۸۵) عَنْ شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَيِّدُ الْاِسْتِغْفَارِ اَنْ تَقُوْلَ "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهٗ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ" قَالَ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوْقِنًا بِهَا فَمَاتَ مِنْ يَوْمِهٖ قَبْلَ اَنْ يُمْسِيَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوْقِنٌ بِهَا فَمَاتَ قَبْلَ اَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔

رواہ البخاری

(۲۸۴) عَنْ بِلَالِ بْنِ يَسَارِ بْنِ زَيْدٍ مَوْلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ حَدَّثَنِي أَبِي عَنْ جَدِّي أَنَّهُ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ مَنْ قَالَ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ غُفِرَ لَهُ وَإِنْ كَانَ قَدْ فَرَّ مِنَ الزَّحْفِ۔

رواہ الترمذی وابوداؤد

بلال بن یسار بن زید نے اپنے والد یسار سے نقل کیا اور انھوں نے اپنے والد حضرت زید[1] سے (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک آزاد کردہ غلام تھے) نقل کیا کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ نے ارشاد فرمایا کہ: جس بندے نے ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور میں توبہ و استغفار کیا: ــــــ

أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَأَتُوبُ إِلَيْهِ۔	میں اُس اللہ سے معافی اور بخشش چاہتا ہوں جو حیّ و قیوم ہے، اور اُس کے حضور میں توبہ کرتا ہوں۔

تو وہ بندہ ضرور بخش دیا جائے گا، اگرچہ اس نے میدانِ جنگ سے بھاگنے کا گناہ کیا ہو۔

ــــــ (جامع ترمذی، سنن ابی داؤد)

(تشریح) جان بچانے کے لئے میدانِ جہاد سے بھاگنا بدترین کبیرہ گناہوں میں سے ہے، لیکن اس حدیث میں فرمایا گیا ہے کہ اگر اس بدترین اور سخت ترین گناہ کا مرتکب بھی ان الفاظ

[1] یہ زید آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشہور آزاد کردہ غلام حضرت زید بن حارثہؓ نہیں ہیں، بلکہ یہ دوسرے صحابی ہیں، ان کا نام بھی زید ہے اور ان کے والد کا نام بولیٰ بتایا گیا ہے، یہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے، آپؐ نے ان کو بھی آزاد فرما دیا تھا۔ ۱۲

(تشریح) اس استغفار کی اس غیر معمولی فضیلت کا راز بظاہر یہی ہے کہ اس کے ایک ایک لفظ میں عبدیت کی رُوح بھری ہوئی ہے۔ سب سے پہلے عرض کیا گیا ہے: ——————

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ	اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے، تیرے سوا کوئی
لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ	مالک و معبود نہیں۔ تو نے ہی مجھے وجود بخشا ہے
وَ اَنَا عَبْدُكَ۔	اور میں بس تیرا بندہ ہوں۔

اس کے بعد عرض کیا گیا ہے کہ: ——————

وَ اَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَ وَعْدِكَ	یعنی میں نے ایمان لا کے تیری عبادت
مَا اسْتَطَعْتُ۔	و اطاعت کا جو عہد و میثاق اور وعدہ کیا ہے

جہاں تک مجھ سے بن پڑے گا اُس پر قائم رہنے کی کوشش کروں گا۔

یہ بندے کی طرف سے اپنی کمزوری کے اعتراف کے ساتھ ایمانی عہد و میثاق کی تجدید ہے —— اس کے آگے عرض کیا گیا ہے: ——————

اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا	مجھ سے جو غلطیاں اور کوتاہیاں ہوئیں اور
صَنَعْتُ۔	آئندہ ہوں اُن کے بُرے نتیجہ سے اے میرے

مالک و رب میں تیری پناہ کا طالب ہوں۔

اس میں اعترافِ قصور کے ساتھ اللہ کی پناہ بھی چاہی گئی ہے۔ اس کے بعد عرض کیا گیا ہے:—

اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ	میں تیرے انعامات و احسانات کا اور اپنی
وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِیْ۔	گناہگاریوں اور خطاکاریوں کا اعتراف کرتا ہوں۔

آخر میں عرض کیا گیا ہے: ——————

فَاغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ	میرے مالک و مولا! تو اپنے رحم و کرم سے
اِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ	میرے جرائم میرے گناہ بخش دے، جرموں اور
اِلَّا اَنْتَ۔	گناہوں کو بخشنے والا بس تو ہی ہے۔

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: "سید الاستغفار" (یعنی سب سے اعلیٰ استغفار) یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرے:

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِیْ وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِیْ فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ

اے اللہ! تو ہی میرا رب (یعنی مالک و مولا) ہے، تیرے سوا کوئی مالک و معبود نہیں، تو نے ہی مجھے پیدا فرمایا اور وجود بخشا، میں تیرا بندہ ہوں، اور جہاں تک مجھ عاجز و ناتواں سے ہو سکے گا تیرے ساتھ کیے ہوئے (ایمانی) عہد و میثاق اور (اطاعت و فرمانبرداری کے) وعدے پر قائم رہوں گا۔ تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے عمل و کردار کے شر سے، میں اقرار کرتا ہوں کہ تو نے مجھے نعمتوں سے نوازا، اور اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے تیری نافرمانیاں کیں اور گناہ کیے۔ اے میرے مالک و مولا! تو مجھے معاف فرما دے اور میرے گناہ بخشدے، تیرے سوا گناہوں کو بخشنے والا کوئی نہیں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جس بندے نے اخلاص اور دل کے یقین کے ساتھ دن کے کسی حصے میں اللہ کے حضور میں یہ عرض کیا (یعنی ان کلمات کے ساتھ استغفار کیا) اور اسی دن رات شروع ہونے سے پہلے اس کو موت آگئی تو وہ بلاشبہ جنت میں جائے گا۔ اور اسی طرح اگر کسی نے رات کے کسی حصے میں اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ عرض کیا اور صبح ہونے سے پہلے اس رات میں وہ چل بسا تو بلاشبہ وہ جنت میں جائے گا۔

(صحیح بخاری)

کردے، اور (علم و معرفت کے تقاضے کے خلاف) جو نادانی کا کام میں نے کیا ہو اُس کو معاف فرمادے اور اپنے جس معاملہ میں بھی میں نے تیرے حکم اور تیری رضا کی حد سے تجاوز کیا ہو اس کو بخش دے۔ اے میرے اللہ! میرے وہ گناہ بھی معاف فرمادے جو ہنسی مذاق میں مجھ سے سرزد ہو گئے ہوں اور وہ بھی معاف کردے جو میں نے سوچ سمجھ کے اور سنجیدگی سے کئے ہوں میرے مالک! میری وہ خطائیں بھی معاف کردے جو بلا ارادہ مجھ سے سرزد ہو گئی ہوں، اور وہ بھی معاف فرمادے جو میں نے جان بوجھ کے ارادہ سے کی ہوں ــــــــ اور (اے میرے مالک! تو جانتا ہے کہ) یہ سب طرح کی خطائیں میں نے کی ہیں ــــــــــــــــــــــ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) اللہ اکبر! سید المرسلین محبوب رب العٰلمین صلے اللہ علیہ وسلم جو یقیناً معصوم تھے اُن کے احساسات اپنے بارے میں یہ تھے، اور وہ اپنے کو سرتاسر خطاکار اور قصوروار سمجھتے ہوئے بارگاہِ خداوندی میں اس طرح استغفار کرتے تھے۔ حق یہ ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ کی جتنی معرفت ہوگی وہ اُتنا ہی زیادہ اپنے کو ادائے حقِ عبدیت کے بارے میں قصوروار سمجھے گا۔ ــــــــ "قربیاں را بیش بود حیرانی"۔

رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس استغفار کے ایک ایک لفظ میں عبدیت کی روح بھری ہوئی ہے، اور ہم اُمتیوں کے لئے اس میں بڑا سبق ہے۔

حضرت خضرؑ کا استغفار: ــــــــــــ

(۲۸۷) عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَثِيْرًا مَّا يَقُوْلُ لَنَا مَعْشَرَ اَصْحَابِيْ مَا يَمْنَعُكُمْ اَنْ تُكَفِّرُوْا ذُنُوْبَكُمْ بِكَلِمَاتٍ يَسِيْرَةٍ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا هِيَ؟ قَالَ تَقُوْلُوْنَ مَقَالَةَ اَخِي الْخِضْرِ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا كَانَ يَقُوْلُ؟ قَالَ كَانَ يَقُوْلُ؟ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تُبْتُ اِلَيْكَ مِنْهُ ثُمَّ عُدْتُّ فِيْهِ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا

حق یہ ہے کہ جس صاحب ایمان بندے کو وہ معرفت و بصیرت نصیب ہو جس کے ذریعہ وہ اپنی اور اپنے اعمال کی حقیقت کو سمجھتا ہو، اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلالت اور اس کے حقوق کو بھی کچھ جانتا ہو تو وہ اپنے کو صرف قصوروار اور گناہگار اور خیر اور بھلائی کے معاملہ میں بالکل مفلس اور تہی مایہ محسوس کرے گا اور پھر اس کے دل کی آواز اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں اس کی التجا یہی ہو گی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تعلیم فرمائے ہوئے اس استغفار میں محسوس ہوتی ہے ——— اس کو "سید الاستغفار" اسی خصوصیت کی وجہ سے کہا گیا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث پہونچ جانے کے بعد آپ پر ایمان رکھنے والے ہر امتی کو چاہئے کہ وہ اس کا اہتمام کرے کہ ہر دن اور رات میں کم از کم ایک دفعہ ضرور وہ سچے دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں یہ استغفار کر لیا کرے ——— اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو ہمارے استاذ حضرت مولانا سراج احمد صاحب رشیدیؒ پر، اب سے ۴۵ سال پہلے دار العلوم دیوبند میں ان ہی سے مشکوٰۃ شریف پڑھی تھی۔ جب سبق میں یہ حدیث آئی تو حضرت مولاناؒ نے پوری جماعت کو حکم دیا کہ یہ "سید الاستغفار" سب یاد کر لیں کل میں سب سے سنوں گا۔ چنانچہ اگلے دن قریب قریب سب طلباء سے سُنا، اور وصیت فرمائی کہ دن رات میں کم از کم ایک دفعہ اس کو ضرور پڑھ لیا کرو۔

(۲۸۶) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَّہٗ کَانَ یَدْعُوْ بِھٰذَا الدُّعَاءِ "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ وَجَھْلِیْ وَاِسْرَافِیْ فِیْ اَمْرِیْ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِہٖ مِنِّیْ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ ھَزْلِیْ وَجِدِّیْ وَخَطَایَایَ وَعَمَدِیْ وَکُلُّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ" ——— رواہ البخاری ومسلم

حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بارگاہِ خداوندی میں اس طرح عرض کیا کرتے تھے: "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ خَطِیْئَتِیْ ——— تا ——— وَکُلُّ ذٰلِکَ عِنْدِیْ" (اے اللہ! میری خطا میرے قصور معاف

میرا کوئی راز ڈھکا چھپا نہیں ہے اور [میرے گناہوں پر] مجھے عذاب نہ دینا، تجھے مجھ پر ہر طرح قدرت حاصل ہے [اور میں بالکل عاجز اور تیرے قبضہ و اختیار میں ہوں])۔

(مسند فردوس دیلمی)

(تشریح) بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اللہ کا بندہ پورے صدق و خلوص کے ساتھ کسی گناہ سے توبہ کرتا ہے لیکن پھر اس سے وہی گناہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے کوئی عہد و میثاق کرتا ہے اور پھر کسی وقت اس کے خلاف کر بیٹھتا ہے ——— اور بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ بندے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے رزق اور راحت و آرام وغیرہ کی جو نعمتیں حاصل ہوتی ہیں ان کے استعمال سے وہ جو قوت و طاقت یا دولت حاصل کرتا ہے اس کو وہ بجائے طاعت کے معصیت کی راہ میں استعمال کرتا ہے۔ اسی طرح بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی نیک عمل خالص اللہ کے لئے اور اس کی رضا جوئی کے جذبہ کے ساتھ شروع کیا جاتا ہے لیکن بعد میں دوسرے غلط جذبات اور ناپسندیدہ اغراض کی اس میں آمیزش ہو جاتی ہے ——— یہ سب روزمرہ کے تجربے اور روزمرہ کی واردات ہیں اور اچھے اچھوں کو پیش آتی ہیں ——— ایسے حالات میں اللہ سے تعلق اور آخرت کی فکر رکھنے والے بندوں کے دل و زبان کی استدعا کیا ہونی چاہئے؟ ——— مندرجۂ بالا استغفار کے کلمات میں اسی کی پوری رہنمائی اور تلقین فرمائی گئی ہے، اور یہ کلمات اپنے مضمون کی گہرائی اور جامعیت کے لحاظ سے یقیناً معجزانہ ہیں، اسی لئے اس حدیث کو یہاں درج کیا گیا ہے، اگرچہ "کنز العمال" میں اس کی تخریج صرف دیلمی سے کی گئی ہے جو محدثین کے نزدیک سند کے لحاظ سے ضعیف ہونے کی علامت ہے۔ "کلماتِ استغفار" کے زیر عنوان یہاں صرف ان چار ہی حدیثوں پر اکتفا کیا گیا ہے، نماز سے متعلق دعاؤں میں، اور اسی طرح مخصوص حالات و اوقات کی دعاؤں میں، اور علیٰ ہذا جامع اور ہمہ گیر دعاؤں میں ان کے علاوہ استغفار کے بیسوں بلکہ پچاسوں کلمات گزر چکے ہیں۔ اس طرح استغفار کے اُن کلمات کی مجموعی تعداد بہت زیادہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کتب حدیث میں ماثور و منقول ہیں اور بلاشبہ وہ سب ہی بڑے بابرکت ہیں۔

اَعْطَيْتُكَ مِنْ نَفْسِيْ ثُمَّ لَمْ اُوْفِ لَكَ بِهٖ وَاسْتَغْفِرُكَ لِلنِّعَمِ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ بِهَا عَلَيَّ فَتَقَوَّيْتُ بِهَا عَلٰى مَعَاصِيْكَ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِكُلِّ خَيْرٍ اَرَدْتُّ بِهٖ وَجْهَكَ فَخَالَطَنِيْ فِيْهِ مَا لَيْسَ لَكَ اَللّٰهُمَّ لَا تُخْزِنِيْ فَاِنَّكَ بِيْ عَالِمٌ وَلَا تُعَذِّبْنِيْ فَاِنَّكَ عَلَيَّ قَادِرٌ ـــــــــــــــ رواہ الدیلمی

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگوں سے اکثر فرمایا کرتے تھے :۔ اے میرے ساتھیو! تمھارے لئے کیا چیز اس سے مانع ہو سکتی ہے کہ چند آسان کلموں کے ذریعہ اپنے گناہوں کی صفائی کر لیا کرو! ـــــــ عرض کیا گیا :۔ یا رسول اللہ! وہ کون سے کلمے ہیں؟ ـــــ آپ نے فرمایا :۔ وہ کہا کرو جو میرے بھائی خضر کہا کرتے تھے ـــــ عرض کیا گیا :۔ یا رسول اللہ! وہ کیا کہا کرتے تھے؟ ـــــ فرمایا :۔ وہ کہا کرتے تھے :۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تُبْتُ اِلَيْكَ مِنْهُ ثُمَّ عُدْتُّ فِيْهِ ـــــ تا ـــــ اَللّٰهُمَّ لَا تُخْزِنِيْ فَاِنَّكَ بِيْ عَالِمٌ وَلَا تُعَذِّبْنِيْ فَاِنَّكَ عَلَيَّ قَادِرٌ۔

(اے میرے اللہ! میں تجھ سے معافی اور بخشش چاہتا ہوں اُن گناہوں کی جن سے میں نے تیرے حضور میں توبہ کی ہو [اور شامتِ نفس سے] پھر پلٹ کر وہی گناہ دوبارہ کئے ہوں، اور میں تجھ سے معافی اور بخشش چاہتا ہوں اُس عہد کے بارے میں جو میں نے اپنی ذات کی طرف سے تجھ سے کیا ہو اور پھر میں نے اس کو وفا نہ کیا ہو [بلکہ عہد شکنی کی ہو] اور میں تجھ سے معافی اور بخشش چاہتا ہوں اُن نعمتوں کے بارے میں جن سے طاقت و قوت حاصل کر کے میں نے تیری نافرمانیاں کی ہوں، اور تجھ سے معافی اور بخشش کا سوال کرتا ہوں ہر اُس نیکی کے بارے میں جو میں نے تیری رضا جوئی کی نیت سے کرنی چاہی ہو پھر اُس میں تیرے ماسوا دوسرے اغراض کی آمیزش ہو گئی ہو۔ اے میرے اللہ! مجھے [دوسروں کے سامنے] رسوا نہ کرنا۔ بیشک تو مجھے خوب جانتا ہے، تجھ سے

كَثِيْرًا ـــــــــــــــــــــــــــــ رواہ ابن ماجہ والنسائی

حضرت عبداللہ بن بُسر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ :۔ خوشی ہو اور مبارک ہو اُس بندے کو جو اپنے اعمال نامہ میں بہت زیادہ استغفار پائے (یعنی آخرت میں وہ دیکھے کہ اس کے اعمال نامہ میں استغفار بکثرت درج ہے)۔

ـــــــــــــــــــــــــــــ (سنن ابن ماجہ، سنن نسائی)

(تشریح) واضح رہے کہ اعمال نامہ میں حقیقی استغفار کے طور پر وہی استغفار درج ہوگا جو حقیقت کے لحاظ سے اور عنداللہ بھی استغفار ہوگا۔ اور جو صرف زبان سے استغفار ہوگا وہ اگر درج ہوگا تو صرف زبانی اور لفظی استغفار کے طور پر درج ہوگا، اور اگر اندراج پانے کے قابل نہ ہوگا تو درج ہی نہ ہوگا اسی لئے رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں یہ نہیں فرمایا کہ :۔ "طُوْبٰى لِمَنْ اِسْتَغْفَرَ كَثِيْرًا" (خوشی ہو اور مبارک ہو اس کو جو بکثرت استغفار کرے)۔ بلکہ یہ فرمایا کہ :۔ "طُوْبٰى لِمَنْ وَجَدَ فِيْ صَحِيْفَتِهٖ اِسْتِغْفَارًا كَثِيْرًا" (خوشی اور مبارک ہو اُس بندے کو جو اپنے اعمال نامہ میں بہت زیادہ استغفار پائے) ـــــــــ امت کی مشہور عارفہ حضرت رابعہ عدویہ قدس سرّہا سے منقول ہے، وہ فرماتی تھیں کہ :۔ ہمارا استغفار خود اس قابل ہوتا ہے کہ اللہ کی حضور میں اس سے بہت زیادہ استغفار کیا جائے۔

اِس حدیث میں "طوبیٰ" کا لفظ بہت ہی جامع ہے، دنیا اور آخرت اور جنت کی ساری ہی مسرتیں اور نعمتیں اس میں شامل ہیں۔ بلاشبہ جس بندے کو حقیقی استغفار نصیب ہو اور خوب کثرت سے نصیب ہو وہ بڑا خوش نصیب ہے اور اس کو سب ہی کچھ نصیب ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے نصیب فرمائے۔

استغفار پوری اُمّت کے لئے اَمان :ـــــــــ

مندرجۂ بالا دونوں حدیثوں میں استغفار کی جن برکات کا ذکر کیا گیا وہ انفرادی تھیں

استغفار کی برکات:

استغفار کی اصل غرض وغایت اور اس کا موضوع تو اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کو معاف کرانا ہے تاکہ بندہ اُن کے عذاب و وبال سے بچ جائے، لیکن قرآن مجید سے بھی معلوم ہوتا ہے اور رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے زیادہ وضاحت اور تفصیل کے ساتھ بتلایا ہے کہ استغفار بہت سی دنیوی برکات کا بھی باعث بنتا ہے اور بندے کو اس دنیا میں بھی اس کے طفیل بہت کچھ ملتا ہے اللہ تعالیٰ یقین وعمل نصیب فرمائے۔

(۲۸۸) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَزِمَ الْاِسْتِغْفَارَ جَعَلَ اللّٰهُ لَهٗ مِنْ كُلِّ ضِيْقٍ مَخْرَجًا وَّمِنْ كُلِّ هَمٍّ فَرَجًا وَّرَزَقَهٗ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ——— رواہ احمد وابوداؤد وابن ماجہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: — جو بندہ استغفار کو لازم پکڑ لے (یعنی اللہ تعالیٰ سے برابر اپنے گناہوں کی معافی مانگتا رہے) تو اللہ تعالیٰ اُس کے لئے ہر تنگی اور مشکل سے نکلنے اور رہائی پانے کا راستہ بنا دے گا۔ اور اس کی ہر فکر اور ہر پریشانی کو دُور کر کے کشادگی اور اطمینان عطا فرما دے گا، اور اس کو ان طریقوں سے رزق دے گا جن کا کہ اس کو خیال و گمان بھی نہ ہوگا۔

——— (مسند احمد، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ)

(تشریح) ملحوظ رہے کہ یہ وعدہ صرف زبان سے کلماتِ استغفار پڑھنے پر نہیں ہے، بلکہ استغفار کی حقیقت پر ہے جس کی پہلے وضاحت کی جا چکی ہے، اللہ تعالیٰ شانہٗ نصیب فرمائے۔

(۲۸۹) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طُوْبٰى لِمَنْ وَجَدَ فِيْ صَحِيْفَتِهٖ اِسْتِغْفَارًا

جب تک یہ اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی اور مغفرت مانگتے رہیں گے اور استغفار کرتے رہیں گے عذاب عام سے ہلاک نہیں کئے جائیں گے ـــــــ گویا ایک امان خود آپ کا وجود تھا، جس سے امت آپ کی وفات کے بعد محروم ہوگئی ۔ دوسری امان خود امت کا استغفار ہے، وہ بھی امت کو آپ ہی کے ذریعہ ملا ہے، اور وہ قیامت تک باقی رہے گا ـــــــ اور امت انتہائی بداعمالیوں کے باوجود جو عذاب عام سے آج تک محفوظ ہے یہ استغفار کرنے والے بندوں کے استغفار ہی کی برکت ہے ۔

توبہ و استغفار سے اللہ کتنا خوش ہوتا ہے :ـــــــ

توبہ و استغفار سے متعلق احادیث و روایات کے سلسلہ کو مندرجۂ ذیل حدیث پر ختم کیا جاتا ہے جو صحیحین میں بھی متعدد صحابۂ کرام سے مروی ہے، اور جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے توبہ کرنے والے گناہگاروں کو وہ بشارت سنائی ہے جو کسی دوسرے بڑے سے بڑے عمل پر بھی نہیں سنائی گئی ۔ بلاشبہ اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت کو سمجھنے کے لئے صرف یہی ایک حدیث ہوتی تو کافی تھی ۔ حق یہ ہے کہ اس چند سطری حدیث میں معرفت کا ایک دفتر ہے ـــــــ اللہ تعالیٰ فہم اور یقین نصیب فرمائے ۔

(۲۹۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَلّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ مِنْ رَجُلٍ نَزَلَ فِيْ اَرْضٍ دَوِيَّةٍ مُهْلِكَةٍ مَعَهٗ رَاحِلَتُهٗ عَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَوَضَعَ رَأْسَهٗ فَنَامَ نَوْمَةً فَاسْتَيْقَظَ وَقَدْ ذَهَبَتْ رَاحِلَتُهٗ فَطَلَبَهَا حَتّٰى اِذَا اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْحَرُّ وَالْعَطَشُ اَوْ مَا شَاءَ اللّٰهُ قَالَ اَرْجِعُ اِلٰى مَكَانِيْ الَّذِيْ كُنْتُ

یعنی وہ استغفار کرنے والے افراد ہی کو حاصل ہوں گی۔ مندرجۂ ذیل حدیث سے معلوم ہوگا کہ ان انفرادی برکات کے علاوہ استغفار کرنے والوں کے استغفار کی ایک بہت بڑی اور عمومی برکت یہ ہے کہ وہ پوری امت کے لئے عذاب عام سے امان ہے، اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد سے قیامت تک اُمّت گویا اسی کے سایہ میں ہے۔

(۲۹۰) عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیَّ اَمَانَیْنِ لِاُمَّتِیْ "وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ وَاَنْتَ فِیْہِمْ وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَہُمْ وَہُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ" فَاِذَا مَضَیْتُ تَرَکْتُ فِیْہِمُ الْاِسْتِغْفَارَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَۃِ ——— رواہ الترمذی

حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے میری امت کے لئے دو امانیں مجھ پر نازل فرمائیں (سورۂ انفال میں ارشاد فرمایا گیا) "وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ الآیۃ" (یعنی اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا کہ تم اُن کے درمیان موجود ہو اور ان پر عذاب نازل کردے، اور اللہ انھیں عذاب میں مبتلا نہیں کرے گا جبکہ وہ استغفار کرتے ہوں گے اور معافی و مغفرت مانگتے ہوں گے) ——— (آپ نے فرمایا): ——— پھر جب میں گزر جاؤں گا تو قیامت تک کے لئے تمھارے درمیان استغفار کو (بطور امان) چھوڑ جاؤں گا۔

——— (جامع ترمذی)

(تشریح) سورۂ انفال کی آیت ۳۳ "وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعَذِّبَہُمْ وَاَنْتَ فِیْہِمْ وَمَا کَانَ اللّٰہُ مُعَذِّبَہُمْ وَہُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ" جس کا اس حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حوالہ دیا ہے اس کا مدعا اور مقتضا یہ ہے کہ ایک تو خود آپ کی ذات اور آپ کا وجود امت کے لئے عذاب سے امان ہے، جب تک آپ ان میں موجود ہیں ان پر عذاب عام نازل نہیں کیا جائے گا۔ اور دوسری چیز جو اُن کے لئے وسیلۂ امان ہے وہ خود ان کا استغفار ہے۔

ملنے کی اُمید نہیں، پھر اثنائے سفر میں وہ کسی دن دوپہر میں کہیں سایہ دیکھ کر اُترا اور آرام کرنے کے ارادہ سے لیٹ گیا، اُس تھکے ماندے مسافر کی آنکھ لگ گئی، کچھ دیر کے بعد جب آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ اونٹنی اپنے سارے ساز و سامان کے ساتھ غائب ہے، وہ بیچارہ حیران و سراسیمہ ہو کر اُس کی تلاش میں دوڑا بھاگا، یہاں تک کہ گرمی اور پیاس کی شدت نے اس کو لب دم کر دیا، اب اس نے سوچا کہ شاید میری موت اسی طرح اس جنگل بیابان میں لکھی تھی، اور اب بھوک پیاس سے تڑپ تڑپ کر یہاں مرنا ہی میرے لئے مقدر ہے اس لئے وہ اسی سایہ کی جگہ میں مرنے کے لئے اٹک پڑ گیا اور موت کا انتظار کرنے لگا، اسی حالت میں اس کی آنکھ پھر جھپکی، اس کے بعد جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ اونٹنی اپنے پورے ساز و سامان کے ساتھ اپنی جگہ کھڑی ہے ——

ذرا اندازہ کیجئے کہ بھاگی ہوئی اور گم شدہ اونٹنی کو اس طرح اپنے پاس کھڑا دیکھ کے اُس بدو کو جو مایوس ہو کر مرنے کے لئے پڑ گیا تھا کس قدر خوشی ہوگی —— صادق مصدوق صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث پاک میں قسم کھا کے فرمایا کہ :- خدا کی قسم! بندہ جب جرم و گناہ کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا اور سچے دل سے توبہ کر کے اس کی طرف آتا ہے تو اس رحیم و کریم رب کو اس سے بھی زیادہ خوشی ہوتی ہے جتنی کہ اس بدو کو اپنی بھاگی ہوئی اونٹنی کے ملنے سے ہوگی۔

قریب قریب یہی مضمون صحیحین میں حضرت ابن مسعودؓ کے علاوہ حضرت انسؓ کی روایت سے بھی مروی ہے۔ اور صحیح مسلم میں ان دونوں بزرگوں کے علاوہ حضرت ابوہریرہ، حضرت نعمان بن بشیر اور حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہم سے بھی یہی مضمون مروی ہے، بلکہ حضرت انسؓ کی روایت میں یہ اضافہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس بدو مسافر کی فرط مسرت کا حال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ :- اونٹنی کے اس طرح مل جانے سے وہ اتنا خوش ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی اس بے انتہا عنایت اور بندہ نوازی کے اعتراف کے طور پر وہ کہنا چاہتا تھا کہ "اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّیْ وَاَنَا عَبْدُكَ" (خداوندا! بس تو ہی میرا رب ہے اور میں تیرا بندہ)

فِيهِ فَأَنَامُ حَتّٰى أَمُوتَ فَوَضَعَ رَأْسَهُ عَلٰى سَاعِدِهِ لِيَمُوتَ فَاسْتَيْقَظَ فَإِذَا رَاحِلَتُهُ عِنْدَهُ عَلَيْهَا زَادُهُ وَشَرَابُهُ فَاللّٰهُ أَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ مِنْ هٰذَا بِرَاحِلَتِهِ وَزَادِهِ ۔

رواہ البخاری ومسلم

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ ارشاد فرماتے تھے: ۔ خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کی توبہ سے اُس مسافر آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو (اثنائے سفر میں) کسی ایسی غیر آباد اور سنسان زمین پر اُتر گیا ہو جو سامانِ حیات سے خالی اور اسباب ہلاکت سے بھرپور ہو اور اس کے ساتھ بس اس کی سواری کی اونٹنی ہو اُسی پر اُس کے کھانے پینے کا سامان ہو، پھر وہ (آرام لینے کے لئے) سر رکھ کے لیٹ جائے پھر اُسے نیند آجائے پھر اس کی آنکھ کھلے تو دیکھے کہ اس کی اونٹنی (پورے سامان سمیت) غائب ہے، پھر وہ اس کی تلاش میں سرگرداں ہو، یہاں تک کہ گرمی اور پیاس وغیرہ کی شدت سے جب اس کی جان پر بن آئے تو وہ سوچنے لگے کہ (میرے لئے اب یہی بہتر ہے) کہ میں اُسی جگہ جاکر پڑ جاؤں (جہاں سویا تھا) یہاں تک کہ مجھے موت آجائے، پھر وہ (اسی ارادہ سے وہاں آکر) اپنے بازو پر سر رکھ کے مرنے کے لئے لیٹ جائے، پھر اس کی آنکھ کھلے تو وہ دیکھے کہ اس کی اونٹنی اس کے پاس موجود ہے اور اس پر کھانے پینے کا پورا سامان (جوں کا توں محفوظ) ہے، تو جتنا خوش یہ مسافر اپنی اونٹنی کے ملنے سے ہوگا خدا کی قسم مومن بندے کے توبہ کرنے سے خدا اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے ——— (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

(تشریح) ذرا تصور کیجئے اس بدو مسافر کا جو اکیلا اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر اور راستہ بھر کے لئے کھانے پینے کا سامان اُسی پر لاد کر دور دراز کے سفر پر کسی ایسے راستہ سے چلا جس میں کہیں دانہ پانی

و محور بنی نوع انسان ہی ہے، اُسی نے امانت کا بوجھ اٹھایا، اُسی کے لئے شریعت کا نزول ہوا، اور ثواب و عذاب در اصل اسی کے لئے ہے ——— پس اس پورے کارخانۂ عالم میں انسان ہی اصل مقصود ہے، اللہ نے اس کو اپنے خاص دستِ قدرت سے بنایا، اس میں اپنی روح ڈالی، اپنے فرشتوں سے اس کو سجدہ کرایا، اور ابلیس اس کو سجدہ ہی نہ کرنے کے جرم میں مردودِ بارگاہ ہوا اور اللہ نے اس کو اپنا دشمن قرار دیا ——— یہ سب اس لئے کہ اُس خالق نے انسان ہی میں اس کی صلاحیت رکھی ہے کہ وہ ایک زمینی اور مادی مخلوق ہونے کے باوجود اپنے خالق و پروردگار کی (جو وراء الوراء اور غیب الغیب ہے) اعلیٰ درجہ کی معرفت حاصل کرے، ممکن حد تک اس کے اسرار اور اس کی حکمتوں سے آشنا ہو، اس سے محبت اور اس کی اطاعت کرے، اس کے لئے اپنے نفسانی مرغوبات اور اپنی ہر چیز کو قربان کرے، اور اس دنیا میں اس کی خلافت کی ذمہ داریوں کو ادا کرے، اور پھر اس کی خاص الخاص عنایتوں اور بے حساب بخششوں کا مستحق ہو کر اس کی رحمت و رأفت، اس کے پیار و محبت اور اس کے بے انتہا لطف و کرم کا مورد بنے ——— اور چونکہ وہ ربِّ کریم اپنی ذات سے رحیم ہے اور لطف و کرم اس کی ذاتی صفت ہے (جس طرح بلا تشبیہ مامتا ماں کی ذاتی صفت ہے) اسی لئے اپنے وفادار اور نیک کردار بندوں کو انعامات و احسانات سے نوازنا اور اپنے عطیات سے ان کی جھولیوں کو بھر دینا اُس کے لئے بلا تشبیہ اسی طرح بے انتہا خوشی کا باعث ہوتا ہے جس طرح اپنے بچے کو دودھ پلانا اور نہلا دُھلا کر اچھے کپڑے پہنانا مامتا والی ماں کے لئے انتہائی خوشی کا باعث ہوتا ہے ——— اب اگر بندے نے بدبختی سے اپنے اُس خالق و پروردگار کی وفاداری اور فرمانبرداری کا راستہ چھوڑ کے بغاوت و نافرمانی کا

لیکن خوشی کی سرمستی میں اس کی زبان بہک گئی اور اُس نے کہا: "اَللّٰھُمَّ اَنْتَ عَبْدِیْ وَاَنَا رَبُّکَ" (میرے اللہ! بس تو میرا بندہ اور میں تیرا خدا) ۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس کی اس غلطی کی معذرت کرتے ہوئے فرمایا: "اَخْطَأَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ" (فرطِ مسرت اور بے حد خوشی کی وجہ سے اُس بیچارے بدّو کی زبان بہک گئی[1]) ۔

بلاشبہ اس حدیث میں توبہ کرنے والے گنا ہگاروں کو اللہ تعالیٰ کی جس خوشنودی کی بشارت سنائی گئی ہے وہ جنت اور اس کی ساری نعمتوں سے بھی فائق ہے ۔

شیخ ابن القیمؒ نے "مدارج السالکین" میں توبہ و استغفار ہی کے بیان میں اسی حدیث پر کلام کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی اس خوشنودی کی وضاحت میں ایک عجیب و غریب مضمون لکھا ہے جس کو پڑھ کر ایمانی روح وجد میں آجاتی ہے ۔ ذیل میں اس کا صرف حاصل و خلاصہ پیش کیا جاتا ہے:

"اللہ تعالیٰ نے اپنی پیدا کی ہوئی ساری کائنات میں انسان کو خاص شرف بخشا ہے، دنیا کی ساری چیزیں اس کے لئے پیدا کی گئی ہیں اور اس کو اپنی معرفت اور اطاعت و عبادت کے لئے پیدا فرمایا ہے، ساری مخلوقات کو اُس کے لئے مسخر کیا، اور اپنے فرشتوں تک کو اس کا خادم اور محافظ بنایا، پھر اس کی ہدایت و رہنمائی کے لئے کتابیں نازل فرمائیں اور نبوت و رسالت کا سلسلہ جاری فرمایا، پھر ان ہی میں سے کسی کو اپنا خلیل بنایا اور کسی کو شرفِ ہم کلامی بخشا، اور بہت بڑی تعداد کو اپنی ولایت اور قربِ خصوصی کی دولت سے نوازا ــــــ اور انسانوں ہی کے لئے دراصل جنت و دوزخ کو بنایا ــــــ الغرض دنیا و آخرت میں اور عالمِ خلق و امر میں جو کچھ ہے اور ہوگا اُس سب کا اصل مرکز

---

[1] علماء و فقہاء نے حضورؐ کے اس ارشاد سے سمجھا ہے کہ اگر اس طرح کسی کی زبان بہک جائے اور اس سے کفر کا کلمہ نکل جائے تو وہ کافر نہ ہوگا، فقہ اور فتاویٰ کی کتابوں میں اس کی تصریح ہے ۔ ۱۲

اور ایک بچہ روتا چلاتا ہوا اُس میں سے نکلا، اس کی ماں اس کو گھر سے دھکے دے دے کر نکال رہی تھی، جب وہ دروازہ سے باہر ہوگیا تو ماں نے اندر سے دروازہ بند کرلیا، بچہ اسی طرح روتا چلاتا بکتا بڑبڑاتا کچھ دور تک گیا، پھر ایک جگہ پہونچ کر کھڑا ہوگیا اور سوچنے لگا کہ میں اپنے ماں باپ کے گھر کے سوا کہاں جاسکتا ہوں اور کون مجھے اپنے پاس رکھ سکتا ہے، یہ سوچ کر ٹوٹے دل کے ساتھ وہ اپنے گھر کی طرف لوٹ پڑا، دروازہ پر پہونچ کر اس نے دیکھا کہ دروازہ اندر سے بند ہے تو وہ بیچارہ وہیں چوکھٹ پر سر رکھ کے پڑ گیا اور اسی حالت میں سوگیا۔ ماں آئی، اُس نے دروازہ کھولا اور اپنے بچے کو اس طرح چوکھٹ پر سر رکھ کے پڑا دیکھ کے اس کا دل بھر آیا اور مامتا کا جذبہ اُبھر آیا۔ اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، بچے کو اٹھا کر سینے سے لگایا اور اس کو پیار کرنے لگی، اور کہہ رہی تھی:۔

بیٹے تو نے دیکھا تیرے لئے میرے سوا کون ہے، تو نے نالائقی نادانی اور نافرمانی کا راستہ اختیار کرکے اور میرا دل دکھا کے مجھے وہ غصہ دلایا جو تیرے لئے میری فطرت نہیں ہے، میری فطرت اور مامتا کا تقاضا تو یہی ہے کہ میں تجھ پر پیار کروں اور تجھے راحت و آرام پہونچانے کی کوشش کروں، تیرے لئے ہر خیر اور بھلائی چاہوں میرے پاس جو کچھ ہے تیرے ہی لئے ہے ——— اُن عارف نے یہ سارا ماجرا دیکھا اور اس میں اُن کے لئے جو سبق تھا وہ لیا"۔

اس قصہ پر غور کرتے وقت رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سامنے رکھئے:۔

"لَلّٰہُ اَرْحَمُ لِعِبَادِہٖ مِنْ ھٰذِہٖ بِوَلَدِھَا"[1] (خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ کی ذات میں اپنے بندوں کے لئے اس سے زیادہ پیار اور رحم ہے جتنا کہ اس ماں میں اپنے بچے کے لئے ہے)۔

---

[1] یہ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کی ایک حدیث کا ٹکڑا ہے۔ ایک عورت تھی جو بڑے والہانہ انداز میں (بقیہ صفحہ ۳۵۲ پر)

طریقہ اختیار کرلیا اور اس کے دشمن اور باغی شیطان کے لشکر اور اس کے متبعین میں شامل ہوگیا اور ربِّ کریم کی ذاتی صفت رحمت و رافت اور لطف و کرم کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے بجائے وہ اُس کے قہر و غضب کو بھڑکانے لگا تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ میں (بلا تشبیہ) اُس غصہ اور ناراضی کی سی کیفیت پیدا ہوگی جو نالائق اور ناخلف بیٹے کی نافرمانی اور بدکرداری دیکھ کر ماں کے دل میں پیدا ہو جاتی ہے ——— پھر اگر اُس بندے کو کبھی اپنی غلطی کا احساس ہو جائے اور وہ محسوس کرے کہ میں نے اپنے مالک و پروردگار کو ناراض کر کے اپنے کو اور اپنے مستقبل کو برباد کرلیا اور اُس کے دامنِ رحم و کرم کے سوا میرے لئے کوئی جائے پناہ نہیں ہے، پھر وہ اپنے کئے پر نادم و پشیمان ہو اور مغفرت و رحمت کا سائل بن کر اُس کی بارگاہِ کرم کی طرف رجوع کرے، سچے دل سے توبہ کرے، روئے اور گڑگڑائے اور معافی مانگے اور آئندہ کے لئے وفاداری اور فرمانبرداری کا عہد و ارادہ کرلے تو سمجھا جا سکتا ہے کہ اس کے اس کریم رب کو جس کی ذاتی صفت رحمت و رأفت اور جس کا پیار ماں کے پیار سے بھی ہزاروں گنا زیادہ ہے، اور جو بندوں پر نعمتوں کی بارش برسا کے اتنا خوش ہوتا ہے جتنا نعمتوں کو پا کر محتاج بندے خوش نہیں ہوتے، تو سمجھا جا سکتا ہے کہ ایسے کریم پروردگار کو اپنے اس بندے کی اس توبہ و انابت سے کتنی خوشی ہوگی"

شیخ ابن القیم نے اس سے بہت زیادہ وضاحت اور بسط کے ساتھ یہ مضمون لکھنے کے بعد آخر میں کسی عارف کا ایک واقعہ لکھا ہے جو شیطان یا نفسِ امّارہ کے اغواء سے غلط راستے پر پڑ گئے تھے اور سرکشی و نافرمانی کے جراثیم ان کی رُوح میں پیدا ہونے لگے تھے ——— وہ لکھتے ہیں کہ: ———

"وہ عارف ایک گلی سے گزر رہے تھے، انھوں نے دیکھا کہ ایک گھر کا دروازہ کھلا

صلوٰۃ وسلام

"صلوٰۃ وسلام" دراصل اللہ تعالیٰ کے حضور میں کی جانے والی بہت اعلیٰ اور اشرف درجہ کی ایک دعا ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ پاک سے اپنی ایمانی وابستگی اور وفاکیشی کے اظہار کے لئے آپ کے حق میں کی جاتی ہے، اور اس کا حکم ہم بندوں کو خود اللہ تعالیٰ کی طرف سے قرآن پاک میں دیا گیا ہے، اور بڑے پیارے اور مؤثر انداز میں دیا گیا ہے۔ ارشاد فرمایا گیا ہے: ——— إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (الاحزاب - ع - ۷)۔

اس آیت میں اہلِ ایمان کو مخاطب کر کے فرمایا گیا ہے کہ وہ اللہ کے نبیؐ پر صلوٰۃ وسلام بھیجا کریں (اور یہی آیت کا اصل موضوع اور مدعا ہے) لیکن اس خطاب اور حکم میں خاص اہمیت اور وزن پیدا کرنے کے لئے پہلے بطورِ تمہید فرمایا گیا ہے کہ: "إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ" یعنی نبیؐ پر صلوٰۃ (جس کا تمہیں حکم دیا جا رہا ہے) خداوند قدوس اور اُسکے پاک فرشتوں کا معمول و دستور ہے، تم بھی اس کو اپنا معمول بنا کے اس محبوب و مبارک عمل میں شریک ہو جاؤ۔

حکم اور خطاب کا یہ انداز قرآن پاک میں صرف صلوٰۃ وسلام کے اس حکم ہی کے لئے اختیار کیا گیا ہے۔ دوسرے کسی اعلیٰ سے اعلیٰ عمل کے لئے بھی نہیں کہا گیا کہ خدا اور اُسکے فرشتے

کیسے بدبخت اور محروم ہیں وہ بندے جنھوں نے نافرمانی کی راہ اپنا کے ایسے رحیم و کریم پروردگار کی رحمت سے اپنے کو محروم کر لیا ہے اور اس کے قہر و غضب کو بھڑکا رہے ہیں، حالانکہ توبہ کا دروازہ اُن کے لئے کھلا ہوا ہے اور وہ اُس کی طرف قدم بڑھا کے اللہ تعالیٰ کا وہ پیار حاصل کر سکتے ہیں جس کے سامنے ماں کا پیار کچھ بھی نہیں ——— اللہ تعالیٰ ان حقائق کا فہم اور یقین نصیب فرمائے۔

يَا غَفَّارُ اغْفِرْ لِيْ يَا تَوَّابُ تُبْ عَلَيَّ يَا رَحْمٰنُ ارْحَمْنِيْ يَا رَؤُفُ ارْؤُفْ بِيْ يَا عَفُوُّ اعْفُ عَنِّيْ يَا رَبِّ اَوْزِعْنِيْ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِيْ اَنْعَمْتَ عَلَيَّ وَطَوِّقْنِيْ حُسْنَ عِبَادَتِكَ۔

(صفحہ ۳۵۱ کا بقیہ حاشیہ) اپنے بچے کو بار بار اٹھا کے سینے سے لگاتی اور دودھ پلاتی تھی، دیکھنے والوں کو محسوس ہوتا تھا کہ ماما کے جذبہ سے اس کا سینہ بھرا ہوا ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی طرف اشارہ کر کے فرمایا تھا۔ "خدا کی قسم! اللہ کی ذات میں اپنے بندوں کے لئے اُس سے زیادہ پیار اور ترحم ہے جتنا کہ اس ماں میں اپنے بچے کے لئے ہے" ۱۲

اور بڑا پیار دُلار ہے، اور وہ ان کی مدح وستائش کرتا اور عظمت وشرف کے بلند ترین مقام تک ان کو پہونچانا چاہتا ہے، اور فرشتے بھی ان کی تکریم وتعظیم اور مدح وثنا کرتے ہیں اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے بیش از بیش الطاف وعنایات اور رفع درجات کی دعائیں کرتے ہیں ــــــ اے ایمان والو! تم بھی ایسا ہی کرو، اور آپ کے لئے اللہ تعالیٰ سے خاص الخاص لطف وعنایت، محبت وعطوفت، مراتب اور درجات کی رفعت، پورے عالم کی سیادت وامامت اور مقام محمود وقبولیتِ شفاعت کی دعا کیا کرو اور آپ پر سلام بھیجا کرو۔

صلوٰۃ وسلام کی عظمت واہمیت :ــــــ

اس آیت میں جیسی شاندار تمہید اور جس اہتمام کے ساتھ اہل ایمان کو صلوٰۃ وسلام کا حکم دیا گیا ہے اُس سے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی کتنی اہمیت وعظمت ہے اور وہ کیسا محبوب عمل ہے ــــــ آگے درج ہونے والی حدیثوں سے معلوم ہوگا کہ اس میں اہل ایمان کے لئے کس قدر خیر، کتنی رحمت اور کیسی برکات ہیں۔

صلوٰۃ وسلام کے بارے میں فقہا کے مسالک :ــــــ

امت کے فقہا اس پر تقریباً متفق ہیں کہ سورۂ احزاب کی اس آیت کی رو سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنا ہر فرد امت پر فرض ہے، پھر ائمہ امت میں سے امام شافعیؒ اور ایک روایت کے مطابق امام احمدؒ بھی اس کے قائل ہیں کہ خاص کر ہر نماز کے قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا واجباتِ نماز میں سے ہے، اگر نہ پڑھی تو ان ائمہ کے نزدیک نماز ہی نہ ہوگی ــــــ لیکن امام مالکؒ اور امام ابوحنیفہؒ اور اکثر دوسرے فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ قعدہ میں تشہد تو بیشک واجب ہے جس کے ضمن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر سلام بھی آجاتا ہے لیکن اس کے بعد مستقلاً درود شریف پڑھنا فرض یا واجب نہیں

یہ کام کرتے ہیں تم بھی کرو ——— بلاشبہ صلوٰۃ وسلام کا یہ بہت بڑا امتیاز ہے، اور یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام محبوبیت کے خصائص میں سے ہے۔

صلوٰۃ علی النبی کا مطلب اور ایک اشکال کا حل: ———

سورۂ احزاب کی اس آیت میں بہت سے لوگوں کو یہ اشکال محسوس ہوتا ہے کہ اس میں اللہ اور فرشتوں کی نسبت سے بھی "صلوٰۃ" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے، اور مومن بندوں کی نسبت سے بھی وہی لفظ استعمال فرمایا گیا ہے، حالانکہ حقیقت کے لحاظ سے ان میں سے ہر ایک کا عمل دوسرے سے یقیناً مختلف ہے ——— اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ کا جو عمل ہوتا ہے (جس کو اس آیت میں فرشتوں کے عمل کے ساتھ جوڑ کر "یُصَلُّوْنَ" کے لفظ سے ذکر کیا گیا ہے) وہ ہرگز فرشتوں اور مومنین کا عمل نہیں ہوسکتا۔ اور اسی طرح ایمان والے بندوں سے جس عمل صلوٰۃ کا مطالبہ "صَلُّوْا" کے لفظ سے کیا گیا ہے وہ ہرگز خدا کا فعل نہیں ہوسکتا۔

اس کو حل کرنے کے لئے اکثر یہ کہا جاتا ہے کہ نسبت کے بدلنے سے صلوٰۃ کے معنی بدل جاتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کی طرف اُس کی نسبت ہو تو اس کا مطلب ہوتا ہے رحمت نازل کرنا، اور جب ملائکہ یا مومنین کی طرف نسبت ہو تو اس کا مطلب ہوتا ہے اللہ سے رحمت کی دعا کرنا ——— لیکن زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ صلوٰۃ کے معنی میں بہت وسعت ہے۔ تکریم و تشریف، مدح و ثنا، رفع مراتب محبت و عطوفت، برکت و رحمت، پیار و دلار، ارادۂ خیر و دعائے خیر، ان سب کو صلوٰۃ کا مفہوم حاوی ہے۔ اس لئے اس کی نسبت اللہ اور اس کے فرشتوں کی طرف اور ایمان والے بندوں کی طرف یکساں طور پر کی جاسکتی ہے ——— البتہ یہ فرق ہوگا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ اس کی شانِ عالی کے مطابق ہوگی، اور فرشتوں کی طرف سے ان کے مرتبہ کے مطابق، اور مومنین کی طرف سے اُن کی حیثیت کے مطابق۔

اس بنا پر آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی اپنے نبیؐ پر خاص الخاص عنایت و نوازش

اس کے لئے فرشتوں کا ایک پورا عملہ ہے۔

ذرا غور کریں! اگر آپ کو معلوم ہو جائے کہ اللہ کا فلاں بندہ آپ کے لئے اور آپ کے گھر والوں اور سب متعلقین کے لئے اچھی سے اچھی دعائیں برابر کرتا رہتا ہے، اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے اتنا نہیں مانگتا جتنا آپ کے لئے مانگتا ہے اور یہ اس کا محبوب ترین مشغلہ ہے، تو آپ کے دل میں اُس کی کیسی قدر و محبت اور خیر خواہی کا کیسا جذبہ پیدا ہوگا۔ پھر جب کبھی اللہ کا وہ بندہ آپ سے ملے گا اور آپ کے سامنے آئے گا تو آپ کس طرح اُس سے ملیں گے ——— اس مثال سے سمجھا جا سکتا ہے کہ اللہ کا جو بندہ ایمان و اخلاص کے ساتھ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود و سلام پڑھے اس پر آپ کی کیسی نظرِ عنایت ہوگی، اور قیامت و آخرت میں اس کے ساتھ آپ کا معاملہ کیا ہوگا ——— اور رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کا جو مقام حاصل ہے اس کو پیشِ نظر رکھ کر اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اُس بندہ سے اللہ تعالیٰ کتنا خوش ہوگا اور اُس پر اس کا کیسا کرم ہوگا۔

درود و سلام کا مقصد: ———

یہاں ایک بات یہ بھی قابلِ ذکر ہے کہ درود و سلام اگرچہ بظاہر رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے حق میں اللہ تعالیٰ سے ایک دُعا ہے لیکن جس طرح کسی دوسرے کے لئے دُعا کرنے کا اصلی مقصد اس کو نفع پہونچانا ہوتا ہے، اس طرح رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے کا مقصد آپ کی ذات پاک کو نفع پہونچانا نہیں ہوتا، ہماری دعاؤں کی آپ کو قطعاً کوئی احتیاج نہیں۔ بادشاہوں کو فقیروں مسکینوں کے تحفوں اور ہدیوں کی کیا ضرورت! ——— بلکہ جس طرح اللہ تعالیٰ کا ہم بندوں پر حق ہے کہ اس کی عبادت اور حمد و تسبیح کے ذریعہ اپنی عبدیت اور عبودیت کا نذرانہ اس کے حضور میں پیش کریں، اور اس سے اللہ تعالیٰ کو کوئی نفع نہیں پہونچتا بلکہ وہ خود ہماری ضرورت ہے، اور اس کا نفع ہم ہی کو پہونچتا ہے، اسی طرح رسُول اللہ صلی اللہ

بلکہ ایک اہم اور مبارک سنت ہے جس کے چھوٹ جانے سے نماز میں بڑا نقص رہ جاتا ہے ــــ مگر اس اختلاف کے باوجود اس پر تقریباً اتفاق ہے کہ اس آیت کے حکم کی تعمیل میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا ہر مسلمان پر اسی طرح فرض عین ہے جس طرح مثلاً آپ کی رسالت کی شہادت دینا جس کے لئے کسی وقت اور تعداد کا تعین نہیں کیا گیا ہے اور اس کا ادنیٰ سے ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ ایک دفعہ پڑھ لے اور پھر اس پر قائم رہے۔

آگے بعض وہ حدیثیں آئیں گی جن سے معلوم ہوگا کہ جب جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر آئے آپ پر لازماً درود بھیجا جائے اور اس میں کوتاہی کرنے والوں کے لئے سخت وعیدیں بھی آئیں گی ــــ ان احادیث کی بنا پر بہت سے فقہاء اس کے بھی قائل ہیں کہ جب کوئی آپ کا ذکر کرے یا کسی دوسرے سے سنے تو اس وقت آپ پر درود بھیجنا واجب ہے۔ پھر ایک رائے یہ ہے کہ اگر ایک ہی نشست اور ایک ہی سلسلۂ کلام میں بار بار آپ کا ذکر آئے تو ہر دفعہ درود پڑھنا واجب ہوگا۔ اور دوسری رائے یہ ہے کہ اس صورت میں ایک دفعہ درود پڑھنا تو واجب ہوگا اور ہر دفعہ پڑھنا مستحب ہوگا، اور محققین نے اسی کو اختیار کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

درود شریف کی امتیازی خاصیت:

اللہ تعالیٰ نے جس طرح ہماری اس مادی دنیا میں پھلوں اور پھولوں کو الگ الگ رنگتیں دی ہیں اور ان میں مختلف قسم کی خوشبوئیں رکھی ہیں (ہر گلے را رنگ و بوئے دیگر ست) اسی طرح مختلف عبادات اور اذکار و دعوات کے الگ الگ خواص اور برکات ہیں۔ درود شریف کی امتیازی خاصیت یہ ہے کہ خلوص دل سے اس کی کثرت، اللہ تعالیٰ کی خاص نظر رحمت، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے روحانی قرب اور آپ کی خصوصی شفقت وعنایت حاصل ہونے کا خاص الخاص وسیلہ ہے۔ آگے درج ہونے والی بعض حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ ہر امتی کا درود وسلام اس کے نام کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک پہونچایا جاتا ہے، اور

دعائیں کی جائیں، اس کے بعد شرک کے لئے کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ کتنا بڑا کرم ہے ربِّ کریم کا کہ اس کے اس حکم نے ہم بندوں اور اُمتیوں کو نبیوں اور رسولوں کا اور خاص کر سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کا دعاگو بنا دیا۔ جو بندہ ان مقدس ہستیوں کا دعاگو ہو وہ کسی مخلوق کا پرستار کیسے ہو سکتا ہے۔

احادیث میں درود و سلام کی ترغیبات اور فضائل و برکات :۔

اس تمہید کے بعد وہ حدیثیں پڑھئے جن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام کی ترغیب دی گئی ہے، اور اس کی فضیلت اور برکات کا بیان فرمایا گیا ہے۔

(۲۹۲) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ مَرَّةً وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔

رواہ مسلم

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ جو بندہ مجھ پر ایک دفعہ صلوٰۃ بھیجے، اللہ تعالیٰ اُس پر دس بار صلوٰۃ بھیجتا ہے۔

(صحیح مسلم)

(تشریح) اوپر عرض کیا جا چکا ہے کہ صلوٰۃ کے مفہوم میں بڑی وسعت ہے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جو تکریم و تشریف اور آپ پر جو خاص الخاص عنایت و نوازش ہوتی ہے اس کو بھی صلوٰۃ سے تعبیر کیا جاتا ہے اور عام ایمان والے بندوں کے ساتھ رحمت و کرم کا جو معاملہ ہوتا ہے اس کے لئے بھی صلوٰۃ کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے اس حدیث میں اس رحمت و عنایت کے لئے بھی جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے والے بندے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے صلوٰۃ کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ فرمایا گیا ہے: "صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا" (یعنی حضورؐ پر ایک دفعہ صلوٰۃ بھیجنے والے بندے پر اللہ تعالیٰ دس دفعہ صلوٰۃ بھیجتا ہے) مگر ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی صلوٰۃ میں اور دوسرے کسی

علیہ وسلم کے محاسن و کمالات، آپ کی پیغمبرانہ خدمات اور امت پر آپ کے عظیم احسانات کا یہ حق ہے کہ امتی آپ کے حضور میں عقیدت و محبت اور وفاداری و نیازمندی کا ہدیہ اور ممنونیت و سپاسگزاری کا نذرانہ پیش کریں، اسی کے لئے درود و سلام کا یہ طریقہ مقرر کیا گیا ہے۔ اور جیسا کہ عرض کیا گیا اس کا مقصد آپ کو کوئی نفع پہونچانا نہیں ہوتا، بلکہ اپنے ہی نفع کے لئے یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا و ثواب آخرت اور اس کے رسول پاک کا روحانی قرب اور ان کی خاص نظرِ عنایت حاصل کرنے کے لئے درود و سلام پڑھا جاتا ہے، اور پڑھنے والے کا اصل مقصد بس یہی ہوتا ہے۔

پھر یہ اللہ تعالیٰ کا خاص کرم ہے کہ وہ ہمارا درود و سلام کا یہ ہدیہ اپنے رسول پاک تک فرشتوں کے ذریعہ پہونچواتا ہے اور بہت سوں کا آپ کو قبر مبارک میں براہ راست بھی سنوا دیتا ہے (جیسا کہ آگے درج ہونے والی احادیث سے معلوم ہوگا) نیز ہمارے اس درود و سلام کے حساب میں بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اپنے الطاف و عنایات اور تکریم و تشریف میں اضافہ فرماتا ہے۔

درود و سلام کی خاص حکمت:

انبیاء علیہم السلام اور خاص کر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عقیدت و محبت اور وفاداری و نیازمندی کا ہدیہ اور ممنونیت و سپاس گزاری کا نذرانہ پیش کرنے کے لئے درود و سلام کا طریقہ مقرر کرنے کی سب سے بڑی حکمت یہ ہے کہ اس سے شرک کی جڑ کٹ جاتی ہے، اللہ تعالیٰ کے بعد سب سے مقدس اور محترم ہستیاں انبیاء علیہم السلام ہی کی ہیں اور ان میں سب سے اکرم و افضل خاتم النبیین سیدنا حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جب ان کے بارے میں بھی یہ حکم دے دیا گیا کہ ان پر درود و سلام بھیجا جائے (یعنی اللہ تعالیٰ سے ان کے لئے خاص الخاص عنایت و رحمت اور سلامتی کی دعا کی جائے) تو معلوم ہوا کہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کی رحمت و عنایت اور نظرِ کرم کے محتاج ہیں، اور ان کا حق اور مقام عالی یہی ہے کہ ان کے واسطے اللہ تعالیٰ سے اعلیٰ سے اعلیٰ

حَسَنَاتٍ وَمَحَا عَنْهُ عَشْرَ سَيِّئَاتٍ ـــــــــ رواہ النسائی

ابو بردہ بن نیار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ میرا جو امتی خلوص دل سے مجھ پر صلوٰۃ بھیجے، اللہ تعالیٰ اس پر دس صلوٰتیں بھیجتا ہے، اور اس کے صلہ میں اس کے دس درجے بلند کرتا ہے، اور اس کے حساب میں دس نیکیاں لکھا تا ہے اور اس کے دس گناہ محو فرما دیتا ہے ـــــــــ (سنن نسائی)

(تشریح) حضرت ابو ہریرہؓ والی پہلی حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایک دفعہ صلوٰۃ بھیجنے والے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے صرف دس صلوٰتوں کے بھیجے جانے کا ذکر تھا۔ اس کے بعد حضرت انسؓ والی دوسری حدیث میں دس صلوٰتوں کے علاوہ دس درجوں کی بلندی اور دس گناہوں کی معافی کا بھی ذکر فرمایا گیا۔ اور ابو بردہ بن نیارؓ والی اس تیسری حدیث میں ان سب کے علاوہ اس بندے کے نامۂ اعمال میں مزید دس نیکیوں کے لکھے جانے کی بشارت بھی سنائی گئی ـــــــــ اس عاجز کے نزدیک یہ صرف اجمال اور تفصیل کا فرق ہے یعنی دوسری اور تیسری حدیث میں جو کچھ فرمایا گیا ہے وہ پہلی حدیث کے اجمال کی تفصیل ہے واللہ اعلم۔ تیسری حدیث سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ صلہ پانے کے لئے شرط ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ "اخلاص قلب" سے بھیجی جائے۔

(۲۹۵) عَنْ اَبِیْ طَلْحَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَ ذَاتَ يَوْمٍ وَالْبِشْرُ فِیْ وَجْهِهٖ فَقَالَ اِنَّهٗ جَاءَنِیْ جِبْرَئِيْلُ فَقَالَ اِنَّ رَبَّكَ يَقُوْلُ اَمَا يُرْضِيْكَ يَا مُحَمَّدُ اَنْ لَا يُصَلِّیْ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِكَ اِلَّا صَلَّيْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا وَلَا يُسَلِّمُ عَلَيْكَ اَحَدٌ مِنْ اُمَّتِكَ اِلَّا سَلَّمْتُ عَلَيْهِ عَشْرًا۔

ـــــــــ رواہ النسائی والدارمی

ایمان والے بندے پر اس کی صلوٰۃ میں وہی فرق ہوگا جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقام عالی اور اُس ایمان والے بندے کے درجہ میں ہوگا۔

آگے درج ہونے والی بعض حدیثوں سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر ہم بندوں کے صلوٰۃ بھیجنے کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے آپ پر صلوٰۃ بھیجنے کی استدعا کریں۔

یہ بھی ظاہر ہے کہ اس حدیث کا مقصد و مدعا صرف ایک حقیقت اور واقعہ کی اطلاع دینا نہیں ہے بلکہ اُس مبارک عمل (الصَّلٰوۃ عَلَی النَّبی) کی ترغیب دینا ہے جو اللہ تعالیٰ کی صلوات یعنی خصوصی رحمتوں اور عنایتوں کے حاصل کرنے اور خود رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے قربِ روحانی کی برکات سے بہرہ ور ہونے کا خاص الخاص وسیلہ ہے ——— اسی طرح آگے درج ہونے والی حدیثوں کا مقصد و مدعا بھی یہی ہے۔

(۲۹۳) عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَحُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَرُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ ——— رواہ النسائی

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: — جو بندہ مجھ پر ایک صلوٰۃ بھیجے اللہ تعالیٰ اُس پر دس صلواتیں بھیجتا ہے اور اس کی دس خطائیں معاف کر دی جاتی ہیں اور اس کے دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں۔

——— (سنن نسائی)

(۲۹۴) عَنْ اَبِیْ بُرْدَۃَ بْنِ نِیَارٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ مِنْ اُمَّتِیْ صَلٰوۃً مُخْلِصًا مِنْ قَلْبِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ بِھَا عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَرَفَعَہٗ بِھَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ وَکَتَبَ لَہٗ بِھَا عَشْرَ

اَلَا اُبَشِّرُكَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَجَلَّ يَقُوْلُ لَكَ مَنْ صَلّٰى عَلَيْكَ صَلٰوةً صَلَّيْتُ عَلَيْهِ وَمَنْ سَلَّمَ عَلَيْكَ سَلَّمْتُ عَلَيْهِ ـــــــــــــــــــــــــــــــ رواہ احمد

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم آبادی سے نکل کر کھجوروں کے ایک باغ میں پہونچے اور سجدے میں گر گئے اور بہت دیر تک اسی طرح سجدے میں پڑے رہے، یہاں تک کہ مجھے خطرہ ہوا کہ آپ وفات تو نہیں پا گئے میں آپ کے پاس آیا اور غور سے دیکھنے لگا۔ آپ نے سر مبارک سجدے سے اٹھایا اور مجھ سے فرمایا کیا بات ہے اور تمھیں کیا فکر ہے؟۔ میں نے عرض کیا کہ (آپ کے دیر تک سجدے سے سر نہ اٹھانے کی وجہ سے) مجھے ایسا شبہ ہوا تھا، اس لئے میں آپ کو دیکھ رہا تھا ـــــــ تو آپ نے فرمایا کہ اصل واقعہ یہ ہے کہ جبرئیلؑ نے آکر مجھ سے کہا تھا کہ میں تمھیں بشارت سناتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ جو بندہ تم پر صلوٰۃ بھیجے میں اُس پر صلوٰۃ بھیجوں گا، اور جو تم پر سلام بھیجے میں اس پر سلام بھیجوں گا ـــــــــــــــــــــــــــــــ (مسند احمد)

(تشریح) اس حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے والے کے لئے اللہ کی طرف سے صلوٰۃ وسلام بھیجے جانے کا ذکر ہے، لیکن دس کا عدد اس روایت میں مذکور نہیں ہے، مگر اس سے پہلی حضرت ابوطلحہؓ والی روایت سے معلوم ہو چکا ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس دفعہ صلوٰۃ وسلام بھیجے جانے کی بشارت دی تھی ـــــــ پھر یا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کو بتاتے وقت دس کے عدد کا ذکر ضروری نہیں سمجھا، یا بعد کے کسی راوی کے بیان کرنے سے رہ گیا۔

اسی حدیث کی مسند احمد کی ایک روایت میں یہ لفظ بھی ہے کہ: "فَسَجَدْتُ لِلّٰهِ شُكْرًا" (یعنی میں نے اس بشارت کے شکر میں یہ سجدہ کیا تھا)۔ امام بیہقی نے اس حدیث کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ سجدۂ شکر کے ثبوت میں میری نظر میں یہ سب سے زیادہ صحیح حدیث ہے۔ واللہ اعلم۔

حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایک دن تشریف لائے اور آپ کے چہرۂ انور پر خوشی اور بشاشت کے آثار نمایاں تھے (اس کا سبب بیان کرتے ہوئے) آپ نے فرمایا کہ:- آج جبرئیل امینؑ آئے اور انھوں نے بتایا کہ تمہارا رب فرماتا ہے کہ اے محمدؐ! کیا یہ بات تمہیں راضی اور خوش نہیں کرے گی کہ تمہارا جو امتی تم پر صلوٰۃ بھیجے، میں اُس پر دس صلوٰتیں بھیجوں، اور جو تم پر سلام بھیجے، میں اُس پر دس سلام بھیجوں ——— (سنن نسائی، مسند دارمی)

(تشریح) قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا ہے: "وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ" (اے نبیؐ! تمہارا رب تم کو اتنا عطا فرمائے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے)۔ اس وعدہ کا پورا ظہور تو آخرت میں ہوگا لیکن یہ بھی اس کی ایک قسط ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا اتنا اکرام فرمایا، اور محبوبیتِ کبریٰ کا وہ مقام عالی آپ کو عطا فرمایا کہ جو بندہ آپ کی محبت اور آپ کے احترام میں خالصاً للہ آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجے، اللہ تعالیٰ نے اُس پر دس صلوٰتیں اور دس سلام بھیجنے کا دستور اپنے لئے مقرر فرمایا ——— اور جبرئیلِ امینؑ کے ذریعہ آپ کو اسکی اطلاع دی، اور اس پیارے انداز میں دی: "إِنَّ رَبَّكَ يَقُولُ أَمَا يُرْضِيكَ يَا مُحَمَّدُ" (تمہارا رب فرماتا ہے اے محمدؐ! کیا تمہیں ہمارا یہ فیصلہ راضی اور خوش نہیں کرے گا) ——— اللہ تعالیٰ نصیب فرمائے تو ان احادیث سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مقامِ محبوبیت کو کچھ سمجھا جا سکتا ہے۔

(۲۹۶) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى دَخَلَ نَخْلًا فَسَجَدَ فَأَطَالَ السُّجُوْدَ حَتّٰى خَشِيْتُ أَنْ يَكُوْنَ اللّٰهُ قَدْ تَوَفَّاهُ قَالَ فَجِئْتُ أَنْظُرُ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ مَالَكَ؟ فَذَكَرْتُ لَهُ ذٰلِكَ قَالَ فَقَالَ إِنَّ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِيْ

اللہ تعالیٰ ایک ہزار صلوٰتیں بھیجتا ہے یعنی رحمتیں اور نوازشیں فرماتا ہے، اس کے ہر مرتبہ میں ایک ہزار درجے ترقی دی جاتی ہے، اس کے اعمال نامہ سے ایک ہزار گناہ محو کئے جاتے ہیں اور ایک ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں ـــــ اللہ اکبر ـــــ کتنا ارزاں اور نفع بخش سودا ہے ـــــ اور کتنے خاسر و بے نصیب ہیں وہ لوگ جنھوں نے اس سعادت اور کمائی سے اپنے کو محروم کر رکھا ہے ـــــ اللہ تعالیٰ یقین نصیب فرمائے اور عمل کی توفیق دے۔

آپ کے ذکر کے وقت بھی درود سے غفلت کرنیوالوں کی محرومی اور ہلاکت

(۲۹۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ دَخَلَ عَلَيْهِ رَمَضَانُ ثُمَّ انْسَلَخَ قَبْلَ اَنْ يُّغْفَرَ لَهٗ وَرَغِمَ اَنْفُ رَجُلٍ اَدْرَكَ عِنْدَهٗ اَبَوَاهُ الْكِبَرَ اَوْ اَحَدُهُمَا فَلَمْ يُدْخِلَاهُ الْجَنَّةَ ـــــ رواه الترمذی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ذلیل و خوار ہو وہ آدمی جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور وہ اس وقت بھی مجھ پر صلوٰۃ یعنی درود نہ بھیجے، اور اسی طرح ذلیل و خوار ہو وہ آدمی جس کے لئے رمضان کا (رحمت و مغفرت والا) مہینہ آئے اور اس کے گزرنے سے پہلے اس کی مغفرت کا فیصلہ نہ ہو جائے (یعنی رمضان کا مبارک مہینہ بھی وہ غفلت و خدا فراموشی میں گزار دے اور توبہ و استغفار کر کے اپنی مغفرت کا فیصلہ نہ کرالے) - اور ذلیل و خوار ہو وہ آدمی جس کے ماں باپ یا دونوں میں سے کوئی ایک اس کے سامنے بڑھاپے کو پہونچیں اور وہ (ان کی خدمت کر کے) جنت کا استحقاق حاصل نہ کرلے۔

ـــــ (جامع ترمذی)

(تشریح) اس حدیث میں تین قسم کے جن آدمیوں کے لئے ذلت و خواری کی بددعا ہے

(۲۹۷) قریب قریب اسی مضمون کی ایک حدیث طبرانی نے اپنی سند کے ساتھ حضرت عمرؓ سے بھی روایت کی ہے، اُس میں بھی رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ایک غیر معمولی قسم کے سجدے کا ذکر ہے، اس کے آخر میں ہے کہ آپ نے سجدے سے اُٹھ کر مجھے بتایا کہ: ــــــــــ

اِنَّ جِبْرَئِیْلَ اَتَانِیْ فَقَالَ	جبرئیل میرے پاس آئے اور انھوں نے
مَنْ صَلّٰی عَلَیْکَ مِنْ اُمَّتِکَ	یہ پیغام پہونچایا کہ تمھارا جو اُمتی تم پر
وَاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا	ایک صلوٰۃ بھیجے گا اللہ تعالیٰ اُس پر
وَرَفَعَہٗ بِھَا عَشْرَ دَرَجَاتٍ۔	دس صلوٰتیں بھیجے گا اور اس کے دس
(معجم اوسط للطبرانی وسنن سعید بن منصور)	درجے بلند فرمائے گا۔

ان سب حدیثوں کا مقصد و مدعا ہم امتیوں کو یہی بتانا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ وسلام کا تمغہ اور اس کی بے انتہا عنایتیں اور رحمتیں حاصل کرنے کا ایک کامیاب اور بہترین ذریعہ خلوص قلب سے رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجنا ہے۔ اللہ تعالیٰ ایک دفعہ کے صلوٰۃ وسلام کے صلہ میں دس دفعہ صلوٰۃ وسلام بھیجتا ہے، دس درجے بلند فرماتا ہے، نامۂ اعمال میں سے دس گناہ محو کر دیئے اور مٹا دیئے جاتے ہیں اور دس نیکیاں لکھا دی جاتی ہیں ــــــــــ مثلاً اگر کوئی بندہ رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر روزانہ صرف سو دفعہ درود پاک پڑھتا ہے تو ان احادیث کی بشارت کے مطابق (جو ایک دو نہیں بلکہ بہت سے صحابۂ کرامؓ سے صحاح اور سنن و مسانید کی قریباً سب ہی کتابوں میں قابلِ اعتماد سندوں کے ساتھ مروی ہیں) اس پر

---

[1] حضرت ابوہریرہ، حضرت انسؓ، حضرت ابوبردہؓ بن نیار، حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف، حضرت ابوطلحہؓ انصاری اور حضرت عمرؓ کی احادیث تو یہاں درج کی جا چکی ہیں، ان کے علاوہ حضرت براءؓ بن عازب، سعیدؓ بن عمر انصاری اور حضرت جدیلہؓ بن عمرو بن عاصؓ کی روایت سے بھی یہ مضمون مختلف کتب حدیث میں مروی ہے، گویا یہ مضمون "قدرِ مشترک" کے لحاظ سے متواتر ہے، اور رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا ثبوت اس لحاظ سے یقینی اور قطعی ہے۔ ۱۲

فارغ ہو کر آپ منبر سے نیچے اُتر آئے تو ہم لوگوں نے عرض کیا: - یا رسُول اللہ! آج ہم نے آپ سے ایک ایسی چیز سنی جو ہم پہلے نہیں سنتے تھے (یعنی منبر کے ہر درجے پر قدم رکھتے وقت آج آپ "آمین" کہتے تھے، یہ نئی بات تھی)۔ آپ نے بتایا کہ: - جب میں منبر پر چڑھنے لگا تو جبرئیل امینؑ آگئے انھوں نے کہا کہ: "بَعِدَ مَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ" (تباہ و برباد ہو وہ محروم جو رمضان مبارک پائے اور اس میں بھی اس کی مغفرت کا فیصلہ نہ ہو) تو میں نے کہا "آمین" - پھر جب میں نے منبر کے دوسرے درجہ پر قدم رکھا تو انھوں نے کہا: "بَعِدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ" (تباہ و برباد ہو وہ بے توفیق اور بے نصیب جس کے سامنے تمہارا ذکر آئے اور وہ اس وقت بھی تم پر درود نہ بھیجے) تو میں نے اس پر بھی کہا: - "آمین" - پھر جب میں نے منبر کے تیسرے درجہ پر قدم رکھا تو انھوں نے کہا: "بَعِدَ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ الْكِبَرَ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ" (تباہ و برباد ہو وہ بدبخت آدمی جس کے ماں باپ یا اُن دو میں سے ایک اس کے سامنے بوڑھے ہو جائیں اور وہ (ان کی خدمت کرکے اور ان کو راضی خوش کرکے) جنت کا مستحق نہ ہو جائے) اس پر بھی میں نے کہا: - "آمین" ——— (مستدرک حاکم)

(تشریح) اس حدیث کا مضمون بھی قریب قریب وہی ہے جو اس سے پہلی حضرت ابوہریرہؓ والی حدیث کا تھا، فرق اتنا ہے کہ اس میں اصل بددعا کرنے والے حضرت جبرئیل علیہ السلام ہیں اور رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کی ہر بددعا پر "آمین" کہا ہے۔

حضرت جبرئیلؑ کی بددعا اور رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے "آمین" کہنے کا یہی واقعہ الفاظ کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ حضرت کعب بن عُجرہؓ انصاری کے علاوہ حضرت ابن عباسؓ، حضرت انسؓ، حضرت جابرؓ بن سمرہ، مالکؓ بن الحویرث اور عبداللہؓ بن الحارث رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث کی مختلف کتابوں میں روایت کیا گیا ہے ——— ان میں سے بعض روایتوں میں یہ بھی ہے کہ حضرت جبرئیلؑ بددعا کرتے تھے اور رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے مطالبہ کرتے تھے کہ آپ "آمین"

مشترک سنگین جرم یہ ہے کہ ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص عنایت اور رحمت و مغفرت حاصل کرنے کے بہترین مواقع فراہم کئے، لیکن انھوں نے خدا کی رحمت و مغفرت کو حاصل کرنا ہی نہیں چاہا اور اُس سے محروم رہنا ہی اپنے لئے پسند کیا، بیشک وہ بدبخت ایسی ہی بددعا کے مستحق ہیں ــــ اور آگے درج ہونے والی حدیث سے معلوم ہوگا کہ ایسے محروموں کے لئے اللہ کے مقرب ترین فرشتے حضرت جبرئیل امینؑ نے بھی بڑی سخت بددعا کی ہے، اللہ کی پناہ!۔

(۲۹۹) عَنْ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُحْضُرُوا فَحَضَرْنَا فَلَمَّا ارْتَقَى الدَّرَجَةَ قَالَ اٰمِيْنَ ثُمَّ ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّانِيَةَ فَقَالَ اٰمِيْنَ ثُمَّ ارْتَقَى الدَّرَجَةَ الثَّالِثَةَ فَقَالَ اٰمِيْنَ فَلَمَّا فَرَغَ نَزَلَ عَنِ الْمِنْبَرِ فَقُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ سَمِعْنَا مِنْكَ الْيَوْمَ شَيْئًا مَا كُنَّا نَسْمَعُهُ فَقَالَ اِنَّ جِبْرَئِيْلَ عَرَضَ لِيْ فَقَالَ بَعِدَ مَنْ اَدْرَكَ رَمَضَانَ فَلَمْ يُغْفَرْ لَهُ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّانِيَةَ قَالَ بَعِدَ مَنْ ذُكِرْتَ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيْكَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ فَلَمَّا رَقِيْتُ الثَّالِثَةَ قَالَ بَعِدَ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ الْكِبَرُ اَوْ اَحَدُهُمَا فَلَمْ يُدْخِلِ الْجَنَّةَ فَقُلْتُ اٰمِيْنَ۔

رواه الحاكم في المستدرك وقال صحيح الاسناد

حضرت کعب بن عجرہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو فرمایا: میرے پاس آجاؤ، ہم لوگ حاضر ہو گئے (آپ کو جو کچھ ارشاد فرمانا تھا اس کے لئے آپ منبر پر جانے لگے) جب منبر کے پہلے درجے پر آپ نے قدم رکھا تو فرمایا: "اٰمین" پھر جب دوسرے درجے پر قدم رکھا تو پھر فرمایا: "اٰمین" ۔ اسی طرح [illegible] جو کچھ آپ کو فرمانا تھا جب اُس سے

ذکر آئے اور وہ زبان سے درود کے دو کلمے کہنے میں بھی بخل کرے ـــــ حالانکہ آپ نے اُمت کے لئے وہ کیا ہے اور اُمت کو آپ کے ہاتھوں سے وہ دولتِ عظمیٰ ملی ہے کہ اگر ہر اُمتی اپنی جان بھی آپ کے لئے قربان کردے تو حق ادا نہ ہو سکے گا ؎

مرحبا اے پیک مشتاقاں بدہ پیغام دوست
تا کنم جاں از سرِ رغبت فدائے نام دوست

مُسلمانوں کی کوئی نشست ذکر اللہ اور صلوٰۃ علی النبیؐ سے خالی نہ ہونی چاہئے

(۳۰۱) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا جَلَسَ قَوْمٌ مَجْلِسًا لَمْ یَذْکُرُوا اللّٰهَ فِیْهِ وَلَمْ یُصَلُّوْا عَلٰی نَبِیِّهِمْ اِلَّا کَانَ عَلَیْهِمْ تِرَةً فَاِنْ شَاءَ عَذَّبَهُمْ وَاِنْ شَاءَ غَفَرَ لَهُمْ ـــــ رواہ الترمذی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ کہیں بیٹھے اور انھوں نے اُس نشست میں نہ اللہ کو یاد کیا اور نہ اپنے نبی پر درود بھیجا (یعنی ان کی وہ مجلس اور نشست ذکر اللہ اور صلوٰۃ علی النبیؐ سے بالکل خالی رہی) تو قیامت میں یہ اُن کیلئے حسرت و خسران کا باعث ہوگی۔ پھر چاہے اللہ ان کو عذاب دے اور چاہے معاف فرما دے اور بخش دے۔ ـــــ (جامع ترمذی)

(تشریح) معلوم ہوا کہ مسلمان کی کوئی نشست اور مجلس ایسی نہ ہونی چاہئے جو اللہ کے ذکر سے اور رسول پاک صلے اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام سے خالی رہے۔ اگر زندگی میں ایک نشست بھی ایسی ہوئی تو قیامت میں اس پر باز پرس ہوگی، اُس وقت سخت حسرت اور پشیمانی ہوگی۔ پھر چاہے اللہ کی طرف سے معافی مل جائے یا سزا دی جائے۔

یہی مضمون قریب قریب انہی الفاظ میں حضرت ابوہریرہؓ کے علاوہ حضرت ابوسعید خدری

کہئے، تو آپ آمین کہتے تھے۔ ان سب حدیثوں میں مذکورہ بالا تین قسم کے محروموں کیلئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت جبرئیلؑ کی طرف سے سخت ترین بد دعا کے انداز میں جس طرح انتہائی ناراضی اور بیزاری کا اظہار کیا گیا ہے، یہ دراصل ان تینوں کوتاہیوں کے بارے میں سخت ترین انتباہ ہے۔ نیز اس سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی محبوبیت کی وجہ سے فرشتوں کی دنیا اور ملاءِ اعلیٰ میں عظمت و محبوبیت کا وہ بلند ترین مقام حاصل ہے کہ جو شخص آپ کے حق کی ادائیگی کے معاملہ میں صرف اتنی کوتاہی اور غفلت کرے کہ آپ کے ذکر کے وقت آپ پر درود نہ بھیجے تو اس کے لئے سارے ملاءِ اعلیٰ کے امام اور نمائندے حضرت جبرئیل کے دل سے اتنی سخت بد دعا نکلتی ہے اور وہ اس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی آمین کہلواتے ہیں ——— اللہ تعالیٰ اس قسم کی ہر تقصیر اور کوتاہی سے محفوظ رکھے، اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی حق شناسی اور حق کی ادائیگی کی توفیق دے۔

ان ہی احادیث کی بنا پر فقہا نے یہ رائے قائم کی ہے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر آئے تو آپ پر درود بھیجنا ذکر کرنے والے پر بھی اور سننے والوں پر بھی واجب ہے، جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے۔

(۳۰۰) عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلْبَخِيْلُ الَّذِيْ مَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهٗ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ ——— رواه الترمذی

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:- اصلی بخیل اور کنجوس وہ آدمی ہے جس کے سامنے میرا ذکر آئے اور وہ (ذرا سی زبان ہلا کے) مجھ پر درود بھی نہ بھیجے ——— (جامع ترمذی)

(تشریح) مطلب یہ ہے کہ عام طور سے بخیل ایسے آدمی کو سمجھا جاتا ہے جو دولت کے خرچ کرنے میں بخل کرے، لیکن اس سے بھی بڑا بخیل اور بہت بڑا بخیل وہ آدمی ہے جس کے سامنے میرا

اُس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی ——— (مسند احمد)

(تشریح) اس حدیث کو طبرانی نے بھی معجم کبیر میں روایت کیا ہے اور اس کے یہ الفاظ ہیں "مَنْ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ" اس میں صلوٰۃ اور دُعا کے پورے الفاظ آگئے ہیں اور بہت مختصر ہیں یوں تو رسُول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے سب ہی اُمتیوں کی انشاء اللہ شفاعت فرمائیں گے لیکن جو اہلِ ایمان آپ پر ان الفاظ میں دُرود بھیجیں اور اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے یہ دُعا کریں۔ ان کی شفاعت کا آپ اپنے پر خصوصی حق سمجھیں گے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اُن کی سفارش اُمید ہے کہ اہتمام سے فرمائیں گے۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔

اگر کوئی اپنے مقاصد کیلئے دُعاؤں کی جگہ بھی دُرود ہی پڑھے تو اُس کے سارے مسائل غیب سے حل ہوں گے

(۳۰۴) عَنْ اُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّيْ اُكْثِرُ الصَّلٰوةَ عَلَيْكَ فَكَمْ اَجْعَلُ لَكَ مِنْ صَلٰوتِيْ فَقَالَ مَا شِئْتَ قُلْتُ الرُّبُعَ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ قُلْتُ النِّصْفَ، فَقَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ، قُلْتُ فَالثُّلُثَيْنِ قَالَ مَا شِئْتَ فَاِنْ زِدْتَّ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ، قُلْتُ اَجْعَلُ لَكَ صَلٰوتِيْ كُلَّهَا قَالَ اِذًا تُكْفٰى هَمَّكَ وَيُكَفَّرُ لَكَ ذَنْبُكَ ——— (رواہ الترمذی)

حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ پر دُرود زیادہ بھیجا کروں (یعنی اللہ تعالیٰ سے آپ پر صلوٰۃ کی استدعا زیادہ کیا کروں) آپ مجھے بتا دیجئے کہ اپنی دُعا میں سے کتنا حصہ آپ پر

حضرت ابوامامہ باہلی اور حضرت واثلہ بن الاسقع رضی اللہ عنہم سے بھی حدیث کی مختلف کتابوں میں مروی ہے۔

درود شریف کی کثرت قیامت میں حضورؐ کے خصوصی قرب کا وسیلہ:۔

(۳۰۲) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْلَى النَّاسِ بِيْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَكْثَرُهُمْ عَلَيَّ صَلٰوةً۔

(رواہ الترمذی)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیامت کے دن مجھ سے قریب ترین اور مجھ پر زیادہ حق رکھنے والا میرا وہ اُمتی ہوگا جو مجھ پر زیادہ صلوٰۃ بھیجنے والا ہوگا ——— (جامع ترمذی)

(تشریح) مطلب یہ ہے کہ ایمان اور ایمان والی زندگی کی بنیادی شرط کے ساتھ میرا جو اُمتی مجھ پر زیادہ سے زیادہ صلوٰۃ وسلام بھیجے گا، اس کو قیامت میں میرا خصوصی قرب اور خاص تعلق حاصل ہوگا۔ اللہ تعالیٰ یہ دولت اور سعادت حاصل کرنے کی توفیق دے۔

(۳۰۳) عَنْ رُوَيْفِعِ بْنِ ثَابِتٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ صَلّٰى عَلٰى مُحَمَّدٍ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ۔

رواہ احمد

حضرت رُویفع بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرا جو اُمتی مجھ پر صلوٰۃ بھیجے اور ساتھ ہی یہ دُعا کرے:۔ اَللّٰهُمَّ اَنْزِلْهُ الْمَقْعَدَ الْمُقَرَّبَ عِنْدَكَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ۔ (اے اللہ! ان کو یعنی اپنے نبی حضرت محمدؐ کو قیامت کے دن اپنے قریب کی نشست گاہ (کرسی) عطا فرما) تو

تمہارے لئے بہتر ہی ہوگا۔ آخر میں انھوں نے طے کیا کہ میں وہ سارا وقت جس میں اپنے لئے اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرتا ہوں، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے ہی میں یعنی اللہ تعالیٰ سے آپ کے لئے مانگنے میں صرف کروں گا۔ ان کے اس فیصلہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت سنائی کہ اگر تم ایسا کرو گے تو تمہارے وہ سارے مسائل و مہمات جن کے لئے تم دعائیں کرتے ہو اللہ تعالیٰ کے کرم سے آپ سے آپ حل ہوں گے، اور تم سے جو گناہ و قصور ہوئے ہوں گے وہ بھی ختم کر دیئے جائیں گے، ان پر کوئی مواخذہ نہ ہوگا۔

"معارف الحدیث" کی اسی جلد میں تلاوت قرآن مجید کے فضائل کے بیان میں حدیث قدسی گزر چکی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نقل فرمایا ہے:—

"مَنْ شَغَلَهُ الْقُرْآنُ عَنْ ذِكْرِيْ وَمَسْئَلَتِيْ اَعْطَيْتُهُ اَفْضَلَ مَا اُعْطِي السَّائِلِيْنَ"

جس کا مطلب یہ ہے کہ جو بندہ تلاوت قرآن میں اتنا مشغول رہے کہ اسکے علاوہ اللہ کے ذکر کیلئے اور اپنے مقاصد کے واسطے دعا کرنے کے لئے اسے وقت ہی نہ ملے، تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی طرف سے اس سے بھی زیادہ اور بہتر دے گا جتنا دعا کرنے والوں اور مانگنے والوں کو دیتا ہے۔

جس طرح اس حدیث میں اُن بندوں کے لئے جو تلاوت قرآن میں اپنا سارا وقت صرف کردیں، اور بس اسی کو اپنا وظیفہ بنالیں، اللہ تعالیٰ کی اس خاص عنایت و نوازش کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ وہ ان کو دعائیں کرنے والوں اور مانگنے والوں سے بھی زیادہ اور بہتر عطا فرمائے گا۔ اسی طرح حضرت ابی بن کعب والی اس زیر تشریح حدیث میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان محسنین و مخلصین کے بارے میں جو اپنی دعائیں صرف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے وقف کردیں، اور اپنے ذاتی مسائل و مقاصد کے لئے دعاؤں کی جگہ بھی بس آپ پر صلوٰۃ بھیجیں، بتایا ہے کہ اُن پر اللہ تعالیٰ کا یہ خاص الخاص کرم ہوگا کہ اُن کے مسائل و مہمات غیب سے حل کئے جائیں گے اور ان کے گناہ دھو ڈالے جائیں گے۔

اس کا راز یہ ہے کہ جس طرح قرآن مجید کی تلاوت سے خاص شغف اور بس اسی کو اپنا وظیفہ

صلوٰۃ کے لئے مخصوص کردوں؟ (یعنی میں اپنے لئے دعا کرنے میں جو وقت صرف کیا کرتا ہوں اس میں کتنا آپ پر صلوٰۃ کے لئے مخصوص کردوں) آپ نے فرمایا: جتنا چاہو ——— میں نے عرض کیا کہ: میں اس وقت کا چوتھائی حصہ آپ پر صلوٰۃ کے لئے مخصوص کردوں گا۔ آپ نے فرمایا جتنا تم چاہو، اور اگر اور زیادہ کروگے تو تمہارے لئے بہتر ہی ہوگا ——— میں نے عرض کیا: تو پھر میں آدھا وقت اس کے لئے مخصوص کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: جتنا چاہو کردو، اور اگر اور زیادہ کروگے تو تمہارے لئے بہتر ہی ہوگا ——— میں نے عرض کیا: تو پھر میں اس میں سے دو تہائی وقت آپ پر صلوٰۃ کے لئے مخصوص کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: جتنا تم چاہو کردو، اور اگر زیادہ کردوگے تو تمہارے لئے خیر ہی کا باعث ہوگا ——— میں نے عرض کیا: پھر تو میں اپنی دعا کا سارا ہی وقت آپ پر صلوٰۃ کے لئے مخصوص کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا: اگر تم ایسا کروگے تو تمہاری ساری فکروں اور ضرورتوں کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کفایت کی جائے گی (یعنی تمہارے سارے دینی و دنیاوی مہمات غیب سے انجام پائیں گے) اور تمہارے گناہ و قصور ختم کردیے جائیں گے۔ ——— (جامع ترمذی)

(التشریح) حدیث کا مطلب سمجھنے کے لئے جتنی تشریح کی ضرورت تھی وہ ترجمہ میں کردی گئی ہے۔ عام طور سے شارحین نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں "صلوٰۃ" "دعا" کے معنی میں استعمال ہوا ہے، جو اس کے اصل معنی ہیں۔

حضرت اُبی بن کعب کثیر الدعوات تھے، اللہ تعالیٰ سے بہت دعائیں مانگا کرتے تھے۔ اُنکے دل میں آیا کہ میں اللہ تعالیٰ سے جو دعائیں مانگتا ہوں اور جتنا وقت اس میں صرف کرتا ہوں اس میں سے کچھ وقت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ کے لئے (یعنی اللہ تعالیٰ سے آپ کے واسطے مانگنے کے لئے) مخصوص کردوں۔ اس بارے میں انھوں نے خود حضور سے دریافت کیا کہ میں کتنا وقت اس کے لئے مخصوص کردوں۔ آپ نے اپنی طرف سے وقت کی کوئی تحدید و تعیین مناسب نہیں سمجھی، بلکہ ان ہی کی رائے پر چھوڑ دیا، اور یہ اشارہ فرمادیا کہ اس کے لئے جتنا بھی زیادہ وقت دوگے

حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے فرمایا: دُعا آسمان اور زمین کے درمیان ہی رُکی رہتی ہے اوپر نہیں جاسکتی جب تک کہ نبی پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) پر درود نہ بھیجا جائے۔ ——— (جامع ترمذی)

(تشریح) وہ حدیث "آداب دُعا" کے ذیل میں ص۱۳۲ پر گزر چکی ہے جس میں ہدایت فرمائی گئی ہے کہ دُعا کرنے والے کو چاہئے کہ پہلے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے اور رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دُرود بھیجے، اسکے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنی حاجت عرض کرے۔ حضرت عمرؓ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ دُعا کے بعد بھی رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنی چاہئے، وہ دُعا کی قبولیت کا خاص وسیلہ ہے ——— "حصن حصین" میں شیخ ابو سلیمان دارانیؒ سے نقل کیا گیا ہے انھوں نے فرمایا کہ دُرود شریف (جو رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں ایک اعلیٰ و اشرف دُعا ہے) وہ تو اللہ تعالیٰ ضرور ہی قبول فرماتا ہے، پھر جب بندہ اپنی دُعا سے پہلے بھی اللہ تعالیٰ سے حضورؐ کے حق میں دُعا کرے اور اسکے بعد بھی دُعا کرے تو اس کے کرم سے یہ بہت ہی بعید ہے کہ وہ اوّل و آخر کی دُعائیں تو قبول کرلے اور درمیان کی اس بیچارے کی دُعا رد کردے، اسلئے پوری اُمید رکھنی چاہئے کہ جس دُعا کے اوّل و آخر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجی جائے گی وہ انشاء اللہ ضرور قبول ہوگی۔

مندرجہ بالا روایت میں اس کا ذکر نہیں ہے کہ حضرت عمرؓ نے یہ بات (جو انھوں نے دُعا کی قبولیت کے بارے میں فرمائی) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنی تھی، لیکن چونکہ یہ ایسی بات ہے کہ کوئی شخص اپنی رائے اور فہم سے ایسا دعویٰ نہیں کرسکتا، بلکہ اللہ کے پیغمبر سے سُن کے ہی ایسی بات کہی جاسکتی ہے، اسلئے محدثین کے مسلمہ اصُول کے مطابق یہ روایت حدیث مرفوع ہی کے حکم میں ہے۔

دُنیا میں کہیں بھی دُرود بھیجا جائے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہونچتا ہے

(۳۰۶) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

بنالینا اللہ کی مقدس کتاب پر ایمان اور اس سے محبت و تعلق کی خاص نشانی ہے، اور اسلئے ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کے خاص الخاص فضل کے مستحق ہیں۔ اسی طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ و سلام سے ایسا شغف کہ اپنے ذاتی مقاصد و مسائل کے لئے دعا کی جگہ بھی بس آپ پر صلوٰۃ بھیجی جائے اور اپنے لئے کچھ مانگنے کی جگہ بس آپ ہی کے لئے خدا سے مانگا جائے ——— اللہ کے محبوب رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) پر صادق ایمان اور سچے ایمانی تعلق اور قلبی محبت کی علامت ہے اور ایسے مخلص بندے بھی اس کے مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے سارے مسائل اپنی رحمت سے بلا اُن کے مانگے حل فرمائے۔

علاوہ ازیں وہ احادیث ابھی گزر چکی ہیں جن میں بیان فرمایا گیا ہے کہ جو بندہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک صلوٰۃ بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر دس صلوٰتیں بھیجی جاتی ہیں، اس کے اعمال نامے میں دس نیکیاں درج کی جاتی ہیں، دس گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں اور دس درجے بلند کر دیئے جاتے ہیں ——— ذرا غور کیا جائے، جس بندے کا حال یہ ہو کہ وہ اپنی ذاتی دعاؤں کی جگہ بھی بس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجے، اللہ سے اپنے لئے کچھ بھی نہ مانگے، صرف حضورؐ کے لئے صلوٰۃ کی استدعا کرے، اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے صلوٰت و برکات اور رحمتوں و عنایتوں کی کیسی موسلا دھار بارش ہوگی، جس کا لازمی اثر اور انجام یہی ہوگا کہ اللہ کی رحمت بلا مانگے اس کی چاہتیں اور ضرورتیں پوری کرے گی، اور گناہوں کے اثرات سے وہ بالکل پاک صاف کر دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ان حقائق کا یقین اور عمل نصیب فرمائے۔

درود شریف دعا کی قبولیت کا وسیلہ:———

(۳۰۵) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ اِنَّ الدُّعَاءَ مَوْقُوْفٌ بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ لَا يَصْعَدُ مِنْهُ شَيْءٌ حَتّٰى تُصَلِّيَ عَلٰى نَبِيِّكَ ——— (رواہ الترمذی)

جن بندوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قلبی تعلق کا کچھ حصہ عطا فرمایا ہو اُن کے لئے یہ کتنی بڑی بشارت اور تسلی کی بات ہے کہ خواہ وہ ہزاروں میل دُور ہوں اُن کا صلوٰۃ وسلام آپ کو پہونچتا ہے۔ ع

قرب جانی چو بود بُعد مکانی سہل است

(۳۰۷) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِلّٰهِ مَلٰٓئِكَةً سَيَّاحِيْنَ فِي الْاَرْضِ يُبَلِّغُوْنِيْ مِنْ اُمَّتِيَ السَّلَامَ ——— رواہ النسائی والدارمی

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:۔ اللہ کے کچھ فرشتے ہیں جو دنیا میں چکّر لگاتے رہتے ہیں اور میرے امتیوں کا سلام وصلوٰۃ مجھے پہونچاتے ہیں ——— (سنن نسائی، مسند دارمی)

(تشریح) ایک دوسری حدیث میں جس کو طبرانی وغیرہ نے حضرت عمار بن یاسرؓ سے روایت کیا ہے، یہ بھی تفصیل ہے کہ صلوٰۃ وسلام پہونچانے والا فرشتہ بھیجنے والے امتی کے نام کے ساتھ صلوٰۃ وسلام پہونچاتا ہے، کہتا ہے: "یا محمدؐ صَلّٰی عَلَیْکَ فلان کذا وکذا" (اے محمدؐ! تمہارے فلاں امتی نے تم پر اس طرح صلوٰۃ وسلام بھیجا ہے) ———

اور حضرت عمار بن یاسرؓ کی اسی حدیث کی بعض روایات میں یہ بھی ہے کہ وہ فرشتہ صلوٰۃ وسلام بھیجنے والے امتی کا نام اس کی ولدیت کے ساتھ ذکر کرتا ہے، یعنی حضورؐ کی خدمت میں عرض کرتا ہے: "یا محمدؐ صَلّٰی عَلَیْکَ فلان بن فلان" ——— کتنی خوش قسمتی ہے اور کتنا ارزاں سودا ہے کہ جو امتی اخلاص کے ساتھ صلوٰۃ وسلام عرض کرتا ہے، وہ حضورؐ کی خدمت میں اس کے نام اور ولدیت کے ساتھ فرشتے کے ذریعہ پہونچتا ہے، اور اس طرح آپ کی بارگاہِ عالی میں اُس بے چارے مسکین امتی اور اس کے باپ کا ذکر بھی آجاتا ہے۔ ۵

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا وَّلَا تَجْعَلُوْا قَبْرِيْ عِيْدًا وَصَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ حَيْثُ كُنْتُمْ ـــــــــــــــ رواہ النسائی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود سنا، آپ نے ارشاد فرمایا:۔ تم اپنے گھروں کو قبریں نہ بنالو، اور میری قبر کو میلہ نہ بنالینا، ہاں مجھ پر صلوٰۃ بھیجا کرنا، تم جہاں بھی ہو گے مجھے تمہاری صلوٰۃ پہونچے گی۔

ـــــــــــــــ (سنن نسائی)

(تشریح) اس حدیث میں تین ہدایتیں فرمائی گئی ہیں۔ پہلی یہ کہ "اپنے گھروں کو قبریں نہ بنالو" اس کا مطلب عام طور سے شارحین نے یہ بیان کیا ہے کہ جس طرح قبروں میں مُردے ذکر و عبادت نہیں کرتے، اور قبریں ذکر و عبادت سے خالی رہتی ہیں، تم اپنے گھروں کو ایسا نہ بنالو کہ وہ ذکر و عبادت سے خالی رہیں، بلکہ ان کو ذکر و عبادت سے معمور رکھو ـــــــ اس سے معلوم ہوا کہ جن گھروں میں اللہ کا ذکر اور اس کی عبادت نہ ہو وہ زندوں کے گھر نہیں، بلکہ مردوں کے قبرستان ہیں۔ دوسری ہدایت یہ فرمائی گئی ہے کہ "میری قبر کو میلہ نہ بنالینا"۔ یعنی جس طرح سال کے کسی معین دن میں میلوں میں لوگ جمع ہوتے ہیں اس طرح میری قبر پر کوئی میلہ نہ لگایا جائے۔

بزرگانِ دین کی قبروں پر عرسوں کے نام سے جو میلے ہوتے ہیں ان سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اگر خدانخواستہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف پر کوئی میلہ اس طرح کا ہوتا تو اس سے روح پاک کو کتنی شدید اذیت پہونچتی۔

تیسری ہدایت یہ فرمائی گئی ہے کہ تم مشرق یا مغرب میں خشکی یا تری میں جہاں بھی ہو، مجھ پر صلوٰۃ بھیجو، وہ مجھے پہونچے گی ـــــــ یہی مضمون قریب قریب ان ہی الفاظ میں طبرانی نے اپنی سند سے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کیا ہے، اس کے الفاظ ہیں "حَيْثُمَا كُنْتُمْ فَصَلُّوْا عَلَيَّ فَاِنَّ صَلٰوتَكُمْ تَبْلُغُنِيْ" ـــــ اللہ تعالیٰ نے

رہتا ہے اور جب کوئی سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ جواب دلوانے کے لئے اس میں روح ڈال دیتا ہے ـــــــ اس بنا پر اکثر شارحین نے "ردِّ روح" کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ قبرِ مبارک میں آپ کی روحِ پاک کی تمام تر توجہ دوسرے عالم کی طرف اور اللہ تعالیٰ کی جمالی و جلالی تجلیات کے مشاہدہ میں مصروف رہتی ہے (اور یہ بات بالکل قرینِ قیاس ہے) پھر جب کوئی امتی سلام عرض کرتا ہے اور وہ فرشتہ کے ذریعہ یا براہِ راست آپ تک پہونچتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے اذن سے آپ کی روح اس طرف بھی متوجہ ہوتی ہے اور آپ سلام کا جواب دیتے ہیں، بس اس رُوحانی توجہ و التفات کو "ردِّ رُوح" سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔

عاجز راقم سطور عرض کرتا ہے کہ اس بات کو وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں جو عالمِ برزخ کے معاملات و احوال سے کچھ مناسبت رکھتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان حقائق کی معرفت نصیب فرمائے۔

اس حدیث کا خاص پیغام یہ ہے کہ جو امتی بھی اخلاصِ قلب سے آپ پر سلام بھیجتا ہے، آپ عادی اور سرسری طور پر صرف زبان سے نہیں بلکہ روح اور قلب سے متوجہ ہو کر اس کے سلام کا جواب عنایت فرماتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ اگر عمر بھر کے صلوٰۃ و سلام کا کچھ بھی اجر و ثواب نہ ملے صرف آپ کا جواب مل جائے تو سب کچھ مل گیا ـــــــ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ۔

(۳۰۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَلّٰى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهٗ وَمَنْ صَلّٰى عَلَيَّ نَائِيًا اُبْلِغْتُهٗ ـــــــ رواہ البیہقی فی شعب الایمان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔ جو آدمی میری قبر کے پاس مجھ پر درود بھیجے گا (یا سلام عرض کرے گا)

جاں میدہم در آرزوے قاصد آخر باز گو
در مجلس آں نازنیں حرفے کہ از ما میرود

(۳۰۸) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ اَحَدٍ یُسَلِّمُ عَلَیَّ اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ حَتّٰی اَرُدَّ عَلَیْهِ السَّلَامَ۔

رواہ ابوداؤد والبیہقی فی الدعوات الکبیر

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:- جب کوئی مجھ پر سلام بھیجے گا تو اللہ تعالیٰ میری روح مجھ پر واپس فرمائے گا تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دے دوں ـــــ (سنن ابی داؤد، دعوات کبیر للبیہقی)

(تشریح) حدیث کے ظاہری الفاظ "اِلَّا رَدَّ اللّٰهُ عَلَیَّ رُوْحِیْ" سے یہ شبہ ہوسکتا ہے کہ آپ کی روح مبارک جسدِ اطہر سے الگ رہتی ہے، جب کوئی سلام عرض کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ آپ کے جسدِ اطہر میں روح مبارک کو لوٹا دیتا ہے تاکہ آپ سلام کا جواب دے سکیں ـــــ ظاہر ہے کہ یہ بات کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتی، اگر اس کو تسلیم کرلیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ ایک دن میں لاکھوں کروڑوں دفعہ آپ کی روح مبارک جسمِ اقدس میں ڈالی اور نکالی جاتی ہے، کیونکہ کوئی دن ایسا نہیں ہوتا کہ آپ کے لاکھوں کروڑوں امتی آپ پر صلوٰۃ وسلام نہ بھیجتے ہوں روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر سلام عرض کرنے والوں کا بھی ہر وقت تانتا بندھا رہتا ہے اور عام دنوں میں بھی ان کا شمار ہزاروں سے کم نہیں ہوتا ـــــ علاوہ ازیں انبیاء علیہم السلام کا اپنی قبور میں زندہ ہونا ایک مسلّم حقیقت ہے۔ اگرچہ اس حیات کی نوعیت کے بارے میں علماءِ امت کی رائیں مختلف ہیں، لیکن اتنی بات سب کے نزدیک مسلّم اور دلائلِ شرعیہ سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام اور خاص کر سید الانبیاء صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی قبور میں حیات حاصل ہے اس لئے حدیث کا یہ مطلب کسی طرح نہیں ہوسکتا ہے کہ آپ کا جسدِ اطہر روح سے خالی

دُرُود شریف کے خاص کلمات

جیسا کہ ذکر کیا جا چکا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسُولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم پر درُود و سلام بھیجنے کا ہم بندوں کو حکم دیا اور بڑے مؤثر اور پیارے انداز میں حکم دیا، اور خود رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف پیرایوں میں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے اس کے وہ برکات اور فضائل بیان فرمائے جو ناظرین کو مندرجہ سابق احادیث سے معلوم ہو چکے ہیں ——— پھر صحابہ کرام کے دریافت کرنے پر رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دُرود و سلام کے خاص کلمات بھی تعلیم فرمائے ——— اپنے امکان کی حد تک کتبِ حدیث کی پوری چھان بین کے بعد اس سلسلہ کی مستند روایات جمع کر کے ذیل میں درج کی جا رہی ہیں ——— وَاللّٰہُ وَلِیُّ التَّوْفِیْق ———

(۳۱۰) عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ لَیْلٰی قَالَ لَقِیَنِیْ كَعْبُ بْنُ عُجْرَةَ فَقَالَ اَلَا اُهْدِیْ لَكَ هَدِیَّةً سَمِعْتُهَا مِنَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ بَلٰی فَاَهْدِهَا لِیْ، فَقَالَ سَاَلْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ كَیْفَ الصَّلٰوةُ عَلَیْكُمْ اَهْلَ الْبَیْتِ فَاِنَّ اللّٰهَ قَدْ عَلَّمَنَا كَیْفَ نُسَلِّمُ عَلَیْكَ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ

وہ میں خود سنوں گا، اور جو کہیں دُور سے بھیجے گا تو وہ مجھے پہونچایا جائے گا۔

(شعب الایمان، للبیہقی)

(تشریح) اس حدیث سے یہ تفصیل معلوم ہوگئی کہ فرشتوں کے ذریعہ آپ کو صرف وہی درود وسلام پہونچتا ہے جو کوئی دُور سے بھیجے، لیکن اللہ تعالیٰ جن کو قبر مبارک کے پاس پہونچا دے اور وہ وہاں حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کریں تو آپ اس کو بنفسِ نفیس سنتے ہیں، اور جیسا کہ ابھی معلوم ہو چکا ہے ہر ایک کو جواب بھی عنایت فرماتے ہیں۔

کتنے خوش نصیب ہیں وہ بندے جو روزانہ سیکڑوں یا ہزاروں بار صلوٰۃ وسلام عرض کرتے ہیں اور آپ کا جواب پاتے ہیں ——— حق یہ ہے کہ اگر ساری عمر کے صلوٰۃ وسلام کا ایک ہی دفعہ جواب مل جائے تو جن کو محبت کا کوئی ذرہ نصیب ہے اُن کے لئے وہی دو جہاں کی دولت سے زیادہ ہے ——— کسی محب نے کہا ہے۔ ؎

بہر سلام مکن رنجہ در جواب آں لب
کہ صد سلام مرا بس یکے جواب از تو

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ
کَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰی۔

عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔

ستائش کا سزاوار اور عظمت و بزرگی والا ہے۔ اے اللہ خاص برکتیں نازل فرما حضرت محمدؐ اور حضرت محمدؐ کے گھرانے والوں پر، جیسے تو نے برکتیں نازل فرمائیں حضرت ابراہیم پر اور حضرت ابراہیم کے گھرانے والوں پر، تو حمد و ستائش کا سزاوار اور عظمت و بزرگی والا ہے۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

(تشریح) حضرت کعب بن عجرہ نے عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ کو یہ حدیث جس طرح اور جس تمہید کے ساتھ سنائی اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ اس حدیث کو اور اس درود شریف کو کتنا عظیم اور کیسا بیش بہا تحفہ سمجھتے تھے ـــــ اور طبری کی اسی حدیث کی روایت میں یہ بھی ہے کہ کعب بن عجرہ نے یہ حدیث عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ کو بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے سنائی تھی[۱]۔ اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ان کے دل میں اس کی کتنی عظمت تھی۔

اسی حدیث کی بیہقی کی روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ صلوٰۃ یعنی درود کے طریقہ کے بارے میں یہ سوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت کیا گیا جب سورۂ احزاب کی یہ آیت نازل ہوئی[۲]۔ اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ یُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِیِّ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝

---

[۱]، [۲] ۔ فتح الباری کتاب الدعوات۔

صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ——— رواہ البخاری و مسلم

مشہور جلیل القدر تابعی عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ میری ملاقات کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے ہوئی (جو اصحاب بیعت رضوان میں سے ہیں) انھوں نے مجھ سے فرمایا میں تمھیں ایک خاص تحفہ پیش کروں (یعنی ایک بیش بہا حدیث سناؤں) جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے، میں نے عرض کیا مجھے وہ تحفہ ضرور دیجئے! ——— انھوں نے بتایا کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے ہوئے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے یہ تو ہم کو بتا دیا کہ ہم آپ پر سلام کس طرح بھیجا کریں (یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ نے ہم کو بتا دیا ہے کہ ہم تشہد میں "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ" کہہ کر آپ پر سلام بھیجا کریں) اب آپ ہمیں یہ بھی بتا دیجئے کہ ہم آپ پر صلوٰۃ (درود) کیسے بھیجا کریں، آپ نے فرمایا یوں کہا کرو ———

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ	اے اللہ اپنی خاص نوازش اور عنایت
عَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ	و رحمت فرما حضرت محمد پر اور حضرت
عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ	محمد کے گھر والوں پر جیسے کہ تو نے
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ	نوازش اور عنایت و رحمت فرمائی
اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ	حضرت ابراہیم پر اور حضرت ابراہیم
وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ	کے گھر والوں پر، بیشک تو حمد و

نعمت کا اور اس کے دوام اور اس میں برابر اضافہ و ترقی کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیصلہ ہے۔ بہرحال برکت کسی ایسی چیز کا نام نہیں ہے جس کو "صلوٰۃ" کا وسیع مفہوم حاوی نہ ہو ـــــ اس لحاظ سے اللہ تعالیٰ کے حضور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صلوٰۃ کی استدعا کرنے کے بعد آپ کے واسطے برکت یا رحمت کی دعا اور التجا کرنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی، لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں دعا اور سوال کے موقع پر یہی مستحسن ہے کہ مختلف الفاظ و عبارات میں بار بار عرض و معروض کی جائے، اس سے بندہ کی شدید محتاجی اور صدقِ طلب کا اظہار ہوتا ہے اور سائل اور منگتا کے لیے یہی مناسب ہے۔ اس لیے اس درود شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کے لیے اللہ تعالیٰ سے صلوٰۃ کی استدعا کے بعد برکت کی التجا بھی کی گئی ہے۔ اور بعض دوسری روایات میں (جو عنقریب درج ہوں گی) صلوٰۃ اور برکت کے بعد ترحّم کا بھی سوال کیا گیا ہے۔

درود شریف میں لفظ "آل" کا مطلب :ـــــ

اس درود شریف میں "آل" کا لفظ چار دفعہ آیا ہے، ہم نے اس کا ترجمہ "گھرانے والوں" کیا ہے ـــــ عربی زبان اور خاص کر قرآن و حدیث کے استعمالات میں کسی شخص کی آل ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو ان لوگوں کے ساتھ خصوصی تعلق رکھتے ہوں، خواہ یہ تعلق نسب اور رشتہ کا ہو، جیسے اس کے بیوی بچے، یا رفاقت اور عقیدت و محبت، اور اتباع و اطاعت کا، جیسے کہ اس کے مشن کے خاص ساتھی اور محبین و متبعین[1] ـــــ اس لیے نفس لغت کے لحاظ سے

---

[1] امام راغب اصفہانی نے "مفردات القرآن" میں "آل" کے معنی بیان کرتے ہوئے (اگلے صفحہ پر)

اس آیت میں صلوٰۃ وسلام کا جو حکم دیا گیا ہے اُس کے بارے میں تفصیل سے پہلے لکھا جا چکا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سوال کے جواب میں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر صلوٰۃ بھیجنے کا ہم کو جو حکم دیا ہے اس کا کیا طریقہ ہے اور کس طرح ہم آپ پر صلوٰۃ بھیجا کریں؟ صلوٰۃ کے جو کلمات اس حدیث میں اور اس کے علاوہ بھی بہت سی دوسری حدیثوں میں تلقین فرمائے یعنی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ:..... الخ۔ ان سے معلوم ہوا کہ آپ پر ہمارے صلوٰۃ بھیجنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہم اللہ سے التجا اور استدعا کریں کہ وہ آپ پر صلوٰۃ بھیجے اور برکتیں نازل فرمائے ——— یہ اس لیے کہ ہم خود چونکہ محتاج و مفلس اور تہی مایہ ہیں، ہرگز اس لائق نہیں ہیں کہ اپنے محسنِ اعظم اور اللہ کے نبیِ محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کچھ پیش کر سکیں۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے حضور میں استدعا اور التجا کرتے ہیں کہ وہ آپ پر صلوٰۃ اور برکت بھیجے، یعنی آپ کی تشریف و تکریم، آپ پر نوازش و عنایت، رحمت و رأفت، پیار و دُلار میں اور مقبولیت کے درجات و مراتب میں اضافہ فرمائے اور آپ کو اپنی خاص برکتوں سے نوازے، نیز آپ کے گھر والوں کے ساتھ بھی یہی معاملہ فرمائے۔

استدعاءِ "صلوٰۃ" کے بعد "برکت" مانگنے کی حکمت:———

صلوٰۃ کے بارے میں پہلے بقدرِ ضرورت کلام کیا جا چکا ہے اور بتایا جا چکا ہے کہ اس کے مفہوم میں بڑی وسعت ہے۔ تشریف و تکریم، مدح و ثنا، رحمت و رأفت، محبت و عطوفت، رفعِ مراتب، ارادۂ خیر، اعطاءِ خیر، اور دُعائے خیر سب ہی کو صلوٰۃ کا مفہوم حاوی ہے ——— اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی بندہ پر "برکت" ہونے کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ اس کے لیے بھرپور نوازش و عنایت اور خیر و

ساتھ آپ کے خاص متعلقین یعنی اہل وعیال کو بھی شریک کرنا بلاشبہ آپ کی محبت کا تقاضا ہے، اور اس سے آپ کے قلب مبارک کا بہت زیادہ خوش ہونا بھی ایک فطری بات ہے ــــ اس کی بنیاد پر افضلیت اور مفضولیت کی کلامی بحث کرنا کوئی خوش ذوقی کی بات نہیں ہے ــــ بہرحال اس عاجز کے نزدیک راجح یہی ہے کہ درود شریف میں آلِ محمدؐ سے آپ کے گھر والے یعنی ازواج مطہرات اور ذریت مراد ہے، اور اسی طرح سے آلِ ابراہیمؑ سے حضرت ابراہیمؑ کے گھر والے، قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کی زوجہ مطہرہ کو مخاطب کرکے فرمایا گیا ہے رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔ بلاشبہ آلِ ابراہیمؑ وہی ہیں جن کو اس آیت میں اہل البیت فرمایا گیا ہے۔

درود شریف میں تشبیہ کی حقیقت اور نوعیت:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تلقین فرمائے ہوئے اس درود شریف میں اللہ تعالیٰ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر صلوٰۃ اور برکت نازل کرنے کی درخواست کرتے ہوئے عرض کیا گیا ہے کہ ایسی صلوٰۃ اور برکت نازل فرما جیسی کہ تو نے حضرت ابراہیمؑ اور ان کی آل پر نازل فرمائی ــــ اس تشبیہ کے بارے میں ایک مشہور علمی اشکال ہے کہ تشبیہ میں مشبّہ، مشبّہ بہ کے مقابلہ میں کمتر ہوتا ہے اور مشبّہ بہ اعلیٰ اور برتر ہوتا ہے۔ مثلاً ٹھنڈے پانی کو برف سے تشبیہ دی جاتی ہو تو پانی خواہ کتنا ہی ٹھنڈا ہو ٹھنڈک میں بہرحال برف سے کمتر ہوتا ہے اور برف میں اس سے زیادہ ٹھنڈک ہوتی ہے ــــ اس اصول پر درود شریف کی مذکورۂ بالا تشبیہ سے لازم آتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ اور آلِ ابراہیمؑ پر نازل ہونے والی صلوات و برکات ان صلوات و برکات سے اعلیٰ اور افضل ہوں جن کی اس درودِ پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کے لیے استدعا اور التجا کی گئی ہے۔

یہاں آل کے دونوں معنی ہو سکتے ہیں ـــــ لیکن اگلے ہی نمبر پر اسی مضمون کی حضرت ابو حمید ساعدی کی جو حدیث درج کی جا رہی ہے اس میں درود شریف کے جو الفاظ ہیں اُن سے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں "آل" سے "گھر انے والے" ہی مراد ہیں یعنی آپؐ کی ازواجِ مطہرات اور آپ کی نسل و اولاد، اور جس طرح ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خصوصی قرابت و جزئیت اور زندگی میں شرکت کا خاص شرف حاصل ہے (جو دوسرے حضرات کو حاصل نہیں ہے اگرچہ وہ درجہ میں ان سے افضل ہوں) اسی طرح یہ بھی ان کا ایک مخصوص شرف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ان پر بھی درود و سلام بھیجا جاتا ہے۔ اور اس سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ ازواجِ مطہرات وغیرہ جو لفظ "آل" کے مصداق ہیں، اُمت میں سب سے افضل ہوں، عند اللہ افضلیت کا مدار ایمان اور ایمان والے اعمال اور ایمانی کیفیات پر ہے جس کا جامع عنوان تقویٰ ہے۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰکُمْ ـــــ

اس کو بالکل یوں سمجھنا چاہئے کہ ہماری اس دُنیا میں بھی جب کوئی مخلص محب اپنے کسی محبوب بزرگ کی خدمت میں کوئی خاص مرغوب تحفہ اور سوغات پیش کرتا ہے تو اس کے پیشِ نظر خود وہ بزرگ اور ان کے ذاتی تعلق کی بنا پر ان کے گھر والے ہوتے ہیں اور اس مخلص کی یہ خوشی ہوتی ہے کہ یہ تحفہ ان بزرگ کے ساتھ ان کے گھر والے یعنی اہل و عیال بھی استعمال کریں، کسی کے ساتھ تعلق و محبت کا دراصل یہ فطری تقاضا ہے ـــــ درود شریف بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک تحفہ اور سوغات ہے، اس میں آپ کے

(حاشیہ صفحہ گزشتہ) ـــــــــ

لکھا ہے "ویستعمل فیمن یختص بالانسان اختصاصاً ذاتیاً اما بقرابۃ قریبۃ او بموالاۃ قال عزوجل (وآل ابراھیم وآل عمران) وقال (اَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ) ص ۳۰

اعلیٰ اور برتر ہوتا ہے اور اس کی مثال وہی ہے جو اوپر کپڑے کی دی گئی ہے۔

درود شریف کا اوّل و آخر اَللّٰھُمَّ ـــ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

درود شریف کو اَللّٰھُمَّ سے شروع کر کے اللہ تعالیٰ کے دو مبارک اور پاک ناموں حمید و مجید پر ختم کیا گیا ہے۔ بعض جلیل القدر ائمہ سلف سے نقل کیا گیا ہے کہ اَللّٰھُمَّ اللہ تعالیٰ کے تمام اسماء حسنیٰ کے قائم مقام ہے۔ اور اس کے ذریعہ دعا کرنا ایسا ہو جیسا کہ تمام اسماء حسنیٰ کے ذریعہ دعا کی جائے۔ شیخ ابن القیم نے جلاء الافہام میں اس پر بڑی نفیس فاضلانہ بحث کی ہے جو اہل علم کے لیے قابل دید ہے انھوں نے بتایا ہے کہ یہ معنی اَللّٰھُمَّ کی میم مشدد سے پیدا ہوتے ہیں اور اس کو فلسفۂ لغت سے ثابت کیا ہو پھر اس دعوے کی تائید میں چند ائمہ سلف کے اقوال بھی نقل کیے ہیں[1]۔ اور حمید و مجید اللہ تعالیٰ کے یہ دو مبارک نام اس کی تمام صفات جلال و جمال کے آئینہ دار ہیں حمید وہ ہے جس کی ذات میں سارے وہ محاسن و کمالات ہوں جن کی بنا پر وہ ہر ایک کی حمد و ستائش کا مستحق اور سزاوار ہو ـــ اور مجید وہ ہے جس کو ذاتی جلال و جبروت اور عظمت و کبریائی بدرجۂ کمال حاصل ہو۔ اس بنا پر اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ کا مطلب یہ ہوا کہ اے اللہ تو تمام صفات جمال و کمال اور شان جلال کا جامع ہے اس لیے سیدنا محمد اور آل محمد پر صلوٰۃ و برکت بھیجنے کی تجھ ہی سے استدعا ہے ـــ قرآن مجید میں

---

[1] قریباً دس صفحہ پر یہ بحث کرنے کے بعد لکھتے ہیں "وھذا القول الذی اخترناہ قد جاء عن غیر واحد من السلف قال الحسن البصری اللھم مجمع الدعاء وقال ابو رجاء العطاردی أن المیم فی قولھم اللھم فیھا تسعۃ وتسعون إسماً من اسماء اللہ تعالیٰ وقال النظر بن شمیل من قال اللھم فقد دعا اللہ بجمیع اسماءہ ـــ جلاء الافہام ص۹۲۔

شارحین حدیث نے اس اشکال کے بہت سے جوابات دیے ہیں جو فتح الباری وغیرہ میں دیکھے جا سکتے ہیں۔ اس عاجز کے نزدیک سب سے زیادہ تسلی بخش جواب یہ ہے کہ تشبیہ کبھی صرف نوعیت کی تعیین کے لیے بھی ہوتی ہے۔ مثلاً ایک شخص کسی خاص قسم کے کپڑے کا ایک پرانا ٹکڑا لے کر کپڑے کی بڑی دوکان پر جاتا ہے کہ مجھے ایسا کپڑا چاہیے، حالانکہ جس ٹکڑے کو وہ نمونے کے طور پر دکھا رہا ہے اور جو مشبہ بہ ہے وہ ایک پرانا اور بے قیمت ٹکڑا ہے اور اسی قسم کا جو کپڑا وہ دوکاندار سے چاہتا ہے وہ ظاہر ہے کہ نیا اور قیمتی ہوگا اور اس لحاظ سے نمونہ والے ٹکڑے سے بہتر ہوگا ـــــ پس درود شریف میں تشبیہ اسی قسم کی ہے اور مطلب یہ ہے کہ جس خاص نوعیت کی صلوات و برکات سے سیدنا ابراہیمؑ و آلِ ابراہیم کو نوازا گیا، اسی نوعیت کی صلوات و برکات سیدنا محمدؐ و آلِ محمدؐ پر نازل فرمائی جائیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو تمام نبیوں بلکہ ساری مخلوق میں یہ امتیازات حاصل ہیں کہ اللہ نے ان کو اپنا خلیل بنایا (وَاتَّخَذَ اللّٰهُ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلًا) ان کو امامتِ کبریٰ کے عظیم شرف سے مشرف اور سرفراز فرمایا (اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا) ان کو بیت اللہ کا بانی بنایا۔ ان کے بعد سے قیامت تک کے لیے نبوت و رسالت کا سلسلہ اُن ہی کی نسل اور اُن ہی کے اخلاف میں منحصر کر دیا گیا ـــــ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے سوا کسی پر بھی اللہ تعالیٰ کی یہ نوازشیں و عنایتیں نہیں ہوئیں اور کسی کو بھی محبوبیت و مقبولیت کا یہ مقام عالی عطا نہیں ہوا۔ پس درود شریف میں اللہ تعالیٰ سے یہی دعا اور التجا کی جاتی ہے کہ اسی قسم کی اور اسی نوع کی عنایتیں اور نوازشیں اپنے حبیب حضرت محمدؐ اور اُن کی آل پر بھی فرما اور محبوبیت و مقبولیت کا ویسا ہی مقام ان کو بھی عطا فرما ـــــ الغرض یہ تشبیہ صرف نوعیت کی تعیین اور وضاحت کے لیے ہے جس میں بسا اوقات مشبہ مشبہ بہ کے مقابلہ میں

حضرت کعب بن عجرہ کے علاوہ اور بھی متعدد صحابۂ کرام سے قریب قریب یہی مضمون اور درود شریف کے قریباً یہی الفاظ کتب حدیث میں روایت کیے گئے ہیں۔ وہ تمام روایات آگے پیش کی جارہی ہیں۔

(۳۱۱) عَنْ اَبِیْ حُمَیْدِنِ السَّاعِدِیِّ قَالَ قَالُوْا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ کَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اَزْوَاجِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ——— رواہ البخاری

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ حضرت! ہم آپ پر صلوٰۃ (درود) کس طرح پڑھا کریں؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کیا کرو "اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی

(حاشیہ بسلسلۂ صفحہ گزشتہ) کے موضوع پر ان کی بہترین تالیف ہے جو ان کے کمالِ علمی کی آئینہ دار ہے۔ لیکن درود شریف کے الفاظ کے بارے میں اس میں ان سے یہ بھول ہوگئی ہے کہ "کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم" کے بارے میں انھوں نے لکھ دیا ہے کہ یہ الفاظ کسی صحیح روایت میں وارد نہیں ہوئے۔ صحیح روایات میں یا صرف "علیٰ ابراھیم" روایت کیا گیا ہے یا صرف "علیٰ آلِ ابراھیم" (جلاء الافہام ص۲۳) ——— حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ الفاظ صحیح بخاری میں کعب بن عجرہ کی اس روایت میں موجود ہیں جس کو امام بخاری نے کتاب الانبیاء میں روایت کیا ہے (ص۴۷۰ ج۱) اور اسی طرح صحیح بخاری ہی کی ابو سعید خدری کی روایت میں بھی موجود ہیں (ص۹۴۲ ج۲) ——— درود شریف کے ان الفاظ کے بارے میں قریب قریب یہی سہو شیخ ابن القیمؒ کے استاذ شیخ الاسلام ابن تیمیہ کو بھی ہوا ہے۔ انھوں نے لکھا ہے کہ "کما بارکت علیٰ ابراھیم وعلیٰ آل ابراھیم" کی کوئی سند میرے علم میں نہیں (فتاویٰ ابن تیمیہ ص۱۶۱ ج۱) ——— اس طرح کے سہو بڑے بڑے اکابر سے ہو جاتے ہیں اور اس سے ان کی جلالت شان میں کوئی فرق نہیں آتا۔ سہو و نسیان سے پاک صرف ایک ہی ذات ہے۔ "لَا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسٰی" ۱۲

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے گھر والوں پر اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت و برکت کا جہاں ذکر کیا گیا ہو وہاں بھی اللہ کے ان نوں ناموں کی اسی خصوصیت اور امتیاز کی وجہ سے انہی کو بالکل اسی طرح خاتمۂ کلام بنایا گیا ہو۔ سورۂ ہود میں فرشتوں کی زبانی فرمایا گیا ہو رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

الغرض اَللّٰهُمَّ سے درود شریف کا آغاز اور اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ پر اس کا اختتام اپنے اندر بڑی معنویت رکھتا ہو اور ان دونوں کلموں کی اس معنویت کا لحاظ کرنے سے درود شریف کا کیف بیحد بڑھ جاتا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ
اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

اس درود شریف کے الفاظ کی روایتی حیثیت :—

حضرت کعب بن عجرہ کی روایت سے درود شریف کے جو الفاظ اوپر نقل کیے گئے ہیں وہ امام بخاریؒ نے صحیح بخاری کی کتاب الانبیاء میں روایت کیے ہیں۔ (جلد اول صفحہ ۴۷۰) اس کے علاوہ کم سے کم دو جگہ اور یہ حدیث امام بخاریؒ نے روایت کی ہے۔ ایک سورۂ احزاب کی تفسیر میں (صفحہ ۷۶۶ ج ۲) اور دوسرے کتاب الدعوات میں (صفحہ ۹۴۱ ج ۲) ان دونوں جگہوں پر درود شریف میں "كَمَا صَلَّيْتَ" اور "كَمَا بَارَكْتَ" کے بعد "عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ" کی جگہ صرف "عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ" روایت کیا ہو اور صحیح مسلم کی روایت میں بھی اسی طرح ہے۔ لیکن حافظ ابن حجرؒ نے اس حدیث کی صحیحین اور غیر صحیحین کی تمام روایات کو سامنے رکھتے ہوئے فتح الباری میں اس رائے کا اظہار کیا ہو کہ کعب بن عجرہ کی روایت میں درود شریف کے پورے الفاظ یہی ہیں جو یہاں نقل کیے گئے ہیں۔ اور جن روایات میں صرف "عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ" یا "عَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ" وارد ہوا ہو وہاں بعض راویوں کے حافظہ کے فرق سے ایسا ہو گیا ہو۔[1] (فتح الباری جزء ۶ صفحہ ۵۱)

---

[1] شیخ ابن القیمؒ کی کتاب "جلاء الافہام" کا تذکرہ اوپر آچکا ہے۔ یہ درود و سلام کے (باقی اگلے صفحہ پر)

برگزیدہ کیا آدم کو اور نوح کو اور آلِ ابراہیم کو) ظاہر ہے کہ یہاں آلِ ابراہیم میں خود حضرت ابراہیم بھی شامل ہیں۔ اسی طرح "وَاَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ" اور "وَاَدْخِلُوْٓا اٰلَ فِرْعَوْنَ اَشَدَّ الْعَذَابِ" میں خود فرعون بھی شامل ہے۔

بہرحال ان دونوں حدیثوں میں درود شریف کے جو کلمات وارد ہوئے ہیں ان میں خفیف سا فرق صرف الفاظ میں ہے۔ اسی لیے علماء و فقہاء نے تصریح کی ہے کہ ان میں سے ہر ایک درود نماز میں پڑھا جا سکتا ہے۔ اور اسی طرح دوسرے صحابۂ کرام کی روایتوں سے آئندہ درج ہونے والی حدیثوں میں درود شریف کے جو کلمات آرہے ہیں، جن میں الفاظ کی کچھ کمی بیشی ہے، وہ سب بھی نماز میں پڑھے جا سکتے ہیں۔

(۳۱۲) عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ الْاَنْصَارِیِّ قَالَ اَتَانَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ فِیْ مَجْلِسِ سَعْدِ بْنِ عُبَادَۃَ فَقَالَ لَہٗ بَشِیْرُ بْنُ سَعْدٍ اَمَرَنَا اللّٰہُ اَنْ نُصَلِّیَ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ فَکَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْکَ؟ قَالَ فَسَکَتَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَتّٰی تَمَنَّیْنَا اَنَّہٗ لَمْ یَسْئَلْہُ ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قُوْلُوْا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ فِی الْعَالَمِیْنَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ وَالسَّلَامُ کَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ ـــــــ رواہ مسلم

حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کچھ لوگ سعد بن عبادہ کی نشست گاہ میں بیٹھے ہوئے تھے، وہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے تو (حاضرین مجلس میں سے) بشیر بن سعد نے آپ سے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو آپ پر صلوٰۃ بھیجنے کا حکم دیا ہے (ہمیں بتائیے کہ) ہم کس طرح آپ پر صلوٰۃ بھیجا کریں؟ حدیث کے راوی ابو مسعود انصاری کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

مُحَمَّدٍ وَّاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ ..... الخ" اے اللہ! اپنی خاص نوازش اور عنایت ورحمت فرما حضرت محمد پر اور آپ کی (پاک) بی بیوں اور آپ کی نسل پر جیسے کہ آپ نے نوازش اور عنایت ورحمت فرمائی آلِ ابراہیم پر، اور خاص برکت نازل فرما حضرت محمد پر اور آپ کی (پاک) بی بیوں اور آپ کی نسل پر جیسے کہ آپ نے برکتیں نازل فرمائیں آلِ ابراہیم پر، اے اللہ تو ساری حمد وستائش کا سزاوار ہے اور تیرے ہی لیے ساری عظمت وبڑائی ہے۔ (صحیح بخاری وصحیح مسلم)

(تشریح) اس حدیث میں درود شریف کے جو الفاظ تلقین فرمائے گئے ہیں وہ کعب بن عجرہؓ والی پہلی حدیث سے کچھ مختلف ہیں۔ پہلی حدیث میں "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ" اور "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ" فرمایا گیا تھا، اور اس حدیث میں دونوں جگہ "وَعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ" کے بجائے "وَاَزْوَاجِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ" فرمایا گیا ہے، اسی بنا پر اس عاجز نے پہلی حدیث کی تشریح میں ان حضرات کے قول کو راجح قرار دیا تھا جنھوں نے کہا ہے کہ درود شریف میں آلِ محمد سے مراد ازواجِ مطہرات اور آپ کی ذریتِ طیبہ ہے۔ ایک دوسرا خفیف لفظی فرق یہ بھی ہے کہ پہلی حدیث میں "كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ" اور "كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ" فرمایا گیا تھا اور اس حدیث میں دونوں جگہ صرف "عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ" ہے۔ اور حضرت ابو حمید ساعدی کی اس روایت کے علاوہ دوسرے اکثر صحابہ کی حدیثوں میں بھی جو آگے درج ہوں گی، اسی طرح صرف "عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ" وارد ہوا ہے۔ لیکن جیسا کہ عرض کیا گیا یہ صرف لفظی فرق ہے۔ اس سے معنی میں کوئی فرق نہیں آیا۔ عربی محاورات میں جب کسی کا نام لے کر اس کی آل کا ذکر کیا جائے اور خود اس کا ذکر الگ نہ کیا جائے تو وہ بھی اس میں شامل ہوتا ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے "اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰٓى اٰدَمَ وَنُوْحًا وَّاٰلَ اِبْرٰهِيْمَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ" (اللہ تعالیٰ نے دنیا کی ساری قوموں میں

کہ درود کے بارے میں یہ سوال آپ سے پہلی دفعہ سعد بن عبادہ کی مجلس ہی میں کیا گیا تھا جبکہ جواب میں آپ کو وحی کا انتظار کرنا پڑا ـــــ دوسرے بعض صحابہ (کعب بن عجرہ اور ابو حمید ساعدی وغیرہ) کی روایات میں جو اسی طرح کے سوال کا ذکر ہے وہ یا تو اسی مجلس کے واقعہ کا بیان ہے۔ یا مختلف حضرات نے مختلف موقعوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا تھا اور آپ نے جواب میں ان کو درود شریف کے وہ کلمات تلقین فرمائے جو ان کی روایات میں وارد ہیں۔ اکثر احادیث کے سیاق اور الفاظ و کلمات کے فرق سے اسی دوسرے احتمال کی تائید ہوتی ہے۔ واللہ اعلم

حضرت ابو سعید انصاری کی اس حدیث کی امام احمد اور ابن خزیمہ اور حاکم وغیرہ کی روایات میں ایک اضافہ یہ بھی ہے کہ بشیر بن سعد نے درود بھیجنے کے بارے میں سوال کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تھا

كَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ إِذَا نَحْنُ صَلَّيْنَا عَلَيْكَ فِي صَلَوٰتِنَا۔　　جب ہم نماز میں آپ پر درود بھیجیں تو کس طرح بھیجا کریں؟۔

اس سے معلوم ہوا کہ یہ سوال خاص طور سے نماز میں درود پڑھنے کے بارے میں کیا گیا تھا اور یہ درود ابراہیمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خصوصیت سے نماز میں پڑھنے کے لیے تلقین فرمایا۔

حضرت ابو مسعود انصاری کی اس روایت میں بھی ابو حمید ساعدی کی حدیث کی طرح "كَمَا صَلَّيْتَ" اور "كَمَا بَارَكْتَ" کے بعد صرف "عَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ" روایت کیا گیا ہے اور آخر میں "إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ" سے پہلے "فِي الْعَالَمِينَ" کا اضافہ بھی ہے۔

(۳۱۳) عَنْ أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللَّهِ هٰذَا السَّلَامُ عَلَيْكَ فَقَدْ عَلِمْنَاهُ فَكَيْفَ نُصَلِّي عَلَيْكَ قَالَ قُولُوا اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ كَمَا صَلَّيْتَ

کچھ دیر تک خاموش رہے اور آپ نے بشیر بن سعد کے سوال کا کوئی جواب نہیں دیا (جس سے ہمیں یہ شبہ ہوا کہ شاید یہ سوال آپ کو اچھا نہیں لگا) یہاں تک کہ ہمارے دل میں آیا کہ کاش یہ سوال نہ کیا گیا ہوتا، پھر کچھ دیر خاموشی کے بعد (اس سوال کا جواب دیتے ہوئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یوں کہا کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ	اے اللہ اپنی خاص نوازش و عنایت
وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ	اور رحمت فرما حضرت محمد پر اور ان کے
عَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ	گھرانے والوں پر جس طرح تو نے نوازش و
عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ	عنایت اور رحمت فرمائی حضرت ابراہیم
مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى	کے گھرانے پر اور اپنی خاص برکتیں نازل
آلِ اِبْرَاهِيْمَ فِي الْعَالَمِيْنَ	فرما حضرت محمد اور ان کے گھرانے پر
اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ـــــ	جس طرح تو نے برکتیں نازل فرمائیں حضرت
وَالسَّلَامُ كَمَا قَدْ عَلِمْتُمْ۔	ابراہیم کے گھرانے پر، ساری دنیا میں تو

حمد و ستائش کا سزاوار ہے اور تیرے ہی لیے ساری عظمت و بزرگی ہے۔
اور سلام اُس طرح جس طرح کہ تمہیں معلوم ہو چکا ہے۔

(صحیح مسلم) ـــــــــــــــ

(تشریح) حضرت ابو مسعود انصاری کی اس حدیث کی طبری کی روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جب بشیر بن سعد نے آپ سے سوال کیا کہ ہم آپ پر کس طرح درود بھیجا کریں؟ تو آپ خاموش رہے۔ یہاں تک کہ آپ پر وحی آئی (فَسَكَتَ حَتّٰى جَاءَهُ الْوَحْيُ) اس کے بعد آپ نے مندرجۂ بالا درود تلقین فرمایا ـــــ اس اضافہ سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ آپ کی خاموشی وحی کے انتظار میں تھی اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ درود شریف کے کلمات آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تعلیم فرمائے گئے تھے ـــــ اور مزید یہ بھی معلوم ہو گیا

فرما محمد پر جیسی نوازش و عنایت اور محبت و رحمت فرمائی تو نے ابراہیم پر تو حمد و ستائش کا سزاوار ہو اور ہر طرح کی عظمت و بزرگی تیرے لیے ہو۔ (سنن نسائی)

(۳۱۵) عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قُلْنَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ عَلِمْنَا السَّلَامَ عَلَيْكَ فَكَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكَ؟ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَكَ وَرَحْمَتَكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

رواہ احمد

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہم لوگوں نے عرض کیا کہ حضرت آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہمیں معلوم ہو چکا اب بتا دیجئے کہ آپ پر صلوٰۃ کس طرح بھیجی جائے؟ — آپ نے ارشاد فرمایا، اللہ کے حضور میں یوں عرض کیا کرو،

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلٰوتَكَ	اے اللہ اپنی خاص نوازشیں، عنایتیں
وَرَحْمَتَكَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ	اور اپنی مخصوص رحمت نازل فرما حضرت
اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا جَعَلْتَهَا عَلٰى	محمد اور ان کے گھر والوں پر جیسے تو نے
اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ	نازل فرمائیں حضرت ابراہیم پر تو ہر حمد و

ستائش کا سزاوار ہو اور عظمت و کبریائی تیری ذاتی صفت ہے۔ — (مسند احمد)

(۳۱۶) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَيَّ فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ وَبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

رواہ احمد و ابن حبان والدارقطنی والبیہقی فی السنن

عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَآلِ اِبْرَاهِیْمَ ——— رواہ البخاری

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہم نے عرض کیا کہ حضرت! آپ پر سلام بھیجنے کا طریقہ تو ہم کو معلوم ہو گیا (یعنی تشہد کے ضمن میں بتا دیا گیا "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" اب ہمیں یہ بھی بتا دیا جائے کہ ہم آپ پر "صلوٰۃ" کس طرح بھیجا کریں؟ ——— آپ نے فرمایا ——— اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کیا کرو۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ	اے اللہ اپنی خاص عنایت و نوازش
عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ كَمَا	اور محبت و رحمت فرما اپنے خاص بندے
صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ	اور رسول (حضرت) محمد پر، جیسی تو نے
وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ	نوازش و عنایت اور محبت و رحمت
وَّ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ	فرمائی (اپنے خلیل حضرت) ابراہیم پر
عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَآلِ اِبْرَاهِیْمَ۔	اور خاص برکتیں نازل فرما حضرت محمد
——— رواہ البخاری	آلِ محمد پر جس طرح تو نے برکتیں نازل

فرمائیں حضرت ابراہیم و آلِ ابراہیم پر ——— (صحیح بخاری)

(۳۱۴) عَنْ طَلْحَةَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ كَیْفَ نُصَلِّیْ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ؟ قَالَ قُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ——— (رواہ النسائی)

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ اے پیغمبر خدا ہم آپ پر کس طرح صلوٰۃ بھیجا کریں؟ ——— آپ نے فرمایا یوں کہا کرو۔ اے اللہ نوازش و عنایت اور محبت و رحمت

(۳۱۷) عَنْ زَيْدِ بْنِ خَارِجَةَ قَالَ سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَيْفَ الصَّلٰوةُ عَلَيْكَ؟ فَقَالَ صَلُّوْا عَلَيَّ وَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ وَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ——— رواه احمد والنسائی

حضرت زید بن خارجہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ پر درود کس طرح بھیجی جائے؟ تو آپ نے فرمایا مجھ پر درود بھیجا کرو اور خوب اہتمام اور دل لگا کے دعا کیا کرو اور یوں عرض کیا کرو: "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ وَّبَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ" (اے اللہ حضرت محمد اور آل محمد پر اپنی خاص عنایت و رحمت اور برکت نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم اور آل ابراہیم پر برکتیں نازل فرمائیں، تو ہر حمد و ستائش کا سزاوار ہے اور عظمت و بزرگی تیری صفت ہے) (مسند احمد، سنن نسائی)

(تشریح) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت زید بن خارجہ کے اس سوال کے جواب میں کہ آپ پر درود کس طرح بھیجی جائے؟ درود کے کلمات بھی تلقین فرمائے اور اس سے پہلے ارشاد فرمایا "صَلُّوْا عَلَيَّ وَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ" اس عاجز نے "وَاجْتَهِدُوْا فِي الدُّعَاءِ" کا مطلب یہی سمجھا ہے کہ درود شریف جو دراصل اللہ تعالیٰ کے حضور میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک دعا ہے، صرف زبان سے سرسری طور پر نہیں، بلکہ اہتمام اور دل کی پوری توجہ سے مانگی جائے۔ واللہ اعلم۔

(۳۱۸) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَفَعَهُ مَنْ قَالَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم مجھ پر صلوٰۃ بھیجو تو اس طرح کہا کرو اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ وَبَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۝ (مسند احمد، صحیح ابن حبان سنن دارقطنی، سنن بیہقی)

[چونکہ درود پاک کے ان کلمات کا ترجمہ بار بار کیا جا چکا ہے اس لیے اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں سمجھی گئی۔]

(تشریح) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے روایت کردہ اس درود میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک آپ کی امتیازی صفت اور خاص لقب "اَلنَّبِیُّ الْاُمِّیُّ" کے اضافہ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، قرآن مجید میں آپ کی یہ صفت ایک خاص نشانی اور پہچان کے طور پر ذکر کی گئی ہے (اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَکْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰةِ وَالْاِنْجِیْلِ ـــــ الاعراف) اس آیت میں اشارہ ہے کہ تورات و انجیل میں آپ کا ذکر اس صفت کے ساتھ کیا گیا تھا۔ "اُمّی" کے معنی ہیں "بے لکھے پڑھے" مطلب یہ ہے کہ جو علم و ہدایت آپ لے کر آئے وہ آپ نے کسی اُستاد یا کتاب سے حاصل نہیں کیا ہے، بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے حاصل ہوا ہے۔ لکھنے پڑھنے کے لحاظ سے آپ بالکل ویسے ہی ہیں جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے تھے۔ ظاہر ہے کہ آپ کی اس صفت اور اس لقب میں ایک خاص محبوبیت ہے اور اس چھوٹے سے لفظ میں آپ کی نبوت و رسالت کی ایک بڑی روشن دلیل پیش کر دی گئی ہے ؎

نگارِ من کہ بمکتب نہ رفت و خط نہ نوشت
بغمزہ مسئلہ آموز صد مدرس شد

کے بعد ترحّم کی استدعا بھی کی گئی ہے۔ اس طرح ترحّم کی استدعا صلوٰۃ و سلام کا تکملہ بن جاتی ہے۔

(۳۱۹) عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ یَّكْتَالَ بِالْمِكْیَالِ الْاَوْفٰی اِذَا صَلّٰی عَلَیْنَا اَهْلَ الْبَیْتِ فَلْیَقُلْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَ اَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ ذُرِّیَّتِهٖ وَ اَهْلِ بَیْتِهٖ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ——— رواہ ابوداؤد

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو اس سے خوشی ہو اور وہ چاہے کہ مجھ پر اور میرے گھر والوں پر درود بھیج کر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں زیادہ سے زیادہ اور بھرپور حاصل کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرے۔

"اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَاَزْوَاجِهٖ اُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَذُرِّیَّتِهٖ وَاَهْلِ بَیْتِهٖ كَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ" (سنن ابی داؤد)

اے اللہ اپنی خاص نوازش اور عنایت و رحمت فرما نبی اُمّی حضرت محمد پر اور ان کی ازواج مطہرات اُمہات المومنین اور ان کے سب گھر والوں پر، تو ہر حمد و ثنا کا مستحق و سزاوار ہے اور عظمت و کبریائی تیری ہی صفت ہے۔

(تشریح) اس حدیث کی بنا پر بعض حضرات کا خیال ہے کہ درودوں میں یہ درود سب سے افضل ہے کیونکہ فرمایا گیا ہے کہ جو زیادہ سے زیادہ اور بھرپور رحمت و برکت اور اجر و ثواب حاصل کرنا چاہے وہ یہ درود پڑھے ——— اور بعض حضرات نے لکھا ہے کہ نماز میں تو وہ درود پڑھنا افضل ہے جو ابتدائی حدیثوں میں گزر چکا اور نماز سے

عَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ وَ بَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَ عَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ وَتَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ، شَهِدْتُّ لَهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَشَفَعْتُ لَهٗ ـــــــ رواہ الطبری فی تہذیب الآثار (فتح الباری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے مجھ پر اس طرح درود بھیجا "اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِكْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَكْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ، وَتَرَحَّمْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرَاهِیْمَ" تو میں قیامت کے دن اس کے لیے شہادت دوں گا اور اس کی شفاعت کروں گا۔

(تہذیب الآثار للطبری)

(تشریح) حضرت ابوہریرہؓ کی روایت کی ہوئی اس درود میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل کے لیے صلوٰۃ اور برکت کے علاوہ ترحم کی بھی دعا ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابلِ ذکر ہے کہ بہت سے علماء اور فقہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے رحمت کی دعا سے منع فرمایا ہے، کیونکہ یہ دعا تو عام مومنین کے لیے کی جاتی ہے لیکن اگر صلوٰۃ وسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے رحمت اور ترحم کی التجا آپ کے لیے کی جائے تو مضائقہ نہیں ہے۔ تشہد میں "اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ" ہر نماز میں پڑھا جاتا ہے اور اس میں آپ کے لیے سلام کے ساتھ رحمت کی دعا بھی ہے، اسی طرح حضرت ابوہریرہ کے روایت کیے ہوئے اس درود میں صلوٰۃ اور برکت کی التجا

(تشریح) اس درود میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے گھر والوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے صلوٰۃ اور برکت اور ترحم کی استدعا کے علاوہ سلام اور تحنن کی استدعا کی گئی ہے۔ تحنن کے مفہوم کو اردو زبان میں شفقت اور پیار دلار سے ادا کیا جا سکتا ہے اور سلام کے معنی ہیں ہر برائی اور ناپسندیدہ چیز سے سلامتی اور حفاظت۔

اس حدیث کے بارہ میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کنز العمال جلد اول میں جہاں یہ حدیث ذکر کی گئی ہے وہیں سند کے لحاظ سے اس کے ضعیف ہونے کی تصریح بھی کر دی گئی ہے۔ پھر اسی کی دوسری جلد میں اسی مضمون کی ایک اور حدیث اور درود شریف کے یہی کلمات حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے بھی صاحب مستدرک ابو عبداللہ حاکم نیشاپوری کی "معرفۃ علم الحدیث" کے حوالے سے ان کی مسلسل سند کے ساتھ نقل کیے گئے ہیں اور اس سند کے بھی بعض راویوں پر سخت جرح کی گئی ہے، ساتھ ہی سیوطی سے نقل کیا گیا ہے کہ انھیں اس حدیث کے بعض اور "طریقے" بھی ملے، نیز حضرت انس سے بھی قریباً اسی مضمون کی ایک حدیث روایت کی گئی ہے جو ابن عساکر کے حوالے سے کنز العمال میں بھی درج ہے اور اصحاب فن کا یہ مسلمہ اصول ہے کہ ضعیف حدیث تعدد طرق کی وجہ سے قابل قبول ہو جاتی ہے۔ خاص کر فضائل اعمال میں ایسی حدیث سب کے نزدیک قابل عمل ہے۔ ملا علی قاریؒ نے شرح شفا میں حاکم کی روایت کردہ حضرت علی والی حدیث کے راویوں پر سخت جرح کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ "غایۃ الامر یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے اور علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث کو بھی قابل اعتماد سمجھا جاتا ہے"۔ (شرح شفا، صفحہ ۲۷۳ ج ۲) انہی سب باتوں پر نظر رکھتے ہوئے یہ حدیث ضعیف ہونے کے باوجود یہاں درج کر دی گئی ہے۔

یہاں تک جو احادیث درج ہوئیں جن میں درود و سلام کے کلمات تلقین فرمائے گئے ہیں، یہ سب مرفوع حدیثیں تھیں، یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات تھے

باہر یہ درود افضل ہے جس کو حضرت ابوہریرہؓ نے اس حدیث میں روایت کیا ہے واللہ اعلم

(۳۲۰) عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَدَّهُنَّ فِيْ يَدِيْ جِبْرَئِيْلُ وَقَالَ جِبْرَئِيْلُ هٰكَذَا أُنْزِلَتْ مِنْ عِنْدِ رَبِّ الْعِزَّةِ۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اَللّٰهُمَّ وَتَرَحَّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَرَحَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اَللّٰهُمَّ تَحَنَّنْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا تَحَنَّنْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

اَللّٰهُمَّ وَسَلِّمْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا سَلَّمْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ۔

——— رواہ البیہقی فی شعب الایمان والدیلمی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبرئیل امین نے میرے ہاتھ کی انگلیوں پر گن کر درود شریف کے یہ کلمات تعلیم فرمائے اور بتایا کہ رب العزت جل جلالہ کی طرف سے یہ اسی طرح اترے ہیں وہ کلمات یہ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ..... الخ

(مسند فردوس دیلمی، شعب الایمان للبیہقی)

إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلَىٰ مُحَمَّدٍ وَّعَلَىٰ آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ۔

رواہ ابن ماجہ

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجو تو بہتر سے بہتر طریقہ پر درود بھیجنے کی کوشش کرو، تم جانتے نہیں ہو انشاء اللہ تمہارا وہ درود آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے گا۔ لوگوں نے عرض کیا تو آپ ہمیں بتا دیجئے اور سکھا دیجئے کہ ہم کس طرح درود بھیجا کریں۔ آپ نے فرمایا یوں عرض کیا کرو۔ "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ ..... الی قولہ ..... اِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ"۔

(اے اللہ اپنی خاص عنایات اور رحمتیں اور برکتیں نازل فرما سید المرسلین، امام المتقین، خاتم النبیین حضرت محمد پر جو تیرے خاص بندے اور رسول ہیں، نیکی اور بھلائی کے راستہ کے امام اور راہنما ہیں، رحمت والے پیغمبر ہیں (یعنی جن کا وجود ساری دنیا کے لیے باعث رحمت ہے) ۔۔۔ اے اللہ ان کو اس مقام محمود" پر فائز فرما جو اولین و آخرین کے لیے قابل رشک ہو۔۔۔ اے اللہ حضرت محمد اور آل محمد پر اپنی خاص نوازشیں اور عنایتیں فرما جس طرح کہ تو نے حضرت ابراہیم و آل ابراہیم پر نوازشیں اور عنایتیں فرمائیں، اور حضرت محمد و آل محمد پر اپنی خاص برکتیں نازل فرما جس طرح تو نے حضرت ابراہیم و آل ابراہیم پر برکتیں نازل فرمائیں تیری ذات ہر حمد و ثنائش کی سزاوار ہے اور عظمت و کبریائی تیری ذاتی صفت ہے۔ (سنن ابن ماجہ)

ـــــ اور ان میں درود و سلام کے جو کلمات تعلیم فرمائے گئے ہیں ـــــ ان سب کی بنیاد وحیِ ربانی پر ہے، حضرت ابو مسعود انصاریؓ کی حدیث کے ذیل میں اوپر گزر چکا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بشیر بن سعد نے دریافت کیا کہ ہم آپ پر درود کس طرح بھیجا کریں؟ تو آپ کچھ دیر خاموش رہے، یہاں تک کہ وحی آئی اس کے بعد آپ نے درودِ ابراہیمی تلقین فرمایا ـــــ اس سے معلوم ہوا کہ درود شریف کے بارہ میں آپ کو بنیادی رہنمائی وحی سے ملی تھی، اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ درود و سلام کے جو کلمات بھی کسی وقت آپ نے تلقین فرمائے اُن کی بنیاد وحی پر ہے اور یہ فضیلت درود و سلام کے انھیں کلمات کو حاصل ہے جو کسی وقت آپ نے تعلیم فرمائے۔ ان کے علاوہ بعض صحابۂ کرام اور دوسرے سلف صالحین سے درود و سلام کے جو کلمات منقول ہیں ان کو یہ خصوصیت اور فضیلت حاصل نہیں ہے، اگرچہ ان میں سے بعض لفظی اور معنوی لحاظ سے بہت ہی بلند ہیں اور انکی مقبولیت میں کوئی شبہ نہیں ہے ـــــ ان میں سے ایک جو کتبِ حدیث میں فقیہ الامۃ حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کیا گیا ہے، اور دوسرا جو حضرت علی مرتضیٰ سے مروی ہے یہاں درج کیے جا رہے ہیں اور انہی پر روایات کا یہ سلسلہ ختم کیا جا رہا ہے۔

(۳۲۱) عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَحْسِنُوا الصَّلٰوةَ عَلَيْهِ فَاِنَّكُمْ لَا تَدْرُوْنَ لَعَلَّ ذٰلِكَ يُعْرَضُ عَلَيْهِ فَقَالُوْا لَهٗ فَعَلِّمْنَا، فَقَالَ قُوْلُوْا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ صَلَوَاتِكَ وَرَحْمَتَكَ وَبَرَكَاتِكَ عَلٰى سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَخَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُوْلِكَ اِمَامِ الْخَيْرِ وَقَائِدِ الْخَيْرِ وَرَسُوْلِ الرَّحْمَةِ اَللّٰهُمَّ ابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُوْدًا يَغْبِطُهٗ بِهِ الْاَوَّلُوْنَ وَالْاٰخِرُوْنَ

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى

"صَلَوٰتُ اللّٰهِ الْبَرِّ الرَّحِيْمِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ وَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ..... الخ"

اُس خداوند تعالیٰ کی طرف سے جو بڑا احسان فرمانے والا اور نہایت مہربان ہے خاص نوازشیں اور عنایتیں ہوں، اور اس کے ملائکہ مقربین اور انبیاء و صدیقین اور شہداء و صالحین کی اور اُس ساری مخلوقات کی جو اللہ کی تسبیح و حمد کرتی ہے بہترین دُعائیں اور نیک تمنائیں ہوں حضرت محمد بن عبداللہ کے لیے جو خاتم النبیین، سید المرسلین، امام المتقین اور رسول رب العالمین ہیں، جو اللہ کی طرف سے شہادت ادا کرنے والے ہیں، اللہ کے فرمانبردار بندوں کو رحمت و جنت کی بشارت سنانے والے اور مجرموں نافرمانوں کو برے انجام سے اور اللہ کے عذاب سے آگاہی دینے والے ہیں، جو تیرے بندوں کو تیرے حکم سے تیری طرف دعوت دیتے ہیں اور تیرے ہی روشن کیے ہوئے چراغ ہیں، اور ان پر سلام ہو۔　　(شفاء قاضی عیاض)

(تشریح) یہ درود پاک جیسا کہ ظاہر ہے الفاظ و مطالب کے لحاظ سے نہایت بلند اور ایمان افروز ہے۔ لیکن حدیث کی کسی کتاب میں اس کی روایت نظر سے نہیں گزری، البتہ پانچویں اور چھٹی صدی کے عالم اور محدث قاضی عیاضؒ نے اپنی کتاب "الشفا بحقوق المصطفیٰ" میں اس کو حضرت علی مرتضیٰؓ سے نقل کیا ہے[1] اور علامہ قسطلانی نے "مواہب لدنیہ" میں شیخ زین الدین بن الحسین مراغی کی کتاب "تحقیق النصرہ فی دار الہجرہ" کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز جنازہ میں حضرت علی مرتضیٰؓ نے آپ پر یہی درود پاک پڑھا تھا اور لوگوں کے دریافت کرنے پر ان کو بھی تعلیم فرمایا تھا[2]۔ بہرحال الفاظ و مطالب کے لحاظ سے بڑا پیارا اور روح پرور یہ درود ہے۔

---

[1] شرح شفاء ص ۳۸۱ ج ۲　　[2] زرقانی شرح مواہب لدنیہ ص ۳۹۱ ج ۸

(تشریح) درود شریف کے یہ کلمات حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے لوگوں کو تعلیم فرمائے تھے۔ بلاشبہ بڑے مبارک اور مقبول کلمات ہیں اور اس میں وہ درود ابراہیمی بھی لفظ بہ لفظ شامل ہے جو کعب بن عجرہ کی اس روایت میں گزر چکا ہے جو صحیحین کے حوالہ سے سب سے پہلے درج کی جا چکی ہے۔

(۳۲۲) عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهُ فِي الصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـــــ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ ـــــ

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ رَبِّيْ وَسَعْدَيْكَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ الْبَرِّ الرَّحِيْمِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَمَا سَبَّحَ لَكَ مِنْ شَيْءٍ يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَرَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ الشَّاهِدِ الْبَشِيْرِ الدَّاعِيْ اِلَيْكَ بِاِذْنِكَ السِّرَاجِ الْمُنِيْرِ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ

ـــــ اورده القاضی عیاض فی کتاب الشفا

حضرت علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے روایت کیا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اس طرح درود بھیجتے تھے ـــ (پہلے سورۂ احزاب کی آیت تلاوت فرماتے۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود وسلام بھیجنے کا حکم دیا گیا ہے) ـــ إِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ ـــــ اس کے بعد کہتے "لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ رَبِّيْ وَسَعْدَيْكَ" اے میرے اللہ میں تیرے اس فرمان کی سر و چشم تعمیل کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما سے درود وسلام کے جو کلمات یہاں نقل کیے گئے اُن سے معلوم ہو گیا کہ اُمت کے لیے یہ پابندی نہیں ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر صرف آپ کے تلقین فرمائے کلمات ہی کے ذریعہ درود وسلام بھیجے، بلکہ اربابِ ذوق ومحبت کے لیے دروازہ کھلا ہوا ہے وہ حدودِ شریعت کے پابند رہتے ہوئے اپنے ذوق و شوق کے تقاضے کے مطابق دوسرے کلمات کے ذریعہ بھی آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیج سکتے ہیں ـــــ چنانچہ بہت سے اکابر اُمت، تابعین اور بعد کے علماء عارفین سے اور بھی کلمات منقول ہیں لیکن وہ سلسلۂ معارف الحدیث کے دائرہ سے باہر ہیں اس لیے ان کو یہاں جمع کرنا مناسب نہیں سمجھا گیا، اگر اللہ نے توفیق دی تو ان میں سے بھی چند منتخب کلمات کو ایک مستقل مضمون میں جمع کرنے اور ان پر کچھ لکھنے کا ارادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی توفیق سے معارف الحدیث کی پانچویں جلد یہاں ختم ہو گئی ـــــ اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے اور اس کے مؤلف اور ناظرین کے لیے وسیلۂ رحمت ومغفرت بنائے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ.

آپ

حج کیسے کریں

حج کے موضوع پر اردو زبان میں بے شمار کتابیں لکھی جا چکی ہیں

لیکن یہ کتاب جو دراصل مولانا محمد منظور نعمانی اور مولانا ابوالحسن علی ندوی

کی مشترک تالیف ہے، اپنی اس خصوصیت میں اب بھی ممتاز و منفرد ہے کہ یہ بہت آسان

اور دل نشیں انداز میں حج کا طریقہ اور اس کے احکام و مناسک بھی بتاتی ہے اور

ذوق و شوق اور جذبۂ عشق بھی پیدا کرتی ہے جو حج و زیارت کی جان ہے۔

اللہ کے جن بندوں نے اس کتاب کو لیکر اور اس کی رہنمائی میں حج کیا

ہے ان کا بیان ہے کہ بالکل ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ایک ماہر اور مخلص معلم

اور صاحب دل مرشد انگلی پکڑ کر مسنون اور عاشقانہ حج کرا رہا ہے۔

آخر میں شوق انگیز اور وجد آور نظمیں بھی شامل ہیں ——— عمدہ کاغذ ——— قیمت مجلد صرف دو روپے

آسان حج

یہ آسان زبان میں "آپ حج کیسے کریں" کا خلاصہ ہے۔ ایسے کم تعلیم یافتہ حضرات کیلئے

جو صرف آسان اور معمولی اردو ہی پڑھ سکتے ہیں بہترین رہنما ہے۔

• [illegible] سائز • عرض ناٹا میٹل • قیمت صرف پچھتر پیسے

[illegible]

[illegible]

کتب خانہ الفرقان، کچہری روڈ لکھنؤ